

عمران سیریز جلد نمبر 5

شکرال کا ناسور

15 - کالے چراغ

16 - خون کے پیاسے

17 - الغانے

18 - درندوں کی بستی

ابن صفی

(1)

بارش اور رعد کے شور سے کان بھٹے جا رہے تھے! انہیں میں یہ شور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو اور اب بھی سورج نہ دکھائی دے گا! یہ سلسلہ چار بجے شام سے شروع ہوا تھا! اب دس بجے رہے تھے! لیکن اس دوران میں ایک بار بھی بارش کا تار نہیں ٹوٹا تھا!....

بیگم جعفری ایک بہکی سی شاہ میں لپٹی ہوئی آرام کر سی میں نیم دراز تھیں!.... ان کے چہرے پر گہرے تھکر کا غبار تھا!.... ڈائینگ رووم میں ان کے علاوہ چار افراد اور بھی تھے! جورات کے کھانے کے بعد سے اب تک بیٹھنے لگے تھے اور اس دوران میں کافی کئی دو رچل چکے تھے!.... جعفری خاندان کی بزرگ اب بیگم جعفری ہی تھیں!.... حالانکہ وہ جمیل، فکلیل، غزالہ اور روحی کی سوتیلی ماں تھیں۔ لیکن ان کے رکھ رکھاؤ سے سوتیلے پن کا اظہار نہیں ہوتا تھا!.... چاروں بھائی بین بچے ہی تھے جب وہ اس گھر میں آئی تھیں! اور دوسال کے بعد خود بھی بیوہ ہو گئی تھیں!.... وہ ان کی جوانی ہی کا زمانہ تھا! لیکن ان بچوں کے لئے انہوں نے خود پر بڑھا طاری کر لیا تھا! اور یہ حقیقت ہے کہ وہ ان کے لئے مر منی تھیں!.... ابھی بچپنے ہی سال انہوں نے بڑے لڑکے جمیل کی شادی کی تھی!.... جب بہو گھر آئی تو انہوں نے سارے انتظامات اس کے سپرد کر دیے! لیکن جمیل نے اسے منظور نہیں کیا۔ وہ سب ان کی بزرگی اور برتری ہر معاملے میں رکھنا چاہئے تھے!.... بیگم جعفری اکثر سوچتیں کہ کیا ان کے اپنے بچے بھی اسی طرح ان سے محبت کرتے جس طرح یہ چاروں کرتے ہیں!.... وہ گھنٹوں اس موضوع پر سوچتیں لیکن آخر انہیں تسلیم کرنا ہی پڑتا کہ ان کے اپنے بچے نالائق بھی ثابت ہو سکتے تھے! کیونکہ ان کے سامنے ایسی بہتری مثالیں ہوتیں!....

گر آج کل وہ بہت مغموم تھیں!.... کوئکہ ان کی جنت میں ایک خبیث روح گھس آئی تھی!.... اور اس نے ان کا سکون چھین لیا تھا۔ وہ جمیل کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی یہ چیز ان کے لئے ہر ہی تکلیف دہ تھی کہ جمیل آج بھی گھروالوں

پیش رس

یہ رہے کالے چراغ!.... آپ تک پہنچنے میں تھوڑی تاخیر ہوئی لیکن آپ کی یہ خواہش پوری کر دی جائے گی کہ عمران ”ایکس ٹو“ ہی کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ کالے چراغ کے اشتہار میں اعلان کیا گیا تھا کہ عمران یہ کارنامہ تھا انجمام دے گا اور آدمی سے زیادہ کہانی ترتیب پاچھی تھی کہ آپ کے خطوط کا تاثرا بندھ گیا۔ آپ عمران کی تھائی کو ”تیمی“ سمجھتے ہیں! لہذا آپ کی خواہشات کے احترام میں مجھے کہانی میں بہتری تبدیلیاں کرنی پڑیں! بھی وجہ ہے کہ کتاب آپ تک تھوڑی تاخیر سے پہنچ رہی ہے!

زیادہ تر پڑھنے والوں کی رائے یہی ہے کہ عمران ہر ناول میں ایکس ٹو ہی کے روپ میں پیش کیا جائے! کچھ ایسے بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ عمران سارے کارنامے تھا انجمام دے، لیکن ایسے حضرات کی تعداد کم ہے! بہر حال ایسی صورت میں ایک مصنف کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ کیا لکھے اور کیا نہ لکھے! پھر یہی ایک طریقہ باقی رہ جاتا ہے کہ اکثریت کے مطالبے پورے کئے جائیں! چنانچہ جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کے ناول لکھتے وقت میں یہی چیز ہن میں رکھتا ہوں!

ابن صفحہ

مئے ساتھ کھانے کی میز پر موجود نہیں تھا! جیل کی بیوی کا مکالیا ہوا چہرہ دیکھتیں اور دل عی dalle میں کڑھتی رہتیں! وہ جیل جو کبھی ان کے سامنے اونچی آواز میں بولنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا آج ہی انہیں ترکی پر ترکی جواب دینا چلا گیا تھا! اس نے کہا تھا کہ وہ پنی مرضی کا مختار ہے!... جو چاہے گا کرے گا! بیگم جعفری دخل انداز نہیں ہو سکتیں! وہ سنائے میں آگئی تھیں! لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گئی تھیں جیسے جو مجھ ان سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہو!

اس وقت وہ ٹکلیں کو بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے کل وہ بھی اس طرح ان کا دل توڑ دے گا!... ٹکلیں جیل سے چھوٹا تھا لیکن عمروں میں دوسارے زیادہ فرق نہیں تھا!... بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگیں!... ٹکلیں، غزالہ، روحی اور جیل کی بیوی رضیہ آہستہ گنتگو کر رہی تھیں.... بارش کے شور کی وجہ سے شامد ان کی آوازیں بیگم جعفری تک نہیں پہنچ رہی تھیں! انہوں نے یک بیک ان کی طرف مڑ کر کہا "میا آج تم لوگوں کو نیند نہیں آرہی۔"

"نہیں ای!... ٹکلیں بولا!" جب تک جیل بھائی آپ کے پیروں پر تاک نہیں رگڑ لیں گے مجھے نیند نہیں آئے گی!"

"حقوقوں کی سی گفتگو نہ کرو! جاؤ...! سو جاؤ...!"

"مجھے نیند نہیں آئے گی ای!... میرا دل چاہتا ہے کہ جیل بھائی کا گلا گونٹ دوں!"

"میا کبواس ہے!" بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا! ایسی بیہودگی مجھے پسند نہیں ہے!... اگر تم نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو میں تم سے بھی خفا ہو جاؤں گی۔ اس کا کیا قصور ہے۔ وہ تو مجھے اپنے ہوش ہی میں نہیں ہے!"

"آپ انہیں مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں ای!"

"ہاں ٹھیک ہے! تمہیں نے تو اسکی پرورش کر کے اسے اتنا برا کیا ہے تم ہی کیوں نہ جانو گے؟"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں!"

"میں کچھ نہیں سمجھتا چاہتی۔ جاؤ اب سو جاؤ!"

دفعہ ایک نوکر کرے میں داخل ہو کر ٹکلیں سے بولا "ایک صاحب آپ کو پوچھ رہے ہیں!"

"اس وقت...!" بیگم جعفری نے حیرت سے کہا! "کون ہے؟"

"پتہ نہیں کون صاحب ہیں! " نوکر نے کہا! "خواہ محاجت کرتے ہیں! کہنے لگے مشتری منزل یہی ہے نا... یہاں ٹکلیں صاحب رہتے ہیں نا... میں نے کہا جی ہاں رہتے ہیں مگر یہ

جعفری منزل ہے کہنے لگے نہیں مشتری منزل ہے۔ اس پر انہوں نے بھگڑا شروع کر دیا ہوئے تم مجھ سے زیادہ قابل ہو کیا! میں ایم، اے۔ بی، اے... نہ جانے کیا کیا ہوں!"

"اوہ!...." ٹکلیں یے ساختہ اچھل کر کھڑا ہو گیا! اس کا چہرہ دکھنے لگا تھا! پھر اسے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بیگم جعفری کے سوال کا جواب دیئے بغیر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ "کیا مصیبت ہے!.... بیگم جعفری بڑا ایم۔" ایک طرح سے سب کے داماغ الٹتے چلے جا رہے ہیں! اللہ رحم کرے۔ پھر وہ نوکر کی طرف دیکھ کر بولیں! "کون آیا ہے؟"

"پتہ نہیں بیگم صاحب! انہوں نے اپنا نام بتایا تھا۔ مگر پھر ایم اے بی اے اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے۔ میں نام ہی بھول گیا! خواہ محاجت مجھ سے لٹنے لگے کہ نہیں یہ مشتری منزل ہے!"

"جاو۔۔!" بیگم جعفری ہاتھ اٹھا کر بولیں۔ اور نوکر چلا گیا!

رضیہ روحی اور غزالہ میں پھر سرگوشیاں ہونے لگی تھیں! بیگم جعفری کے چہرے پر نظر آنے والا اضطراب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا تھا!

"لڑکیو! آخر تم کب تک جا گئی رہو گی۔۔!" وہ بڑا ایم!

"نیند نہیں آئے گی ای! اس شور میں!" غزالہ نے کہا کچھ دیر خاموشی رہی، پھر بیگم جعفری نے کہا "یہ اتنی رات گئے اس طوفان میں کون آیا ہے!.... میں قہکھی ہوں کہ یہ دونوں لڑکے مجھے پاگل ہنادیں گے!"

"ای!۔۔ آپ خواہ محاجت پر بیشان ہوتی ہیں! " روحی بولی! " وہ بھیا کے کوئی دوست ہوں گے! ان کے زیادہ تر دوست ایسے ہی ادھ پٹاگنگ قسم کے لوگ ہیں!"

"میرے خدا!.... یہ جیل کتنا اچھا لڑکا تھا!" بیگم جعفری مغموم آواز میں بولیں! "کتابوں کا کیڑا!.... دنیا کی لغویات سے اسے کوئی دچکی نہیں تھی۔۔ یہ بیک اس خبیث عورت نے نہ جانے کس طرح اس کا داماغ الٹ دیا!"

"ای!۔۔ وہ عورت شیطانی قوتوں کی ماں معلوم ہوتی ہے! آپ اس سے آکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتیں!...."

"میں اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی! " بیگم جعفری نے برا سامنہ بنا کر کہا!

"میں نے اتنی خوبصورت عورت آج تک نہیں دیکھی! " غزالہ نے کہا۔

"کیا خوبصورتی ہے اس میں!" جیل کی بیوی رضیہ نے برا سامنہ بنا کر کہا! "کسی لاش کی طرح سفید معلوم ہوتی ہے!"

"خدا اسے لاش ہی میں تبدیل کر دے!" غزالہ نے کہا جو شاید اس خیال سے گڑ بڑا گئی تھی

(1)

دوسری صبح وہ سب ناشتے کی میز پر بچھلی رات آئے ہوئے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔ جیل اس وقت بھی غیر حاضر تھا! فکلیل کے متعلق تو قع تھی کہ وہ مہمان سمیت آئے گا! جب مہمان آیا تو ان کی آنکھیں جرت سے پھیل گئیں! کیونکہ وہ زرد قمیض اور نیلی پتوں میں ملبوس تھا۔ گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹائی تھی! اور سر پر سبز رنگ کی فلت بہیث۔ وہ کسی لکن کلر فلم کا کوئی کردار معلوم ہوتا تھا!... اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سمجھی گئی تھی!

” یہ میری ای بیز!“ فکلیل نے تعارف کرنا شروع کیا! ” یہ بھابی رضیہ! یہ دونوں غزالہ اور روچی میری بہنیں ہیں!...“

”آپ سب سے خوش کر... اور... مل کر.... بڑی خوشی ہوئی!“ مہمان احمقانہ انداز
میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا!
”اور یہ کون ہیں!.... بیگم جعفری نے پوچھا!
”علی عمران.... ام - ایس - سی - بڑی - ایس - سی.... آکسن!“ ٹکلیل نہ کر بولا
آکسفورڈ میں میرے ساتھ تھے....!
آن سب کو شاید اس پر یقین نہیں آیا تھا! کیونکہ وہ اپنی بیساختہ قسم کی مسکراہیں روکنے کی
کوشش کر رہا تھا....!

کو شش کر رہی تھیں....!”
 عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری خلیل کو حکور رہی تھیں اور خلیل کا یہ عالم تھا کہ ہنستے ہنستے دو ہمراہ اجا رہا تھا!
 ”کیا بیہودگی ہے۔ خلیل! کیوں پاگلوں کی طرح ہس رہے ہو؟“ بیگم جعفری نے غصیل آواز میں لکھا! اور عمران نے اس طرح چوک کر خلیل کی طرف دیکھا جسے وہ سچ پاگل ہو گیا ہو۔ دیتے عمران کی حجات آئیں سمجھدی میں ذرہ برا بر بھی فرق نہیں آیا تھا!
 خلیل نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔ لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے!.... آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ گیا!.... انہوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈائینگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔ ”دیکھا تم نے!....“ بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں!“ میں تھک آگئی ہوں ان لڑکوں سے!“
 ”شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی بے تکلف قسم کے دوست ہیں!“ رضیہ نے عمران کی

کہیں اس کے اس ریمارک نے رضیہ کو دکھنے پہنچایا ہوا!
دفعتہ غلیل کرے میں داخل ہوا..... اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور بڑی نکلی پر رہی تھی!
”امی! وہ میرا دوست ہے!..... بہت دور سے آیا ہے اسے پہلے ہمیں اطلاع دینی چاہئے تھی!
ہم اسے اشیش لینے جاتے!“ اس نے کہا!
”اوہ!..... تمہیں ادوستوں سے اتنی دلچسپی کب سے ہو گئی?..... تمہارا تو یہ حال تھا کہ جہاں
کسی دوست کی آمد کی خبر سنی اس طرح ہونٹ سکوڑ لئے جیسے وہ ساری زندگی تمہارے ساتھ
رہنے کے لئے آیا ہو؟“
”یہ دوست ان سے مختلف ہے امی!..... وہ ان لوگوں کی طرح بور نہیں کرتا..... بلکہ خود ہی
دوسروں کی دلچسپی کا سامان بن جاتا ہے! کبھی تو میں اسے بھاں لاؤں!.....“
”وہ تھکا ہوا آ رہا ہے..... نہیں اب ہم صبح اس سے ملیں گے!..... اس کا کھانا وہیں کمزے میں
جائے گا!“
”کھانا!.....“ غلیل مسکرا کر بولا ”وہ کہتا ہے میں نے پچھلے ہفتے سے کھانا نہیں کھایا!..... اور نہ
آئیدہ ہفتے کھانے کا رادا ہے!“

”دوسری خبیث روح!“ غزالہ آہتہ سے بڑا بڑا اور گلیل ہنٹے لگا! پھر بولا!
 ”یقیناً.... اگر جیل بھائی خبیث ارواح سے تعلق قائم کر سکتے ہیں تو پھر میں کیوں یچھے
 رہوں!“
 ”اچھا تو پہلے میرے لئے تھوڑا سازہ را دو.... پھر جو تم لوگوں کا دل چاہے کرتے رہو! میں
 دیکھنے کیلئے نہیں آؤں گی!“ یلیم جعفری نے کہا۔
 ”واہ.... ای!... زہر تو لاوں گا میں ان لوگوں کے لئے جن کی وجہ سے آپ پر بیشان ہیں!
 میں دیکھتی جائیے تماشہ۔ اگر وہ جادو گرنی اپنا سر پیٹھی ہوئی یہاں سے نہ بھاگے تو نام بدل دوں گا
 اپنا!۔ جیل بھائی کے سارے فلسفے خاک کاڈھیر ہو جائیں گے!“
 ”تک آنا نہ ملا!“ ۱

”وہ صرف میرا ایک دوست ہے! ایک یو تو ف سا آدمی! چہرے سے حمات بر تی ہے!“
 ”تمہارا ہی دوست نہ ہرا...“ رضیہ سکرانی! انگم جعفری کے علاوہ اور سب ہٹنے لگے۔۔۔!
 ”اچھا!.... بھابی!.... پھر تم اسے دیکھ بی لیتا!....“ فکلیل نے جھینپ کر کہا! اور ڈائمنگ رومن
 سے چلا گیا!

طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشتے میں مصروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوئی ہوا!
”کچھ بھی ہوا!“ بیگم جعفری بولیں! ”تہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہئے!“
 عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا۔.... رضیہ غزالہ.... روحی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز
انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

دفعہ بیگم جعفری نے عمران سے پوچھا! ”آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے
ہیں!“

”کون دونوں....!“ عمران نے چچہ ہاتھ سے رکھ کر متیرانہ لجھ میں پوچھا!
”آپ اور ٹکلیں!“

”اوہ.... وہ.... مجی ہاں! غالباً اللدن میں پہلی بار جان پیچان ہوئی تھی.... میں کیمسٹری میں
رسیرچ کر رہا تھا.... اُف فوادہ بھی کیا زمانہ تھا....!“

”اب آپ کیا کرتے ہیں!“

”سیر و تفریق کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں! پچھلے سال گنوں کی کاشت کی تھی لیکن بعد میں
معلوم ہوا کہ گڑ بناتا ہی کھیل نہیں ہے لہذا ارادہ..... وہ کیا کر دیا کیا کہتے ہیں اسے میرے ساتھ
بڑی مصیبت یہ ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں آتے بہر حال ارادہ.... ارادہ ارادہ یعنی
کہ....“

عمران خاموش ہو گیا اسکے پھرے پر الجھن کے آثار تھے.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لفظ کو
یاد کرنے کے سلسلے میں اسی کا لیکج خون ہوا جائز ہا!.... دفعہ اس نے خوش ہو کر کہا ”مجی ہاں یاد
اگیا.... کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا پڑا....“

وہ چاروں سے حیرت سے گھور رہی تھیں!

”آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں!“ بیگم جعفری نے اس انداز میں پوچھا، جیسے وہ حقیقتاً
خاموش ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن اخلاقاً نہیں گنگو جاری رکھنی پڑے گی۔

”اُرے ان کی کچھ نہ پوچھئے!“ عمران سر ہلا کر بولا ”کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ کرتے
ہیں! ان کا خیال ہے کہ میں بہت نالائق ہوں! لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے! یہی وجہ ہے کہ
انہیں صبر کرنا پڑتا ہے.... لیکن نالائق کہتے وقت وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں!“

بیگم جعفری لڑکوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں.... عمران ناشتہ ختم کر کے سر
جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری تھوڑی دیر بعد بولیں! ”اگر آپ اٹھنا چاہئے ہوں تو ہمیں کوئی
اعتراف نہ ہو گا۔“

”اوہو۔۔۔ نجی ہاں.... ٹھکریے!....“ عمران اٹھتا ہوا بولا اور چپ کر کے سے نکل گیا!
غزالہ اور روحی پھوٹ پڑیں.... کافی دیر تک خستی رہیں.... رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور
بیگم جعفری کے ہونٹوں پر ہلکی سی مکراہٹ تھی۔

”ای..... مزہ آگیا!“ غزالہ اپنی بھی روکتی ہوئی بولی۔ ”یہ کوئی بہت بڑا ذیوٹ ہے! اور جیسا
نے گمرا کے قبرستانی ماحول سے اکتا کر اسے یہاں بلوایا ہے.... ہم اتنا دل کھول کر کب سے جانتے
ہے.... آپ خود سوچے!....“

”ہنسو!.... آخر ایک دن....! میرے سر ہانے بیٹھ کر بروتا! جیل کی یہ حرکت میری جان
لے گی! تم دیکھ لیما!“

”آپ بھی کیسی باشیں کرتی ہیں.... ای!“ رضیہ بول پڑی ”خاک ڈالنے سب پر....
آپ سے زیادہ ہمارے لئے اور کوئی نہیں ہے! آپ خواہ مخواہ ٹکر کر کے پریشان ہوتی ہیں! مجھے
توڑہ برابر بھی پر دواہ نہیں ہے!“

”تم مجھے بھلانے کے لئے یہ کہہ رہی ہو!“ بیگم جعفری نے معموم آواز میں کہا! ”میں کیسے
مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمہارے لئے تکلیف دہ نہیں ہے!“

”بالکل نہیں ہے ای!“ رضیہ نے کہا! ”میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لئے ہی پریشان ہیں!
کہنے تو میں کوئی بہت بڑی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاوں کہ مجھے اس کی بالکل پر دواہ نہیں ہے!
بیگم جعفری نے سر جھکایا۔ لیکن ان کے چہرے پر ابھی اضحملاں باقی تھا۔

(۳)

”اُبے کیوں میرا وقت برباد کر رہا ہے.... ٹکلیں کے بچا!....“ عمران آنکھیں نکال کر بولا!
مگر ٹکلیں بدستور بولتا رہا! ”خدا کی قسم اگر تم نے اسے دیکھ لیا تو کیجھ تمام کر بیٹھ جاؤ گے.... اسی
حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری!....“

”اُنگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا تصور ہے!“ عمران رو دینے والی آواز میں بولا ”تم نہیں
جانتے کہ میں فی الحال کن جنگلوں سے پیچا چھڑا کر تم تک پہنچا ہوں! میرے پاس بہت تھوڑا
وقت ہے....“ ٹکلیں چند لمحے خاموش رہا پھر بولا! ”پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹ میں مقیم تھی!
اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کیا کرتی تھی تم خود سوچ سکتے ہو۔
کہ وہاں کتنی بھیڑ بھاڑ رہتی ہو گی.... بھتیرے تو محض اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہاں

جا پہنچتے...“

”معاٹے کو زیادہ طول نہ دو!... یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمہاری کوئی میں کیسے آئی؟“
”جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعا تھے! وہ بھی وہاں آئی تھی جب بھائی جیل وہاں سے چلنے
لگے تو اس نے انہیں روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی چھانک سے عمارت میں نہ داخل ہوں!“
”کس عمارت میں؟“ عمران نے پوچھا!

”بھین!— اسی عمارت میں... یہاں وہ چھانک میں ایک شام کی طرف اور دوسرا مشرق کی
طرف۔ آمد و رفت مشرق ہی کی جانب والے چھانک سے رہتی ہے! بہر حال بھائی جیل جو ذرا
فلسفی قسم کے آدمی ہیں ہنسنے لگے تھے۔ اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ
ستاروں کی چال سے بھی ظاہر ہے کہ مشرقی چھانک نو اور دس بجے کے درمیان محدودش ہو جائے
گا۔ انہوں نے اخلاق اس سے وعدہ کر لیا تھا.... لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہنے پر
عمل کریں گے!... مگر پھر گھر کے تقریب پہنچنے پر یہکہ یہکہ انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شامی
چھانک کے قریب آئے جو بند تھا... ویسے اسے کھلانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی
تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی سے ملا ہوا ہے!... وہ گاڑی روک کر چھانک کھلانے کے لئے
اتر ہی رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے دور کہیں کوئی دیوار گردی ہو! پہلے تو انہوں نے اس پر
دھیان نہیں دیا پھر اچانک مشرقی چھانک کا خیال آیا۔ عورت کا انتباہ یاد آیا، وہ بڑی تیزی سے گاڑی
میں بیٹھے اور مشرقی چھانک کی طرف چل پڑے۔ اور پھر ان کی جیرت کی کوئی انہانہ رہی جب
انہوں نے دیکھا کہ چھانک کا اوپری حصہ ٹوٹ کر پہنچ آگرا ہے! ان کا بیان ہے کہ مشرقی چھانک
سے گذرنے کیلئے انہیں ٹھیک اسی وقت اس میں داخل ہونا پڑتا جب وہ شامی چھانک پر کار سے نیچے
اترے تھے! یعنی پہلی صورت میں وہ چھانک ان کی کار ہی پر آرہتا۔ نہیں سے مصیبت شروع
ہوتی ہے!

”آہ!— مصیبت کیوں!“ عمران ہونٹ سکوڑ کر بولا ”لیکچہ تھاے بیٹھے رہا کرو! تم چلنے
پھرتے کیوں ہو!“

چھانک ہنسنے لگا!— کچھ دیر بعد اس نے کہا ”ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جیل بھائی جیسے فلسفی کے
ذہن پر بھی بری طرح اڑا انداز ہوا۔ تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو! وہ اپنا زیادہ وقت
لا بہری میں گزارتے ہیں! فلسفے سے زیادہ دلچسپی ہے!.... ظاہر ہے کہ فلسفی انہائی درجہ خشک
طبیعت رکھتے ہیں!— مگر اس واقعہ نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اس ہوش میں
جا پہنچ جہاں یہ عورت مقیم تھی!.... ایک گھنٹے میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آئے....

آہستہ آہستہ ان کی عقیدت بڑھتی ہی گئی!.... اور پھر وہ ایک دن اسے یہاں لے آئے....! اسی
سے وہ بہت ذرتے تھے! مگر اب یہ حال ہے جیسے انہیں ان کی پرواہ ہی نہ ہو!—!
”مگر اس سلطے میں عمران الو کا پٹھا کیا کر سکتا ہے!“ عمران جھنجھلا کر بولا! ”تم نے مجھے کیوں
بلایا!“

”پوری بات بھی تو سنو پیارے....!“ چکلیل مسکرا کر بولا!
”دو گھنٹے سے تم پوری بات سنارہے ہو....!
اچھا! تم اپنا منہ بذر کھو!“ چکلیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔
”بند ہے!“

چکلیل نے ایک سگرٹ سلاکیا اور تین چار کش لے کر بولا! ”بات اگر نہیں تک رہتی تو کوئی اسی
خاص بات نہیں تھی دنیا کے سارے مرد بیوی کی موجودگی میں بھی کسی دوسری عورت کے خواب
دیکھتے رہتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ زندگی میں کب کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے۔
”پھر بات بڑھائی تم نے!—!“ عمران— میز پر گھونسہ مار کر دھماکا۔

”ابے کیا میں عورتوں کے داخل خارج کے لئے آیا ہوں! چکلیل کے بچے! کام کی بات
کرو۔“

”معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تمہیں عورت کے نام سے بخار آجاتا
ہے....!“

”لیکر!....“ عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر بولا!
”خیر ہاں تو!— بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی پراسار معلوم ہوتی ہے!—!
”گدھے ہو تم!— شیکسپیر تک کو عورتیں پر اسراز معلوم ہوتی تھیں ہر عاشق کو.... اس
کی.... وہ.... کیا کہتے ہیں.... ممبوسہ.... بمبوسہ.... نہیں کچھ اور کہتے ہیں!.... وہ جو عاشق
کی.... مادہ.... ہوتی ہے....!“

”محبوبہ!—!“ چکلیل شرات آیمز مسکراہٹ کے ساتھ بولا!
”محبوبہ.... محبوبہ....! ہاں تو ہر عاشق کو اس کی محبوبہ پر اسراز معلوم ہوتی ہے.... تو اس
کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہر عاشق ملکہ سر اغرضانی کو بور کرتا پھرے!....“

”او!.... خدا کے بندے میری بات بھی سنو!“
”نہیں سننا!....“ عمران حلق پھاڑ کر چیخا! ”اتنی دیر سے جھک مار رہے ہو! مگر ابھی تک تم
نے مجھے کوئی خاص بات نہیں سنائی!“

”اب میں بالکل خاص الحاصل بات بتانے جا رہا ہوں!....بس منہ بند رکھو!“ تکلیل ہاتھ انھی کر بولا! ”یہ بتاؤ اگر تم کسی ایسی عورت کو راتوں میں اٹھاٹھ کر عمارت کے مختلف گوشوں میں چوروں کی طرح جاتے دیکھو تو کیا کرو گے!....“
”آہم!—!“ عمران اگڑائی لیتے رک گیا۔

تکلیل کہتا رہا! ”جاڑوں کی راتیں ہیں! بارہ بجے تک پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے! اور پھر وہ اپنے کمرے سے نکل کر چوروں کی طرح کچھ ملاش کرتی پھرتی ہے! باریک شعاع والی نارنج اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے کبھی اس کی روشنی دیواروں پر ریتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر میں تین راتوں سے اسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے ابھی تک کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا!—!
غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا۔ جسے اس عورت نے اشارہ کیا تھا....!“

”یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے!—!“ عمران بڑا بڑا یا اور کوئی خاص بات....“

”وہ کہتی ہے کہ وہ سوہنہر لینڈ سے تھا آئی ہے اور یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان پچھاں نہیں ہے! لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے!—!
”کس بنا پر خیال ہے!“

”پچھلی شام وہ اور جیل بھائی— تفریح کے لئے باہر گئے تھے! اور میں ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا! بات یہ ہے کہ جب سے اس کی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں آئی ہیں میں تقریباً ہر وقت اس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں!.... بہر حال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کو اشارہ کر رہی تھی.... یہ میں نہ سنا سکوں گا کہ وہ انگریز تاجر من تھا یا فرانسیسی یا یورپ کے کسی اور ملک کا باشندہ لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اسے اشارہ کیا تھا!....“
”یہاں کی بات ہے!“

”پچھلی شام وہ لوگ فکاروں میں تھے! یہاں کی بہترین تفریح گاہ!“

”مگر!—! یہاں کے بہترے بڑے آدمی جیل سے خار بھی کھانے لگے ہوں گے!—!
عمران بولا!

”قدرتی بات ہے!—! یہاں کے بہترے عیاش اور دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کی رہائش ترک کر کے ان کی ساتھ قیام کرے.... لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئی تھی.... بن میدان جیل بھائی کے ہاتھ رہا!.... وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں سکون نہیں ملتا! جیل بھائی نے اپنے ساتھ قیام کرنے کی پیش کش کی۔— اور وہ فوراً ہی تیار ہو گئی!— کیا یہ جبرت اگزیبیٹ نہیں ہے! گویا وہ اس کی منتظر تھی کہ جیل بھائی اس کے لئے اس سے کہیں!“

عمران کچھ نہ بولا۔— تکلیل کہتا رہا! ”اب یہاں اس عمارت میں اس کی معتقدین کی بھیڑ رہتی ہے! انو بجے سے بارہ بجے تک!—! ای کو یہ چیز سخت ناگوار ہے....! لیکن بھائی جان کا رودیہ کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ ان سے نہیں کہنا چاہتیں.... ہو سکتا ہے وہ اپنیں سخت باش کہہ دیں!—!
لیکن اگر کبھی انہوں نے الی حرکت کی تو خدا کی قسم جیل بھائی کی گردان اڑا دوں گا!“
”یہ تمہاری سوتیلی ماں ہیں!—!“ عمران نے کہا۔

”میں نہیں سمجھتا!.... ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھتا.... خود ای بھی نہیں سمجھتیں کہ وہ ہماری سوتیلی ماں ہیں! مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ وہ میری سوتیلی ماں ہیں!“
”عمران کچھ سوچ رہا تھا تکلیل بھی خاموش ہو گیا!.... پھر عمران کچھ دیر بعد بولا“ تم نے اس غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا۔ جسے اس عورت نے اشارہ کیا تھا....!
”بھی غلطی ہو گئی مجھے سے!“ تکلیل بھی سانس لے کر بولا۔ ”مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہئے تھا!
”خیر!...!“ عمران نے انگڑائی لے کر کہا ”میں دیکھوں گا!—! کیا تم بتا سکتے ہو کہ اسے یہاں اس عمارت میں کس چیز کی ملاش ہو سکتی ہے؟“

”مجھے خود حیرت ہے! کیونکہ میں کسی الی چیز سے واقف نہیں ہوں جس میں کوئی غیر ملکی عورت دیکھی لے سکے! اور یہاں تک پہنچنے کے لئے اسے اتنا سماں چوڑا جو اسراہ استحق کرنا پڑے!“
”ہو سکتا ہے! تمہاری ای کسی الی چیز سے واقف ہوں!“

”میں نہیں کہہ سکتا!.... اور نہ اس تذکرے کو ان کے سامنے چھیڑ سکتا ہوں؟“
”کیوں؟“

”ان کی پریشانی بڑھ جائے گی!.... میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید اجھنوں میں پڑیں!“
”ہوں!—!“ عمران پھر کچھ سوچنے لگا تھا!
”کچھ دیر بعد اس نے پوچھا!“ وہ عورت کس نام سے پکاری جاتی ہے!
”اسٹار بیٹا!“

”نام سے تو سوچیں ہی معلوم ہوتی ہے!“ عمران بڑا بڑا یا.... چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا
کیا وہ لوگوں سے کچھ فیس بھی لیتی ہے؟“
”ہاں!—! ہاتھ دیکھنے کے پیچس روپے اروحوں سے ملاقات کرانے کے تین سوروپے!“
”کیا!—“ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”وہ روحوں سے ملاقات بھی کراتی ہے....!“
”ہاں! میں نے ساہے! اس قسم کا کوئی عمل کرتے نہیں دیکھا۔“
”اور اس کے باوجود اس سے خائف نہیں ہو.... راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کیا

وہ لان پر نہل رہی تھی! اس کے ساتھ جیل بھی تھا! نکلیں اور جیل میں کافی مشاہد تھی یہ دونوں کی ظاہری حالتوں میں برا فرق تھا! جیل کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ نہبہر اور تھا! اس کے بر عکس نکلیں گھلٹنڈ را اور شوخ معلوم ہوتا تھا۔

”کہا میں جمیل بھائی سے تمہارا تعارف کراؤ!“ شکیل نے عمران سے پوچھا!

”ہر گز نہیں!“ عمران دانت جما کر بولا۔ ”میں عقیبوں سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا!“
”کامطلب!“

”میں ابھی اور اسی وقت ان حضرت کو رقیب ڈکلیر کرتا ہوں! کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس ممالک عالم رپعاشت ہو جکا ہو رہا!“

”دمبالہ عالم۔۔۔! یہ کیا بلایے؟“ شکلیں پر ہنسی کا ذورہ پڑ گیا!

”جالی!.... ہو!.... تم کیا جانو!.... میں نے اردو کے ایک عشقیے ناول میں پڑھا تھا!....
عاشق اپنی مونہ!.... اردو!.... پھر بھول گیا!.... کیا کہتے ہیں!.... محبوب!.... محبوب!.... کو سٹکر
چھاپش!.... اور دمالة عالم کہتا ہے!—!

”اے..... قالہ عالم ہو گا..... عاشق کے بچے.....!

”اور ہاں.....بھی تھا!.....” عمران حیرت سے بولا ”تمہیں کیسے معلوم ہوا!....”

"دیکھو! ذیر... عمران!.... تم اسے الوبنایا کرو! جو تم سے واقف نہ ہو!...."

”اچھا تو کوئی ایسا ہی آدمی پکڑ لاؤ۔۔۔ میں اس وقت الوبانے کے لئے بے چین ہوں۔۔۔ جلدی کرو!۔۔۔ ورنہ میرا زوس بریک ڈاؤن ہو جائے گا!“

دقیقی کے طور پر! پھر وہ کچھ اس طرح ان کی جانب بڑھنے لگی جیسے وہ ارادتا ایسا نہ کر رہی ہو! کچھ یونہی چیل
گلوں کے درمیان کھڑے تھے! ... عکیل کو دیکھ کر وہ بڑے دلاؤ بز انداز میں مسکرائی۔
دفعہ اشارہ بیٹا... ان کی طرف مڑی... وہ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر پام کے بڑے

”اے بارے!“ عمر ان خوفزدہ آواز میں بولا!“ سے تو اسی طرف آرہیے!“

”آنے والیں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔“ عمران نے جیب سے تارک شیشوں کی عنکبوت نکال کر لگائی!

اساریاں ان کے قریب آگر رک گئی۔ اس کے ساتھ تکلیم کا برا بھائی جیل بھی تھا۔

”بیلو!.... مشر قلیل....!“ ریٹا نے اپنی مسکراہٹ میں کچھ اور زیادہ دلکشی پیدا کر کے کہا! ”آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی!“

کرتے ہو بڑے دلیر ہوتم۔!
یار۔۔ عمران ڈیر۔۔ عورت ہی تو ہے!... اگر ای کا خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر
عاختاً ہو جاتا۔!

”خبردار---!“ عمران ہاتھ انداز کر بولا ”اب تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے! کیونکہ میں صرف نام ہی سن کر عاشق ہو گیا ہوں۔ اس اشارہ پر..... ہا..... ہا..... کتنی محسوس ہے!.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کانوں میں شیرے کی بالائی الٹ دی ہو!....“

”تم... اور... عاشق...!“ مکمل ہے لگا
”کیوں۔۔۔ کیا مجھے عاشق ہونا نہیں آتا۔۔۔ پہلے نہ آتا ہو گا۔۔۔ مگر اب میں بڑی
..... عاشق ہوں۔۔۔ تم مجھے دکھا۔۔۔ اک عورت۔۔۔ نہیں۔۔۔

اساریا... اشاریا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لئے میں اسے صرف ریٹا کھوں گا!“
ٹکلیں گھری کی طرف دیکھتا ہوا بولا ”پندرہ منٹ بعد وہ لان پر نکل آئے گی پھر تم قریب سے
اک دشمن کر سکو گے؟“

”پندرہ منٹ بہت ہوتے ہیں!“ عمران بھی مجھ عاشقوں کے سے انداز میں خندی سانس لے کر بولا!

(r)

عمران نے اسے دیکھا!.... وہ سچ مجھ بہت حسین تھی!.... لکھتا ہوا قدمی... مقابلہ
الاعضاء!.... جنم پر چست لباس اشانوں پر ڈھلکتی ہوئی گھونگھریاں زلفیں جن کی رنگت شہری
تھی!.... خدوخال غیر معمولی جن کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ناقابل بیان ہیں!
یعنی الفاظ میں ان کی تصویر پیش کرنا ناممکن ہے!.... بتیرے کہتے ہیں کہ شامکہ خود بھی کوئی
روح ہے خود عمران نے بھی یہی محسوس کیا کہ کچھ دیر و کیمیت رہنے کے باوجود بھی بھنپ یادداشت
کے سہارے اس کی شکل و صورت کے متعلق کچھ نہ بتا سکے گا! کبھی اس کا اوپری ہونٹ ایک
خیف سے خم کے ساتھ اوپر اٹھ جاتا اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ ناک کی جڑ سے دہانے تک
بیاکل ہموار ہو!.... کبھی انکھیں خواباں کی معلوم ہوتیں اور ان سے اداسی جھانکنے لگتی اور کبھی
ایسا معلوم ہوتا جیسے جنم کی ساری قوت آنکھوں میں کھنچ آئی ہو!۔۔۔ نہ جانے کیوں ان بدلتی
ہوئی کیفیات کا اڑاں کے خدوخال پر بھی پڑتا تھا!

”یہی شکایت مجھے بھی آپ سے ہے!...“ تکلیل موم کے ذہیر کی طرح پکھل گیا!....
”ولہ!... وہ نہیں!...“ میں تو یہیں رہتی ہوں!“

”مگر آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں!“ تکلیل نے کہا!
”پھر بھی مجھے موقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی!“
”یقیناً!...“ تکلیل مسکرا یا!....

جیل اس دوران عمران کو گھورتا رہا تھا جو کسی فوجی کی طرح اٹیشن کی پوزیشن میں کھڑا تھا!
لیکن جیل نے تکلیل سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا!....
وہ دونوں پھر شیلتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے!.... عمران بدستور اسی طرح کھڑا
رہا!... جب اشارہ یا اور جیل دوسری طرف کی سمجھوں میں نظر ڈون سے او جھل ہو گئے تو تکلیل
عمران کو جھنجورتا ہوا بولا! ”تمہیں تو سانپ ہی سو گھنگی کیا تھا!...“
”عمران کسی اکڑی ہوئی لاش کی طرح کھڑا رہا!

”ارے!...“ اچانک تکلیل بوکھلا کر پچھے ہٹ گیا! عمران کی سیاہ عینک کے شیشوں کے نیچے
موئی موئی آنسو ڈھلک رہے تھے!
پھر اس نے اس کی عینک اٹاری!.... عمران کی آنکھیں کچھ دیران سی نظر آرہی تھیں اور
آن سو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے!... تکلیل نے ایک قیقبہ کے لئے اشارت لیا!... لیکن پھر اس
طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ غلطی پر رہا ہو! کیونکہ عمران کی سجدتی اور آنسوؤں کی روائی میں کوئی
فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

”عمران کیا ہو گیا ہے تمہیں!...“ تکلیل اسے دوبارہ جھنجورتا ہوا بولا!
”کچھ نہیں!...“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا! ”جب مجھے کوئی شعر یاد نہیں آتا تو یہی
حالت ہوتی ہے.... میری!... میں بہت دیر سے وہ شعر یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں!...
دیوانہ بنانا ہے تو پروانہ بنادے!... لیکن پورا شعر یاد نہیں آ رہا!... تم بتاؤ میں کیا کروں پچھلے
سال ایسے ہی ایک موقع پر مجھے ڈبل منوئیہ ہو گیا تھا!...“

”سیاہک رہے ہو!...“ تکلیل بے ساختہ نہیں پڑا!....
”ارے لعنت ہے تمہاری دوستی پر میں رورہا ہوں اور تم ہس رہے ہو! خدا سمجھے تم سے!“
”کیا اس عورت نے تمہیں روئے پر مجبور کیا ہے!“
”نہیں! وہ بیچاری کیوں! ویسے وہ مجھے سو فیصدی یقین معلوم ہوتی ہے!... یہ تمہارے بھائی
جیل تھے!...“ عمران رومال سے اپنے آنسو ڈھنگ کرتا ہوا بولا!

”تم روکیوں رہے تھے!“

”میں اس لئے رورہا تھا کہ یہ مقدار ہی کی خرابی ہے.... مجھے ایک ایسے رقیب کو قتل کرنا
پڑے گا جو میرے بھائی کا دوست.... اور.... دوست کا بھائی ہے!...“

”کیوں بک رہے ہو!...“ تکلیل بر اسمانہ بنا کر بولا!

”میں بک رہا ہو!“.... عمران دانت پیس کر بولا.... کیا حق ہے تمہارے بھائی کو....
میں نے اس عورت کو آج سے اخبارہ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا.... اس نے مجھ سے کہا تھا
کہ بس تم جلدی سے جوان ہو جاؤ!... ہاں!.... پھر جب میں جوان ہو گیا تو.... اس نے ایک
رات پھر خواب میں کہا اب تم.... جلدی سے بوڑھے ہو جاؤ! ہم دوسرا دنیا میں ملیں گے....
فراؤ سالی کہیں کی!.... اور.... ہب!.... لاحول.... شائد محبوبہ کو سالی والی نہیں کہا جاتا! اچھا
اب تم مجھے اجازت دو! میں ذر اسول لا نزٹک جاؤں گا!—!“

”کیا!... وہ!... ٹھہردا!.... اب اس کے عقیدت مندوں کی بھیڑ بھاڑ بھی دیکھتے جاؤ!—!“

”نہیں!... کیا تم مجھ سے ہزاروں قتل کرانا چاہتے ہو!...“

”کیا تم کسی وقت بھی سجدہ نہیں ہو سکتے!“

”یہ سوال اس وقت کرنا جب میں کفن میں نظر آؤں! اچھا نہا! میں ایک گھنٹے بعد واپس
آ جاؤں گا!“

عمران تیر کی طرح چھاٹک سے نکلا کچھ دوز پیدل چڑارہا پھر ایک جگہ ایک ٹیکسی مل گئی اور وہ
شہر کی طرف روانہ ہو گیا!

ٹیکرکاف آفس کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی!.... اور سیدھا اس کا ڈنٹر کی طرف چلا گیا
جہاں سے فون پر ٹرک کال کی جاسکتی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ طویل فاصلے سے اپنی ماہت جولیانا فنر
واٹر سے رابطہ قائم کر رہا تھا!

”جو لیانا فنر واٹر!...“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ایکس ٹو!... شاداب مگر سے!...“ تم اور کیپٹن جعفری پہلے ملے والے جہاز سے شاداب مگر
پہنچو!... تم سب ایک طرح سے نالائق ہو! اگر میں عمران پر نظر نہ رکھوں تو.... وہ میری

آنکھوں میں دھول جھوک جائے!“

”کیوں!... کیا ہوا!... جتاب!...“

”ٹی!... تھری ٹی!“

”میں نہیں سمجھی جتاب!—!“

بھی شامل تھی گویا وہ جھپٹی ہوئی نہی کی ایک شاندار ایمنگ تھی!

"جی بات یہ ہے کہ!" وہ احقرانہ انداز میں بولا "میں بچپن میں اسی طرح مذہبے کپڑا کرتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آیا کرتا ہے۔ مجھے اس وقت تک کی باتمیں یاد ہیں جب میں ایک سال کا تھا۔

"خوب....!" بیگم جعفری سنبھل گئی سے بولیں!

"جی ہاں! لوگوں کو یقین نہیں تھا!— مگر جب میں اس زمانے کی باتمیں کرنے لگتا ہوں تو میری میں حیرت زدہ رہ جاتی ہیں.... کہتی ہیں! اربے.... تو اس وقت صرف چھ ماہ کا تھا!...."

"مکالم ہے!...." غزالہ حیرت سے آنکھیں چھاڑ کر بولی.... لیکن عمران صرف بیگم جعفری ہی سے مخاطب رہا۔.... وہ کہہ رہا تھا "مجھے اچھی طرح یاد ہے.... جب دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا.... یہ غالباً ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بوڑھی عورت رہتی تھی!

"بُـسے کی بات کر رہے ہیں آپ!" بیگم جعفری نے پوچھا!

"جی ہاں!—!"

"تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگریز یادداشت آپ کو دھو کا دے رہی ہے! انہوں نے مکرا کر کہا!

"یہ ناممکن ہے!"

"یقین کیجئے!.... ہم نے یہ عمارت ۱۹۳۲ء میں ایک بوڑھے انگریز سے خریدی تھی! وہ یہاں تھاہر ہتا تھا!.... اس کے ساتھ کوئی بوڑھی عورت نہیں تھی!"

"میں کیسے یقین کر لوں!.... عمران بڑا بڑا" میری یادداشت!

"آپ اپنے پیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے! بیگم جعفری مکرا کیں!

"جی ہاں!—!"

"تب آپ کی یادداشت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا! میں اس وقت جوان تھی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری یادداشت!...." عمران مغموم آواز میں بڑا کر رہ گیا!

چند لمحے خاموش رہ کر بولا "اچھا اس بوڑھے انگریز کا نام کیا تھا۔

"مسز گورڈن!—!"

"اُف.... فو! مجھے مسز گورڈن یاد آ رہا ہے....!"

"یہاں کوئی مسز گورڈن نہیں تھی!"

بیگم جعفری اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر لاکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس وقت ہم اس کوٹھی کو خرید کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے تم لوگوں کو کیا یاد ہو گا تم سب چھوٹے چھوٹے

"میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا!" عمران نے غصیل آواز میں کہا! "تمٹی۔ تھری۔ بی۔ سے۔ واقف نہیں ہو!.... میں فرانس بوجیسا اور جرمنی کی بات کر رہا ہوں!"

"اوہ۔۔۔ جناب!.... میں سمجھ گئی!.... وہ یہاں؟?...."

"ہاں۔۔۔ یہاں شاداب گفر میں لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے کہ تمہاری موجودگی میں بھی عمران کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا۔۔۔ اور آج وہ دنیوں ایک ہی عمدت میں مقیم ہیں!"

"ٹھیک ہے جناب! جو لیا کی آواز آتی!" لیکن آپ نہیں جانتے کہ عمران سرسلطان کا خاص آدمی ہے۔ سرسلطان محکمہ خارجہ کے سیکرٹری ہیں! اور وہ اکثر اسے ہم لوگوں پر بھی فوکیت دیتے ہیں!"

"سرسلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے!" عمران بحیثیت ایکس ٹو غرایا! "جب تک میں چاہوں وہ اس عہدے پر رہ سکتے ہیں! اچھا ب غیر ضروری باتمیں بند۔۔۔ تم دونوں بختی جلد ہو سکے یہاں پہنچو!۔۔۔ پرنس میں تمہارا قائم ہو گا۔۔۔ میں خود ہمیں تم سے رابطہ قائم کروں گا!"

"شاندی میں آپ کو دیکھے بھی سکوں!"

"تمہاری یہ خواہش بھی نہ پوری ہو سکے گی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے!" عمران نے کہا اور سلسلہ مقطوع کر دیا!

شام کی چائے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ پینی پڑی! لیکن جیل اس وقت بھی ان میں موجود نہیں تھا! ٹکلیں نے عمران کو چھپتے ناچاہا! لیکن پھر خاموش رہ گیا۔

کیونکہ بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ اس نظر آرہی تھیں! عمران سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی!.... دفڑا اس نے خاموشی سے نیا شغل شروع کر دیا۔۔۔ میز پر کہیں کہیں ایک آدھ کھیاں پیٹھی ہوئی تھیں!.... عمران انہیں پکڑنے کے لئے آہستہ چکلی بڑھاتا اور وہ اڑ جاتیں!.... بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تھا محسوس کر رہا ہو! ٹکلیں کے علاوہ اور سبھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ ٹکلیں کے ہوتاؤں پر شرات آمیز مکرا ہبھت تھی!.....

"بہت مشکل کام ہے جناب!" دفڑا پیسہ بولی اور عمران کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رُک گیا! پھر

دوسرے حاضرین کی بن آئی تھی! لڑکیاں عمران کو بات بات پر چھیڑ رہی تھیں!

”ہمیں حرمت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آئے دیا!“ غزالہ بولی!

”مجھے خود بھی حرمت ہے!“ عمران نے بڑی معمومیت سے کہا۔

”واہ اس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کٹھرہ خالی نہیں تھا!“ علیل سنجیدگی سے بولا!

عمران خاموش ہی رہا! وہ آسانی سے علیل کی گردن لے سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ان

سب کے قہقہوں کا نشانہ بنتا رہا غالباً ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ علیل کا کوئی احتمل دوست ہے جسے

وقت گذاری کے لئے علیل نے مہماں بنا لیا ہے۔ ان دونوں گھر کی فضا کچھ ماقی سی رہی تھی!

عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر بنتا ہوا نہیں دیکھا جاتا تھا! بیگم جعفری کو شامد

ان دونوں قہقہوں سے نفرت ہی ہو گئی تھی! اسی لئے وہ زیادہ تر دوسروں سے الگ تھلک رہتی

تھیں!

اس وقت رات کے کھانے پر ان کی عدم موجودگی میں سمجھی دل کھول کر ہنس رہے تھے حتیٰ

کہ جبیل کی بیوی رضیہ بھی اپنی ازدواجی زندگی کے پیچیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا

قہقہے لگا رہی تھی! ٹھیک اسی وقت جبیل کمرے میں داخل ہوا.... وہ تھا تھا! اسے دیکھ کر سب

خاموش ہو گئے۔

”ای کہاں میں!“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

”اپنے کمرے میں!“ غزالہ بولی۔ ”ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“

”اوہ۔۔۔ اچھا! مگر وہ مجھ سے خفا ہیں.... بہر حال اس وقت میں تم سب لوگوں کے پاس ایک

درخواست لے کر آیا ہوں!“

کوئی کچھ نہ بولا! ان کی نگاہیں جبیل کے چہرے پر تھیں۔

”آپ تشریف رکھئے تا!....“ عمران اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھتا ہوا بولا! وہ کھانا ختم کر کچے

تھے! اور اب انہیں کافی کا انتظار تھا!

”آپ تشریف رکھئے.... معاف کیجئے گا! آپ میرے لئے اجنبی ہیں! علیل میاں نے بھی

آپ کا تعارف نہیں کرایا!“

”اے.... میں.... میرا تعارف!.... عمران ہے....! یعنی کہ میرا نام عمران ہے!“

”بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر.... تشریف رکھئے! آپ بیکنیا علیل کے قریبی دوستوں

میں سے ہیں!“

”جی ہاں.... مجھے اس کا.... خضر حاصل ہے....!“ عمران پیٹھتا ہوا بولا!

تھے!.... جس دن ہم نے کوئی خریدی اسی دن پولیس نے یہاں چھاپ مارا.... مگر گورڈن تو جا
چکا تھا!.... بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اگر یہ نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا!
مہینوں پولیس ہم سے پوچھ گچھ کرتی رہی! عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لئے ہیں اور پولیس
کے آفسر باہر دستک دے رہے ہیں! بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پولیس ہم پر بھی شبہ
کر رہی ہو....“

”وہ جاسوس تھا!“ عمران حرمت سے آنکھیں چھاڑ کر بولا!
لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دیئے بغیر بولتی رہیں! ”پولیس والے جب بھی آتے
پوری کوئی نہیں الٹ پلٹ کر رکھ دیتے! کچھ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو بار تلاشی لی گئی تھی۔ پھر جب
تمہارے پیارے و اسرائے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا!“

”لفظ و اسرائے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مینڈک پاچاہے پہنچ دک رہا ہو!“ عمران نے
بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب لوگ ہنس پڑے.... عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حالت میں
کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

”کیا آپ نے کچھ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی۔۔۔؟“ بیگم جعفری نے پوچھا۔
”نہیں! بلکہ وہاں تعلیم مجھے حاصل کر گئی تھی!.... خدا نے لے جائے کسی شریف آدمی کو
انگلینڈ.... یہ علیل صاحب تو جانتے ہیں کہ وہاں پکڑے اور بارہ سالے کی چاٹ کھانے کے
لئے کتنا پیتاب رہا کرتا تھا! وہاں جیلیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ خدا غارت کرے ان اگر یہ دوں
کو.... مگر اب سناء ہے کہ آجکل وہاں حقے کا خیر بھی مل جاتا ہے!“

”ہاں مجھے یاد آیا!“ علیل بھی ضبط کرتا ہوا بولا۔ ”ایک بار تم نے وہاں ایک بڑے ہوش میں
بیگن کا بھر تا طلب کیا تھا! اور بیچارہ ویژہ بیگن کا تنظیم صحیح کرنے کی کوشش میں بیہوش ہو گیا تھا
بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہیں!.... علیل کے علاوہ اور سمجھی عمران کے متعلق
ابھمن میں تھے! یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس رویوں سے
تعلق رکھتا ہے۔

عمران نے اب پھر چپ سادھہ لی تھی۔

رات کے کھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں! ان کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی! لہذا

”فوجہا!.... رضیہ نے نوکا!

”اور... تو میں نے کیا کہا تھا!.... عمران نے بوکھلا کر کہا!

”آپ ڈیوٹ ہیں خاموش رہیے!“ غلیل بولا چند لمحے جیل کو گھورتا رہا پھر اس سے بچا!

”آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!“

”آخر تم لوگ اشارہ ناسے نفرت کیوں کرتے ہو اس سے ملواء سے سمجھنے کی کوشش کرو! آج تک میری نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزی۔“

”کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گذر چکی ہیں!“ رضیہ نے طفر آمیز لمحہ میں پوچھا!

”اوہ....“ یک پیک جیل اس طرح سست گیا جیسے رضیہ نے اسے تھپڑ مارا ہوا!.... اس کے چہرے پر انشکلال طاری ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہونتوں ہی ہونتوں میں کچھ بڑا تباہ اٹھ گیا!.... لیکن ابھی دروازے سے باہر نہیں لٹکا تھا کہ عمران اس کی طرف جھپٹا!.... پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ کمرے سے باہر نکلے!

”فرمائیے!“ جیل رہداری میں رک گیا!....

”آپ کو دیکھ کر جانے کیوں... میراول آپ کی طرف کھنچتا ہے... آپ نے براؤ نہیں مانا!.... اف فوہ... دیکھے میں کتنا یوں قوف آدمی ہوں.... اگر آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجئے گا!“

”میں نہیں سمجھا! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!....“

”مجھے زیادہ پڑھنے لکھنے والوں سے بڑی محبت ہے! غلیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت پڑھتے ہیں!“

”نہیں کچھ اتنا زیادہ نہیں!“ جیل ہنسنے لگا! ”پڑھنے کے لئے اگر عمر جاوداں بھی ملے تو کم ہے!“

” سبحان اللہ۔ کتنا ظیم... اور فلسفیانہ خیال ہے!“

”آپ کو فتنے سے دلچسپی ہے!“

”بہت زیادہ!....“

”تب توجیہت ہے کہ غلیل سے آپ کی دوستی کیوں کر ہوئی!“

”میرے مقدر کی خرابی جتاب!.... وہ مجھے بالکل الٰو سمجھتا ہے!“

”اوہو!.... آپے تو ہم... یہاں کھڑے کیوں ہیں۔ میں آپ کو اپنا کچھ درک دکھاؤں گا!“

”میری خوش نصیبی ہے!....! چلے!“ عمران بڑا تباہ اس کے ساتھ چلنے لگا! ”میری سب!

سے بڑی خواہش بھی ہے کاش اپنے یہاں بھی کوئی اور بھیں تھکنکر پیدا ہو سکے!“

”ہر ذہنی ہوش آدمی کی بھی خواہش ہونی چاہئے!“ جیل نے کہا! ”مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم

میں جیسے القوم احساسِ کمتری کا شکار ہیں!“

”جی ہاں!... اور کیا؟“

”آپ غلیل کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں!“

”جی ہاں!—! غلیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہیں!“

”میا آپ میرے لئے اسے کچھ سمجھا سکیں گے!“

”کیوں نہیں!.... ضرور!.... ضرور!....!“

”ٹھہریے! ہم اطمینان سے بینہ کر باتیں کریں گے۔ میرا خیال ہے آج صبح آپ بھی لان پر

تھے۔ جب غلیل نے اشارہ ناسے گفتگو کی تھی!“

”اشارہ!“ عمران نے اس انداز میں دہر لیا جیسے اس لفظ کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا ہو!

”جی ہاں! اوہ عورت جو میرے ساتھ تھی!“

”اوہو!—وہ اگر بزر عورت!“

”اگر بزر نہیں! سو سیکھ ہے!“

”اچھا!... اچھا!... جی ہاں!.... میں نے اسے دیکھا تھا!“

”وہ بہت ذہین عورت ہے! چند دنوں کے لئے مہماں ہوئی ہے! لیکن گھروالوں کو یہ پسند نہیں ہے!“

”اے یہ وہی عورت تو نہیں! جس کے متعلق غلیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر

مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چاشی کی لوپ روحوں سے ملاقات کرتی ہے!“

”جی ہاں! لیکن مجھے اس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے! میں تو اس کی علم دوستی اور ذہانت کا

قدر دلان ہوں!....“

”پھر میں غلیل کو کیا سمجھاؤں! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!“

جیل نے کوئی جواب نہ دیا! ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اس نے عمران

کو اندر چلنے کا اشارہ کیا!

یہ کمرہ کافی کشادہ تھا! مگر عمران کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ لاہر بری تھی یا خوب تھا! یہاں

ایک طرف ایک پلٹک بھی تھا جس پر بستر موجود تھا! اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی

الماریاں لگی کھڑی تھیں ان الماریوں میں کتابیں تھیں! ایک طرف ایک بڑی نیز پر اخبارات اور

”آپ ہوش میں ہیں یا نہیں!....“ جمیل غصیلی آواز میں بولا۔

”میں بالکل ہوش میں ہوں۔ ابھی میرا عشق تیرے اسچ میں نہیں پہنچا!“

”آپ تشریف لے جائے یہاں سے! اگر آپ ٹکلیں کے مہماں نہ ہوتے تو....!“
ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازہ پر دستک دی!

”آجاؤ!....“ جمیل عمران کو خونخوار نظرؤں سے گھورتا ہوا بولا! ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا ”میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں!“

”اچھا!“ جمیل اٹھتا ہوا بولا! اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔ وہ رہداری ہی میں تھے کہ انہیں ایک چیخ سنائی دی!.... اور جمیل بے تحاشہ آواز کی طرف دوڑنے لگا! پھر عمران نے اسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور اسی کمرے سے پھر کسی عورت کے چینخ کی آواز آئی!....

عمران بھی جھپٹ کر جمیل کے پیچھے ہی پیچھے کمرے میں داخل ہوا!....
کمرے میں ایک چھوٹی میز پر تین چراغ روشن تھے!.... اور اسٹاریٹا سامنے والی دیوار سے لگی کھڑی تھی!....

”کیا بات ہے!....“ جمیل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا! لیکن نہ تو رینا نے کوئی جواب دیا اور نہ اس کے جسم ہی میں حرکت ہوئی وہ دونوں اس کے قریب پیچے پیچے تھے!.... عمران نے دیکھا کہ رینا کا چہرہ پیسے میں ڈوبا ہوا ہے اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں جیسے اسے کوئی خوفناک چیز نظر آگئی ہو! وہ ٹکلیں بھی نہیں جھپکا رہی تھیں اور اسکی آنکھیں تینوں چراغوں پر جمیل ہوئی تھیں!

یہ سیاہ رنگ کے تین دیے تھے! جن میں تیل میں ڈوبی ہوئی تین روئی کی تباہی روشن تھیں!
جمیل نے پھر اسے مخاطب کیا! انداز بالکل ایسا ہی تھا، جیسے وہ دور کے کسی آدمی کو پکار رہا ہو!
وھٹا اسٹاریٹا چونک اور پھر کپکاپاتی ہوئی آواز میں بولی ”اوہ.... مسٹر جمیل.... خدا کے لئے ان چراغوں کو بجھا دو.... بجھا دو!“

”کیا بات ہے?“

”بجھا دو!....“ اسٹاریٹا دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چینی!

جمیل چراغوں کی طرف مڑا اور جھک کر پھوٹکیں مارنے لگا.... لیکن وہ ان میں سے ایک کو بھی نہ بجھا سکا! پھوٹکوں کی زد پر آئی ہوئی لویں منتشری ہوتی ہوئی معلوم ہوتی۔ لیکن پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں!....

پھر عمران نے جمیل کو پیچھے بنتے دیکھا!.... اس کے پھرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے.... عمران کو حیرت پندرہ ہوئی تھی۔ لیکن اس نے خود ان چراغوں کو بجھانے کی کوشش

رسائل کے ڈھیر تھے!

”تشریف رکھئے!“ جمیل نے پنگ کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا!

عمران بیٹھ گیا!

پھر جمیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا!

”میرے خاندان کی عورتیں اسٹاریٹا سے نفرت کرتی ہیں اور اسٹاریٹا چاہتی ہے کہ وہ اس ملک کی عورتوں سے یہاں کے رسم درواج کے متعلق معلومات حاصل کرے!“

”قدرتی بات ہے!“

”لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہیں! آپ خود سوچنے! وہ مجھ سے کہتی ہے کہ تمہارے گھروالے تمہاری طرح خوش اخلاق کیوں نہیں ہیں!“

”ضرور کہتی ہو گی!.... لیکن آپ کی بیگم! میرا خیال ہے! وہ اسے قطعی پسند نہیں کرتی!“

”آپ نے ساتھا!.... رضیہ کا جملہ!“ جمیل مایوسانہ انداز میں بولا! ”عورت اپنی ذہانت نہیں بدل سکتی خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو! وہ بھتی ہے شاید میں اسٹاریٹا سے جنسی تعلقات رکھتا ہوں!“

”نہیں رکھتے آپ!“ عمران نے حیرت سے پوچھا!

”ہرگز نہیں!....“

”لا حول ولا قوۃ!....“ عمران براسانہ بنا کر بولا!

”کیوں جتاب!....“

”ارے تو پھر کیا ذہانت چاٹنے کی چیز ہے!“

”معاف کیجئے گا آپ عجیب آدمی ہیں!“

”عجیب ترین کہیے!“ عمران سر ہلا کر بولا! ”عورتوں کے ساتھ بیکار وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ... اب یہی ہے... کیا نام اسٹاریٹا... نہیں بہر حال جو پچھے بھی نام ہوا!“

”اسٹاریٹا!....!“ جمیل بڑ بڑا یا!

”جی ہاں!.... جب سے میں نے اسے دیکھا ہے! پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے میرے سینے میں!“

”میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی!....“ جمیل نے مایوسی سے کہا!.... ”اگر آپ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں!“

”میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے!“ عمران نے خوش اخلاقی سے کہا!

”اسٹاریٹا سے میرا تعارف کر ادھیجن!“

نہیں کی تھی۔ اس نے اشاریا کی طرف دیکھا، جو پہنچے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا چکی تھی اور اب پھر اس کی حالت پہلے کی سی نظر آ رہی تھی!.... دفعہ اس نے چیخ کر کہا۔
”نکوہاں سے.... نکلو جلدی!“

اور خود بھی دروازے کی طرف چھپی!.... جیل اس کے پیچے تھا! عمران بھی چپ چاپ باہر نکل آیا.... اور اشاریا نے کچھ ایسے انداز میں دروازہ بند کیا چیز کرے سے کوئی چیز نکل کر اس پر حملہ کرنے والی ہو۔....
عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا! اشاریا اور جیل دونوں بری طرح خوفزدہ نظر آ رہے تھے!.... جیل اسے سہارا دے کر اپنی خواب گاہ کی طرف لے جانے لگا! عمران اس کے پیچے چلا رہا.... دفعہ جیل اس کی طرف مڑ کر بولا۔
”آپ کہاں آ رہے ہیں!....“

”میرے لاکن کوئی خدمت“ عمران نے بڑے سعاد تمندانہ انداز میں پوچھا۔
”جی نہیں!.... آپ جاسکتے ہیں!“ جیل نے بڑے ہمراہ لمحے میں کہا! عمران جہاں تھا وہیں رک گیا! اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیزی مسکراہٹ تھی! جیل نے اشاریا سیست خواہاں میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا!۔۔۔

۷

عمران نے فون پر نمبر ڈائل کئے اور دوسرا طرف سے اس کی ماتحت جولیا فائز زوال کی آواز آئی۔
”ایکس نو اسپیکنگ!“ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا!
”لیں سر!“

”میں صبح سے کئی بار رنگ کر چکا ہوں!“
”جی ہاں! میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی!“
”میا معلوم کیا!“

”۱۹۳۴ء میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو اگر بیرون کرتا تھا! اور شاداب نگر والے اسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے!.... لیکن حقیقتاً وہ ایک جرم من جاؤں تھا! جو پہلی بھگ عظیم کے زمانے ہی سے یہاں مقیم تھا!.... راز اس وقت کھلا جب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے غالب ہو چکا تھا!....“

”ٹھیک ہے!.... میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں۔“ عمران بولا! ”لیکن پو لیس اس عمارت کی تلاشی کیوں لیتی رہی تھی!“
”مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا!“
”معلوم کرو! یہ بہت ضروری ہے!“
”میں اُن تھری بی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جتاب! کیا وہ بہت بوزٹی ہے!“
”نہیں تمہاری ہی جیسی عمر ہو گی!—!“ عمران نے جواب دیا!
”میں یقین نہیں کر سکتی! جتاب!“
”خود جا کر دیکھ لو!“ عمران بولا! ”اُن لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں!“
”بہت بہتر! میں اسے قریب سے دیکھوں گی! مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے آپ کے بیان پر یقین نہیں آیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں اُن تھری بی کا نام بہت عرصے سے ناجاتا ہے! اس حساب سے اس کی کم از کم ذریثہ سو سال کی ہوتا چاہیے!“
”کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس گروہ پر حکومت کرنے والی اُن تھری بی کہلاتی ہے! اخواہ اس کا پیدائشی نام کچھ ہوا!.... دوسرا جنگ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ثبوت گیا تھا!.... اور اس زمانے کی اُن تھری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت الفانی کے ساتھ جرمی سے فرانس بھاگ گئی تھی! پھر اس نے وہاں ایک جرم من جاؤس کے فرائض انجام دیے۔ دوسرا جنگ عظیم میں فرانس کی جانبی کی ذمہ دار زیادہ تر یہی عورت رہی تھی!— ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشور ہو گئی تھی۔ لیکن اس کی صداقت میں دنیا کے سارے ممالک کو شہر ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی تھوڑا ثبوت نہیں مل سکا!“
”مگر اس عورت کی پیچاں کیا ہے جتاب!“ دوسرا طرف سے آواز آئی
”سب سے بڑی پیچاں ہی ہے کہ اس کی کوئی پیچاں نہیں ہے! اگر تم اس کا حلیہ لکھنے بیٹھو تو تمہیں داتوں پسند آجائے!.... تم اس کا صحیح حلیہ نہیں بیان کر سکتیں! قریب سے وہ کچھ معلوم ہوتی ہے دور سے اور کچھ معلوم ہوتی ہے! مختلف پہلوؤں سے بالکل مختلف نظر آئے گی!“
”بڑی عجیب بات ہے!“
”تم دیکھو تو اسے!.... نہایت آسانی سے دیکھ سکتی ہو! مقدر کا حال معلوم کرنے والوں کی بھیڑ کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو! وہ خود کو ایک سوئیں عورت ظاہر کرتی ہے۔۔۔
”نہم بھی سوئیں ہو! لہذا تم اس سے مکمل مل بھی سکتی ہو!“

”آپ بیہن نہ ہے!...“ ٹکلیں کہتا ہوا پھر اندر گھس گیا۔۔۔ لیکن اس بار یہاں کا مظہر پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا۔۔۔ اشاریٹا فرش پر چت پڑی تھی اور عمران اسی کے قریب اس طرح آنکھیں بند کئے اور ہاتھ جوڑے دوزاؤ بیٹھا ہوا تھا جیسے پوچا کر رہا ہوا اس کے سر پر دھواں چکراتا پھر رہا تھا!

”یہ کیا کر رہے ہو!“ ٹکلیں بد حواسی میں چیخا!

”پوچا!....“ عمران انگریزی میں بڑا بڑا۔۔۔ ایک جلتی ہوئی الماری ہم دونوں پر دھکلیں دھکھوں گا کہ رقبہ رو سیاہ کہاں تک ہمارا تعاقب کر سکتا ہے!

”خدا کے لئے!“ ٹکلیں بے بی سے بولا!“ کیا تم پاگل ہو گئے ہو آگ پورے کرے میں پھیل رہی ہے...!“

”چھینے دو!.... جاؤ یہاں سے!“ عمران پھر انگریزی میں بولا“ تم میرے رقبہ کے بھائی ہو!.... اس لئے میں تم سے بھی نفرت کرتا ہوں! میں خود ہی اشاریٹا کے کپڑوں میں آگ لگا کر سینیں جل مردوں گا!“

دفعہ اشاریٹا نے کراہ کر کروٹ بدی اور پھر یہک بیک بوکھلا کر اٹھ بیٹھی! مگر عمران کی حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں!.... اشاریٹا نے سہنی ہوئی نظر وہ سے چاروں طرف دیکھا اور پھر اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی!

”خدا سمجھے تم سے!“ عمران دانت پیس کر بولا“ ٹکلیں کے بچے! آخر ہونا رقبہ کے بھائی!“ پھر پانچ چھ ملازم ہاتھوں میں پانی کی بالیاں لٹکائے ہوئے اندر گھس آئے.... آگ پر جلد ہی قابو پایا گیا۔۔۔ تین الماریاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو چکی تھیں! دو گھنے بعد۔۔۔ جیل عمران کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

”اوہ۔۔۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی محبوہ کو جل کر مر جانے دیتا!“ عمران براسامنہ بن کر بولا!.... اور ٹکلیں ہنٹنے لگا!

اس وقت کرے میں بیگم جعفری بھی موجود تھیں! انہوں نے عمران کے اس جھٹے کو بڑی حیرت سے سن۔ رضیہ کے چہرے پر اب بھی ہو ایساں اڑھی تھیں اور وہ قطعی خاموش تھی! غزال اور روحی آہستہ سر گوشیاں کر رہی تھیں! ان میں اشاریٹا موجود نہیں تھی!

”لیکن تم اب بھی اس عورت کو یہاں سے نہیں نکالو گے۔۔۔“ بیگم جعفری نے جیل سے کہا۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے ای!“ جیل نے معموم آواز میں جواب دیا!“ میں خود ہی درخواست کر کے اسے یہاں لایا تھا! اب میں کس منہ سے کہہ سکتا ہوں! لیکن اگر وہ خود ہی جاتا چاہے گی

”بہت بہتر جناب امیں ایسا ہی کروں گی!“

عمران نے سلسلہ مقطوع کرنے کا ارادہ کیا! مگر پھر رک گیا!

”ہیلو! جولیا!“

”لیں سر!“

”اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایسا پار میں آ جاؤ!“

”بہت بہتر جناب!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ مقطوع کر دیا!

اسی شام کو عمران نے ٹکلیں کو بڑی بد حواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وہ عمارت کے اس حصے سے آرہا تھا جہاں جیل رہتا تھا!

”اوہ۔۔۔ عمران۔۔۔“ وہ اسے چھنجوڑتا ہوا بولا“ جیل بھائی خطرے میں ہیں اچلو۔۔۔!“

پھر وہ اس کا ہاتھ کپڑ کر کھینچتا ہوا اسی طرف لے جانے لگا! جدھر سے دوڑتا ہوا آیا تھا!

”کیا بات ہے! کچھ بتاؤ گے بھی!“

”وہ اپنی خواجہ کا دروازہ اندر سے پہنچ پیٹ کر چیخ رہے ہیں اور میں نے روشنداں سے دھواں نکلتے دیکھا ہے!“

راہداری کے موڑ پر عمران کو بھی جیل کی چینیں سنائی دیں!.... خواجہ کا دروازہ بند تھا! اور اسے اندر سے پہنچا جا رہا تھا!.... اور روشنداں سے دھواں نکل کر فضا میں چکر رہا تھا!....

”یہ دروازہ اندر سے بند ہے!....“ عمران نے کہا!

”پتہ نہیں کیا معمالہ ہے!.... خدا کے لئے جلدی کرو!“ ٹکلیں کا دم پھولا ہوا تھا!

”اندر سے کھو لو!“ عمران دروازے پر ہاتھ مار کر چیخا!

”نہیں کھلتا!....“ جیل گھنی گھنی سی آواز میں بولا!

”اچھا پچھے ہٹ جاؤ۔۔۔ دروازے سے الگ ہٹو!....“

عمران نے پانچ چھ قدم پچھے ہٹ کر باہمیں شانے سے دروازے پر تکریں مارنی شروع کر دیں!

دروازہ کے پاٹ چڑا کر ٹوٹ گئے!.... اندر دھواں بھرا ہوا تھا!.... اور جیل کی کتابوں کی

الماریاں دھڑکنے والی تھیں! ٹکلیں نے جیل کو کھینچ کر باہر نکالا!....

”وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اشاریٹا بھی ہے اندر۔۔۔!“

کرہا اٹھیں اور باہر چلی گئیں!
 ”اب بکو! کیا بک رہے تھے؟“ علیل عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا!
 ”میں یہ کہہ رہا تھا کہ فی الحال ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو!
 ”مگر آگ کیسے لگی تھی...!“
 ”آٹھ بجے تک میں تمہیں بتا دوں گا!“ عمران سر ہلاکر بولا! لہذا اس سے پہلے مجھے بور کرنے کی کوشش نہ کرو!“
 ”تم نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا! وہ چھپلی رات کو بھی تقریباً دو بجے عمارت میں چکراتی پھر رہی تھی!“
 ”یقیناً ایسا ہوا ہو گا!“ عمران سر ہلاکر بولا! اور اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے!
 ”کاش تم اس مقصد ہی پر روشنی ڈال سکتے!“ علیل بولا!
 ”وہ اب اعلیٰ کے اٹھے تلاش کرتی ہے! اب میں مجھے زیادہ بور نہ کرو! اور نہ جانے کیا کیا تلاش کرنے لگے گی...!“
 علیل خاموش ہو گیا!۔ عمران بھی کچھ سوچنے لگا تھا!

9

”ارے خدا تم سے سمجھے!...“ عمران سر پیٹنے کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا“ تمہارا بیہاں کیا کام؟“ اس کے سامنے جو لیانا فڑواڑ کھڑی بڑے دلفریب انداز میں مسکرا رہی تھی!...
 جعفری منزل کے پائیں باغ کی ایک روشن پر دونوں میں مدد بھیڑ ہوئی تھی!...
 ”میں اپنے مقدور کا حال معلوم کرنے آئی ہوں!...“
 ”مگر کیا تم نے چاہک پر وہ بورڈ نہیں دیکھا جس پر تحریر ہے کہ مس اشارہ بیانار ہو گئی ہیں اس لئے کسی سے نہیں مل سکتیں!“
 ”مجھ سے وہ ضرور نہیں گی! میں اسکی ہموطن ہوں۔“ جو لیانے جواب دیا!۔
 ”کیا تم تھا ہو!...“ عمران نے پوچھا!
 ”تمہیں اس سے کیا سر و کار...!“
 ”میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا!“

تو میں اسے روکوں گا نہیں۔ آپ یقین کیجیے!“
 ”جیل کیوں میری زندگی کے پیچھے پڑے ہو۔“
 ”ای۔ خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کیجیے!۔۔۔ یہ شرافت سے بعید ہے کہ میں اسے بیہاں سے چلے جانے کو کہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب وہ خود بھی بیہاں نہ رکے گی!“
 ”یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں!“ علیل نے سرد بوجہ میں پوچھا!
 ”اچھا بس!“ جیل ہاتھ اٹھا کر بولا!“ میں بحث نہیں کرنا چاہتا!“ پھر وہ اس کرے سے چلا گیا!

بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور ٹھنڈاں سی ہو کر آرام کر سی میں گر گئیں!
 علیل کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟“ دفعٹا عمران نے ان سے پوچھا.
 ”جی۔۔۔!“ بیگم جعفری سیدھی بیٹھتی ہوئی بولیں!“ میں آپ کا سوال نہیں سمجھی!
 ”یعنی! کیا یہ حضرت آپ کے فرمانبردار ہیں!
 ”مجھے کسی سے بھی فرمانبرداری کی خواہش نہیں ہے! لیکن میں انہیں غلط را ہوں پر نہیں دیکھے سکتی!“

”یار تم کہاں کی باتیں لے بیٹھے!“ علیل جلدی سے بولا!“ آخر یہ دونوں کمرے میں کیا کر رہے تھے؟ آگ کیسے گئی۔۔۔ اشارہ بیانار کیوں ہو گئی تھی؟“
 ”اب تک جو کچھ بھی ہو۔ میں اس پر خاک ڈالتا ہوں! میں اب تم دونوں بھائی رینا سے دستبردار ہو جاؤ! وہ میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی!“

بیگم جعفری اس جھٹے پر ہکا ہکا رہ گئیں! وہ اس طرح آنکھیں چڑا کر عمران کو گھور رہی تھیں۔ جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں!
 ”اوہ۔۔۔ ای!“ علیل بے ساختہ خسپڑا!“ آپ اس کی باتوں میں نہ آئیے ای اس صدی کا سب سے بڑا مکار آدمی ہے!“

”خداجانے تم لوگ کیا کر رہے ہو؟“ بیگم جعفری نے آتا نے ہوئے انداز میں کہا اور انھوں نے پوچھا
 ”چلی گئیں! ان کے ساتھ ہی رضیہ بھی اٹھی تھی! لیکن غزالہ اور روحوی وہیں بیٹھی رہیں!
 ”تم کیوں فضول کو اس کر رہے ہو؟“ علیل نے عمران سے کہا!

”ہا۔۔۔! یہ بکواس ہے!“ عمران آنکھیں چڑا کر بولا“ یہ میری زندگی اور موت کا جواب ہے۔۔۔ نہ نہیں۔۔۔ سوال ہے۔۔۔!
 ”تم لوگ جاؤ!“ علیل نے لڑکوں کی طرف دیکھ کر کہا!۔۔۔ وہ بر اسلامہ بنائے ہوئے طعام!

”دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو!....“
”میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں تقریباً ذیرہ ہزار شہد کی کھیاں ہیں!.... اور تم دیسے یہ
کافی شہد واقع ہوتی ہو!....“

”اگر تم نے زرہ برابر بھی بیہودگی کی تو!.... جھٹو گے! کپیٹن جعفری باہر موجود ہے۔“
”اس کی موچھیں مجھے پسند ہیں!“ عمران سرہلا کر بولا ”تم مجھے بالکل اچھی نہیں لگتیں!....“
”عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا! روشن تھک تھی کیوں کہ دونوں طرف مہندی کی
بازیں تھیں! راستہ مددو ہو گیا تھا۔

”میں سچ کہتی ہوں! تمہیں پچھتا پڑے گا!“
”میں تم سے شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا! عمران مایوسانہ انداز میں سرہلا کر بولا۔“ دیسے اگر تم
اپنی آمد کا مقصد بتا دو! تو شاید میں راستے سے ہٹ جانے کے امکانات پر غور کرنا ضروری سمجھوں!....!
”یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہے!....!“ جولیا نے پوچھا۔

”یہاں مینڈ کوں کے عروج وزوال پر غور کرنے کے لئے آنکھا ہوا ہوں!“
”اور میں اس لئے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈ کوں کا مینڈ بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا دے
دوں!“

”گندے تالاب میں تو میں اس چوہے کو دھکا دوں گا جو خواہ تجوہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے! اس
میں اتنی بہت نہیں ہے کہ سامنے آسکے آخر کب تک.... ایک نہ ایک دن... ... تم جانتی ہو نا!
میں عمران ہوں!.... تمہیں کئی بار میرا تجربہ ہو چکا ہے!“

”جولیا کچھ سوچنے گی پھر مسکرا کر بولی۔“ کیا اس عمارت کے کیمبوں سے تمہارے تعلقات ہیں!
”یہ عمارت۔۔۔ ہاں!۔۔۔ یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے!“ کلیل جعفری!
”اور یہ اشاریٹا تمہارے ہی ایماء پر یہاں آئی ہے!“

”ہاں۔۔۔ بالکل.... کیونکہ میں اس سے وہ کرنے لگا ہوں.... کیا کہتے ہیں اس سے یعنی وہ جس
میں راتوں کو نیند نہیں آتی.... کچھ بھائے والے بھی کرنی پڑتی ہے....!“

”تم جیسے ڈفر کو وہ کبھی نہیں ہو سکتی!....“ جولیا مسکرا کر بولی!
”تم بھلا میرے دل کا حال کیا جان سکتی ہو!“ عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لمحے میں کہا!
”جولیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کلیل اسی روشن میں آنکھا! عمران ابھی تک اسی طرح ہاتھ
پھیلائے کھڑا تھا! کلیل تیز قدموں سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا!
”اوہ۔۔۔ ہپ!“ عمران دونوں ہاتھ گرا کر اس کی طرف مڑا اور اسے میں بولا۔ ”یہ دیکھو! یہ“

لڑکی بھی اشاریٹا ہی کی طرح سوکھیں ہے کیسی لگتی ہے تمہیں!“
”کلیل اس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا! جولیا بھی کم حسین نہیں تھی!
”تم یہاں کیا کر رہے ہو!۔۔۔“ کلیل نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔
”مزے کر رہا ہوں! اگر تم اس لڑکی کو مہماں بناؤ تو تمہاری ای کاہرث فلی ہو سکتا ہے!“
”کیا لکھتے ہو!....“
”تجربے کے طور پر میری جان!۔۔۔“
”بکواس مت کرو!۔۔۔ بتاؤ یہ کون ہے!“
”جولیا اردو نہیں سمجھ سکتی تھی! اس نے آتنا کہا“ میں مس اشاریٹا سے ملتا چاہتی ہوں!“
”اوہ!۔۔۔ آپ نے وہ بورڈ نہیں دیکھا!“ کلیل گزر بڑا کر بولا!
”میں اس کی ہموطن ہوں! وہ مجھ سے ہر حال میں ملے گی!“
”اچھا دیکھئے! میں اطلاع پہنچاتا ہوں! آپ کا کارڈ!....“
”جولیا وہی بیک سے اپنا کارڈ نکالنے لگی!۔۔۔“
”کلیل اس کا کارڈ لیتا ہوا بولا“ چل کر بیٹھنے اندر۔۔۔ یہاں اس طرح کھڑے رہنا تو اچھا نہیں
معلوم ہوتا!“
”یہ آدمی میرا راستہ روکے ہوئے ہے!“ جولیا عمران کی طرف دیکھ کر سمجھ دی گئی سے بولی!
”کیا پہلے سے تمہاری جان پہنچا ہے!۔۔۔“ کلیل نے عمران سے اردو میں پوچھا!
”ہرگز نہیں!.... دیسے یہ لڑکی مجھے تمہارے لئے اچھی لگتی ہے اگر اسے مہماں بنانے کا
ارادہ ہو تو میں اس کو اشاریٹا سے نہ ملنے دوں!“
”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!“ کلیل جھنجھلا گیا! پھر اس نے جولیا سے اگر بیزی میں کہا
آئیے چلنا!“
”عمران ایک طرف ہٹ گیا! جولیا کلیل کے ساتھ چلی گئی! عمران وہیں روشن پر نہ ملتا رہا!
”تقریباً دس منٹ بعد جولیا اپس آئی!“ کلیل اس کے ساتھ تھا!
”کیوں! کیا ہوا!۔۔۔“ عمران نے اردو میں پوچھا!
”اس نے ملنے سے انکار کر دیا!۔۔۔“ کلیل نے جواب دیا!
”اچھا اب تم براہ کرم واپس جاؤ!....“ تم بالکل گدھے ہو اور میرا کھیل بگاڑ دے گے! قطی
نہیں! اپکھ نہیں! لس چلے ہی جاؤ! اور نہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤ!“
”کلیل غاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا!“

”ٹکلیل کے ساتھ اس کی شادی ہوگی!—پھر دیکھوں گا تمہاری ای جان کو!“

”میا...!“ غزالہ حیرت سے آسمیں پھاڑ کر بولی۔ ”تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔“

”خدا کرنے تمہاری ای مر جائیں!....“ عمران دانت پیش کر بولا اور غزالہ بکا بکا کھڑی رہ گئی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے جواب کے لئے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں!.... عمران اسے متین کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا! وہ سیدھا اس حصے کی طرف آیا جہاں جیل رہتا تھا.... وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ اور اشاریا بھی وہیں تھی! عمران اجازت لئے بغیر کمرے میں گھٹا چلا گیا!

”ہائیں!—کیا... یعنی کہ...!“ جیل ہکلایا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اشاریا جوشال میں بھیج کر بولی!

”میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا!....“ عمران نے احتجانہ انداز میں کہا!

”کم از کم!.... آپ کو اجازت تو یعنی چاہئے تھی!“ جیل نے ناخنگوار لبھے میں کہا!

”ارے واه...! تو گویا... کیوں جتاب!.... کیا میں نے آپ کی خواہگاہ کا دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا!....“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے آدمی ہیں!“

”قماش کیا جیز ہے!... ذرا مجھے اس کے معنی بتا دیجئے.... پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا!“

”آپ اگر اس وقت مجھے معاف کریں تو بہتر ہو گا!“ جیل نے آتائے ہوئے لہجے میں کہا!

”یہ ناممکن ہے!.... آج میں فیصلہ کروں گا!“

”کس بات کا!....“

”یہ عورت آپ سے محبت کرتی ہے یا مجھ سے!“

”گفتگو ادو میں ہو رہی اس کے باوجود بھی جیل کے چہرے کارنگ اڑ گیا! اور وہ نکھیوں سے اشاریا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی!

”عمران بڑا تارہ! اکل جو کچھ بھی ہوا میری بد دعاوں کا اثر تھا!.... ایک جلے بھنے دل کی

آہیں تھیں جنہوں نے تمہاری خواہگاہ میں آگ کاڈی تھی!.... اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹ

گئے تو خود بھی جمل بھن کر کباب ہو جاؤ گے!—!“

”کیا تم اکل ہو گئے ہو!“ جیل حلقت پھاڑ کر چھا!

”کیا بات ہے!—!“ اشاریا نے انگریزی میں پوچھا!

”یہ آدمی مجھے خواہ خواہ غصہ دلاتا ہے!....“

”کیا یہ انگریزی نہیں بول سکتا!.... یہ کون ہے! تم کہہ رہے تھے کہ کل اسی نے ہماری

عمران جو لیا کی طرف دیکھ کر مسکرا یا۔

”تم اشاریا سے کیوں ملاجا ہتی ہو! کیا تمہارے چوہے آفیسر سے تمہیں کوئی ہدایت ملی ہے!“

”وہ چوہا ہی سکی!“ جو لیا بر اسامنہ بنا کر بولی ”لیکن کیا وہ بھوت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا!.... کیا اس نے تمہارے منہ سے شکار نہیں چھینے ہیں!....“

”اوہ...!“ عمران نے سنبھلی گئی سے کہا! یہ مجھے تسلیم ہے! لیکن میں اسے کسی دن روشنی میں لا کر ذمیل کروں گا۔! میرزا نام عمران ہے!“

”تمہارے فرشتے بھی ہمارے چیف آفیسر تک نہیں پہنچ سکیں گے جو لیا اپنا اوپری ہونٹ بھیج کر بولی!“

”بہت جلد! مستقبل قریب میں اویسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے!“

”یہی سمجھ لو!.... پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے!“

”میں نہیں سمجھا!“

”تم سمجھو یا نہ سمجھو! ایسیں نو خوب سمجھتا ہے! اور تم اتفاق سے نادانتہ طور پر اسی کے لئے کام کر رہے ہو!“

”اس کی ایسی کی تمی!“ عمران بری طرح چھپلا گیا! ”اگر وہ اس معاملے میں داخل انداز ہوا تو

”میں اس کی دھیان بکھیر دوں گا!“

”روتے کیوں ہوا!.... جو لیا نہ پڑی!“

”اچھی بات ہے میں اسے خبردار کر دیا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے!“

”اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لئے زندہ نہ رہو گے!“

”راسہت ادھر ہے!—!“ عمران نے چاہک کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔

”پھر اس نے پلٹ کریا بھی نہیں دیکھا کہ جو لیا کھڑی ہے یا چلی گئی!“

”وہ پورچ سے برآمدے میں داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اسے مخاطب کیا۔“ اے! مولا!“

”ذرا ایک منٹ!“

”عمران رک کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑاکی عورت کی طرح بھنا کر بولا۔“ ”تم خود مولا!“

”یہ عورت کون تھی!....!“

”میری بھابی کی سالی!.... تم سے مطلب!....“

”یہاں کیوں آئی تھی!....!“

جانیں پچائی تھیں۔"

"میں انگریزی بول سکتا ہوں!" عمران نے سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا "مگر انگریزی میں اظہار عشق کے طریقے سے نادقیف ہوں!"
"کیا مطلب!...." اشاریٹا کی پیشانی پر ٹھنڈیں پڑ گئیں!
"عشق....!"

"چلے جاؤ.... یہاں سے....!" جیل حلق پھاڑ کر چحا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر چھینک مارنے کے لئے ایک گلدن اخہلیا! لیکن اس کا وار خالی گیا! گلدن سامنے والی دیوار سے لکر لایا اور اس کے ریزے چھپھناتے ہوئے فرش پر آرہے!
عمران نے پاریوں کے سے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے بد دعا دی!... اور اشاریٹا کو بے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کرے سے نکل گیا!

ای رات کو ٹکلیل اشاریٹا کی پراسرار نقل و حرکت کی گرفتاری کے لئے عمارت کے ایک دریان حصے میں تھا کھڑا تھا!.... دونج چکے تھے اور سردی شباب پر تھی! آسمان صاف تھا اور تاروں کی دودھیار و شنی ہر طرف بکھری ہوئی تھی!....
ٹکلیل ایک ستون سے چمنا ہوا تھا!... اس نے اشاریٹا کو اب تک زیادہ تراکی حصے میں دیکھا تھا!— آج عمران بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اب اس وقت ٹکلیل نہیں کہہ سکتا تھا کہ عمران کہاں ہو گا! عمارت کے اس حصے تک وہ ساتھ ہی آئے تھے۔

لیکن پھر وہ کسی دوسرا طرف کھٹک گیا تھا!... چونکہ تاروں کی چھاؤں میں دیکھ لئے جانے کا خدشہ تھا اس نے ٹکلیل نے اس کی تلاش میں اوہرا وہر بھکنا مناسب نہ سمجھا! جس ستون کے پیچے چھا تھا کافی برا تھا!... اسے زیادہ دری تک بیکار نہیں کھڑے رہنا پڑا!... سامنے تاروں کی ملچھی روشنی میں ایک متحرک سایہ نظر آ رہا تھا! یہ بیک وہ ستون سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گیا! اور ساتھ ہی ٹکلیل کی آنکھوں کے سامنے ستارے اٹنے لگے! اور وہ کسی تناور درخت کی طرح زمین پر آ رہا تھا! کیا جانے والا حملہ پچھا تھا! شدید تھا! اس کے سر پر کسی وزنی چیز سے ضرب لگائی گئی تھی!.... اس کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی! حالانکہ زمین پر گرتے وقت بھی اسے ہوش تھا! پھر اس کے بعد اسے یاد نہیں کہ کیا ہوا۔

دوسری بار آنکھ کھلتے پر اسے اپناءں مواد سے بھرا ہوا چھوڑا معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سر الگ کرائے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گی!
اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اسے اپنے چاروں طرف گھرے زرور گک کے غبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا! اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں!... کانوں میں سیٹیاں سی نیچری تھیں اور اس کے علاوہ بھی اسے کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہو رہا تھا جیسے کسی گھنے جنگل میں آندھی آگئی ہو! آہستہ آہستہ یہ شور ختم ہو تا گیا! اور اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیتے لگیں! اس نے پھر آنکھیں کھولیں۔ اس بار اسے دھنڈے دھنڈے سے درو دیوار نظر آئے! اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھنڈتی تھی گئی۔ وہ ایک اچھے خاصے بجے ہوئے کرمے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر یہ کرہ جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا! ٹکلیل نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا!... اور ایک بہت ہی لطیف خوبصورتے اس کا دماغ معطر ہو گیا! اس پر ایک حسین چورہ جھکا ہوا تھا۔

"لیئے رہیے!" ایک مترجم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی! آپ کا سر بری طرح زخمی ہے!"

ٹکلیل بے حس و حرکت رہ گیا! لڑکی بہت حسین تھی.... اور محصول بھی! عمر بمشکل اخہار سال رہی ہو گی! وہ مشرقی حسن کا ایک بہترین نمونہ تھی۔—"میں کہاں ہوں! ٹکلیل بدقت کہہ سکا!

"دوستوں میں....! آپ فکر نہ کیجیے! کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں!
"جی نہیں! میں بالکل نہیں ہوں! ٹکلیل نے مسکرانے کی کوشش کی!
"آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے! ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا تھا!
"اچھا تو....!"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں! کم سے کم الفاظ میں کہئے اور خاموش ہو جائیے۔"
"یہاں مجھے کون لایا ہے!"

"اچھا میں بتاتی ہوں! لیکن آپ خاموش ہی رہئے گا کچھ لوگ آپ کو مشتبہ حالت میں کہیں لے جا رہے تھے۔ میرے بابا یوٹی پر تھے انہوں نے ان لوگوں کو ٹوکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے! وہ وہ آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی!
"کیا وہ کوئی غیر ملکی عورت تھی!—!
"آپ پھر بولے!... میں یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی! اب بانے بجھے

”جی ہاں اسی لئے تو میں اس کا حلیہ معلوم کر کے تشفی کرنا چاہتا ہوں!“
 ”بابا سے آپ آدھ گھنٹے بعد مل سکیں گے!“
 وعدہ کے مطابق اس نے آدھ گھنٹے بعد ٹکلیں کو اپنے بابا سے ملایا....
 ”یہ بابا ایک قوی ہیکل اور دراز قد بوڑھا تھا!... آگر اس کے بال سفید نہ ہوتے تو اسے کوئی بھی ”بaba“ کہنے پر تباہ نہ ہوتا! اس کے صحت مند اور تو انہا چہرے پر گھپے دار بے داغ سفید موچیں بڑی عجیب لگتی تھیں! وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا! ٹکلیں سے اس کے متعلق استفسارات کر تارہ پھر بولا“ تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں!“
 ”جی ہاں.... آپ براہ کرم بتائیے کہ....!“
 ”شہر یے....!“ بوڑھا ہاتھ انھا کر بولا!“ آپ کے سر میں چوت کیے گئی تھی....!
 ”چوت....!“ ٹکلیں کچھ سوچنے لگا پھر بولا! میں یہ نہ بتا سکوں گا البتہ بچھلی رات معمول کے مطابق میں اپنے کمرے میں سورہ تھا! مجھے اتنا ہی یاد ہے! بعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم ہوئی تھیں!“
 ٹکلیں نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔
 ”بڑی عجیب بات ہے!“ بوڑھا بڑا کرہ گیا وہ نڈنے والی نظر وہن سے ٹکلیں کی طرف دیکھ رہا تھا! پھر دفعہ اس نے پوچھا۔
 ”آپ کو اس سلسلے میں کسی نہ کسی پرشہر تو ہو گا ہی!“
 ”حیر توں کا پہلا نٹ پڑا ہے مجھ پر!“ ٹکلیں نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں مجھے کسی پر بھی شہر نہیں ہے!....“
 ”کسی عورت کا کوئی قصہ.... بوڑھے نے کہا اور پھر لڑکی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اب یہاں اس کی موجودگی ضروری نہ ہو! لڑکی چپ چاپ اٹھی اور کمرے سے چلی گئی!
 ٹکلیں ہو لے ہو لے اپنی ناک سہلا تا ہوا بولا“ آج تک کوئی عورت میری زندگی میں داخل نہیں ہوئی!....“
 ”کوئی ایسی عورت جس نے زبردستی آپ کی زندگی میں داخل ہونے کی کوشش کی ہو!....“
 ”کاش کجھی ایسا بھی ہوا ہوتا!“ ٹکلیں نے شہنشہ سانس لی!
 ”میا آپ کسی ایسی عورت سے واقف ہیں جس کے اوپری ہونٹ پر بائیں جانب ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہو!.... اور ٹھوڑی میں گڑھا!“

جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں! تفصیل آپ انہیں سے پوچھ بجھے گا! ویسے میں یہ بتائیں ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے ٹھیلے میں بند تھے! جب بابا نے انہیں ٹوکا تو وہ تھیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ بیہو ش تھے!“
 ”آپ کے بابا کیا کرتے ہیں!“
 ”ان کا تعلق محکم سراغ سانی سے ہے!“
 ٹکلیں خاموش ہو گیا! وہ سوچ رہا تھا شاید اسارٹا اس بات سے واقف ہو گئی ہے کہ میں اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں۔ اسی لئے آج مجھ پر حملہ کیا گیا! لیکن وہ اور اس کے ساتھی ناکام رہے!
 ”آپ کے بابا کہاں ہیں! میں ان سے ملتا چاہتا ہوں!“
 ”بس اب سوچائی ذرا سی دیر میں سویرا ہو جائے گا! بابا صحیح آپ سے ملیں گے۔ پھر پولیس کو باقاعدہ طور پر اس کی روپورٹ دی جائے گی!“
 ٹکلیں خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جائیٹھی.... وہ اتنی دلکش تھی کہ ٹکلیں کو اپنے سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا۔ وہ اسے متواتر دیکھے جا رہا تھا! اور لڑکی بار بار شرما کر اپنے اس جھکاتی تھی.... پھر ٹکلیں نے سوچا کہ اسے اس طرح نہ گھورنا چاہئے! اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد ہی گہری نیند سو گیا!.... اسے نیند کی بجائے غشی ہی کہتا زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ سر کی تکلیف نیند سے سمجھوٹہ نہیں کر سکتی تھی!
 صح خشکوار تھی یا ناخشکوار وہ اندازہ نہیں کر سکا!.... کیونکہ سر کی تکلیف اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی! آنکھ کھلتے ہی اسے وہی لڑکی نظر آئی تھی جسے دیکھتے دیکھتے وہ بچھلی رات سویا تھا!.... وہ اب بھی وہیں اسی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی!
 ”کیا آپ تکلیف میں کچھ کی محسوس کر رہے ہیں!“ لڑکی نے پوچھا!
 ”بڑی حد تک!.... میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں!....“
 ”زیادہ باتیں نہیں جناب!“ لڑکی سکرائی! میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھی تھی!
 آپ کا دوسرا جملہ قطعی غیر ضروری تھا!....“
 ”صرف ایک بات اور!.... آپ کے بابا!....“
 ”میرے بابا!.... اس عورت کی تلاش میں ہیں جو آپ کو لے جانے والوں کے ساتھ تھی!
 وہ اس کی بھلکل اچھی طرح دیکھ کے تھے! مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے!
 ”کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی!“
 ”کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے!“ لڑکی نے پوچھا!

”کیا مطلب۔۔۔؟“ تکلیل نے بوکھلا کر انھا چاہا!
”لیئے رینے!.... آپ کا سرزخی ہے!“ بوڑھے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا!
”کیا اس عورت کی ناک میں سرخ گمینے کی کلیں بھی تھی؟“
”آہا.... تمہرے یے!.... بوڑھے کی پیشانی پر سلوٹس پر گمیں اور وہ آہستہ سر ہلاتا
ہوا.... پھر بولا ”یقیناً تھی.... مجھے اچھی طرح یاد ہے! کیونکہ میں نے آج تک کسی الٹاموڈرن
لڑکی کو ناک میں کلیں پہنے نہیں دیکھا!.... یہ معمولی ہی چیز ناممکنات ہی میں سے ہونے کی بناء پر
مجھے یاد رہ گئی ہے....!“

تکلیل کا پورا جسم پہنے میں ڈوب گیا کیونکہ یہ جمیل کی بیوی رضیہ کا حلیہ تھا اس نے کچھ دیر
بعد نحیف سی آواز میں پوچھا! ”کیا اسی کوئی عورت ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تھی!....؟“
بوڑھے نے اس کے چہرے پر نظر جائے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا!
تکلیل نے آنکھیں بند کر لیں!۔۔۔ بوڑھے نے کچھ دیر بعد پوچھا!
”میا آپ اسی کی عورت کو جانتے ہیں!“
”نہیں.... میں نہیں جانتا۔۔۔!“

”پھر آپ نے ناک کی کلیں کا حوالہ کیوں دیا تھا۔۔۔؟“
”اوہ۔۔۔ بس یونہی.... زبان سے نکل گیا تھا۔۔۔!“
”میں اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں! آخر آپ کیوں چھپا رہے ہیں پتہ نہیں وہ لوگ
آپ سے کیا برداشت کرتے!....“

”اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ ناک کی کلیں کا حوالہ قطعی اتفاقیہ تھا! بس یونہی
زبان سے نکل گیا!“

”میں لاکھ برس تسلیم نہیں کر سکتا!....“

”نه سمجھے!....“ تکلیل نے جھنجلا کر کہا۔۔۔ پھر فورائی سنبھل کر بولا۔ ”اس لمحے کے لئے
معافی چاہتا ہوں! اور اصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے!“
”کوئی بات نہیں ہے۔“ بوڑھا سکریا ”اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھے مگر ایک درخواست ہے!
ایک نہیں بلکہ دو!“

”فرمائے، فرمائے!“

”تاوقتیکہ میں مجرموں کا پتہ نہ لگا لوں آپ یہاں سے جانے کا رادا نہ کریں! مطلب یہ کہ
آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے گا! میں اس معاملے میں اتنی احتیاط برتر رہا ہوں کہ فی الحال اس واقع

یہ رپورٹ تک باقاعدہ طور پر درج نہیں کرانا چاہتا! یہاں آئے دن اسکی وارداتیں ہوتی رہتی
ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ ان کا ذمہ دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی مالدار آدمی کو پکڑ کر اس
کے لواحقین سے بھاری بھاری رتوں کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں کی پولیس عرصہ سے پریشان
ہے! لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔ ”تکلیل کچھ نہ بولا!“ بوڑھے نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا! ”اور دوسرا بات بھی سن لیجئے! میں بہت صاف گو آدمی
ہوں! ہر آدمی کو صاف گو ہونا چاہئے!.... آجکل کے نوجوانوں میں ایک بڑا خطبیا جاتا ہے جہاں
کوئی عورت یا لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے!
حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن یہ چھوکرے مجنوں
کی سی حرکتیں کر کے خواہ مخواہ دوسرا بھتھے ہائے نظر سے بھی انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیتے
ہیں۔ یہ لڑکی جو پہلی رات سے آپ کی خدمت کرتی رہی ہے اس پر حرم سمجھے گا! یہ بہت پر
ظہوص لڑکی ہے.... اور میری اکلوتی پچی!.... میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا!“ تکلیل کو
اپنی آواز حلقت میں چھنتی ہوئی معلوم ہونے لگی! اس کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ جواب میں کیا کہے!
ویسے بوڑھا اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی کمرے سے جاچکا تھا!

॥

جعفری منزل میں سر ایمگی پھیل گئی تھی! تکلیل کی پراسرار گم شدگی بیگم جعفری کے لئے
تھیں الجھنیں لے آئی! پہلے تو وہ سمجھتی رہیں کہ تکلیل خلاف عادت انہیں مطلع کئے بغیر کہیں چلا گیا
ہے.... لیکن جب کافی وقت گزر گیا تو پریشانی بڑھ گئی!.... تکلیل اور جمیل شروع ہی سے ان
کے پابند رہے تھے۔

انہیں جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے! جمیل تو سختی سے اس اصول پر
کار بند تھا! البتہ تکلیل کبھی کبھی بتائے بغیر بھی چلا جاتا.... مگر وہ جہاں بھی ہوتا فون پر اسکی اطلاع
بیگم جعفری کو ضرور دے دیتا تھا! دن ڈھل گیا مگر تکلیل واپس نہ آیا.... بیگم جعفری پاگلوں کی
طرح ساری عمارت کے چکر کاٹ رہی تھیں! ایک جگہ عمران سے مذہبیز ہو گئی! جو ایک ستون
سے تیک لگائے آنکھیں بند کئے گھڑا تھا!

”کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔؟“ بیگم جعفری نے اسے مخاطب کیا اور وہ چوک
پڑا....

”جی....!“ اس نے پلکیں جھپکائیں!
 ”میں تکلیل کے متعلق کہہ رہی ہوں!“
 ”اوہاں.... ایسا میزبان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا... مجھ سے کہا تھا پلک
 پر چلیں گے.... اور خود غائب!“
 ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں...؟“
 ”میاں سمجھ میں نہیں آتا....؟“
 بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر آگے بڑھ گئیں!.... عمران بدستور
 دیں کھڑا رہا.... کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ اس
 کرنے میں جا گھساجاں فون رکھا ہوا تھا!
 ”بیلو....!“ اس نے نمبر ڈائل کرنے کے ماڈ تھے پیس میں کہا۔ ”کون ہے!“
 ”جعفری.... جناب!“
 ”جو لیا.... کیا کر رہی ہے....؟“
 ”وہ سیاہ نائی والوں کے پیچھے ہے!“
 ”ٹھیک!— تم جعفری منزل بخیج جاؤ! تمہیں اس عورت پر نظر رکھنی ہے! آج شام دوہ تھا
 باہر جائے گی! بس تمہیں صرف اسکا تعاقب کرنا ہے!.... اور کسی معاملے میں دخل اندازی
 کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ دہاں کچھ ہوا!“
 ”بہت بہتر جناب!“
 عمران نے سلسلہ مقطع کر دیا! پھر کرنے سے نکل ہی رہا تھا کہ غزالہ آنکھ رائی! ”آخر آپ
 بتاتے کیوں نہیں کہ جیا کہاں ہیں!“ اس نے ناک چڑھا کر کہا!
 ”آپ کے بھیانے میری مٹی پلید کر دی!“ عمران بسوار کر بولا!
 ”کیوں---!“
 ”انہوں نے مجھے بڑا دھوکہ دیا ہے!“
 ”کیا دھوکہ دیا ہے!—!“ غزالہ اسے گھورنے لگی!
 ”کچھ نہیں!—! آپ سے کیا ہتاوں!—!“
 ”آپ مجھے ان کا پتہ بتائیے! میں اور کچھ نہیں جانتی!—!“
 ”پڑھا چکا کہیں نوٹ کر لجئے!“ عمران نے سنجیدگی کے سے کہا! ”جعفری منزل شاداب گر!—!“
 ”اچھی بات ہے! نہ بتائیے!“ غزالہ دانت پیس کر بولی ”مجھے یقین ہے کہ آپ بھیا کے

”متعلق جانتے ہیں!“
 ”میں بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا
 ”تو پھر بتاتے کیوں نہیں!....“
 ”باتا تا ہوں!.... مگر تم میرے کہنے پر اعتبار کرو گی!“
 ”کیوں نہ کروں گی!—!“
 ”وہ جہاں کہیں بھی ہیں! بالکل بخیریت ہیں! تم اپنی اپنی سے کہہ دو! خواہ بخواہ یورنہ ہوں!“
 ”اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی! بتا کر نہیں جاسکتے تھے!“
 ”مجھ سے بحث نہ کرو! میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں! یہ نہیں جانتا کہ کہاں
 گئے ہیں! مجھ سے کہا تھا کہ جلد ہی واپس آ جاؤں گا!“
 ”ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں!“
 ”کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے سمجھنے کی کوشش کیجئے!“ عمران بھنا کر بولا!
 ”میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی!—!“ غزالہ نے جعل بخنسے لجھ میں کہا اور وہاں سے چلی
 گئی! عمران پھر اس کرنے میں داخل ہوا، جہاں فون رکھا ہوا تھا! اس بار اس نے جولیا کے
 نمبر ڈائل کرنے— جواب ملنے میں دیر نہیں گئی!
 ”لیں سر!....“ دوسری طرف سے آواز آئی!
 ”کیا ہوا!....!“
 ”بڑی دشواری پیش آ رہی ہے جناب! کیس بہت پرانا ہے! اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں
 ہے!.... اس عمارت سے متعلق غیر ملکی جاؤں کی کہانی ضرور مشہور ہے لیکن تفصیل کسی کو
 نہیں معلوم!.... البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت
 اُسکی نہیں ہے کہ وہ کچھ بتا سکے!“
 ”کون ہے?“
 ”ایک ریٹائرڈ سی، آئی-ڈی سب اسپکٹر.... جو اس زمانے میں تھیں تھا! مگر وہ وہ کام ریٹش
 ہے.... آج کل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے.... سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک لفظ بھی
 نہیں بول سکتا! میں نے تحریر کو ذریعہ گفتگو بنانا چاہا لیکن اس کے ہاتھ میں رعشہ بھی ہے!“
 ”میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں عمران سے مدد حاصل کرو!“
 ”وہ کیا کر سکے گا!“
 ”کچھ نہ کچھ کر رہی لے گا! تم فکر نہ کرو! میں نے اسے بری طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال

میرے پنجے سے نکل نہیں سکتا! اس سے جو کام چاہو لے لو!....”
”تو میں اسے وہاں لے جاؤں....! وہ آدمی آجکل ایک سرکاری شفاغانے میں ہے...!“
”ہاں--- تم اسے وہاں لے جاؤ---!.... اچھا ہاں--- سیاہ نائی دالوں کا کیا رہا!“
”سب تھیک ہے!.... میرا خیال ہے کہ وہ صرف کچھ عرصے تک کیلئے اپنی حرکات جاری رکھنا چاہتے ہیں!.... کوئی خطرہ نہیں ہے میں نے بھی اندازہ لگایا ہے---!“
”میرا بھی یہی خیال ہے.... اچھا!....“
 عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!—

ٹکلیل سکرا سمٹا ایک آرام کری میں پڑا ہوا تھا! اور سوق رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل بھاگے! اس گھر کے کمین اپنے مراج اور رکھا کے اعتبار سے عجیب تھے! بوڑھے سے وہ گفتگو کر رہی چکا تھا! اور اب اس کے بعض الفاظ اس کے کافوں میں گونج رہے تھے! دنیا کا کوئی باپ اپنی بڑی کے معاملے میں اتنا صاف گونج نہیں ہو سکتا۔ ٹکلیل اب تک درجنوں آزاد خیال قسم کے تعلیم یافتہ لوگوں سے مل چکا تھا! لیکن اسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے اس سے کہا ہوتا کہ وہ اس کی بڑی سے ملنے جانے میں اس بات کا خیال رکھے کہ معمولی رسم و رہ عشق و محبت کی منزلیں دستے کرنے پائیں!

یہ تو باپ کی ہدایت تھی اور بڑی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار ٹکلیل کے کمرے میں آتی تھی! اس سے گھنٹوں گفتگو کرنا چاہتی تھی! ایک بار تو اس نے اس کا سر دبانے کی کوشش کی تھی اور ٹکلیل اس طرح بوكھلا گیا تھا جیسے اس نے سرکاث لینے کی دھمکی دی ہو!

ٹکلیل اس سے بھاگنا چاہتا تھا! اس کے باپ کا غوف کچھ اسی طرح اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا! ایسے حقیقت تو یہ تھی کہ وہ بڑی اسے بیدبند تھی! وہ چاہتا تھا کہ وہ اس اس کے قریب بیٹھی بچوں کے انداز میں ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہے!.... اس کا طرز گفتگو بڑا لکھ تھا!.... مگر جب ٹکلیل ذہنی طور پر اس کی گفتگو کے تانے بانے میں چھپنے لگتا تو اس کے تخلیل میں دو بڑی بڑی سفید اور گھنی موچھیں اس طرح گھس آتیں جیسے آدم کی جنت میں ساتپ!

یہاں دونوں کو بھی تھے! اور یہ دونوں اپنے ماں کے بھی زیادہ عجیب تھے! ان میں سے ایکہ گوئا تھا! اور دوسرا بہر!.... ایک کے ساتھ حلق چھاڑنا پڑتا تھا اور دوسرے کو کچھ سمجھانے کے

سلسلے میں اچھی خاصی ورزش ہو جاتی تھی اُن سب باتوں کے علاوہ ٹکلیل کے ذہن پر ایک بہت بڑا بوجہ بھی تھا رضیہ کا مسئلہ! اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نے اس پر حملہ کیوں کرایا تھا اور اسے کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ دو آدمی کوں تھے جنہوں نے اسے اخبار کھاتھا!.... ٹکلیل کو یہاں مخفی اسی لئے روکا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفہیش کی جا سکے بوڑھا پویں آفیسر اسے بہت ذہین اور آزر مودہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا! لیکن ٹکلیل میں اتنی ہت نہیں تھی کہ وہ اسے رضیہ کے متعلق کچھ بتا سکتا وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلاصی ہو۔ تو خود اس واقعے کے متعلق چھان بین کرے۔ دوسری طرف اسے بیگم جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لئے بیجد پر بیشان ہوں گی! اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھر فون کرنے کی اجازت مانگی تھی! لیکن بوڑھے نے منع کر دیا تھا!

اب ٹکلیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے! وہ سوق ہی رہا تھا کہ لا کی کمرے میں داخل ہوئی! اس کے ہاتھ میں سرخ گلاب کے کٹی پھول تھے!

”آپ کو گلاب یقیناً پسند ہوں گے!“ اس نے کہا
”بھی ہاں--- بہت....“ ٹکلیل کے ہونٹ کا پعنے لگے....
”یہ میں آپ تھی کے لئے لائی ہوں....“

”شکریہ“ پھول لیتے وقت ٹکلیل کا ہاتھ کاپن پر بیجا تھا!
وہ قریب ہی کی ایک کری پر بیٹھتی ہوئی بولی ”اس میں سے ایک میرے جوڑے میں لگا
وہ بیجے!.... مجھ سے نہیں لگاتے بنتا۔“

ٹکلیل کا پورا جسم کا پعنے لگا! حلق خنک ہونے لگا!.... سر چکرانے لگا!.... اور سفید موچھیں کسی خود سر نیل کے سینگوں کی طرح اس پر جھپٹنے لگیں!....

”لگا دیجئے تا!“ وہ اس کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی!....
”مم.... مم.... پچھوں....!“ ٹکلیل ہکلایا!

”بھی ہاں.... ایک پھول میرے جوڑے میں لگا دیجئے!“
”وہ.... آپ کے والد.... صاحب!....“

”ہاں.... میرے والد صاحب!.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!“
”وہ خفا.... ہوں گے....!“

”کیوں---؟“
”پتہ نہیں---!“

کلیل اسے کس طرح بتاتا کہ ان دونوں کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہو چکی تھی؟
دفعتہ کرے کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور کلیل کا دھڑکنے لگا! اور واڑہ کھلا
اور بوڑھا اندر داخل ہوا۔۔۔ پہلے تو وہ دروازے ہی پر رکا اور پھر ان کے قریب آ کر بولا!

”بے بی!۔۔۔! بھی شہر نہیں گئیں۔۔۔؟“ اس نے لڑکی سے پوچھا!
”اب جاؤں گی!۔۔۔! ذرا ان کے لئے کچھ گلاب لائی تھی!“ لڑکی نے بھولے پن سے کہا۔

”ڈیڈی یہ آپ سے بہت ڈرتے ہیں!“
”کیوں۔۔۔ اوہ!“ بوڑھا سکریا!

”یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے!“
”تم جاؤ! اب شہر۔۔۔ دیر نہ کرو! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آ جانا!“
”میں پھر بھی جاؤں گی ڈیڈی!“ وہ پھر بچوں کی طرح ٹھکنی۔

”نہیں آج نہیں! پھر کبھی چلی جانا! تمہارے گھر مہمان ہیں!“
”تو مہمان کو بھی لے جاؤں ٹا!“

”نہیں! یہ نہیں جائیں گے۔ کیوں!“ وہ کلیل کی طرف دیکھنے لگا۔
”نہیں میں نہیں جاؤں گا!“ کلیل جلدی سے بولا!
”میں پھر آپ سے نہیں بولوں گی!“

”جاو! بے بی!۔۔۔ خدا کے لئے دیر نہ کرو! تو وہنہ پھر واپسی کب ہو گی؟“
لڑکی چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر چلی گئی!۔۔۔ بوڑھے نے کلیل سے کہا! ”مجھے کسی حد
تک کامیابی ہو گئی ہے۔ آج میں نے اس عورت کو برٹرام روڈ کی کوئی نمبر اکیس میں دیکھا تھا!“
کلیل کچھ نہ بولا! وہ جانتا تھا کہ برٹرام روڈ کی کوئی نمبر اکیس رضیہ کے والدین کی قیام گاہ
ہے۔ ممکن ہے آج وہ وہاں گئی ہو! اس کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی! آخر دہ کیا کرے۔ کیا وہ اسے
تباہ کے وہ اسکے بڑے بھائی کی بیوی ہے! کیا اسچ بچھ رضیہ اپنے راستے سے بھلک گئی! اگر یہی بات
ہوئی تو وہ لوگ کسی کو مند دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل جانے پر
خود اس کی پوزیشن کیا ہوگی! ممکن ہے اسے مجرم قرار دیا جائے! کیونکہ وہ اس سلسلے میں اپنی
معلومات کا اٹھانہ کر کے قانون کی راہ میں روڑے انکا نے والا بھی قرار دیا جا سکتا ہے!

”دیکھئے!۔۔۔!“ کلیل کچھ دیر بعد بولا! ”اس قصے کو ختم کیجئے اور مجھے گھر جانے دیجئے! میرے
گھر والے بے حد پریشان ہوں گے۔ میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتا جو برٹرام روڈ کی کوئی
نمبر اکیس میں رہتی ہو!“

”آپ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ میرے جوڑے میں پھول لگادیں۔۔۔ اتنی دیر سے کہہ رہی
ہوں!“ وہ بچوں کی طرح ٹھنک ٹھنک کر بولی!
”لغایا۔۔۔ لگاتا ہوں“ کلیل تھوک ٹنگل کر بولا۔

اس کے کاپنے ہوئے ہاتھ جوڑے کی طرف بڑھے اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے میں
کامیاب ہو گیا!

”ہی ہی ہی!“ دفعتہ دروازے کی طرف سے کسی کے ہٹنے کی آواز آئی!
یہ دونوں اچھل پڑے۔۔۔ گونگا نو کر دروازے کے قریب کھڑا ہٹس رہا تھا۔
”سور کاچھ!“ لڑکی جھلا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند
کر لیں مگر وہ برا بر افسوس جا رہا تھا! کلیل کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا اپسینہ چھوٹ پڑا، اور سفید
موچھیں پھر اس پر چڑھ دوڑیں۔

لڑکی نے نوکر کے سر پر دھمک دیا! مگر وہ بدستور ہاتھوں سے آنکھیں بند کئے ہوتا
رہا!

”یہ کم بخت اتنا ڈھیٹ ہے کہ کیا تباوں!“ لڑکی نے کلیل کی طرف مڑ کر کہا۔ ”آپ کچھ
خیال نہ کیجھ گا!“

کلیل نے اس طرح سر ہلا دیا ہیسے وہ واقعی کچھ خیال نہ کرے گا! پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی
اس کے چہرے پر ندامت کے آندر نظر آنے لگے! مگر سفید موچھیں اس نوکر نے اشاروں سے
بوڑھے کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا کچھ بیٹھے گا! کلیل کو اختلاج ہونے لگا!
لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا!۔۔۔ کلیل کے رہے ہئے اوسان بھی جواب
دے گئے اور سچنے لگا کہ اگر ایسے میں بوڑھا آجائے تو کیا ہو!

لڑکی پھر آکر کرسی پر بیٹھ گئی! کلیل کی سائیں چڑھتی رہیں!
”اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو۔۔۔؟“ کلیل نے سوال کیا!

”تو کیا ہو گا۔۔۔ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کیوں یاد کر رہے ہیں!“
کلیل اس بات کا کیا جواب دیتا اویسے سفید موچھیں اب بھی اسے کسی مرکھنے بیل کی سیلگوں
ہی کی طرح دھمکاری تھیں۔

”کیا آپ کو میرے والد صاحب سے خوف معلوم ہوتا ہے!“ لڑکی نے پوچھا!
”جی ہاں۔۔۔ بہت!“
”ارے وہ بہت نرم دل اور نیک آدمی ہیں۔“

بوزہارہا کر مسکرا! پھر بولا "مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کی یوں محترمہ رضیہ کو نہیں جانتے؟"

فکیل کے ہاتھ پیر خندے ہو گئے، اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جنم کا سارا خون مخدج ہو گیا ہو! بوزہارہ سے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کیوں آپ کیا سوچنے لے! بوزہارہ نے پوچھا!

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہو جاتا۔۔۔"

"ٹھیک ہے جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پڑ جائے تو یہی سوچنا چاہئے ار رضیہ کی گذشتہ زندگی تواب آہستہ سامنے آرہی ہے آپ لوگ اس خاندان میں رشته کر کے بڑے خسارے میں رہے! میں آج بھی میں ایسے سزا یافت آدمیوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں!"

"خدا کے لئے اب بس کیجیے! فکیل نے اپنے دونوں کان بند کر لئے اور بولا "اب میں جاؤں گا! آپ مجھے نہیں روک سکیں گے!"

"عقل کے ناخن لجھے صاحبزادے! کیا آپ حق بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک میں مل جائے! میں دوسری طرح معاملات کو سلمhan کی کوشش کر رہا ہوں! یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"میں انہائی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا خاندان بدنای کاشکارانہ ہونے پائے! اور مجرم اپنی سزا کو پہنچ جائیں! لیکن اس کے لئے آپ کو دہی کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہا ہوں!"

"کیا کرنا پڑے گا!"

"فی الحال خاموشی سے یہیں رہیے!"

فکیل کچھ نہ بولا! اس کا چہرہ اس طرح زرد پر گیا تھا جیسے وہ کوئی دائم الاریض ہو!

۱۳

جو لیانا فرز واڑ عمران سے ملی! عمران پر حماقت طاری نظر آرہی تھی اس نے اس سے کہا کہ وہ اسے سول ہسپتال تک لے جانا چاہتی ہے!

"مجھے کئی سال سے بخار نہیں آیا!" عمران نے جواب دیا!

"میں تمہیں مر جانے کا مشورہ نہیں دے رہی!" جو لیانے مسکرا کر کہا "میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ٹی قمری بی کے متعلق کچھ معلومات فراہم کر سکیں گے!"

"تبت تو تم نے یقیناً انہوں کھانی شروع کر دی ہے! ٹی قمری بی کے متعلق وہاں کیا معلوم کرو گی؟" "کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کر رہی ہے؟"

"مجھے معلوم ہے!"

"کیا تلاش کر رہی ہے....!?"

"اصلی ملاجیت اور میرے کام سرمه!"

"یہ کیا چیزیں ہیں؟!"

"بڑی نایاب چیزیں ہیں! مگر تم مجھے کیوں لے جانا چاہتی ہو۔۔۔!"

"تمہارے بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا!"

"کام کی نوعیت....!?"

"لبی کھانی ہے۔۔۔ مگر تم یہ بتاؤ کیا تمہیں علم ہے کہ اس خاندان والوں نے یہ عمارت کس سے خریدی ہے؟"

"ایک غیر ملکی سے جو حقیقتاً ہر من جاموس تھا!" عمران نے جواب دیا!

"میرے خدا! جو لیانے حرمت سے کہا! "تم کبھی پیچھے نہیں رہتے!"

"میں کام کی نوعیت پوچھ رہا ہوں!"

"سول ہسپتال میں ایک ایسا مریض موجود ہے جو اس کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور بتا سکے گا! مطلب یہ کہ..... وہ ایک ریٹائرڈ سرکاری سراغرساں ہے! آج سے تیس سال پہلے جب یہ عمارت فروخت ہوئی تھی وہ یہیں تھا اور اس جزوں جا سوں کا کیس اسی کے ہاتھ میں تھا!...." "اوہ۔۔۔!" عمران تشویش کن لجھ میں بولا۔ "یہاں تم لوگ بازی لے گئے!...."

"ایکس نو کی ذہانت کو تم نہیں پہنچ سکتے! جو لیانے فخریہ انداز میں کہا!

"بل اب تم جاسکتی ہو! میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہ لیا کرو!"

"وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے! "جو لیانے کہا!

"میری نظروں میں اس چہ ہے کی کوئی وقعت نہیں! آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا!"

"کام کی بات کرو عمران!.... میں اس ریٹائرڈ سراغرساں سے ملی تھی! لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔۔۔"

"کیوں؟"

"دمہ کا مریض ہے! آج کل اس پر مرض کا حملہ ہوا ہے جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کر سکتا!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! جب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جا کر

لیا کرو گی؟!

52

”مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح اس سے معلوم کر لو گے....!“

” عمران حسب عادت وقت بر باد کرتا ہا! پھر وہ دونوں سول ہسپتال کے لئے روانہ ہو گئے!“
”مگر تھوڑی ہی دیر بعد عمران جولیا پر بری طرح بر سر رہا تھا کیونکہ یہ لمبی دوڑ قطعی ہے نتیجہ
ٹابت ہوئی تھی! مریض کے لواحقین اسے ہسپتال سے لے جا چکے تھے! تقریباً ایک گھنٹہ بعد جولیا
ہسپتال کے کاغذات سے اس کا پتہ معلوم کر سکی۔

”حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول بھی نہیں سکتا تھا!— پھر اس کے درمیاء یہاں سے
کیوں لے گئے؟“ عمران نے تشویش کرنے لجھے میں پوچھا!
”اس نے خود ہی جانا چاہتا تھا! جولیا نے جواب دیا۔“ میسرن کا بھی بیان ہے!“

”خیر— تو پھر— کیا اس کے گھر چلنے کا ارادہ ہے؟“

”قطعی—! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں!....!“

”آج تم میری مٹی پلید کرو گی شاید! چلو—!“ عمران نے بر اسمانہ بنا کر کہا۔

” جولیا کچھ نہ بولی! پھر انہوں نے ایک ٹھیکی لی اور معلوم کئے ہوئے پتہ پر روانہ ہو گئے!
”لیکن وہ ہمیں کیا بتائے گا...“ عمران نے کہا۔“ تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟“

”یہی کہنی۔ تھری بی کو کس چیز کی تلاش ہے؟“

”کسی نے تمہیں غلط راستے پر لگایا ہے۔!“

”کیوں!....!“

”اگر کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ اسے کس چیز کی تلاش ہے تو وہ اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے
حاصل کر چکا ہوتا!“

”مگر میری معلومات کے مطابق پولیس سینکڑوں بار اس عمارت کی تلاشی لے چکی ہے!“

”بہت پرانی کہانی ہے!“ عمران سر ہلاکر بولا۔“ میں جانتا ہوں کہ پولیس کافی دونوں مکے
سر گردال رہی تھی!....!“

”اس مریض سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ پولیس کو جس چیز کی تلاش تھی وہ اسے
ملی تھی یا نہیں؟“

”ارے بابا۔ چل تو رہا ہوں!....!“ عمران پیشانی پر ہاتھ بار کر بولا۔“ بیکار کاں نہ کھاؤ۔!“

”تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو؟!....!“ جولیا نے چڑ کر کہا!

”میں خود کو ایک شادی شدہ آدمی سمجھتا ہوں! اس لئے.... ہپ.... ہم شاید پہنچ
گئے!....!“

53

”لیکن ایک عمارت کے سامنے رک گئی تھی!.... کراچی جولیا ہی نے ادا کیا اور دونوں اتر کر
عمارت کی طرف بڑھے! برآمدے میں ایک نوک موجود تھا!....“
”ہمیں مسٹر بیک سے ملتا ہے!....“ عمران نے اس سے کہا!

”وہ بہت بیکار ہیں جناب!“
”ہمیں معلوم ہے! ہم انہیں دیکھنے آئے ہیں! کل ہسپتال میں ملاقات ہوئی تھی!“
”اچھا تو ٹھہریے! میں بیگم صاحبہ کو اطلاع دیتا ہوں!“ نوکرنے کہا اور اندر چلا گیا!—
”مجھے تعجب ہے کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی میں وہ اب تک کیسے زندہ رہا!“ عمران بڑا بڑا!
”بس طرح تمہیں بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں موت نہیں آتی۔!“
جو لیا اپنا اور پری ہوت ہی بھیجن کر بولی! اتنے میں تو کرنے آکر ان سے اندر چلنے کی درخواست
کی!

”وہ انہیں ڈرائیکٹ روم میں بٹھا کر پھر اندر چلا گیا!
مریض تک پہنچنے میں پدرہ منٹ صرف ہو گئے! وہ ایک پنگ پر چٹ پڑا ہوا تھا! اس کی
آنکھیں بند تھیں اور سینہ کسی لوہا کی دھوکنی طرح پھول پچک رہا تھا! عمران نے پہنچے مژک
دیکھا اونکو کر انہیں وہاں جھوڑ کر جا پکا تھا!....!“

”جو لی ڈار لنگ....!“ عمران آہستہ سے بولا!“ نہ ابھی تمہاری شادی ہوئی ہے اور نہ میری!
”میاں بکواس ہے....!“

”اگر ہم نے ایک منٹ کے اندری ہی اندر شادی نہ کر لی تو یہ یوڑھا پھر سے جوان ہو جائے گا!“
”میں سچ کہتی ہوں کہ اتنے گھونے رسید کروں گی کہ تم اپنی شکل بھی نہ پہچان سکو گے!“
”وفٹھاریں نے آنکھیں کھول دیں! اسرخ سرخ ڈراؤنی آنکھیں.... اور عمران جھک جھک
کر اسے آداب کرنے لگا!.... پھر دروازے کی طرف مڑا جہاں تین آدمی کھڑے تھے!.... ان
میں سے ایک نے دروازہ اندر سے بند کر دیا جو لیا بھی بوکھلا کر مڑی.... اور اس کی آنکھیں جرت
سے پھیل گئیں۔ کیوں کہ ان تینوں کی نائیاں سیاہ تھیں!.... اور وہ ایکس ٹوکی ہدایت پر ایک بار
ان لوگوں کا تعاقب بھی کر پچلی تھی!.... ان کے متعلق ایکس ٹوکا خیال تھا کہ وہ اس اشارہ کے
ساتھیوں میں سے ہیں!

”میں نہ کہتا تھا کہ شادی کر ڈالو!....!“ عمران رومنی صورت بنا کر بولا۔
”بوزھاریں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا!....!“ پھر وہ پنگ سے نیچے اتر اور تن کر کھڑا ہو گیا! وہ ایک
دراز قد آدمی تھا! اس نے اپنی سفید ڈاڑھی بھی پھر سے ہٹادی!
”لود کھو!....!“ عمران نے آہستہ کہا!“ ہو گیا جو ان۔!“

جو لیا کچھ نہ بولی وہ بار بار اپنے خلک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی پھرے کارگ اڑ گیا تھا!
اس نے بڑی مضبوطی سے عمران کی کلامی پڑالی۔

”تم لوگ کون ہو؟“ لبے آدمی نے گرج کر پوچھا! جو کچھ دیر پہلے دمہ کا ایک قریب المrg
مریض تھا۔

”ہم لوگ!“ عمران بر اسمانہ بنا کر بولا۔ ”عورت مرد ہیں۔ ہم مسٹر بیگ سے ملنے آئے تھے!
”کیوں ملنا چاہئے ہو؟“

”کیا آپ مسٹر بیگ ہیں!....“ عمران نے حیرت سے کہا پھر جو لیا سے بولا۔ ”تم نے تو کہا
تھا کہ مسٹر بیگ مرض کی شدت کی بنا پر گنگوہی نہیں کر سکتے!“

”میں کیا بتاؤں!....“ جو لیا نے خلک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا!....
”تم خود دیکھ رہے ہو!....“

”کس پکڑ میں ہو تم لوگ!....“ لبے آدمی نے گرج کر پوچھا!
”مسٹر بیگ سے پوچھنا جاہنے تھے کہ اب ہم شادی کر لیں یا نہیں!“

”میں تمہیں بولنے پر مجبور کر دوں گا!....“ دراز قد آدمی عمران کو گھوڑتا ہوا بولا!
”کیا میں اتنی دیر سے بول نہیں رہا!“ عمران نے حیرت ظاہر کی!

”تم کون ہو؟ مسٹر بیگ سے کیوں ملنا چاہئے ہو!“
”میں عبد المنان ہوں! بیگ صاحب سے اس لئے ملنا چاہتا تھا کہ ان سے اس شادی کی
اجازت لے سکوں!“

”یہ لڑکی یوریشین ہے!.... مسٹر بیگ کی بھتیجی۔ ابھی حال ہی میں اٹلی سے آئی ہے! کل
پہلی بار مسٹر بیگ سے ہپٹال میں ملی تھی!“

”یہ اس طرح نہیں بتائے گا!....“ لبے آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا!.... ”ان دونوں کو
اس کمرے سے لے چلو!.... پھر دیکھیں گے!“

”کیا گود میں لے چلو گے!....!“ عمران نے احتجانہ انداز میں کہا۔ ”خیر میں تو گود میں بھی
چل سکتا ہوں! مگر خبر دار اس لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا درجنہ میں سینیں خود کشی کر لوں گا!“

سیاہ تائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن سے روپا اور لگادیا اور اس پر تھوڑی
سی طاقت صرف کرتا ہوا بولا۔ ”چلو۔“

جو لیا عمران کے ساتھ چل رہی تھی!.... عمران نے روپا کی آواز میں کہا! ”لغت ہے ایسے
چچا! کیا یہ خود تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تم نے مجھے کس مصیبت میں پھسادیا!“

جو لیا کچھ نہ بولی! اس وقت اس کی ساری ذہانت رخصت ہو گئی تھی!.... انہیں ایک

دوسرے کمرے میں لا یا گیا! اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں تھا رہ گئے! کمرے کا دروازہ باہر سے بند
کر دیا گیا تھا!

”دیکھا تم نے!....“ عمران نے کسی لڑاکی عورت کی طرح پینترہ بدلا۔ ”کس گدھے نے
تمہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ مجھے اس مصیبت میں پھسادو!“

”میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیا ہو گیا!“
”اگر میں مارڈا لا گیا تو تم سے سمجھ لوں گا!....“

”کچھ سوچو!... رہائی کے لئے کچھ سوچو!....“ جو لیا نے مختصر بانہ انداز میں کہا!
”میں کیا سوچوں! اب بلا دا اپنے چوہ ہے آفسیر کو!....!“ عمران بر اسمانہ بنا کر بولا۔

”تمہیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا!“
”کیا مطلب یہاں!....!“ عمران نے آنکھیں نکال کر عنصیلی آواز میں کہا۔

”مطلب یہ کہ اس نے کہا تھا! بیگ کے معاملے میں عمران سے مدد لو! وہ اس سے گفتگو
کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ پیدا کر رہی لے گا!“

”اس کے باپ کافو نہ کرے عمران۔“ عمران غرایا!
جو لیا کچھ نہ بولی! کہتی بھی کیا! وہ خود بھی بوکھلا گئی تھی! کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس
نے کہا!

”کل جب میں اس بوڑھے سے ملی تھی! تو وہ اتنا تو تا نہیں تھا۔ اور نہ اتنا لبا تھا! مجھے یقین
ہے! کل والا بوڑھا مسٹر بیگ ہی تھا! مگر یہ!.... سب کچھ شاید آئی ہو اسے اٹی تھری بی کے
سا تھی! ہم پر گھری لٹاگر رکھتے ہیں!“

”تم نے خواہ خواہ میری سکیم بھی برپا کر دی!“
”میں کیا کرتی!.... مجھے تو بہر حال ایسیں نو کے حکم کی تعیل کرنی تھی!“

”اچھا تو کرو!.... تعیل! میں تو خود کشی کرنے جا رہوں!“

جیسے ہی اسٹار بیا کی کار جعفری منزل سے نکلی کیپن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا!
وہ ایک نیکی میں تھا! اسٹار بیا تھا تھی!.... گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا! کچھ دیر پہلے تو ایسا معلوم ہوتا
رہا ہے وہ یونہی بے مقصد مختلف سڑکوں کے چکر لگا رہی ہو!.... پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے
کے گئی! کیپن جعفری نے اسے کار سے اتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا!
وہ بھی نیکی سے اتر گیا اور نیکی وہیں کھڑی رہی! ہاں میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اسٹار بیا

اپنے معتقدوں میں گھر گئی ہے۔ بہال بیتیرے لوگ اسے پہچانتے تھے!

جعفری نے قریب ہی ایک میز لے کر میز کی طرف اور چارہ ہی کیا تھا! اسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا! اشاریٹا کی میز کے گرد کئی کریں مگر اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظریں بار بار ایک جانب اٹھ رہی تھیں! پہلے تو جعفری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا لیکن پھر جب ایک بار اسی سمت اس کی نظر بھی اٹھی تو اسے اپنی محنت بار آور ہوتی معلوم ہوئی۔ وہ ایک نوجوان آدمی تھا! جیسے اشاریٹا بار بار دیکھ رہی تھی! وہ اس سے کافی فاصلے پر تھا! اور اس کے گلے میں سیاہ نائی تھی! جولیا نافرزاں اور کی تحقیق تھی کہ اشاریٹا جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے وہ عموماً سیاہ نائیاں استعمال کرتے ہیں۔

جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس نے کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگوالیں تھیں اور وقت گزار رہا تھا!

کمپیٹ جعفری کی شخصیت بڑی شاندار تھی۔ وہ ایک قد آور اور بارعب آدمی تھا!... شاید وہ اس کی چڑھی ہوئی گھنی موچھیں ہی تھیں جنہوں نے اسے اتنا بارعب آدمی بنادیا تھا!... حالانکہ فوج سے علیحدہ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن جعفری کے اندازاب بھی فوجیوں کے سے تھے! کسی زمانے میں وہ ملٹری کی سرگرم آفیسر تھا! لیکن اب عمران کی ماتحقیقی کس بل نکال دیئے تھے۔ اور وہ ایک نو تھے بہت زیادہ خوفزدہ رہتا تھا۔

جعفری وہیں بیٹھا رہا! بھی تک اشاریٹا کے معتقدین کا تار نہیں ٹوٹا تھا! جعفری کبھی اشاریٹا کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی سیاہ نائی والے کی طرف۔!“

سیاہ نائی والے نے کوڈییری چاکلیٹ کا ایک پیکٹ اس طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اسے کسی کو دکھانا چاہتا ہو! ایک بار اشاریٹا کی نظر اس کی طرف اٹھی اور سیاہ نائی والا پیکٹ پھاڑ کر اس میں سے چاکلیٹ نکالنے لگا! پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا! اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف چلا گیا!... جعفری کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی رہی! اب وہ زینوں پر تھا۔ اشاریٹا بھی بار بار اسی کی طرف دیکھ رہی تھی!... لیکن شاید وہ ابھی اٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ کیوں کہ اس کے چہرے پر پچھلا سا اضطراب باقی نہیں رہا تھا! تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد جعفری نے سیاہ نائی والے کو اوپری منزل سے واپس آتے دیکھا! اور پھر وہ نیچے آکر سیدھا باہر نکلا چلا گیا! دفعتاً اشاریٹا کے چہرے سے پھر بے چینی نظر آنے لگی!... وہ اس وقت اپنے ایک معتقد کا ہاتھ دیکھ رہی تھی!

جعفری کے ذہن میں ایک نیا خیال سر ابھار رہا تھا!... وہ چپ چپ اپنی میز سے اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف آیا!... ایک لمحہ کے لئے رک کر اس نے کچھ سوچا اور پھر اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا!...

اوپر پہنچ کر وہ پھر کچھ سوچنے لگا۔ اسکی تیز اور مجس نظریں گرد و پیش کا جائزہ لے رہی تھیں! یہ ایک طویل راہداری تھی! بامیں جانب زینوں کے دروازے ہی کی لائن میں کئی پیشتاب خانے تھے۔ جعفری سوچ رہا تھا کہ پانچ منٹ کے اندر اوپر آنے اور واپس جانے کے لئے صرف ہی جواز ہو سکتا ہے کہ وہ پیشتاب خانے میں آیا تھا۔

جعفری آگے بڑھا! پہلے ہی پیشتاب خانے کی دیوار سے لگے ہوئے اسینڈ میں کوڑے کچھے کی پالیاں لٹک رہی تھی۔ جعفری کی تیز نظریں بالیوں پر پڑتی ہوئی دوسرا جانب مرنے ہی والی تھیں کہ وہ رک گیا!... ایک بالٹی میں کوڈییری چاکلیٹ کے پیکٹ کا کور مزی تری حالت میں پڑا ہوا تھا!

جعفری نے بڑی پھر تی سے اسے اٹھا لیا اور آگے بڑھتا چلا گیا ساتھ ہی وہ اسے کھوٹا بھی جا رہا تھا! کاغذ کی تھوڑوں کے درمیان ایک ایسا کاغذ نظر آیا جس پر پنل سے کچھ لکھا ہوا تھا! اس نے

کاغذ کے ان سارے نکلوں کو جو جیب میں ٹھوٹس لیا اور واپسی کے لئے مزدرا پھر وہ اس وقت ہال میں پہنچا جب اشاریٹا اپنی میز سے اٹھ رہی تھی! اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اٹھے! لیکن اشاریٹا نے مسکرا کر ان سے کچھ کہا اور وہ بیٹھ گئے! وہ بڑے پرو قار انداز میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی زینوں کی طرف بڑھ رہی تھی!—!

جیسے ہی وہ نظریوں سے اوچھل ہوئی! جعفری نے چاروں طرف ایک اچھتی سی نظر ڈال کر جیب سے کاغذ کے نکلوں کے نکال لئے پھر ان میں سے وہ کاغذ الگ کیا جس پر پنل کی تحریر تھی اور بقیہ کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا! وہ اسے پڑھ رہا تھا!

تدبیر کامیاب رہی ایک عورت اور ایک مرد ہماری قید میں ہیں! سرد کچھ یوں قوف سا معلوم ہوتا ہے!... وہ دیکھی ہے لیکن عورت اطابوی معلوم ہوتی ہے! اس نے اپنی صحیح قومیت نہیں بتائی۔ ابھی تک ہم ان سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے! انہیں فور میتھے اسٹریٹ وائل مکان میں رکھا ہے! یہ تمنا بہت مشکل ہے کہ وہ کل کتنے آدمی ہیں! ان سے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کیا جاسکا!... اب ہم حکم کے منتظر ہیں!

تحریر ختم کر کے جعفری نے ایک گہر اسنس لیا! اسے علم تھا کہ جو لیا آج عمران کو سوں ہسپتال لے جائے گی! وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی مصروفیات سے لاعلم نہیں رکھتے تھے!... وہ سوچنے لگا ممکن ہے وہی دونوں ان کے ہاتھ لگے ہوں!

وہ اپنی میز سے اٹھ کر کاؤنٹر پر آیا جہاں فون رکھا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جو لیا کے لئے ہوش میں فون کیا!... لیکن وہاں سے جواب ملا کہ وہ نوبیے صبح کی گئی ہوئی ابھی تک واپس نہیں آئی!... کمپیٹ جعفری نے رسیور رکھ دیا! پھر اس نے عمران کے لئے جعفری منزل فون کیا!

لیکن وہاں سے کسی نے بتایا کہ عمران دس بجے سے غائب ہے۔
اب وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگا!۔۔۔ کیا ایکس ٹو کو ان حالات کا علم ہو گا؟ کاش اسے

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ کر ایک ستون کی اوٹ میں آکھڑا ہوا۔۔۔ اشارہ ٹاواپر سے واپس آئی تھی! لیکن چونکہ یہاں سے فاصلہ زیادہ تھا اس لئے جعفری اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگ سکتا تھا! اور یہ سے یقین تھا کہ شدید قسم کی ذہنی ابھجن میں بتلا ہو گئی ہو گی۔۔۔ اگر اس کے ارد گزد معتقدین کی بھیڑ نہ ہوتی تو شدید وہ یہاں رک بھی نہیں سکتی! جعفری سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے کہ اس نے اشارہ ٹاواکو پھر اٹھتے دیکھا! شدید وہ ان لوگوں سے مفترط طلب کر رہی تھی۔۔۔

معتقدین کی بھیڑ سے کار بیک پہنچا نہ گئی! جعفری اب یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اشارہ ٹاواکہ جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔۔۔

جیسے ہی اس کی کار حرکت میں آئی۔ اسی کے پچھے جعفری کی نیکی بھی چل نکلی! لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی ماہی کی حد نہ رہی جب اس نے اگلی کار کو جعفری منزل کے چھانک میں داخل ہوتے دیکھا! اب کیا ہو سکتا ہے!۔۔۔ پہلے وہ سمجھا تھا کہ شدید اشارہ ٹاواکہ غیر متوقع طور پر اپنے ایک آدمی کے پیغام سے محروم ہو جانے کے بعد معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی دوسرا ذریعہ تلاش کرے گی۔۔۔

بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ جعفری کی نہ کسی طرح فور ٹیکھ اسٹریٹ کی اس عمارت کا پتہ لگانے کی کوشش کرے۔ جہاں اس کی دانست میں وہ دونوں مقید تھے۔۔۔ مگر فور ٹیکھ کوئی جھوٹی جگہ نہیں تھی! لہذا وہاں کسی عمارت کا پتہ معلوم کرنا مشکل ہی تھا!

”اے محترمہ۔۔۔ جو لیانا فائز وائز۔۔۔ تم لوگہ رہی ہو۔۔۔“ عمران نے اسے جھنجور کر کہا۔۔۔
وہ سچ بیٹھے بیٹھے اوں گھر رہی تھی! جو لیا چونک کر بے دلی سے مسکرائی۔۔۔ یہ رات تھی! اور پارہ کا وقت ضرور رہا ہو گا!

”مجھے مصیبت میں پھنسا کر خود اوٹھتی ہو!۔۔۔ پھر مسکراتی بھی ہو! کاش میں نے شہد کی مکھیوں والا تھیلے اسی دن تم پر خالی کر کر دیا ہوتا۔۔۔ تم سے خدا سمجھے۔۔۔“
”تو پھر کوئی تدبیر نکالو! جو لیا دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہوئی بولی!“ کب تک یہاں مدھیں گے؟“

”تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر بیٹھ جاؤ اور میں حلچ پھاڑ کر بھیروں گاؤں۔۔۔!“
”بھیروں کیا۔۔۔؟“
بھیروں تھاڑے چیف آفیسر کی دم میں بندھے ہوئے نمدے کو کہتے ہیں!“
جو لیا ہے گی! لیکن اس بھی میں زندگی نہیں تھی! عمران تھوڑی دریتک خاموش رہا پھر اس نے کہا!
”میرا خیال ہے کہ اب ٹی تھری بی صرف وقت گزار رہی ہے!“
”وقت گزار رہی سے کیا مراد ہے!“
”اسے جس چیز کی بھی تلاش تھی شاید مل گئی۔۔۔!“
”یہ تم کسی بناؤ پر کہہ رہے ہو!“
”پھر بحث شروع کی تم نے؟“
”میں بحث نہیں کرتی! میں تو صرف اس خیال کی وجہ دریافت کرنا چاہتی ہوں! خیر اسے بھی
جانے دو! میکی تادوکہ وہ اس چیز کے حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم ہے!“
”وہ سوچتی ہو گی کہ کہیں اس کی محنت بر باد نہ ہو جائے! کیوں کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی
مگر انی کر رہے ہیں! اسے اس کا احساس ہو گیا ہے۔۔۔ ورنہ وہ ہمیں اس طرح قید کیوں کر رہی تھی!“
”یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی! میں تو کوئی منطقی دلیل چاہتی ہوں؟“ جو لیا نہ کہا۔۔۔
”اچھا بس اب اپنی تائیں تائیں ختم کرو!۔۔۔ میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں!۔۔۔“
”کچھ اور نہیں! بلکہ رہائی کی تدبیر!“ جو لیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی!
”رہائی کی تدبیر کیا سوچتا ہے۔۔۔ ایسے موقع بار بار نہیں آتے۔۔۔ اگر وہ لوگ مار ڈالنے کی
دھمکی دیں تو انہیں اس قدر غصہ دلاؤ کہ وہ سچ چیزیں مار ہی ڈالیں۔۔۔ ارے اس زندگی میں رکھا
ہی کیا ہے!“
”تمہارا داماغ خراب ہو گیا ہے!“
”پھر کوں لائی تھیں مجھے اپنے ساتھ جب میرے کسی مشورے پر عمل نہیں کرنا تھا!“
”تم سے خدا سمجھے عمران! تم موت کے منہ میں بھی سنجیدگی نہیں اختیار کر سکتے۔“
”میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا! لیکن مجھے تمہاری فکر ہے!“
”تم میری فکر نہ کرو! کچھ شروع کر دو! میں اپنی خفاقت آپ کر لوں گی!“
”تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا! اچھا تو اب میں شروع کرنے جا رہا ہوں!“
لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ شروع کرتا کسی نے باہر سے قفل میں کبھی گھمائی دروازہ کھلا اور
چار آدمی اندر داخل ہوئے۔۔۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں روپوں تھا!
”آخھو!۔۔۔ تم لوگ!“ روپوں والے نے خشکیں لجھ میں کہا!

و دونوں کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھا لئے تھے اور وہ اب بھی بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگا تھا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے گا! وہ ہانپتا کانپتا لوگوں کے ساتھ چلنے لگا!

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں آئے۔!

”ارے یہ تو وہی ہے!“ عمران نے اشاریٹا کی آواز سنی! اس وقت وہ اس اشاریٹا سے بہت مختلف نظر آرہی تھی جسے اس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا! اس وقت اس کے جسم پر اسکرٹ کی بجائے خاکی پتلون اور چہرے کی جیکٹ تھی! اور آنکھوں میں نوسانیت کا شاہراہ تک بھی نہیں تھا! وہ اسکے تو خیز لڑکا معلوم ہو رہی تھی!

”کیوں؟ تم کون ہو۔!“ اس نے عمران کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

”ایک سرکس بوائے۔!“ عمران نے شرم اک جواب دیا!

”تم جھوٹے ہو!۔!“

”پھر میں کسی طرح یقین بھی نہیں دلا سکتا! ویسے یہ لڑکی تمہیں یہی بتائے گی! ہم دونوں اشارسروں میں ملازم ہیں!“

”اور ٹکلیل اتنا کم رجہ آدمی ہے، کہ سرکس والوں سے دوستی کرتا چہرے گا!“

”بیچن میں ہم دونوں نے ایک سکول میں تعلیم پائی تھی!“

”خیر.... تم میری نوہ میں کیوں تھے!“

”ٹکلیل نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ تم نے اس کے بڑے بھائی کو ایک رات آگاہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص چاٹک سے گزر کر عمارت میں نہ داخل ہو۔... ورنہ خارے میں رہ رہے گا!... وہ چاٹک بچ جگر پڑا تھا پھر تم اس کے ساتھ جعفری منزل ہی میں مقیم ہو گئیں! ٹکلیل نے ایک رات کو اتفاق سے تمہیں وہاں کچھ تلاش کرتے دیکھ لیا! میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔“

”بکتے رہو!“ اشاریٹا غرائی!

مجھے سراغ سانی کا بڑا شوق ہے! جب ٹکلیل نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل میں تمہارے قیام کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کروں گا!.... لہذا میں نے بھی جعفری منزل میں قیام کیا!۔۔۔ یہ لڑکی جو میری محبوبہ ہے میرے لئے کام کرنی رہی اس نے اس عمارت کے متعلق بہتری معلومات فراہم کیں۔ مسٹر بیگ کا پتہ لگایا۔ اور پھر مجھے یہاں لاپھسایا!.... ایسی وابستہ تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہو گی!

”میں تمہیں قتل کر دوں گی.... ورنہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں!“

اس واقعہ کا علم اور کتنے آدمیوں کو ہے!“
”صرف تین آدمی ہیں!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ ”میں۔۔۔ میری محبوبہ۔۔۔ اور جیل کی بیوی کا دیور!“

اسٹاریٹا سے خاموشی سے گھورتی رہی!۔۔۔ پھر بولی!

”تمہارے پاس کیا بیوی ہے کہ تم بھی کہہ رہے ہو۔۔۔!“

”میرے پاس کوئی بیوی نہیں ہے کہ میں بھی کہہ رہا ہوں! یہ لڑکی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔۔۔ ٹکلیل بھی جھوٹ بول سکتا ہے! اشارسروں کس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں! صرف تم بھی بول سکتی ہو!۔۔۔“

”تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا!“

”چکھ بھی نہیں!“ عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا! ”میں اتنا ضرور ہوا کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا! ازندگی بھر تمہارے خواب دیکھنے پڑیں گی!“
”بکواس بند کرو!“

”میں اب خاموش ہی رہوں گا!۔۔۔ ویسے تم اس لڑکی سے حقیقت معلوم کر سکتی ہو! یہ بھی تمہاری ہی طرح سوئیں ہے!“

”تم سوئیں ہو!“ اشاریٹا نے جو لیا سے پوچھا!

”ہاں میں سوئیں ہوں!“ جو لیا نے سوئیں میں جواب دیا! اور اس نے اسی زبان میں عمران کے بیان کی تصدیق کی! دفعٹا ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا!
”لیا سب سامان تیار ہے۔۔۔!“ اشاریٹا نے اس سے پوچھا!

”ہاں مادام!“ اس نے بڑے ادب سے جواب دیا!

”ان لوگوں کو کمرے میں بند کر دو۔۔۔“ اس نے عمران اور جو لیا کی طرف اشارہ کیا۔
عمران بہت دری سے اس جھوٹ سے سوٹ کیس کو دیکھ رہا تھا جسے اشاریٹا داہنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھی!

”لیا تمہیں! وہ چیز مل گئی ہے! جس کی تلاش تھی!“ عمران نے پوچھا

”ہاں!“ اشاریٹا مکرانی! لیکن وہ کسی قدیم شاہی خاندان کے جواہرات نہیں ہیں! تم لوگ اس قسم کے ناول پڑھ پڑھ کر اپنے دماغ خراب کر لیتے ہو!۔۔۔“

”پھر وہ کیا چیز تھی!۔۔۔“

”کچھ بہت ہی اہم قسم کے کاغذات! جنہیں میں دنیا کی کسی بھی بڑی حکومت کے ہاتھ فروخت کر سکتی ہوں! لاکھوں کی مالیت ہے!“

”غور کرنے کے لئے بہت وقت ہے! میں جانتا ہوں کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑو گی! پھر میں کیوں خواہ خواہ اس لذت سے محروم رہ جاؤ۔۔۔ مجھے ایسی باتیں کرنے میں بڑی لذت ملتی ہے۔۔۔“

”ہاں تو.... جبیل کے کمرے والی آگ بھی روحوں کا عتاب تھا!.... وہ آگ تمہیں نے لگائی تھی! اس طرح کہ جبیل کو اس کا احساس نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس ہی موجود تھا۔ اب تم یہ کاغذات لے جا رہی ہو جو اس بیچارے جرم من جاسوس نے بڑی محنت سے چڑائے تھے!“

”کہاں سے چڑائے تھے؟“ اشاریٹا غرائی۔

”برطانیہ کے دفتر خارجہ سے!.... اور انہیں جعفری منزل میں چھپا دیا تھا! ادھر پولیس کو اس پر شہر ہو گیا اور وہ عمارت فروخت کر کے بھاگ نکلا۔۔۔ اسے اتنا موقعہ بھی نہ مل سکا کہ وہ ان کاغذات کو وہاں سے نکال سکتا! ممکن ہے اس نے مصلحتی بھی انہیں دیں رہنے دیا ہو! سوچا ہوا! جب ضرورت ہو گی نکال لے جائے گا!.... پولیس کو دراصل انہی کاغذات کی تلاش تھی! وہ جاسوس بیچارہ نہ جانے کہاں مر کھپ گیا۔“

”اب تمہاری زندگی موال ہے۔۔۔ اشاریٹا بھراں ہوئی آواز میں بولی!“

”تمہارے بغیر میں زندہ بھی نہیں رہتا چاہتا!“ عمران نے سمجھ دی گئی سے کہا! ”ٹی تھری بی!۔۔۔ ٹی تھری سیا بکبل بی آف بوہیما!۔۔۔“

دفعہ سوٹ کیس اشاریٹا کے ہاتھوں سے چھوٹ پڑا۔

”مار ڈالو اسے!“۔۔۔ وہ جلدی سے جھک کر سوٹ کیس اٹھاتی ہوئی چینی! جولیا بول کھلا گئی!۔۔۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ عمران مکاری سے کام لے کر کسی نہ کی طرح اپنی جان بچا جائے گا! لیکن تھری سیا کی شخصیت سے پر وہ اٹھادیا گیا اسے چلنچ کرنا تھا!۔۔۔ کیا عمران سے سچے سچے حمایت سرزد ہوئی تھی! دفعہ پانچوں آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے!۔۔۔ جولیا اچھل کر الگ ہٹ گئی!۔۔۔ اس نے بھی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ کاغذات اسی سوٹ کیس میں ہو سکتے ہیں جو تھری سیا بڑی احتیاط سے ہاتھ میں تھامے ہوئی تھی!۔۔۔

جو لیا نے عمران کو ان آدمیوں کے زخم سے نکلتے دیکھا۔ اور پھر یہ بھی دیکھا کہ دو آدمی کیے بعد دیگرے فرش پر ڈھیر ہو گئے ہیں۔

”اپنے ہاتھ اٹھاؤ! اور نہ گولی مار دوں گا!“ اس آدمی نے کہا جس کے پاس ریو اور تھا!۔۔۔ عمران نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر تھری سیا کے سوٹ کیس پر جھپٹا۔ مار اگر تھری سیا بھی کم پھر تسلی نہیں تھی!۔۔۔ وہ اسے صاف بچالے گئی!۔۔۔ تھری سیا وہی عورت تھی جس نے سارے

”یہ کاغذ یہاں کیسے پہنچے تھے؟“

”ایک سر کس بوائے کوان چیزوں سے دیچپی نہ ہونی چاہئے! میں تم پر رحم کھارہ ہوں! تم قتل نہیں کیے جاؤ گے! سچ تک تم کو رہا نصیب ہو گی۔“ اشاریٹا نے کہا۔

”میں تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا!“ عمران نے بر اسمانہ بنا کر کہا! ”کیا تم مجھے کوئی گھلیا آدمی سمجھتی ہو.... تم نے جس طرح جعفری خاندان والوں کو الوبایا تھا مجھے نہیں بنا سکتیں! تمہارے سلسلے میں کوئی ایسی بات ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے!۔۔۔ تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں گھنٹے کا پروگرام بنا رہی تھیں اس سلسلے میں تم نے جو ٹش اور حاضرات کا پروگرام رچایا!۔۔۔ تم جو ٹش کی ماہر تو ہو سکتی ہو! لیکن حاضرات کی ابجد سے بھی تمہاری واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشرقوں کے اس کمال کا تذکرہ سن پیلا ہو گا! بس دو چار کالے چراغ لے کر پڑھ دوڑیں۔ لیکن ایک بار بھی چراغوں کی لوؤں پر روحوں کو نہ طلب کر سکیں۔ اس کے بجائے تم نے جبیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ روحلیں تم سے ناراض ہو گئیں ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں! وہ رات یاد ہے تا تمہیں جب تم اپنے کرے میں سچے رہی تھیں اور اس طرح خوفزدہ نظر آرہی تھیں جیسے وہ چراغ تمہارے لئے موت کا پیغام لانے والے ہوں! جبیل سے تم نے چراغوں کو بھانے کے لئے کہا تھا! لیکن وہ انہیں نہ بھاگ سکا یہ تم نے محض اس لئے کیا تھا تاکہ اسے کم از کم ان چراغوں کے غیر معمولی ہونے کا لیکن تو آئی جائے! حقیقتاً وہ بیچارہ اس سلسلے میں دھوکا کھایا تھد حالانکہ بہت پڑھا لکھا آدمی ہے! وہ یہی سمجھا کہ چراغ تو غیر معمولی ہیں۔۔۔ لہذا یہی بات ہو سکتی ہے کہ روحلیں تم سے ناراض ہو گئی ہوں۔۔۔ یہ سب سچے تم نے محض اس لئے کیا تھا کہ جعفری منزل میں ایک مہمان کی حیثیت سے داخل ہو کر نہایت سکون کے ساتھ ان کاغذات کی تلاش جاری رکھ سکو! چراغ واقعی غیر معمولی ہیں!۔۔۔“

عمران اشاریٹا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر بولا۔ ”دیئے دہرے بنائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان میں کافی جگہ خالی ہے!۔۔۔ اوپری حصے میں تم نے تیل ڈال کر روئی کی بتیاں ڈال دیتی ہو! لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں تھبوں کے درمیان میں پانی اور کاربائیڈ ہوتا ہے اور روئی کی بتی کے پیچے ایک باریک سی ٹکلی سے گیس ٹکل کر جلتی ہے!۔۔۔ بادی انظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لو روئی کی بتی سے ٹکل رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لو اس ٹکلی سے نکلتی ہے جس کا تعلق کاربائیڈ سے ہوتا ہے.... اب رہ گیا چانک کے گرنے کا مسئلہ تو اس کے اوپری حصے میں پہلے سے ایک دراز پڑی ہوئی تھی! تمہارے آدمیوں نے تھوڑی سی محنت کر کے اسے اس رات گردایا تھا!۔۔۔ کیوں کیا میں خلط کر رہا ہوں!“

”مجھے تمہارے مسلکے پر دوبارہ خور کرنا پڑے گا!“ اشاریٹا نے خونخوار لہجے میں کہا!

یورپ کو انگلیوں پر نچا کر رکھ دیا تھا۔ وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہیں آسکتی تھی!... دوسرا بھی ہی لمحہ میں اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا! گھر شاید اس خیال سے وہ لوگ فائر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ یہ عمارت شہر کے ایک کافی آباد حصے میں واقع تھی!....

جو لیا بری طرح کا پنچھی لگی تھی! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران نے یہ کیا پاگل پن پھیلا دیا ہے۔ اگر وہ زیادہ طرداری نہ دکھاتا تو شاید تھریسا ان دونوں کو نکل جانے دیتی! وہ تھریسا اور اس کے کارنا موس سے اچھی طرح واقف تھی!

عمران نے پھر ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!... اور تھریسا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر غرائی!“ کتنے مکھے ہو تم لوگ! -- تم سے ایک آدمی بھی نہیں پکڑا جاتا! اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دو!... اور تم بھی چپ چاپ کھڑی رہو گی ورنہ انجم بڑا دردناک ہو گا!“

جو لیا جہاں تھی وہیں کھڑی رہی! پانچوں آدمی عمران پر جھپٹے! عمران پھر جھکائی دے کر اسکے زخم سے نکل گیا اور دو آدمیوں کے سر بری طرح نکرانے تیر سے کی پیشانی پر عمران کا گھونسا پڑا!... اور چوتھے کے پیٹ پر لات! -- پانچوں نے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کی! دفعٹا تھریسا نے عمران پر فائر کر دیا!... عمران چکرا کر گرا!... اور پھر نہ اٹھ سکا! پستول کی آواز بڑی بلکی تھی۔ شاید ان کروں ہی میں گونج کر رہی تھی! ہو!

”اب اس لڑکی کے ہاتھ پیر باندھ کر مکھیں ڈال دو!“ تھریسا نے پر سکون آواز میں کہا! جو لیا خاموش تھی! انہوں نے اپنی نائیاں کھولیں اور جو لیا کی طرف بڑھے!... تھریسا عمران کی طرف پشت کئے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی!... اور شاید جو لیا کی بے بی سے لطف انداز بھی ہو رہی تھی!... جو لیا کو اس کی مسکراہٹ نہ جانے کیوں بڑی ذرا اُنی معلوم ہو رہی تھی!

اچاک عمران نے لیئے لیئے تھریسا کی طرف کھکھنا شروع کر دیا۔ پانچوں آدمی جو لیا کو باندھنے میں مشغول تھے اور تھریسا انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے کوئی بھی عمران کی طرف متوجہ نہ تھا! صرف جو لیا نے نکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اور آنکھیں بند کر لیں تھیں! اسے خوف تھا کہ کہیں کسی کی نظر عمران پر پڑھی نہ جائے۔

عمران تھریسا کے قریب پہنچنے کا تھا!... اس نے ایک ہاتھ اس کے سوت کیس پر ڈالا اور لیئے ہی لیئے کر پر ایک ایسی لات رسید کی کہ وہ اچھل کر ان پانچوں آدمیوں پر جاپڑی! یہک وقت کئی چیزوں اور کرایہیں کمرے میں گونج اٹھیں! عمران نے جھپٹ کر تھریسا کا پستول بھی اٹھا لیا۔ جو قریب ہی پڑا ہوا تھا!....

”تم سب سیدھے کھڑے ہو جاؤ!“ عمران نے انہیں لکارا!... ایک آدمی نے ہاتھ اپنی جیب کی طرف لے جانا چاہا جس کے پاس پستول تھا! لیکن عمران کی تیزی نظروں نے پچھا مشکل ہی

تھا! عمران نے بے دھڑک اس پر فائر کر دیا! گوئی اس کے بازو پر گلی اور وہ لا کھڑا تا ہوا دیوار سے جا گلکرایا۔

”جس نے بھی اپنی جگہ سے ملتے کی کوشش کی! اس کا بھی انجم ہو گا!“ عمران کہتا ہوا بڑی پھر تی سے زخمی آدمی کے پاس جا پہنچا اور اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوال اور نکال لیا!... اب اس لڑکی کو کھولو! -- اور انہی نائیوں سے تھریسا کو جذب دو!...“

وہ لوگ پھر کے بتوں کی طرح کھڑے رہے!... نمیک اسی وقت دوسرے کمرے میں دروازے پر کسی کا سایا ہوا، اور عمران اچھل کر اسی پوزیشن میں آگیا کہ دروازے سے اندر داخل ہونے والا بھی پستول کی زد پر آ رہا!... دوسرے ہی لمحہ میں کیپشن جعفری دبے پاؤں کرے میں داخل ہوا!... اور پھر اس طرح اچھل پڑا، جیسے بے خیال میں اس کے پیر کسی اسپرینگ پر پڑ گئے ہوں!

جو لیا ناقہ زواڑ کو کھولو! --“ عمران نے جعفری سے کہا! اور وہ جو لیا کی طرف متوجہ ہو گیا! جو لیا کے آزاد ہونے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا!...“

”اب تی تھری بی کو انہی نائیوں سے باندھ دو!“

لیکن جعفری جیسے ہی اس کے سامنے پہنچا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کی بڑی بڑی موٹھیں پکڑ کر جھوول گئی! اور پھر اسے اس طرح دروازے کی کھنچنے لگی کہ خود اس کے بھاری بھر کم جسم کی اوت میں ہو گئی!... جعفری تکلیف کی شدت سے کراہنے لگا! لیکن اس کا ہاتھ اس خوبصورت عورت پر نہ اٹھ سکا۔ اور عمران ہی تھا جس نے بیدردی سے اس کی کمر پر لات رسید کی تھی!

عمران اس کی طرف چھپتا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچنے کر تھریسا نے اسے عمران پر دھکیل دیا! اور خود ہر بیویوں کی طرح سپاٹے بھرتی ہوئی تکلی چل گئی!... عمران نے جعفری کے اوپر سے چھلانگ لگائی لیکن جب تک وہ صدر دروازے تک پہنچا! باہر سے کسی کار کے اشارت ہونے کی آواز آئی۔ اندھیرے میں اسے کار کی عقبی سرخ روشنی دکھانی دی! کار بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے اگلے موڑ پر اسے غائب ہوتے دیکھا!... وہ ماہ سانہ انداز میں سر ہلا کر رہ گیا! اس کے پاس کوئی کار بھی موجود نہیں تھی کہ وہ اس کا تھاں کو سکتا!... تھریسا بکبل بکبل بی آف بوہیما صاف تکل گئی تھی! عمران بر اسمانہ بنائے ہوئے اندر واپس آیا۔ یہاں جعفری ان چاروں آدمیوں سے دل کھول کر انتقام لے رہا تھا پانچوں تو دیرے سے بیویوں پڑا تھا! اس کے بازو کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ گیا تھا!

جعفری کے بائیں ہاتھ میں ریووال تھا! اور دیہنے ہاتھ سے وہ ان چاروں پر گھونٹے بر سارہ تھا!... ریووال کے خوف سے وہ اس سے لپٹ پڑنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے!

”شہاش۔۔۔ شہاش!“ عمران نے اسے چکار کر کہا! ”مگر یہ بچارے تو موچھوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔۔۔“

”خاموش رہوا“ جعفری غریا! ”ورنہ تم سے بھی اچھی طرح پیش آؤں گا۔۔۔!“

”چلو جعفری ختم کرو!“ جولیا نے ہاتھ اٹھا کر کہا! ”اب انہیں تو باندھ ہی لو!“

جو لیا کی نظریں اس چھوٹے سوت کیس پر جبی ہوئی تھیں جواب عمران کے ہاتھ میں تھا!

”تھریسا نکل گئی!“ عمران نے اس سے کہا!

”یہ بہت برا ہوا!....“

”خدا ایسی موچھیں کسی کو نصیب نہ کرے!“ عمران نے اس انداز میں کہا! جیسے وہ موچھیں نہیں بلکہ کوئی مہلک بیماری ہوں؟

”تم اپنا منہ نہیں بند کرو گے۔۔۔!“ جعفری دہڑا....

”جعفری یہ لوگ بھی فرار ہو جائیں گے!“ جولیا نے سخت لبجھ میں کہا۔ جعفری ان لوگوں کے ہاتھ پشت پر باندھ باندھ کر انہیں جانوروں کی طرح فرش پر گرانے لگا! جب وہ چاڑوں کو باندھ چکا تو عمران کو قبر آلود نظر دی سے گھورنے لگا۔ عمران کو بھی حقیقتاً اس پر بری طرح غصہ آرہا تھا کیونکہ تھریسا اسی کی کمزوری کی بنا پر فرار ہونے میں کامیاب ہوئی تھی.... وہ اس وقت بھیتیت ایسی ٹوکرے نہیں کر سکتا تھا! لیکن وہ اسے بہر حال سزا دینا چاہتا تھا!

”ایسی مردگی سے کیا فائدہ جعفری صاحب کہ عورتیں موچھیں پکڑ کر جھوول جائیں!“ اس نے مفعکہ اڑانے والے انداز میں کہا!

”میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔۔۔!“ جعفری طلق پھاڑ کر دہڑا عمران نے سوت کیس ایک طرف ڈال کر کہا۔ ”آؤ۔۔۔ آج اپنی یہ خواہش بھی پوری کرلو!“

جو لیا چپ چاپ کھڑی ایسیں دیکھتی رہی! جعفری گھونسہ تان کر عمران پر چڑھ دوڑا.... لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا عمران نے بھلا دادے کراس زور کا ہاتھ کٹنی پر رسید کیا کہ جعفری کی آنکھوں میں تارے سے ناق گئے وہ لڑکھڑایا.... تو ازان قائم رکھنے کی کوشش کی.... لیکن آخر کار چاروں قیدیوں پر جاگا۔۔۔ وہ چاروں بری طرح چیخ.... جعفری کافی گرانتیل قسم کا آدمی تھا!۔۔۔ وہ غصے میں اپنی بوٹیاں نوچتا ہوا پھر اٹھا لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنے کسی حریف کو سنبھلے کا موقع دے سکے!

”جعفری ذرا سی دیر میں بے کار ہو گیا!۔۔۔ اس دوران میں جولیا سوت کیس لیکر نو دو گیارہ ہو گئی تھی!۔۔۔“

جعفری دیوار سے نکا بری طرح ہانپ رہا تھا! عمران نے منہ بنا کر کہا

”تم سب ایک طرح سے لفگئے ہو...۔۔۔ اب دیکھو وہ شیطان کی نوازی سوت کیس ہی لے بھاگی!“

جعفری غصہ سے پاگل ہو رہا تھا!۔۔۔ اس نے جیب سے روپ اور نکالا اور عمران پر فائر جھوک دیا! عمران بھی غالباً نہیں تھا! گولی اس کے سر پر سے گزرا گئی۔۔۔ لیکن جعفری دیوانوں کی طرح تریگر دباتا ہی چلا گیا حتیٰ کہ میگزین کی آخری گولی بھی صرف کر دی!۔۔۔ لیکن عمران اس کے باوجود بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہا!۔۔۔ اس نے اس وقت سنگ ہی کے ایجاد کردہ آرٹ سے فائدہ اٹھایا تھا! ورنہ جعفری جیسے اچھے نشانہ باز کے ہاتھوں اسے موت ہی نصیب ہوتی!

”کیا میں دوسرا سے راؤٹڈ کے لئے کارتوس پیش کروں جناب کپتان صاحب!“ عمران نے زہریلے لبجھ میں پوچھا! اور جعفری نے روپ اور اس پر کھینچ مارا!۔۔۔ عمران ایک طرف ہتا ہوا بولا! ”اب غصہ تھوک ڈالئے جناب کپتان صاحب! ورنہ اگر یہ چاروں بھی فرار ہو گئے تو آپ کا چوہا ایکس ٹو آپ کی بری طرح خر لے گا!۔۔۔ اچھا!۔۔۔“

۱۶

جعفری منزل میں صبح کے ناشتے کی میز پر ٹکلیل اپنی رام کہانی سنائے کہ خاموش ہوا تو عمران بولا! ”مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمہیں اس وقت تک روکے رکھیں جب تک تھریسا ان کاغذات کو پانے میں کامیاب نہ ہو جائے! وہ مجھے تھک کہ صرف تم ہی تھریسا کی پراسرار نقل و حرکت سے واقف ہو اور کوئی نہیں جانتا اس لئے وہ لوگ تمہیں یہاں سے ہٹا لے گئے! اور انہوں نے محترمہ رضیہ کے متعلق ایک انتہام تراش کر تمہیں الجھن میں ڈال دیا! مقصد بہر حال یہ تھا کہ وہ تمہیں کسی نہ کسی طرح روکے رکھیں۔ جی کہ تھریسا کامیاب ہو جائے!“

”کیا تمہیں علم تھا کہ وہی لوگ مجھے لے گئے تھے!“ ٹکلیل نے پوچھا!

”میں نے اسی وقت ان کا تعاقب کیا تھا!۔۔۔ اور مجھے ان کے ٹھکانے کا بھی علم تھا!۔۔۔“ مگر مجھے دراصل تھریسا کی فکر تھی! میں ہی نہیں، میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اس میں دلچسپی لے رہے تھے! آخر وہی لوگ کاغذات پانے میں کامیاب ہوئے اور میں منہ دیکھتا رہ گیا!۔۔۔ خیر کچھ بھی ہو! تم نے مجھے جس کام کے لئے بلا ہی تھا وہ تو ہو ہی گیا! یعنی کسی طرح اس بلا کو جعفری منزل سے نکالا جائے! آہا!۔۔۔ یہ ٹکلیل صاحب کہاں ہیں!“

”وہ بہت شرمندہ ہے.... اب اس مسئلے پر نہ چھیڑیے گا!“ بیگم جعفری بولیں!

”اگر..... وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے تو....!“ ٹکلیل نے عمران نے کہا

”اس سے پہلے تم وہاں سے نکال لائے جاتے۔! میں نے دو دن تک ان لوگوں کو قریب سے دیکھا تھا اور جب مجھے اطمینان ہو گیا تھا تو میں پھر دوسرے معاملات کی طرف متوجہ ہوا تھا!“ روئی اور غزال اس حق آدمی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھور رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں اس کے بیان پر یقین نہ آیا ہو! اسی دن عمران نے ایک پیکٹ ٹیلی فون بو تھے سے بحیثیت ایکس ٹو چولیا کو مخاطب کیا!

”تم بہت ذہین ہو! جوی! اگر تم وہ سوت کیس لے کر چلی نہ آئی تو عمران یقینی طور پر کوئی نہ کوئی جگڑا کھڑا کر دیتا۔ اب تم وہ سوت کیس بہت احتیاط سے سر سلطان تک پہنچا دیتا!“

”مگر جناب یہ کاغذات اسے طے کہاں سے تھے؟“
”ایک تہہ خانے سے جس کا علم جعفری منزل والوں کو بھی نہیں تھا۔ آج صبح انہیں وہ تہہ خانہ ملا! تھریسیا اس کارستہ کھلا چھوڑ گئی تھی اور نہ وہاب بھی اس سے لامبی ہوتے!“

”مسٹر بیک کے متعلق کچھ معلوم ہوا۔“ جویا نے پوچھا!
”مسٹر بیک نام کا ریناڑڈ انپکٹر ہو سکتا ہے کبھی بیان رہتا ہوا ب کوئی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی چال تھی وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی فکر میں کون لوگ ہیں!..... پہلے انہوں نے کسی دمہ کے مریض کو مسٹر بیک بنا کر ہسپتال میں داخل کر لیا..... اور اسے شہرت دی..... پھر ہسپتال سے لے گئے..... اور یہ چال تمہارے اور عمران کے لئے چو ہے وان بن گئی....“

”اور جناب! عمران پہلے سے بھی ان کاغذات کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا!“
”ضرور جانتا ہو گا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اور کس موقع پر کون کی چیز اس کے کام آئے گی! مگر عمران نے کل ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے.... کیوں؟

”کونسا کارنامہ؟“
”پہلو....!“

”لیں سر!.... جی ہاں وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ تھا۔!“
”تم نہیں سمجھیں! تھریسیا والے معاملے سے الگ ایک دوسرا کارنامہ اور وہ کارنامہ تھا..... جعفری کی مرمت.... محض اسی گدھے کی غفلت تھی جس کی بیانہ پر وہ کل جانے میں کامیاب ہو گئی....“

”مگر جناب! کیا الفانے نہیں تھا تھریسیا کے ساتھ!“
”پتہ نہیں!.... اگر رہا بھی ہو تو وہ سامنے نہیں آیا!“
”تھریسیا کا نکل جانا اچھا نہیں ہوا جناب!“

”کیا کیا جائے۔۔۔ خیر پھر سہی! اگر وہ پھر یورپ کی طرف نہ چلی گئی تو تم دیکھنا اس کا انجام!“
”عمران نے بحیثیت ایکس ٹو چولو کر کے سلسلہ منقطع کر دیا۔

عمران سیریز

خون کے پیاس سے

دوسری حصہ

پیش رس

(۱)

عمران نے اپنی کار آگے نکالنی چاہی تھیں آگے جانے والی دونوں کاروں نے راستہ نہ دیا..... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی دونوں کاروں میں دوڑ ہو رہی ہو.... سڑک زیادہ کشاہ نہیں تھی..... اتنی کہ کوئی تیرسی کار آگے نہیں نکل سکتی تھی..... عمران نے سوچ کیوں نہ انہیں نکل سکتے دیا جائے۔

اس نے اپنی کار کی رفتار کم کر دی..... تمہیک اسی وقت اسے اپنی پشت پر کچھ اس قسم کی آواز سنائی دی..... جیسے کسی بڑے ٹرک کا انجمن شور چاڑھا ہو..... اس نے عقب نما آئینے کی طرف دیکھا..... حقیقتاً وہ ایک ٹرک تھا..... جس نے آڑا ہو کر سڑک کی پوری چوڑائی گھیر لی تھی۔ آگے جانے والی کاروں کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔

دفعۂ عمران کو خطرے کا احساس ہوا۔ گویا اسے دو اطراف سے گھیرا جا رہا تھا۔ سڑک کر واپس ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر اس ٹرک نے سڑک بند کر دی تھی..... اور آگے جانے والی کاریں تو قریب قریب اب رک ہی رہی تھیں۔ یہ جگہ بھی ایسے کاموں کے لئے بڑی مناسب تھی..... کیونکہ سڑک کے دونوں جانب ناہموار زمین تھی..... اور ڈھلان کے اختتام ہی سے جنگلوں کے سلسلے دور تک پھیلے چلے گئے تھے۔

عمران بالکل نہتا تھا..... ویسے بھی وہ ہر وقت مسلسل رہنے کا عادی نہیں تھا! سورج غروب ہو رہا تھا..... اور سڑک سنان پڑی تھی..... دفعۂ اگلی کاروں سے ایک فائر ہوا..... اور گولی عمران کی ٹوسری کی چھٹ سے رگڑ کھاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران نے کار نہیں روکی..... بلکہ رفتار اور تیز کر دی..... اس کی کار اگلی دونوں کاروں کی طرف تیر کی طرح جا رہی تھی..... ان کاروں کی رفتار بھی تیز ہو گئی..... شاید وہ لوگ عمران پر کے اس غیر متوقع رویہ پر بوکھلا گئے تھے۔ جب عمران نے دیکھا کہ وہ کم از کم ریو اور کی ریخ سے نہر ہو گیا ہے تو اس نے یک لفڑت اپنی کار میں پوڑے بریک لگا دیئے اور مشین بند کر کے باہم

عمران سیریز کا سولہواں ناول حاضر ہے۔

جاسوسی دنیا کے شعلوں کی مسلسل داستان کیا تھی ایک مصیبت مولن لے لی..... تقاضوں کی بھرمار ہے کہ عمران سیریز میں بھی ایک مسلسل کہانی پیش کی جائے..... مجروراً شعلوں ہی کی داستان سے دو کردار پکڑنے پڑے..... تحریریا اور الفانے..... وہاں ان کی نقل تھی..... یہاں اصلی روپ میں موجود ہیں۔

اس سلسلہ کا پہلا ناول ”کالے چراغ“ تھا..... دوسرا اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تیرسرا ”الفانے“ بوا کا اور چوڑھا ”درندوں کی بستی“ خاص نمبر۔

اب اوہر کچھ ایسے خطوط آنے لگے ہیں جن میں عمران اور فریدی کے ”نکراوَا“ کا مطالبہ ہوتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں گا..... کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دونوں کرداروں کی مٹی پلید ہو جائے گی..... اس لئے اس سلسلے میں پچھنہ لکھتے۔

میرے لئے سب سے زیادہ پریشان کرن وہ خطوط ہوتے ہیں جن میں خطوط کے جواب نہ لئے کی شکایت ہوتی ہے۔ لیکن تم یہ ہے کہ لکھنے والے اپنا پتہ لکھنا بھول جاتے ہیں..... لبذا انہیں چاہتے کہ جواب کے لئے قیامت کے منتظر ہیں!

ابن صطفیٰ

جانب کی ڈھلان میں چڑاگ لگادی..... بیک وقت کئی فائر ہوئے..... لیکن عمران کو یقین تھا کہ اب مشکل ہی سے کوئی اس پر قابو پا سکے گا۔ وہ جنگل میں گھستا چلا گیا..... لیکن یہاں وہ محفوظ نہیں تھا..... اگر جنگل گھنا ہوتا تو شاید اسے بچاؤ کے لئے اتنا نہ دوڑنا پڑتا..... اکثر مقامات پر سرکندوں کی جہاڑیاں تھیں..... لیکن ان میں گھنندادیہ دانتہ موت کو دعوت دینا تھا۔ وہ دوڑتا رہا۔

مگر اب وہ بائیں جانب مڑ گیا تھا اندازے کے مطابق وہ اس جگہ رکا جہاں سے مڑ کر سڑک کے اس حصہ کی طرف پہنچ سکتا تھا جدھر سڑک کھڑا کیا گیا تھا۔

دفعٹا اس نے اپنے جوتے اتار کر کوٹ کی جیبوں میں ٹھونے اور ایک اوپنج درخت پر چڑھنے لگا..... ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ بچپن ہی سے درخون پر چڑھتا آیا ہو۔

گنجان ٹاخون کے درمیان پہنچ کر اس نے سامنے سے پہنچا ہٹائیں اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا..... سڑک اب موجود نہیں تھا..... البتہ..... وہ دونوں کاروں کی نو سیڑ کے قریب موجود تھیں! اور ایک آدمی وہاں کھڑا شاید ان کی گرفتاری کر رہا تھا۔

پھر وہ کچھ اور بلندی پر پہنچ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا..... کافی فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیئے..... تعداد میں پائچ تھے اور کچھ دیر پہلے یہ عمران کی خوش فہمی ہی تھی..... کہ ان لوگوں کے پاس رائلس نہ ہوں گی۔ اپنی نو سیڑ سے اترنے وقت وہ بال بال بجا تھا کیونکہ ان کے پاس رائلس بھی تھیں اور یہاں سے صاف نظر آری تھیں۔

عمران انہیں دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کیوں وہ پانچوں اکٹھے ہی رہنا چاہتے تھے..... اگر چاہتے تو ادھر ادھر منتشر ہو کر بھی اسے غلاش کر سکتے تھے..... مگر شاید وہ بھی عمران سے خائف ہی تھے۔ پتہ نہیں کیا اور کس وقت وہ ان میں سے کسی کو تھاپا کر وار کر بیٹھے۔

عمران نے پھر سڑک کی طرف دیکھا وہ آدمی اب بھی کاروں کے قریب موجود تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ یقینہ لوگ کتنی دیر میں سڑک تک پہنچ سکتے ہیں۔

وہ انہیں دیکھتا رہا اور پھر بڑی تیزی سے نیچے اترنے لگا..... نیچے اتر کر جوتے پہنچے اور سڑک کی طرف دوڑنے لگا..... مگر اب اس کارخ کاروں کی سمت تھا..... چڑھائی کے قریب پہنچ کر رک گیا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ چڑھائی پر جا رہا تھا..... لیکن آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ کسی چچپل کی مانندی میں سے چپکا ہوا۔

جب سڑک کی سطح اس کے سر سے تقریباً دو فٹ اوپنجی رہ گئی تو اس نے قریب ہی سے ایک

بڑا سا پھر اٹھایا اور بڑی اختیاط سے آہستہ آہستہ اور کی طرف ھکنے لگا۔ وہ آدمی ایک کار کی کھڑکی پر بیالا بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا۔ داشنے ہاتھ میں سگریٹ سلگ رہا تھا..... جیسے ہی عمران نے سر اچھا رکھا۔ وہ چوک کر اس کی طرف مڑا..... شاید یہ خطرے کے غیر شعوری احساس کی بناء پر ہوا تھا مگر عمران کا ہاتھ تو چل ہی چکا تھا..... پھر اس کی کپٹی پر بیٹھا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکتا عمران اس پر سوار تھا..... اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی..... کپٹی کی چوٹ نے اس کا دماغ ماڈف کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے جلدی جلدی اس کی ٹلاشی لے کر ایک ریوار لور اور تقریباً تیس کار توں برآمد کر لئے۔ ریوالر میں پورے راؤٹ موجود تھے۔

عمران نے اپنی نائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے اسے یقین تھا کہ وہ کافی دیر تک ہوش میں نہ آسکے گا۔

وہ اس وقت بالکل مشینوں کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی نو سیڑ کا ڈکے اٹھایا اور بے ہوش آدمی کو اس میں ٹھونے لگا پھر ڈکے کو کسی تدبیر سے اتنا کھلا رہے دیا کہ وہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے سرنے شروع ہے۔ اب وہ پھر ان دونوں کاروں کی طرف متوجہ ہوا۔

بے ہوش قیدی کا ریوالر اس کے ہاتھ میں تھا..... اس نے دو فائر کے اور دونوں کاروں کا ایک ایک پہنچ بیکار کر دیا۔

”راہیں....!“ اس کی نو سیڑ پہنچنی سڑک پر تیرتی چل گئی دھنڈ لکھا پھیل چکا تھا۔ فضا آہستہ آہستہ پر سکون ہوتی جا رہی تھی۔

نو سیڑ فرائی بھرتی رہی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔

تقریباً آدھے گھنے بعد اس نے لینڈس کشم پوسٹ کے سامنے کارروکی اور نیچے اتر کر ڈکے کو پوری طرح بند کر تا ہوا۔ عمارت کی طرف چلا گیا یہاں اس نے فون پر اپنے ایک ماتحت آفسر تویر کے نمبر ڈائیکل کیے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

”تویر!“ عمران اپنی کار کی ڈکے میں ایک بے ہوش آدمی کو لارہا ہے۔ تمہیں اس سے اس آدمی کو چھین لینا چاہئے۔“

”بہت بہتر جناب!“ تویر کی آواز آئی۔ ”وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”لینڈس کشمکش کی آٹک پوسٹ سے گزر چکا ہے۔“

”بہتر جناب.... میں وہ آدمیوں کے ساتھ چیک کر دوں گا۔“

”جلدی کرو!“ عمران نے کہا اور سلسہ منقطع کر دیا۔

(۲)

تو نوری نے کیپن جعفری اور سار جنت ناشاد کو فون کیا اور انہیں برٹرام روڈ کے چوراہے پر چکنچھے کو کہتا ہوا باہر نکل آیا۔

گیراج سے اپنی موڑ سائیکل نکالی..... اور اس کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔

برٹرام روڈ کے چوراہے پر کیپن جعفری اور سار جنت ناشاد موجود ملے وہ دونوں ایک ہی موڑ سائیکل پر سوار تھے۔

پھر دونوں موڑ سائیکلیں برٹرام روڈ پر دوڑنے لگیں۔
”خیال رکھنا.....“ نوری نے چیخ کر کہا۔....“ وہ اپنی ٹو سیٹر پر ہو گا۔ اس کی گاڑی تم لوگ پہچانتے ہو!“

”اچھی طرح“ جعفری نے جواب دیا۔
”مگر یار..... اس وقت کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ نوری نے کہا۔
”میں اسے جان سے مار دوں گا.... خواہ مجھے اس کے لئے اس عطا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔“
”اس وقت نہیں۔“

”ایکس ٹو کرن لئے میں اپنی بے عزتی نہیں برداشت کر سکتا۔“ جعفری غریباً۔
”اس وقت میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ بات نہ بڑھان۔“ نوری نے حاجت سے کہا
جعفری خاموش ہی رہ گیا۔

وہ عمران کا دشمن تھا۔
اور اس دشمنی کی بنیاد تحریکیاں بدل بی والے کیس کے دوران میں پڑی تھی۔

”پھر کسی موقع پر سمجھ لینا۔“ نوری نے کہا۔
”اس عطا دینے کے بعد۔“ جعفری غریباً ”ورنة عمران کے خلاف پیری کوئی بھی کارروائی ایکس ٹو کو ٹاؤن گارکرے گی۔“

نوری کچھ نہ بولا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں عمران کی ٹو سیٹر دکھائی دی۔ اور دونوں موڑ سائیکلیں ایک دوسرے سے قریب آگئیں عمران ہارن پر ہارن دیتا رہ۔ لیکن وہ اس کے راستے سے نہ ہٹیں.... عمران نے بریک لگائے.... اور نوری نے موڑ سائیکل آگے بڑھا کر پائیدان پر پیغیر کر کر دیا۔

”کیا مطلب؟“ عمران عفیلی آواز میں بولا۔
”میرے ہاتھ میں روپور ہے.... اور اس کا رخ تمہاری کھوپڑی کی طرف ہے۔“ نوری نے

جواب دیا۔

”وہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ ”مگر اس وقت کس خوشی میں؟“
”ناشد!“ نوری نے اوپنی آواز میں کہا۔ ”ذریمی گاڑی سنجالنا۔“

”آخر بات کیا ہے؟“ عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔
”کچھ نہیں!“ نوری موڑ سائیکل سے اتر کر کار کا دروازہ کھوٹا ہوا بولا۔ ”میں تمہارے ساتھ شہر جانا چاہتا ہوں۔“

وہ عمران کے برابر بیٹھ کر دروازہ بند کر چکا تھا اور روپور کی نالی عمران کی کمر سے گی ہوئی تھی۔

”چلو....!“ نوری نے روپور کی نال پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں جاؤں گا..... تم مار دو گوئی.....“

”سنو پیارے.....“ نوری آہستہ سے بولا۔ ”میرے ساتھ کیپن جعفری بھی ہے..... میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہے اگر اس نے انتقام لینا ہی چاہا تو پھر ہمیں بھی مجرور اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔“

”میں سمجھ گیا!“ عمران تنخ لہجے میں بولا.... ”مگر میں تم لوگوں کو اتنا بزول نہیں سمجھتا تھا.... مگر اسے بھول جاؤ کہ جعفری یا تم سب میرا کچھ بگاڑ سکو گے۔“

”میں فی الحال اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔“ نوری بولا۔ ”بس تم چپ چاپ کار آگے بڑھاؤ.... ورنہ....“

”ورنة کیا ہو گا؟“

”ورنة یہ ہو گا کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ کیونکہ تمہاری گاڑی کے ذکر میں ایک بے ہوش آدمی موجود ہے۔“

”میا؟“ عمران کے لہجے میں حرمت تھی۔ ”تمہیں کیسے معلوم ہوا؟“

”ایکس ٹو کے ذرائع لا مدد ہیں۔“ نوری بولا۔ ”بس اب چلو!“ پتہ نہیں کیوں ایکس ٹو کو تم پر حرم آ جاتا ہے.... ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو سکتی۔“

”ارے جاؤ.... جب جی چاہے تم سب سامنے آ جاؤ.... وہ تو وہ.... لڑکی.... جولیا....“
محض کچھ دیسی لگتی ہے.... یعنی کہ.... کیا کہتے ہیں ذرا.... ہاں.... ابھی لگتی ہے.... ورنہ اب تک میں نے تم سب کی تجھیز و تکفین کر دی ہوتی!“

”چلو میری جان.... اس وقت تم.... جولیا سے بھی مل سکو گے۔“

"یہ بات ہے...." عمران خوش ہو کر بولا۔ "چلو... جولیانا فٹزوڈاٹر کی قبر کے اندر بھی حکم سکتا ہوں۔"

کار چل پڑی۔

ریوالور کی نال اب بھی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"یہ آدمی کون ہے؟" تنویر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کون آدمی؟"

"وہی جو تمہاری گاڑی کی ہائپنی میں ہے۔"

"یا تم لوگ.... سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کے آدمی ہو۔"

"ہم لوگ ہر قسم کے آدمی ہیں.... تم میری بات کا جواب دو۔"

"میری کار کی ڈکی میں تین تربوز.... چار مرتبان.... جن میں مختلف قسم کے اچار ہیں پائے جاسکتے ہیں۔"

"دوست عمران! جس دن بھی...."

"بس.... بس....!" عمران بر اسمانہ بنا کر بولا۔ "اگر تم لوگ مجھے مار بھی ڈالو.... اب بھی شادی نہیں کروں گا۔"

"خیر...." تنویر خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد کار تنویر کے مکان پر پہنچی اور وہ اسے سید ھاگیرج میں لیتا چلا گیا۔

"مشین بند کر کے نیچے اتر آو۔" تنویر نے اس کے پہلو میں ریوالور کی نال چھوتے ہوئے کہا۔

"اب تم جب تک مقصد نہیں بتاؤ گے۔ یہ ممکن ہی نہ ہو سکے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو کہ سیکرت سروس والوں کی مہیا کی ہوئی لاشوں کا پوست مارٹم نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں نہیں جانتا.... لیکن تم میں سے کون مجھے یہ بات باور کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"اڑ آؤ نیچے.... بات نہ بڑھاؤ۔" تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچا رہا۔ پھر نیچے اڑ آیا وہ جواب طلب نظرؤں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اب گھر جاؤ" تنویر نے مسکرا کر کہا۔ "کچھ دیر بعد تمہاری گاڑی پہنچادی جائے گی۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میں تم لوگوں کے خلاف روپوزٹ درج کراؤں گا۔"

"تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لیعنی ہو گا۔"

"اچھا...." عمران نے بے بھی سے سر ہلا کر کہا۔ "میں دیکھ لوں گا۔"

ویسے تم اسے لکھ لو کہ تم سے ایک احتجانہ فعل سرزد ہو رہا ہے.... اور تم اس کے لئے بھجو تو گے۔ وہ آدمی جو اسپنی میں بند ہے تم لوگوں کے لئے ڈائیٹیٹ ثابت ہو گا۔" پھر وہ بڑے پروقار انداز میں چلتا ہوا کیراج سے باہر نکل گیا۔

۳

جولیانا فٹزوڈاٹر باہر سے آکر کوٹ اتار رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بھی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ "ایکس ٹو اسپنکنگ!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیں سر۔"

"کیا رہا؟ وہ آدمی کون ہے؟"

"وہ گونگاہرہ بن گیا ہے جتاب"

"اور تم میں سے کسی کو بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ اسے بولنے پر مجبور کر سکے۔"

"میرا خیال ہے کہ صرف ذخیر کر ڈالنا باتی رہ گیا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"وہ عمران پر حملہ کرنے والے چند نامعلوم آدمیوں میں سے ہے۔ یہ حملہ آج شام راج گڑھ کے قریب ہوا تھا۔"

"لیکن اس کا تم لوگوں سے کیا تعلق؟"

"جو لیا۔"

"لیں سر۔"

"میں غیر ضروری کو اس پسند نہیں کرتا۔"

"میں معافی چاہتی ہوں جتاب۔" جولیا کا پنچھی۔ ایکس ٹو کی غصیلی آواز اسے جان کی میں جتنا کر دیتی تھی.... وہ تو خیر عورت تھی۔ کیپن جعفری جیسے بڑی منوچھوں والے بھی اپنے خلک ہوتے ہوئے حلک کے بل بولنے لگتے تھے۔ ایکس ٹو کی بیت کچھ اسی طرح اس کے ماتخوں کے دلوں پر پہنچی ہوئی تھی۔

"وہ تم سب سے بہتر ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اس لئے میں اسے ہاتھ سے

جائے نہیں دینا چاہتا۔ کیا تمہیں تھریسا بسل بی آف بوہمیا کا کیس یاد ہے۔"

"یاد ہے.... جتاب۔"

سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جو لیار ریسور رکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت ایکس ٹو سے زیادہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ایکس ٹو کے بیان کے مطابق حملہ آور کئی تھے۔ گویا عمران نہ صرف ان سے گلریا تھا بلکہ ان کے ایک آدمی کو بھی پکڑ لیا تھا۔

جو لیا اکثر عمران اور اس کی صلاحیتوں کے متعلق سوچا کرتی تھی۔ بڑی عجیب بات تھی اس کی شکل دیکھ کر غصہ آتا تھا.... اور حرکتیں یاد کر کے پیدا آتا تھا.... وہ فیصلہ نہیں کر پاتی تھی کہ اسے پسند کر کے یا اس سے نفرت کرے۔

اسے کئی ایسے موقع یاد تھے جب عمران نے انہائی نازک اوقات میں اس کی مدد کی تھی مگر پھر کچھ ایسی حرکتیں بھی کی تھیں کہ جو لیا کی طبیعت اس سے متغیر ہو گئی تھی۔

عورتوں کے معاملے میں وہ بالکل بخشنگی تھا.... وہ نہیں جانتا تھا کہ عورتوں سے کس طرح پیش آتا چاہئے۔ شاید اسے سمجھایا ہی نہیں گیا تھا.... کہ عورتوں کا احترام ضروری ہے۔

جو لیا بڑی دیر تک اس کے متعلق سوچتی رہی.... پھر اسے یک بیک ایکس ٹو کی ہدایت یاد آئی اور وہ اٹھکر فون پر تلویر کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کسی نے دوسری طرف سے ریسیور تو اٹھایا۔ لیکن تلویر کی آواز کی وجہ سے اس نے کچھ عجیب ہی آوازیں سنیں پہلے تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز گردی ہو پھر کسی کی جیج سنائی دی۔

دفعتاً اسے تھریسا کا خیال آیا اور اس نے بیکے بعد دیگرے سیکرٹ سروس کے سارے ادمیوں کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”تلویر خطرے میں ہے فوراً ہاں پہنچو!“ وہ ایک ایک سے کہہ رہی تھی۔

پھر اس نے بڑی جلدی میں کوٹ پہننا۔ اور میز کی دراز سے پستول نکال کر جیب میں ڈالتی ہوئی دروازے کی طرف چھپئی۔

اس کی کارکافی تیز رفتار سے تلویر کی قیامگاہ کی طرف جا رہی تھی۔ آج سردي کی ہر پچھلے دنوں سے زیادہ شدید تھی جلدی میں اسے دستانے بھی یاد نہیں رہے تھے۔ لہذا اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پھرے ہوئے ہاتھ اسٹرینگ پر مجھے ہی رہ جائیں گے۔ تلویر کے چھوٹے سے بیٹھ کی مختصر سی کپڑا ڈنڈ میں اس کی کار دا خل ہوئی۔ عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں لیکن چاروں طرف سناتا تھا سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر اپنی اپنی قیام اگاہوں پر تنہا ہی رہتے تھے کسی کے پاس نوکر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا یہی حکم تھا کہ وہ تہارہ ہیں۔ انہیں بڑی بڑی تشویں ملتی تھیں لیکن اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔

”کیا وہ ہر معاملے میں تم سب سے برتر نہیں ہے؟“

”برتر ہے جناب۔“

”پھر.... کیا وہ تمہارا حسن نہیں ہے.... کئی بار وہ تمہیں موت کے منہ سے نکال لایا ہے۔“

”بمحض اعتراف ہے۔“

”تو پھر تمہیں اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ چند نامعلوم آدمی اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔“

”جبیا آپ فرمائیں کیا جائے۔“

”فی الحال اس آدمی کو داشت منزل میں قید کر دو.... اور کوشش کرو کہ وہ سب کچھ اگلے دے۔“

”بہت بہتر! وہ فی الحال تلویر ہی کے چارج میں ہے.... میں اسے آپ کے حکم سے مطلع کئے دیتی ہوں۔“

”کم از کم چار آدمیوں سے عمران کے فلیٹ کی ہر وقت مگر انی کراؤ.... جب وہ باہر نکلے تو دو آدمی اس کے ساتھ ہوں.... مگر اس طرح کہ عمران انہیں پہچان نہ سکے۔“

”آپ اس پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں۔“

”نہیں۔“

”بہت بہتر۔ ایسا ہی ہو گا۔“

”اس کا خیال رہے کہ عمران کے یہ دشمن تھریسا کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔“

”اوہ.... یقیناً وہی ہوں گے جناب۔“ جو لیا نے طویل سانس لے کر کہا۔

”پھر کم از کم تم اور جعفری بھی محفوظ نہیں ہو.... کیونکہ وہ تم دونوں کو اچھی طرح پہچانتی ہے.... ہاں.... جعفری سے کہو کہ اپنی موچھیں صاف کرادے.... ورنہ یا تو میں اسے پھر مٹڑی میں.... جھوک دوں گا.... یا پھر اسے.... اسٹھنی ہی دینا.... پڑے گا۔“

”بہت بہتر جناب.... مگر اسے اپنی موچھیں بہت عزیز ہیں۔“

”اس سے زیادہ مجھے مجھے کا وقار عزیز ہے.... موچھیں مرد انگی کا نشان ضرور ہیں.... مگر جب عورتیں.... انہیں پکر کر جھوک لے لگیں تو....“

”جو لیا پہنچے گی.... پھر اس نے کہا.....“ عمران نے خاصی مرمت کی تھی۔

”میں عمران کی جگہ ہوتا تو اتنی مرمت ہی پر اکتفا ہے کرتا۔ اچھا۔ بس!“ دوسری طرف سے

umarat سے نہ کسی قسم کی آواز آئی اور نہ اس کے آدمیوں کی طرف سے کوئی اشارہ ہوا۔
جو لیاں پر تھیں تھیں۔

سیکرٹ سروس کے بیقیہ آدمی بھی کیپٹن جعفری کے ساتھ دہان پہنچ گئے جو لیا کی ہدایت پر
انہوں نے بھی اپنے چہرے نقابوں میں چھپائے۔

”مگر.... ابھی تک....!“ جو لیا بولی۔ ”اندر سے کسی قسم کا سکلن نہیں ملا.... وہ تقریباً پانچ
منٹ پہلے اندر داخل ہوئے ہیں۔“

”یہ سب کچھ عمران کے لئے ہو رہا ہے۔“ جعفری نے ناخوٹگوار لجھ میں کہا۔ ”میں نہیں
بسم اللہ کا ایکس ٹوکی پالیسی کیا ہے؟“

”عمران شاید ہم لوگوں سے زیادہ کام آتا ہے۔“
جعفری پکھنہ بولا۔ وہ عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

رفعت ایک کھڑکی کھلی اس میں ایک چہرہ دکھائی دیا جس پر سیاہ نقاب تھی۔ پھر ایک ہاتھ نے
انہیں عمارت میں داخل ہونے کا اشارہ کیا!

”آؤ!“ جو لیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئے کسی طرف سے بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ البتہ
مارت کا ایک ایک حصہ روشن تھا۔

بڑے کمرے کے قریب سے گزرتے وقت انہیں اندر آئنیں محسوس ہوئیں۔ دروازہ بند تھا
لیکن شیشوں سے روشنی نظر آرہی تھی۔

جو لیا نے دروازہ کو دھکا دیا۔ وہ اندر سے بند تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اندر سے کسی نے
بوٹ گرانے اور دروازہ کھل گیا۔ تھیک اسی وقت جو لیا کے ساتھیوں نے اپنی پشت پر کسی چیز کی

چین محسوس کی لیکن انہیں مز کر دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔
”اندر چلو!“ حکماء لجھ میں کہا گیا۔

اور اندر جو لیا کے سینے کی طرف ایک ریو اور کی تال اٹھی ہوئی تھی.... وہ کوئی نقاب پوش
ہی تھا لیکن جو لیا کے ساتھیوں میں نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اتنا
دراز قد نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔

ان کے ساتھ ہی وہ تین آدمی بھی اندر آئے جنہوں نے جو لیا کے ساتھیوں کے جسموں
سے ریو اور لگار کئے تھے۔

جو لیا بھی کار سے نہیں اتری تھی کہ موڑ سائکلوں کی آواز سے ساری کپاڈنہ جنمجنہاں تھی۔
چار آدمی بیک وقت موڑ سائکلوں پر آئے تھے۔

جو لیا نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کو کہا۔
کیپٹن خاور آگے بڑھا۔

”ٹھہرو!“ جو لیا آہستہ سے بولی۔ ”یہ معاملات شاید تحریکی سے تعلق رکھتے ہیں وہ مجھے
اور جعفری کو اچھی طرح پہچانتی ہے لہذا کم از کم بیقیہ آدمیوں کو اس کے سامنے نہ آنا چاہئے۔ کیا
تم لوگوں کی تقاضیں موجود ہیں؟“

”وہ توہر وقت ساتھ رہتی ہیں۔“ خاور دوسروں کی طرف مز کر بولا ”کیوں؟“

جو لیا نہیں فون کا واقعہ بتاتی ہوئی بولی۔ ”ہو سکتا ہے اس عمارت میں ہمارے لئے کوئی جال
پھیلا یا گیا ہو.... ممکن ہے وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے ہوں۔“

”ہو سکتا ہے۔“

”لہذا ہمیں بیقیہ آدمیوں کا انتظار بھی کر لینا چاہئے۔“

”مگر تویر!“ خاور نے کچھ کہنا چاہا۔

”یہ بھی منٹ پہلے کی بات ہے۔“ جو لیا اس کی بات کاٹ کر بولی۔ ”اب تک جو کچھ بھی
ہونا تھا ہو پچکا ہو گا۔“

”اتنی مصلحت اندریشی درست نہیں۔“ ہو سکتا ہے وہ تویر پر تشدد کر رہے ہوں۔ ضروری
نہیں کہ انہوں نے اسے مار دیا ڈالا ہو۔“

”کچھ بھی ہو.... لیکن یہ جال ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ فون سے رسیور اٹھا کر خاموش رہنے
کا کیا مقصد ہو سکتا ہے.... اور پھر اسی آوازیں.... جیسے دہان کوئی ہنگامہ ہو گیا ہو۔“

”ٹھیک ہے.... جال ہی ہو گا۔ مگر میرے خیال سے بیقیہ لوگوں کا انتظار فضول ہے۔ ہم چار
اندر جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کو باہر بھی رہنا چاہئے۔ اگر وہ جال ہی ہے تو سب کیوں پھنسیں!“

”اوہ! یہ بھی ٹھیک ہے.... اچھا تو جاؤ!“

وہ چاروں آگے بڑھے اور عمارت میں داخل ہو گئے.... جو لیا انہیں میں چاٹک سے گی
کھڑی رہی۔

کبھی وہ سڑک کی جانب دیکھنے لگتی اور کبھی عمارت کی جانب۔ کپاڈنہ میں جھیتگر جماں
جھائیں کر رہے تھے۔

بیہان کا سنا جو لیا کے ذہن پر گر ان گزرنے لگا۔

"تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" دراز قد آدمی نے انگریزی میں کہا۔ اس کا لبچہ غیر ملکیوں کا ساتھ تھا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھادیے۔

"تم سوئیں ہو؟" دراز قد آدمی نے جولیا سے پوچھا۔

سوال اتنا غیر موقع تھا کہ جولیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر "ہاں" لکھ گیا۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ دراز قد آدمی نے ایک زہریلی سی ٹھیکے ساتھ کہا۔

"شواب گھر میں تم لوگوں نے ہمیں ایک گھری چوٹ دی تھی۔" جولیا کچھ نہ بولی۔

چند لمحے خاموش رہی۔ پھر دراز قد آدمی بولا "تمہارے چار ساتھی تمہارے ساتھ ہی اپنے انعام کے منتظر ہیں۔ صحیح تمہاری لاٹوں سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہو گا کہ تمہاری موتنیں کس طرح واقع ہوئی ہوں گی.... گھر تم...!"

"گھر تم" کہتے وقت اس کی آواز نرم پڑ گئی وہ براہ راست جولیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے محوس کیا کہ وہ "گھر تم" کہتے وقت سکریا بھی تھا جو نکہ پورا چیرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اس نے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسکرایا ہی تھا۔

چند لمحے اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں چھپتی رہیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "ان تینوں کو بھی وہیں لے جاؤ۔"

جولیا نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ روی الور اب بھی ان کے پہلوؤں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر اس کمرے میں صرف وہی دونوں رہ گئے۔

دراز قد نقاب پوش نے اپناری الور جیب میں ڈال لیا تھا۔

"میں بھی سوئیں ہوں۔" دراز قد آدمی نے سوئیں زبان میں کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ اس کے دوسرے جملے کی منتظر تھی۔

"میں صرف یہ جانتا چاہتا ہوں کہ تم کس کے لئے کام کر رہی ہو۔"

"میں اپنے لئے کام کر رہی ہوں۔" جولیا نے کسی قسم کی کمزوری ظاہر کئے بغیر جواب دیا۔

"مگر وہ بے وقوف آدمی.... عمران تو اکثر پولیس کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے۔"

"ہاں.... اکثر.... وہ پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہے.... اور ہمارے لئے بھی۔"

"تمہاری کیا حیثیت ہے؟"

"وہی جو تھریسا کی ہے۔"

"اوہ.... دراز قد نقاب پوش پھر اسے گھورنے لگا۔ "وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"وہ کاغذات.... جولیا مسکرائی.... عقریب ان کا سودا بھی ہو جائے گا۔"

"وہ کہاں ہیں؟"

"ایک بہت ہی محفوظ جگہ پر؟"

"بہتری اسی میں ہے کہ انہیں واپس کر دو!"

"کیوں؟ کیا وہ تھریسا کے باپ کی جا گیر ہیں؟"

دراز قد آدمی ہٹنے لگا۔ پھر بولا "لڑکی! تم جبھلہ بہت میں بہت پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"بد تیزی نہیں! جولیا پر وقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم شاید الفانے ہو۔"

"ہاں! میں الفانے ہوں۔" دراز قد آدمی نے بھاری بھر کم آواز میں کہا۔

"دیکھا ایک بڑا آدمی.... تمہاری عزت افرادی ہے اگر تم مجھے پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"وس الفانے ہر وقت میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔" جولیا نے براسانہ بنا کر کہا۔

"خیر.... کام کی بات کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"میرے آدمیوں کو چھوڑ دو، بہتری اسی میں ہے۔"

"انہیں تو ہر حال میں مرنا پڑے گا.... لیکن اگر تم چاہو تو حق بھی سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"کاغذات کی واپسی۔"

"یہ قطعی ناممکن ہے۔"

"تب پھر میں تمہاری زندگی کی بھی ممتاز نہ دے سکوں گا۔"

"میری نظروں میں زندگی کی صرف اتنی ہی وقعت ہے کہ جتنی دیر زندہ ہوں جدو جدد کرتی رہوں۔"

"بہت دلیر لڑکی ہو!

"تمہارے جملے مجھے میری حیثیت سے نہیں گزا سکتے۔" جولیا نے براسانہ بنا کر کہا۔ "میں تھریسا سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوں۔ میرے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہیں۔"

"اوہ--!"

"بہتر یہی ہے کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو۔ ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔"

"جھگڑا صرف دو چیزوں ختم کر سکتی ہیں۔"

"میں نہیں پوچھوں گی کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں۔"

"میں ضرور بتاؤں گا.... پہلی چیز کاغذات کی واپسی.... اور دوسرا... اس بے وقوف آدمی کی موت!.... اس نے تحریسیا بلبی آف بوسیما کی شان میں گستاخی کی تھی۔"

"آہا.... جو لیا نے قبیلہ لکایا۔ "مجھے یاد ہے.... اس نے تحریسیا کی کمرپلات رسید کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی ریڑھ کی بندی محفوظ نہ رہی ہو گی۔"

"کواس مت کرو لڑکی.... میرے ساتھ آؤ...." دراز قد آدمی نے جولیا کی کلامی پکڑ کر جھکتا دیا.... جولیا آگے کی طرف بھلی اور بائیں ہاتھ سے بلاوز کے گربیان سے پستول نکال لیا۔ لیکن دراز قد آدمی نے ہلکے سے قبیلہ کے ساتھ اس کے استعمال کی مہلت نہ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس سے پستول چھین چکا تھا۔

"بن اتی ہی سی چالاکی کی بناء پر تحریسیا سے مقابلہ کرنے نکلی تھیں" اس نے زہریلے لمحے میں کہا اور جو لیا کو دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔

محبوب اجولیا اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے اور تنور کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوا کہا تھا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اب اسے صرف "ایک نہیں تو" کی مدد کا سہارا رہ گیا تھا.... وہ جانتی تھی کہ ایک نہیں تو غافل نہ ہو گا.... وہ یہاں کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسی مضبوطی پر وہ اتنے دلیر انداز میں دراز قد نقاب پوش سے گفتگو کرتی رہی تھی۔

نقاب پوش اسے دوسرے کرے میں لایا۔ جہاں تین آدمی ایک چھوٹی سی مشین پر بھلک ہوئے تھے۔ یہ وہی نقاب پوش تھے جو اس کے تینوں ساتھیوں کو بڑے کرے سے لے گئے تھے۔

"کیوں....؟" دراز قد نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا۔ "کیا بات ہے؟"

"سلنڈر فٹ نہیں ہے۔" ایک نے جواب دیا۔ "جلدی کرو.... وقت کم ہے۔" اس نے تحکمانہ لمحے میں کہا۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔

پھر وہ جولیا سے بولا۔ "اس کرے میں تمہارے آدمی بند ہیں۔" ایک زہریلی گیس کی تھوڑی سی مقدار انہیں آنا فانا ختم کر دے گی۔ یہ نیوب جو دیکھ رہی ہو، کنجی کے سوراخ سے لگا دیا جائے گا۔ صرف آدھے منٹ کے لئے مشین چلے گی۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کون روکے گا؟" ہلکے سے قبیلہ کے ساتھ کہا گیا۔

"اگر ایسا ہوا تو تمہاری ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔" جو لیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسے توقع تھی کہ ایک نہیں تو کہیں آس پاں تھی موجود ہو گا.... مگر کیوں....؟ اس نے سوچا۔ آخر اب اسے کس بات کا انتظار ہے۔ دفعشا جولیا کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایک نہیں تو بھی کوئی آدمی ہی ہے.... وہ جادوگر بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا ضروری نہیں کہ اسے ان حالات کا علم ہی ہو۔

"اوہ.... کیا کر رہے ہو تم لوگ...." نقاب پوش دانت پیش کر بولا۔

"ٹھیک ہو گیا جناب!"

"ٹیوب سوراخ سے لگادو۔"

ایک آدمی نے نیوب اٹھایا اور دوسرے کرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا.... جولیا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار چاروں طرف دیکھنے لگتی۔

"اب بھی وقت ہے۔" نقاب پوش جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "کاغذات کا پتہ تبا دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ دوسری صورت میں.... یہ لوگ تو ابھی اور اسی وقت ختم ہو جائیں گے۔ البتہ تمہیں۔" سک سنک کر مرتا پڑے گا۔"

جولیا کچھ نہ یوں۔ اس کی سمجھتی ہی میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے.... کچھ دیر پہلے کی زبان طرازیاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب وہ صرف ایک معمولی سی عورت تھی۔ اسے محبوس ہو رہا تھا جیسے ذہانت کبھی اس کے حصے ہی میں نہ آئی ہو۔

"اوہ..... اتنی دری....." نقاب پوش نے پھر اپنے ساتھیوں کو لکارا۔

دوسرے ہی لمحے میں نیوب کنجی کے سوراخ سے لگا دیا گیا۔

"تم نہیں بتاؤ گی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔" جو لیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"گیس کھولو۔"

مشین کی طرف ایک ہاتھ بڑھا تھا کہ ایک فائر ہوا.... اور شیشے کی وہ گلی چور چور ہو گئی.... جو نیوب کو مشین سے ملا تھی۔ وہ تینوں اچھل کر الگ ہٹ گئے۔

"اپنے ہاتھ اور اٹھاؤ...." ایک بھاری اور پر وقار آواز دروازے کی طرف آئی.... یہ بلاشبہ ایک نہیں تو کی آواز تھی۔ جو لیا نے صاف پہچان لیا۔

پھر ایک آدمی کا ہاتھ حیب کی طرف جائی رہا تھا کہ دوسرا فائر ہوا اور وہ آدمی اپنا ہاتھ دمائے ہوئے دیوار سے جال گا۔ زخمی ہاتھ سے خون کی دھار نکل کر فرش پر پھیل رہی تھی۔

"جو لیا دروازہ کھول دو.... یہ سب نشانے پر ہیں! آواز پھر آئی۔"

جو لیا سر سے پیر مک رز رہی تھی اور اس میں اتنی بہت نہیں تھی کہ آواز کی جانب نظر بھی اٹھا سکتی۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اندھی بھیڑوں کی طرح باہر نکلنے والوں میں توری بھی تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔

پکڑے تار تار ہو رہے تھے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔

پہلے تو وہ سب ان چاروں کی طرف جھپٹنے لیکن جیسے ہی دروازے کی سمت نظر گئی جہاں تھے وہیں ٹھنک گئے سر سے پیر مک سیاہ لباس میں لمبوس ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں روپ اور لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

”ان کے اسلحے چھین لو!“ اس نے آہستہ سے کہا۔

اور ان سب نے ایکس نو کی آواز پیچاں لی! یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے پراسرار چیف آفسر کو اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اس کا پورا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔

وہ چاروں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ ان کی ہیجوں سے روپ اور نکال لئے گئے۔

”اب انہیں ڈائینگ روم میں لے چلو!“... ایکس نو نے کہا۔

اس کے ماتھوں کی زبانیں گلگ ہو گئیں تھیں۔ جو لیا جواکثر فون پر اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کیا کرتی تھی اس وقت اس طرح کا پر رہی تھی جیسے کسی دیرانے میں کوئی درندہ نظر آگیا ہو۔

وہ چاروں ڈائینگ روم میں لاے گئے۔

”ان کے چہرے ظاہر کرو۔“ ایکس نو کی آواز کمرے میں گوئی۔ ”خاور اور جعفری پیر و نی دروازے پر جائیں۔“

ان کے چہروں سے نقاہیں ہٹائی جانے لگیں۔ لیکن جعفری یا خاور میں اتنی بہت نہیں تھی کہ وہ ان کے چہرے دیکھنے کے لئے وہاں رکتے۔... وہ سر جھکائے ہوئے ڈائینگ روم سے باہر چلے گئے۔ ان چاروں کے چہروں سے نقاہیں ہٹادی گئیں تھیں یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ یورپ کے کسی ملک کے باشندے۔

”ان میں الفانے نہیں ہے۔“ ایکس نو نے جو لیا کو مخاطب کر کے کہا۔ ”تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔“

پھر اس نے اپنے اور کوٹ کی جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان چاروں کی طرف مخاطب کر کے کہا۔... ”تم لوگ بہت ٹھنک گئے ہو!... اس لئے میری طرف سے شکرپنیں کا تحفہ قولی۔

کرو.... تو یہ ان لوگوں کو قادر سے سے بخاڑا... چار گلاس نکالو۔“
تھویر کے چہرے پر حرمت تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے ٹھنکا پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کھوی اور اس میں سے چار گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

”بیٹھ جاؤ دوستو!“ ایکس نو ہاتھ ہلا کر بولا۔ ”ہم لوگ بہت مہمان نواز ہیں... جو لیا... تم... ان کیلئے شراب اٹھیلو!—!“
ان میں سے ایک آدمی، جس کا ہاتھ رخنی تھا، فرش پر گرپڑا کشیر مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے اس پر غصی طاری ہو گئی تھی۔
”فکر نہیں!—!“ ایکس نو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اسے یہ نبھی پڑا رہنے دو۔ صرف تین گلاسوں میں شراب اٹھیلو!“

جو لیا گلاسوں میں شراب اٹھیلیے گئی۔ لیکن وہ سخت تھیں تھی آخر اس ”مہمان نوازی“ کا کیا مطلب؟“

”پیو دوستو!“ ایکس نو نے کہا۔ اور جو لیا نہ سمجھ سکی کہ ابھی تھکمانہ تھایا طنزیہ... ایکس نو کی آواز سے مختلف قسم کے لہبوں میں امتیاز کر لینا مشکل تھا۔
”تھری سیاہ وقت کہاں مل سکے گی؟...“ اس نے پھر انہیں مخاطب کیا۔
”ہم نہیں جانتے۔“ لیے آدمی نے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ تمہیں علم نہیں ہو گا۔ تھری سیاہ اپنے آدمیوں کو قربانی کے بکروں سے زیادہ نہیں سمجھتی۔“

پھر کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی۔
”پیو....“ ایکس نو کی گرن سے کمرہ جھنجھنا گیا۔ اس کے اپنے ساتھی تو بری طرح رزرا رہے تھے۔

”ہم نہیں پیسیں گے۔“ لیے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”اگر نہیں پیو گے تو تمہاری لاشیں تمہاری اس حادثت پر نہیں گی اور تمہارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل ہونے کے سلسلے اتنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ حشر کے دن ان سے اٹھانے جائے گا۔“

جو لیا حرمت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آخر ان تینوں نے گلاس اٹھا کر ہونوں سے لگے۔

”زہر نہیں ہے۔“ ایکس نو کہہ رہا تھا۔ ”جب ہم تمہارا مگلا گھونٹ کر بھی تمہیں ختم کر سکتے

بھیں تو ان تکلفات میں کیوں پڑنے لگے۔ آج کل زہروں کی فراہمی بھی آسان نہیں ہے۔“

انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیے۔

”اچھا دستو! ایکس ٹو ہاتھ اخاڑ کر بولا“ کیا یہ شراب عمدہ نہیں تھی اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ بھی کیا گیا تھا جو تمہیں ذرا ہی سی دیر میں کوہ قاب کی سیر کراؤ گے۔“
یہ حقیقت تھی.... پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تمہوں اپنی کھوپڑیوں سے باہر ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ہر ایک نے کئی کئی بو تلمیں چڑھائی ہوں۔
اور پھر وہ بیکنے لگے۔

ایک دوسرے کو گالیاں چلی آ رہی ہوں۔
آبائی دشمنیاں چلی آ رہی ہوں۔

”ٹیک ہے!“ ایکس ٹونے سر ہلا کر کہا اور جو لیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

”وہ گیس پھینکنے والی مشین یہاں سے ہٹاؤ۔ تو یور قربی تھانے پر جا کر اطلاع دے گا کہ چار غیر ملکی شراب کے نش میں دھت.... اس کے مکان میں داخل ہو کر اپنی محظیہ کا پتہ پوچھ رہے تھے.... پھر وہ آپس میں لڑپڑے، ایک نے دوسرے پر فائز کر دیا۔“

ایکس ٹونے خاموش ہو کر زخمی آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ جو ہوش میں آچلا تھا۔

”اسے بھی تھوڑی سی پلاڑ... اور ان پر نظر رکھو.... کہیں یہ....!“

دفعٹا تو یور کی طرف مڑ کر بولا۔ ”تم سے بڑا حق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔... تم اسے عمران ہی کی کار میں داش منزل لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔“
تو یور کچھ نہ بولا۔ اس نے سر جھکایا تھا۔

”آپ....!“ جو لیا بکالی.... اُنہیں تھانے کیوں بھیج رہے ہیں؟“

”تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے.... کیا تم نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم تمہری سیاہی کی طرح ایک خراب عورت ہو؟.... مگر اب جلدی کرو.... تم اور کئیں خاور میں ٹھہر و.... بقیہ لوگ چلے جائیں۔! تو یور تھانے جائے گا.... اور.... میں.... میں کسی وقت بھی تم لوگوں سے دور نہیں ہوں گا۔“

ایکس ٹونے والے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس کے قدموں کی آوازیں سنتے رہے ان کی زبانیں ٹککیں اور پیشا نیوں پر پسند تھا۔

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں کھڑا جھوم جھوم کر اکارڈین بجارتھا تھا اور ملکہ سراغرسانی کا پر نئنڈنٹ فیاض اپنے کاؤنٹ میں انگلیاں دیتے بیٹھا تھا۔ اکارڈین اس کے شدید ترین احتجاج کے باوجود بھی بجاتا ہی رہتا۔ لیکن اس دوران میں سلیمان دوپھر کا کھانا میز پر لگانے لگا اور عمران نے گلے سے اکارڈین انتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے فیاض سے کہا۔....
”میں اسے اپنی انتہائی بد قسمی سمجھوں گا اگر دوپھر کا کھانا میرے ساتھ ہی کھاؤ۔“
”میں تمہیں بھی کھا جاؤں گا.... عمران!“ فیاض دانت پیتا ہوا اٹھا اور کھانے کی میز پر جم گیا۔

کچھ دیر تک خاموشی سے کھانا کھاتے رہنے کے بعد عمران سلیمان کی طرف مڑ کر بولا۔

”ابے یہ کیا ہے؟“

”مغلی صاحب!“

”اکو بناتا ہے.... مغلی تو چھپی ہوتی ہے۔“

”چھپی تو ہے۔“

”میں نے آج تک چوکور مغلی نہیں دیکھی۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا ”اس کی دم کہاں ہے؟.... سر کہاں ہے؟“

”قتلتے ہیں جتاب۔“

”ابے پھر.... وہی قتلتے....“ عمران میز ہاتھ مار کر دھاڑا۔ کتنی بار منع کر دیا۔... اب مجھے

قتلتے والی مغلی اچھی نہیں لگتی.... مسلم لپکایا کر.... سفے نکالے بغیر.... دم سیت.... پٹھے کے انو....!
آپ....!“

”آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب!“

”کیا بھول رہا ہوں؟“

”آج خاموشی سے کھانا کھانے کا دن ہے۔“

”ابے تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟“

فیاض نے کچھ کہنا چاہا۔.... مگر عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

”جاو....“ فیاض نے سلیمان سے کہا ”جب ضرورت ہو گی بلاس گے۔“ سلیمان چلا گیا۔

”مجھے بتاؤ۔ وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔“

”سوپر فیاض!“ عمران نے کچھ دیر بعد بہت سنجیدگی سے پوچھا... ”کیا تمہارے آدمی میری خفاظت کر رہے ہیں؟“

”ایک دو نہیں میں آدمی اس عمارت کے گرد و پیش چھپے ہوئے ہیں۔“ عمران نے اٹھ کر میز سے اکارڈین انھیا اور اسے گردن میں لٹکاتے ہوئے دست انوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔ دوسرا سے ہی لمحے میں اس کی کرت آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

فیاض کو پھر غصہ آکیا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

عمران نے بائیں جانب والی کھڑکی کھولی اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اکارڈین بجا تارہ بھر کی کے دروازے دھھوں میں منقسم تھے۔ اس نے صرف نیچے کے پٹ کھولے تھے۔ وغشاً اکارڈین خاموش ہو گیا اور اس کے دونوں ہاتھے ایک دوسرے سے جاملے۔

عمران کھڑکی بند کر کے فیاض کی طرف مڑا اور اکارڈین کی دھونکی چلانے لگا۔ لیکن اس بار آواز نہیں نکلی۔ کیونکہ اب دھونکی میں ایک گول ساوراخ بھی نظر آ رہا تھا۔ فیاض نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔

”کیوں سوپر فیاض! تمہارے آدمی کہاں ہیں؟“ اس نے براسامنہ بنا کر پوچھا۔

”تم انہیں پیچاں نہیں سکتے۔“ فیاض پیزاری سے بولا۔

”خیر.... لیکن اس کے باوجود بھی میرے اکارڈین کی دھونکی میں سوراخ ہو گیا ہے۔“

”کیا مطلب....؟“ فیاض یک بیک چوک پڑا۔

”سوراخ.... میری جان!“ عمران نے اکارڈین کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر اسے ہلاتے ہوا بولا۔

”سوراخ کرنے والی.... دھونکی کے اندر موجود ہے.... اگر تمہیں یہ سوراخ پسند ہے تو میں ایسا ہی دوسرے سوراخ تمہارے پیٹ میں کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے کپڑے پہن کر اس کھڑکی کے نچلے پٹ کھولنے کی کوشش کرو۔“

”تم محفوظ ہو!“ کیپٹن فیاض تھیرانہ انداز میں چینا۔

”کسی کام چور گدھے کی طرح۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہے.... تم جھوٹے ہو۔“

”ٹھہر و....“ عمران نے مسکرا کر کہا اور اکارڈین کی دھونکی چھاڑالی.... اور اس میں سے سیئے کی ایک گولی نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ”یہ آسمان سے نہیں پیکی۔“

”لیکن میں نے فائر کی آواز نہیں سنی۔“

عمران پکھنے بولا۔ سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔ فیاض کے چہرے پر جھلائیت کے آثار نمایاں ہوئے اور پھر غائب ہو گئے وہ بہت دیر سے اس سلسلے پر گفتگو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عمران نہ جانے کیوں ہر بار کوئی نہ کوئی اسی حرکت کر بیٹھتا جس سے گفتگو آگے نہ بڑھ سکتی۔ کھانے کے اختتام پر فیاض نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ سگریٹ سلاکیا اور آہتہ سے بولا ”مجھے سر سلطان نے بیجا ہے۔“

”تمہیں ہنری ہشم نے بیجا ہو۔ لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر کچھ لوگ مجھے مارڈا ناہی چاہے ہیں تو میں مجبور ہوں۔ مر جاؤں گا۔ نہ ہے اس طرح مرنے والے شہید کہلاتے ہیں۔“

”میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ۔“ فیاض نے چلا کر کہا ”مگر موجودہ حالات کی بناء پر میرے اشاف کے تقریباً بیم آدمی ہر وقت بیکار رہتے ہیں۔“

”بے کار کیوں رہتے ہیں۔“

”انہیں تمہاری گفرانی کرنی پڑتی ہے۔“

”کیوں کرنی پڑتی ہے.... کیا مجھے خفیہ طور پر گورنر جزل ہنادیا گیا ہے۔“

”مسٹر سلطان کا آرڈر ہے.... مجھے بتاؤ.... وہ کون ہیں؟“

”مکھے خادجہ کے سیکرٹری....“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

”میں ان آدمیوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔“ فیاض دانت پیس کر بولا۔

”اگر میں ان سے واقف ہوتا تو.... ان کا تعارف تمہارے سر اوال والوں سے کر آ دیتا.... اور پھر انہیں بے موت مرنا پڑتا۔“

”تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔“

”میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ کہو تو اس جملے کو روکا رہ کر تمہارے مکھے کو بھجو دوں۔“

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر براسامنہ بنا کر بولا ”یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمہارا انجام بہت دردناک ہو گا۔“

”جانتے ہوتا تو....“ عمران چک کر بولا ”کبھی کبھی میرے مزار پر قوائی کر دیا کرنا.... میں دوسری دنیا میں بہت بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔“

فیاض حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

”سائیلر لگی ہوئی رائفلیں شرلاک ہومز کے زمانے میں عام نہیں تھیں.... لیکن آج
کل... خیر... سوپر فیاض اب تو ای کا انتظام کرو۔“

”مگر تم فتح کیسے گئے؟“

”مھیما فلم کے بلٹ پروف شرلاک ہومز کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔“

”تو تم نے بلٹ پروف پکن رکھے ہیں۔“

”ہاں.... سوپر.... میں اپنی ہونے ولی یوہ کو یوہ نہیں کرنا چاہتا.... یوہ.... کو....
یوہ....“

”گولی کدھر سے آئی تھی؟“

”سامنے والی عمارت کی دوسری منزل سے....!“

”میں دیکھتا ہوں....“ فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

”ضرور دیکھو۔ عینک بھی لیتے جاؤ.... ممکن ہے ضرورت پیش آئے....“

فیاض عمران کو گھوڑتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

جب اس کے قدموں کی آوازیں آئی بند ہو گئیں تو عمران نے میز کی دراز کھوکھو کر ایک
چھوٹا سا مژا نسیمیر نکالا اور اسے منہ کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ خاور ایک موڑ رکشا عمارت کی
پشت پر بیٹھ جو.... عمران وہاں سے جاتا چاہتا ہے۔“

اس بارہ اس نے ٹرانسیمیر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا پھر دوسرے کمرے میں آکر جلدی جلدی
ایک بوڑھے آدمی کا میک اپ کیا کپڑے تبدیل کئے.... اور ایک سوت کیس اٹھا کر سلیمان کو
کچھ ہدایات دیتا ہوا بچھلی رہا باری میں آگیا۔

umarat کے دوسری جانب بھی زینے تھے لیکن استعمال میں بہت کم رہتے تھے کیونکہ دوسری
جانب ایک ٹپی سی گلی تھی جس میں عموماً گندگی اور غلافات کے ڈھیر نظر آیا کرتے تھے۔
جیسے ہی وہ گلی میں پہنچا ایک موڑ رکشا سامنے سے آتا ہوا نظر پڑا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر
اسے روکایا۔

”آپ ہی کے لئے کہا گیا ہے جناب؟“ رکشے والے نے پوچھا۔

”ہاں....!“ عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

”گرانٹ ہوٹل چلو۔“

”رکشاگلی سے نکل کر سڑک پر فرائٹ بھرنے لگا۔ عمران نے کیپٹن فیاض کو دیکھا جو دوسری
عمارت کے سامنے کھڑا اور پری منزل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

گرانٹ ہوٹل میں عمران کو کمرہ مل گیا شاید اس کے متعلق بھی پہلے ہی سے طے کر لیا گیا تھا۔
مگر عمران زیاد دیر تک چین سے نہ بیٹھ سکا کیونکہ جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسیمیر نے پے در
پے دو تین اشارے ریسیو کئے۔ اور عمران نے اسے جیب سے نکال لیا۔ اس میں سے بہت ہی
مدھم سی آواز آرہی تھی۔

”ایکس ٹو پلیز.... جو لیا اسکے لئے!“

”ہلو....“ عمران نے ٹرانسیمیر کو منہ کے قریب کر کے کہا۔

”ایکس ٹو....“

”تو یور کے گھر کو آگ لگادی گئی جناب!“

”تو یور کہاں ہے؟“

”دوسری جگہ.... اور وہ لوگ وہاں بند کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ ”
شراب کے نشے میں ایک مکان میں جا گئے تھے ایک غیر ملکی سفارت خانہ ان میں دلچسپی لے رہا ہے۔“
”بھی ہے علم ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں کا سفارت خانہ ہو سکتا ہے۔“

”اب کیا حکم ہے جناب۔“

”فی الحال کچھ نہیں۔ مگر ہوشیار ہو۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اپنی حفاظت بھی ضروری
ہے۔“

”آپ کی موجودگی میں ہم ہر انسان نہیں ہو سکتے.... دیکھئے.... میں دور سے بکتنی اچھی طرح
آپ سے گفتگو کر سکتی ہوں.... وہ میرے خدا.... بچھلی رات.... میرے حلق سے آواز ہی نہیں
نکل رہی تھی۔“

”اس پر بھی یہ عالم ہے کہ مجھے دیکھ لینے کی خواہش رکھتی ہو.... اگر صورت دیکھ لیتیں تو
دم ہی نکل جاتا۔“

”سب کی بھی حالت تھی جناب۔“

”تم سب نالائق ہو! اور... ایڈل آل۔“ عمران نے گفتگو ختم کر کے ٹرانسیمیر جیب میں ڈال
لیا۔

ٹھوڑی دیر بعد وہ بوڑھے ہی کے میک اپ میں باہر جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھورے
رنگ کی سفید داڑھی تھی اور آنکھوں پر... تاریک شیشوں کی عینک!

پھر وہ اپنے فلٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ نہ صرف کیپٹن فیاض کی کارگزاریاں دیکھا چاہتا تھا
بلکہ ان لوگوں کی فکر میں بھی تھا جنہوں نے اسے فلٹ چھوڑ دیئے پر مجبور کر دیا تھا۔

چھلی رات اسے موقع تھی کہ وہ سوریہ کے مکان پر الفانے سے نپٹ سکے گا... لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ ان لوگوں میں الفانے نہیں تھا۔

اسے چھلی ہی رات اس بات کا علم بھی ہوا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک انہی کاغذات کے چکر میں ہیں جو تمہری سیانے شاداب گمراہی جعفری منزل سے اڑائے تھے۔

مگر اب ان کاغذات تک ان لوگوں کی رسائی مشکل ہی تھی۔ کیونکہ اب وہ محکمہ خارجہ کی تحویل میں پہنچ چکے تھے۔

وہ عمارت کے قریب تھی سے اترابس کی دوسری منزل پر کیپن فیاض نے اودھم مبارکی تھی۔ اس منزل کا کوئی فلیٹ ایسا نہیں تھا جس کی طلاقی نہ لی گئی ہو۔ لیکن وہاں ایک بھی ایسا آدمی نہ مل سکا جو اپنے پڑوی کی نظرلوں میں مشتبہ یا جنبی ہوتا۔

وہ سالہا سال سے اسی منزل میں رہتے آئے تھے۔

عمران نیچے سڑک پر لوگوں کی چہ میگویاں ستارہ۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ طلاقی مشیات کی غیر قانونی تجارت کے سلسلے میں ہو رہی ہے شاید فیاض نے یہی کہہ کر طلاقیاں شروع کی تھیں۔

عمران دراصل اسی عمارت کے نیچے ایک اندھے فقیر میں دلچسپی لے رہا تھا۔ جو ممکن ہے سرے بے اندھائی نہ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ بیکار ہوں۔ ان میں دریانی اور بے رونقی تھی۔

عمران شاید اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا لیکن ایک خاص واقعہ نے اس کی توجہ اور منعطف کر دی تھی اندھے کے ایک ہاتھ میں خلک ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں.... مڑے ترے روڈی کاغذوں کا ایک گولا۔... اسی طرف سے ایک آدمی گزر، جس کے ساتھ ایک نحاسا بڑے بالوں والا کتا بھی تھا۔ کتنے روٹی کا گلہ اندھے کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندھا گالیاں بکتا ہوا تاپنے لگا۔... اسی حالت میں وہ کتنے کے مالک سے ٹکرایا۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا کاغذ کا گولکتے کے مالک کی جیب میں پہنچ گیا۔ کتنے کا مالک کتنے کو آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ عمران اس کی طرف لپکا۔... اور پھر ایک جگہ جب وہ ایک سینا ہاؤس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ میثی شودیکہ کرنٹے والوں کی بھیڑ میں عمران نے اس کی جیب صاف کر دی۔... یعنی کاغذ کا ڈھنڈہ گلا اس طرح نکال لیا کہ اسے خرجنک نہ ہوئی۔

مگر یہاں اس سے ایک لغوش ہو گئی اگر اس نے کسی یقین کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کیا تھا تو... ابھی اس کو لے کی فکر میں نہ پڑنا چاہیے تھا۔... اس نے بے خیال میں اپنی رفتارست

کر دی۔ جب بھیڑ آگے نکل گئی تو ایک جگہ رک اس گولے کو دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اسے اپنی اس حماقت کا بھی احساس ہوا کہ وہ کتنے کے مالک کا تعاقب ترک کر چکا ہے جسے حقیقتاً جاری رہنا چاہئے تھا کیونکہ یہ روڈی کا گذرا نہیں تھے بلکہ دن بھر کی روپرٹ تھی۔

”وہ صبح سے بارہ بجے تک اکارڈین بجا تھا۔ بارہ بجے محکمہ سراج افسانی کا پر شنڈنٹ اس کے فلیٹ میں لگی اسی دو ران میں وہ اکارڈین بجا تھا ہوا ایک کھڑکی کے سامنے آگیا۔... اس پر فائز کیا گیا۔... اب کیپن فیاض اس عمارت کی طلاقی لے رہا ہے۔... جس سے فائز کیا گیا تھا۔... فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا، کہ وہ زندہ ہے۔ یا مر گیا۔“

عمران نے کاغذ جیب میں رکھنے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اس آدمی کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے تھا۔ وہ پھر اس توقع پر واپس ہوا کہ شاید اندھا فقیر اب بھی دیکھ جائے۔ اسے اپنی اس ذہنی کمزوری پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ وہ محض ان مڑے ترے کا گذروں کے پنکھ میں کیوں پڑ گیا تھا۔ اگر اس پنکھ پر شبہ ہوا تھا تو اس کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے تھا۔... اس طرح ممکن تھا۔... کہ وہ ان کے ٹھکانے ہی سے واقف ہو جاتا اور یہ ایک بہت بڑی بات ہوتی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران پھر دیکھ جا پہنچا۔... جہاں سے کچھ دیر پہلے اس آدمی کے تعاقب میں روادہ ہوا تھا۔ مگر اب وہ اندھا فقیر کہیں نہ دکھائی دیا۔

فیاض نے اتنی دیر میں ساری عمارت چھان ماری تھی اور اب نیچے فٹ پاٹھ پر کھڑا۔... لوگوں سے پوچھ چکھ کر رہا تھا۔... اتنے میں اس کی نظر عمران پر پڑی۔... ظاہر ہے کہ عمران ایک توانا اور تند رست نوجوان تھا۔... فیاض کو اس کے چہرے پر بھوری داڑھی کچھ غیر فطری سی معلوم ہوئی۔... اور پھر تاریک شیشوں کی عینک۔... اندھیرا پھیلنے کا تھا اور قرب وجہ کر لیا۔... داڑھی کو تو وہ نظر انداز کر سکتا تھا۔ کیونکہ بہت سے بوڑھے بڑی اچھی صحت رکھے ہیں۔

عمران نے محسوس کر لیا کہ فیاض اسے بار بار دیکھ رہا ہے۔... لہذا اس کی رگ شرارت پھر کرنے لگی۔... اس نے سوچا کچھ دیر تقریب تھی۔

اس نے اپنارخ اس عمارت کی طرف کر لیا جس میں اس کا فلیٹ تھا۔ بس پھر تھوڑی ہی دیر بعد فیاض اس کے سر پر سوار تھا۔

"کیا آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" فیاض نے اس سے پوچھا۔
عمران جوک کر اس کی طرف مڑا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا درشت لجھ میں
پوچھا "کیوں؟"

عمران کئی طرح کی آوازوں پر قادر تھا۔ کم از کم فیاض کے بس کاروگ تو نہیں تھا کہ وہ اسے
اس کی آواز سے پچھاں سکتا۔۔۔ ویسے اسے اس کادرشت لجھ بہت گراں گزر اور اس نے اپنے
ایک ماتحت کی طرف مڑ کر کہا "انہیں چیک کرو!"

"کیوں جتاب! آپ انی عمارت میں رہتے ہیں؟" ماتحت نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ فیاض
دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"کیوں؟" عمران کے تیور میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔
"میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔"

"کیا میں کسی دیوار سے سوال کر رہا ہوں؟" عمران نے چھڑ کھانے والے لجھ میں پوچھا۔

فیاض قریب ہی تھا اور سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں عمران کی طرف مڑا۔

"انہیں بتاؤ...." اس نے ماتحت سے کہا "ان کے الیں و عیال کی خیریت نہیں پوچھی۔
جاری..... بلکہ یہ پولیس انکو اڑی ہے۔"

"آپ انہیں بتاؤ بھے!" عمران نے اس کے ماتحت سے کہا۔ "میں بھی ایک ریناڑڈ پولیس
آفسر ہوں.... لیکن میں نے ایسی پچکانہ پولیس انکو اڑی آج تک نہیں دیکھی۔"

فیاض کی آنکھیں سرخ ہو گئیں.... اور اس نے ہاتھ ہلاکر کہا۔ "گاڑی میں بھاؤ۔"
"چلنے جتاب! ماتحت نے کہا۔

"گہاں چلوں؟"

"پکستان صاحب کا حکم ہے کہ اس گاڑی میں تشریف رکھئے۔"

"چلنے... چلنے... شکریہ! مجھے نکسن پارک کے قریب اتار دیجئے گا!"

"ضرور... ضرور۔" ماتحت نے طریقہ لجھ میں کہا۔

عمران محکمہ سراغرسانی کی اشیش و میگن میں بیٹھ گیا۔ فیاض شاید ساری کارروائیاں ختم کر چکا
تھا۔ ویسے اسے اس کے بعد عمران کے قلبی میں بھی جانا چاہئے تھا لیکن اسے داڑھی والے پر اس
شدت سے غصہ آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔

گاڑی چل پڑی۔ فیاض اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس تھا اور عمران دو تین سادہ لباس والوں
کے ساتھ پچھلے حصے میں بیٹھا نہیں اکبر اور بیرمل کے لٹائیں نہ سارا تھا۔

فیاض کا شبہ بڑھتا رہا۔ لیکن اس نے رہا میں کچھ نہیں کہا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر اس نے
عمران سے پوچھا.... "آپ ریناڑڈ پولیس آفسر ہیں؟"
"نہیں تو...." عمران نے جرأت سے کہا۔ پھر شر میلے لجھ میں بولا۔ "میں تو سرسوں کے
تیل کا بیوپار کرتا ہوں۔"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماخنوں کی موجودگی میں
بات بڑھے کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی یہ آدمی بڑی دیدہ دلیری سے اس کا غذا اٹا پا کھا تھا۔
اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے ماخنوں کو ٹپے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ جب اسے یقین ہو گیا
کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو اس نے عمران نے کہا "اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو۔"
فوراً ہی قبیل کی گئی اور فیاض اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔

اس جامہ تلاشی میں وہ کاغذ اس کے ہاتھ لگا جو انہے فقیر سے عمران تک پہنچا تھا۔ فیاض
نے اسے پڑھا اور دانتوں پر دانت جکڑ لئے۔ وہ خونخوار نظرؤں سے داڑھی والے کو گھور رہا تھا۔
"یہ کیا ہے؟" اس نے گرج کر پوچھا۔

"جی بات دراصل یہ ہے کہ میں فلموں کے لئے مکالمے بھی لکھا کرتا ہوں۔۔۔ یہ "ورو
جنگر" نامی اسٹوری کے ایک موقع کا مکالمہ ہے۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ "بل کی آنکھ" ہاں فلم کی
اسٹوری میں بنے ہی لکھی تھی۔۔۔ فتشی بندے علی ترمیمیر امام ہے۔۔۔ جی ہاں۔۔۔
"اپنی یعنیک اتارو!" فیاض نے تحکمانہ لجھ میں دیکھا۔

"کیا فائدہ جتاب! پھر میں آپ کو دیکھ بھی نہ سکوں گا۔ اجائے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں
دیتا۔"

فیاض نے اسے گرباں سے پکڑا کر یعنیک اتار دی۔۔۔ داڑھی والے نے اس کا خلاف کوئی
حرکت نہ کی۔۔۔ وہ پلکیں جپھکائے بغیر خلاء میں گھورتا رہا جسے رجھ انداز ہو۔
"اب میں بالکل بے ضرر ہوں جتاب!" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا" چاہے مجھے
کتوں میں دھکیل دیجئے۔۔۔ خواہ شادی کروادیجئے۔۔۔"

"جسم سے کھال الگ کرو دی جائے گی۔۔۔ سمجھے؟"

"یعنیک کے بغیر کیسے سمجھ میں آئے گا۔" داڑھی والے نے مایوسی سے کہا اور دفعتہ فیاض کا ہاتھ
گھوم گیا۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ہاتھ اس کے جڑے ہی پر پڑتا سامنے دیوار تھی۔ بہر حال
دوسرے اگھونہ اٹھانے کی سکت فیاض میں ترہ گئی۔۔۔ اس نے بائیں ہاتھ سے میز پر رکھی ہوئی
گھنٹی بجائی چاہی۔۔۔ لیکن عمران نے آگے بڑھ کر گھنٹی کو دوسری طرف کھکھلاتے ہوئے آہستہ

سے کہا۔ اپنی بے عزتی نہ کروائیے پکتان صاحب!“
اس بار فیاض نے اس کی آواز پہچان لی کیونکہ وہ مصنوعی آواز میں نہیں بولا تھا۔ فیاض اپنا
ہاتھ ٹلتا ہوا سے بر ابھلا کئے تھے۔ پھر آنکھیں نکال کر غریباً۔ ”تم نے مجھے دھوکہ دیے کی
کوشش کی ہے... میں جھیس دیکھوں گا۔“

”جناب پکتان صاحب! آپ خواہ جوہ میرے کام میں حارج ہوئے ہیں۔“

”اس طرح میک اپ کر کے باہر نکلا جرم ہے۔“ فیاض نے کھا جانے والے انداز میں کہا
”اور میک اپ کے بغیر مر جانا براہیک کام ہے۔ کیوں پکتان صاحب۔ آپ کے میں آدمی
اس عمارت کے گرد دیش تھے... پھر بھی مجھ پر گولی چلائی گئی... آپ اتنی دیر تک جھک
ماڑتے رہے تھے لیکن مجرم پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ پکڑا بھی گیا.... تو... یہی بے چارہ زندہ
شہید ہے!“

”میں سر سلطان کو مطلع کرنے جا رہوں کہ ملکہ سراج سانی عمران کی کوئی مدد نہیں
کر سکتا... وہ خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہے۔“

”ضرور مطلع کر دو میں نے ملکہ سراج سانی سے کبھی درخواست نہیں کی کہ میری مدد کی
جائے..... کیا تمہیں یاد نہیں..... کہ ملکہ سراج سانی تک باری میری مدد کا تھا تو رہ چکا ہے۔“

”فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے میز سے اپنی عینک اٹھاتے ہوئے کہا“ لا وہ کاغذ مجھے دے دو“
”کاغذ ریکارڈ میں رکھا جائے گا۔“

”بات نہ بڑھاؤ۔“ عمران نے تاخانگوار لجھے میں کہا۔ ”تم نہیں جانتے کہ اس طرح تم کن
معاملات میں حارج ہو رہے ہو۔“

”بات ضرور بڑھے گی کیونکہ تمہاری وجہ سے شہر میں دہشت انگلیزی شروع ہو گئی ہے
تمہیں بتانا پڑے گا کہ دلوگ کون ہیں؟“

”وہ تم بھی ہو سکتے ہو.... کیپیں فیاض.... کیا تم مجھ سے دشمنی نہیں رکھتے؟“
”فیاض دانت پیس کر رہ گیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا“ تم رکھو وہ کاغذ مگر
اتنے ذین نہیں ہو کہ محض اس تحریر کے سہارے مجرموں تک بھیج سکو!“ اس نے دروازہ
کھولا اور باہر نکلا چلا گیا۔

چوکنکہ سکرٹ سروس کے سارے آدمی قریب قریب مجرموں کی نظر میں آپکے

”محی... لہذا ایکس ٹو کے احکام کے مطابق انہیں اپنی اصل شکل و شابات کے ساتھ منتظر عام پر
آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اب کیپیں جعفری کو اپنی شاندار موچھیں صاف کرنی ہی پڑیں لیکن
اسے رہ رہ کر عمران پر غصہ آ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے بیٹھے بھائے خواہ مخواہ ایک نی مصیبت تازل
ہو گئی تھی۔“

”وہ بہت دری سے ریکھن کے چورا ہے پر کھڑا سار جنٹ ناشاد کا انتظار کر رہا تھا۔ ان دونوں کو
ایکس ٹو کے حکم سے یہ رات کینے شاہد میں گزارنی تھی جو ٹھیک عمران کے فیٹ کے سامنے تھا۔
ناشاد ذرا دری سے پکنچا۔
اور جعفری اس پر پرس پڑا۔
”یار کیا کرتا۔“ ناشاد بسور کر بولا۔ ”شعر کہنے میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی بچہ جنے
میں۔“

”اے تو تم شعر کہہ رہے تھے؟“

”کہنا پڑتا ہے.... بالکل اسی طرح جیسے کوئی نوالہ حلٹ میں اٹک جائے.... یا اگل دو.... یا
نگل جاؤ.... خدا کی قسم کلیچ خون ہورا ہے اپنا کیا شاندار مشاعرہ چھوٹا ہے.... آج.... طرح
پر غزل ہوئی تھی.... خدا سمجھے اس عمران کے بچے سے.... یار بھج میں نہیں آتا کہ ایکس ٹو
اس پر اتنا تمہربان کیوں ہو گیا ہے۔“
”چلتے رہو.... رکومت.... ہمیں عمران سے کوئی غرض نہیں ہے!“ جعفری نے بر اسمنہ
بنا کر کہا۔

”اے اسی کی بدولت تو ہم جھک مارتے پھر رہے ہیں۔“

”ختم کرو اس قصے کو.... تم میرے سامنے اس کا نام بھی نہ لیا کرو۔“

”مجھے اس ٹریجڈی کا علم ہے۔“ ناشاد نے مغموم لجھے میں کہا۔

”اوہ.... وہ ٹریجڈی.... تمہیں کیا معلوم.... کہ میں اس وقت نئے میں تھا ورنہ اس کی
ہڈیاں رینہ ریزہ کر دیتا۔“

”ٹھیک ہے۔ تم نئے ہی میں رہے ہو گے۔ مجھے خود بھی حرمت تھی میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا
ایک گھونسہ بھی نہیں سہہ سکتا۔ مگر وہ لوڑیوں کی طرح مکار ہے میں نے یہاں تک سنائے کہ اس
پر پے در پے فائر کرتے چلے جاؤ اور وہ بندروں کی طرح اچھل کو دکھل کر خود کو پچالے جائے گا۔
”بکواس ہے۔ لوگ خواہ رانی کا پر بٹ بنا دیتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے مجھے بھی اس پر یقین نہیں آتا تھا... جو لیا البتہ اس کے لئے زمین و آسمان کے

قلابے ملایا کرتی ہے۔ دراصل اسی نے سرچھڑا ہیے عمران کو اور نہ کیا جائی تھی اس کی کہ ہمارے منہ آتا۔

”ختم بھی کرو یار۔“ جعفری نے جھنگلا کر کہا۔

وہ کیفیت شبانہ کے قریب پہنچے تھے۔ جعفری نے عمران کی کھڑکی پر ایک اچھتی سی نظر ڈالی اور کیفیت میں داخل ہو گیا۔ کھڑکی کے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔

”شاید وہ اندر موجود ہے!“ ناشاد نے آہستہ سے کہا۔

جعفری کچھ نہ بولا۔ اس نے ایک میر مختب کر لی تھی جہاں سے وہ باہر بھی نظر رکھ سکتا تھا۔ ”میرا خیال ہے کہ یہاں بار بھی ہے۔“ ناشاد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”ہو گی!“.... جعفری نے لاپرواہی سے کہا۔ ”ذیوٹی پر میں بھی نہیں پیتا۔“

”یار! یہ ذیوٹی ہے؟“ ناشاد نے کچھ ایسے انداز میں سوال کیا جسے اس پر کوئی بہت برا ظلم ہوا ہو۔

”میں سوچ رہا ہوں یہ رات کیسے کلے گی۔“ جعفری بولا۔

”کٹ جائے گی....“ ناشاد مخفی خیز انداز میں مسکرایا۔ ”ابھی میں انظام کئے لیتا ہوں۔“

کیفیت شبانہ رات بھر کھلا رہتا ہے۔ وہ تھاہی رات کا کیفے۔ دن بھر بند رہتا تھا اور سر شام کھل جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام بھی تھا۔ یہاں شہر کے مہذب او باش اکٹھے ہوتے تھے۔ ظاہر ہے اسی صورت میں سوسائٹی گرلز کی عدم موجودگی کیسے ممکن ہو سکتی تھی۔... وہاں ایسی لڑکیاں کافی تعداد میں آتی تھیں۔

جعفری غالباً ناشاد کی بات سمجھ گیا تھا۔ اس لئے جلدی سے بولا۔ ایسا نہ ہو سکے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ایکس تو ہمیں کچا چا جائے۔“

”ایکس تو پر لعنت بھیج کے کو دل چاہتا ہے۔“ ناشاد بر اسامنہ بنا کر بولا۔ ”وہ یقیناً کوئی خبیث روح ہے۔ اگر آدمی ہوتا تو اسے لڑکیوں اور شراب سے نفرت نہ ہوتی۔“

”اگر تمہارے یہ الفاظ کسی طرح اس کے کافلوں تک بھیج گئے تو....“ جعفری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

”چھوڑو یار....“ ناشاد ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم نے میرا موز چوبیٹ کر دیا۔... میں نے سوچا تھا کہ تمہیں.... اپنی نازدہ ترین غزل سناؤں گا۔“

”تب تو بہت اچھا ہوا تمہارا موز چوبیٹ ہو گیا۔... شاعری میری سمجھ میں بالکل نہیں

آتی.... اگر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں تو بخار آ جاتا ہے۔“
ناشاد نے بہت برا اسامنہ بنایا مگر کچھ بولا نہیں۔

”اوہو.... یہ تو جولیا معلوم ہوتی ہے۔“ دفعتہ جعفری چوک کر بولا ”مگر اس کے ساتھ یہ کون ہے؟“

وہ ایک ادھیز عمرگی یورپیں عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جو ایک بھوری ڈاڑھی والے کے ساتھ بیٹھی ہوئی کافی پر رہی تھی۔ ڈاڑھی والے کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی ناشاد نے بھی انہیں دیکھا اور بولا ”یہ جولیا ہی ہے۔... میں اسے پہلے بھی اس میک اپ میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر یہ آدمی اپنوں میں سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی بھوری ڈاڑھی میں نہیں ہے۔“

”ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کو پھانس رہی ہو!“ جعفری بولا۔
”ممکن ہے.... مگر کہیں خود نہ پھنس جائے۔“

”ہمیں ہو شیار رہنا چاہئے۔“ جعفری بولا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ناشاد نے پوچھا۔ ”آخر وہ کاغذات ہیں کہاں؟“....

”جہنم میں....“ جعفری بر اسامنہ بنایا کر بولا۔ ”مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

انہوں نے دیکھا کہ بھوری ڈاڑھی والا دفعٹا اٹھا اور باہر نکل گیا۔ جولیا ان دونوں کی طرف مڑ کر مسکرائی۔ چند لمحے وہیں بیٹھی رہی پھر انھے کرانہ کی نیز پر آگئی۔

”کون تھا؟“ ناشاد نے پوچھا۔

”عمران!“

”کیا!“ جعفری حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

”ہا! عمران تھا.... وہ اس بات پر خفاہے کہ ہم لوگ اس کے پیچے کیوں لگ گئے ہیں؟“

”کیا تم نے اسے پہچانا تھا؟“

”نہیں.... اسی نے مجھے پہچانا تھا.... اور اس بات پر میرا مشکلہ اڑا رہا تھا کہ میں پہچان لی گئی.... اس نے تم دونوں کو بھی پہچان لیا تھا۔“

”نہیں!“ سار جنگ ناشاد نے حیرت سے کہا۔

”میں جھوٹ نہیں کہ رہی۔“

”اب وہ کس کچک میں ہے؟“ جعفری نے پوچھا۔

”آج اس پر فائز کیا گیا تھا.... اس وقت کیپٹن فیاض بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔“

”پھر کیا ہوا؟“

”پھر کچھ بھی نہیں! حالانکہ کیپن فیاض نے اس عمارت کی طلاقی بھی لے ڈالی... جس سے فائز کیا گیا تھا۔“

”آخر.... یہ فی الحال اس شہر ہی سے کیوں نہیں چلا جاتا۔“ ناشاد نے کہا۔

”میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے.... آدمی ہے بھی یا نہیں.... وہ کہہ رہا تھا کہ رات اپنے فلیٹ ہی میں بسر کرے گا اور صبح آٹھ بجے تک سوتارہ ہے گا۔“

”چند لمحے خاموش رہی۔ پھر جعفری نے پوچھا۔“ ”ایکس ٹوکا کوئی نیا پیغام؟“ ”نہیں.... فی الحال کوئی نیا پیغام نہیں ہے۔“

”بڑی مصیبت ہے“ ناشاد گردن جھٹک کر بولا۔ ”وہ رات بھر چین سے سوئے گا۔ صبح آٹھ بجے اٹھے گا اور ہم رات بھر یہاں بیٹھے جھک مارتے رہیں گے۔“

”جولیا کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے کہا۔“ ”میرے ذہن میں ایک سوال اکثر بری طرح پھینٹ لتا ہے۔“

”کیسا سوال؟“ ناشاد بولا۔

”کیا عمران ہی ایکس ٹو ہے؟“

”عمران تو امریکہ کا صدر بھی ہے....“ جعفری نے براسانہ بنا کر کہا۔

”نہیں سمجھ گئی سے سوچوا!“

”نسان جنگلوں کا اندر ہر آکٹھر گدھے کو بھی شیر بنا کر پیش کر دیتا ہے عمران اور ایکس ٹو ایک احمقانہ خیال ہے.... اس جیسے لاابالی اور کریک آدمی کو اتنی ذمہ داری بھی نہیں سونپی جاسکتی۔ وہ بات اور ہے کبھی کبھی سرکاری مکھی اس کا تعاون حاصل کر لیں۔ ایک بار مکمل سراغر سانی میں اسے ملزمت بھی تمل چکی ہے۔ مگر وہ کتنے دنوں تک قائم رہی تھی۔ کیا اس نے کوئی کیس بگاڑا تھا.... غیر سمجھہ آدمی اس قسم کے عہدوں کے قابل سمجھے ہی نہیں جاتے۔“

”ٹھیک ہے....“ جولیا سر ہلا کر بولی۔ ”مگر پھر یہ ایکس ٹو کون ہے؟“

”ہو گا کوئی؟“ جعفری نے لاپرواں سے کہا۔ ”میں اس کے متعلق کبھی نہیں سوچتا۔“

”مگر یہ عمران!“ جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”ایسا نہ آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔“

”وہ پاگل ہے۔ تمہیں اس پر یقین ہونا چاہئے!“ ناشاد بولا ”میں اسے صحیح الدماغ نہیں سمجھتا۔“

”جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں سے ابھن جھانک رہی تھی۔“

۶

عمران جو لیا کی میز سے اس طرح اٹھا تھا جیسے کہی نے ڈمک مار دیا ہو غالباً اس نے اپنا جملہ بھی اور ہصور اچھا تھا۔

بات دراصل یہ تھی کہ اسے سڑک پر پھر وہی اندھا فیر نظر آگیا تھا۔ جس نے شام کو ایک انوکھے طریقے پر اپنا پیغام کی کے لئے پہنچانا چاہا تھا عمران نے اسے نہیک اپنی کھڑکی کے نیچے کھڑے دیکھا۔ غالباً اس نے کسی کو اشارہ بھی کیا تھا۔ پھر عمران نے یہ بھی محوس کیا کہ اب وہ وہاں سے ٹکڑ جانا چاہتا ہے۔ وہ کیفی شبانہ سے نکل کر فٹ پا تھوڑ پر آگیا۔ فیر ایک طرف چل پڑا تھا عمران سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے اسی کنارے پر چلتا رہا۔ فیر چورا ہے پر پہنچ کر سڑک پر مڑ گیا۔ اب یہ تعاقب اس طرح نہیں جاری رہ سکتا تھا جیسے عمران کو اس کے پیچے ہی چلتا پڑا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اسی وقت قبری سائک رسائی ہو جائے۔ اندھا آنکھ والوں کی طرح چلتا رہا۔ فٹ پا تھوڑ پر خاصی بھیڑ تھی لیکن وہ کسی سے نکرانے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے پا تھوڑ میں ایک بدو ضلعی لکڑی تھی۔

عمران اس سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا۔ سلمان روڑ سے وہ جعفری اسٹریٹ میں مڑ گیا۔ یہاں بھیڑ کم تھی۔ اور ٹریک کا شور نہ ہونے کی بجائے پر فضا پر سکون تھی روشنی بھی کچھ الیکی زیادہ نہیں تھی عمران اس کی لکڑی کی ”کھٹ کھٹ“ سنتا رہا۔ جعفری اسٹریٹ سے نکل کر اس کا رخ بندراگاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف ہو گیا۔ یہاں اکا دکاراہ کیر نظر آرہے تھے۔

وہ چند لمحے کے لئے رکا اور اس طرح سر اٹھا لیجیے اونٹ اپنی تھوڑی تھنی اٹھا کر ہوا میں موسم کی تبدیلی کے اثرات سوگھتا ہے۔ عمران ایک لیپ پوٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے فیر کو بخوبی کے بل اوپر اٹھتے دیکھا اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں جھائکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنی اور فیر کو پھر قدم بڑھاتے دیکھا۔
وہ بندراگاہ والی سڑک پر چل رہا تھا۔

عمران پھر تعاقب شروع کرنے ہی والا تھا کہ اس نے اس مکان کا دروازہ کھلتے دیکھا۔ جس کی کھڑکی میں اندھا فیر جھاک رہا تھا۔

دو آدمی باہر آئے جن کے جسموں پر لمبے لمبے کوٹ تھے۔ اور کالر کانوں تک اٹھے ہوئے

وہ لوگ بھی انہے کے پیچے چل پڑے.... لکڑی کی "کھٹ کھٹ" سنائے میں گونج رہی تھی... انہے کی تیز فرداں پر عمران کو حیرت ہونے لگی۔

وہ بھی ان کے پیچے چلا رہا... وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ انہا اسے چھانے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے اس نے اسے پیچان لیا ہوا اپنے ساتھ لگا کر کسی ابھی جگہ لے جانا چاہتا ہو جہاں اس کی دانست میں عمران اپنا چاہانہ کر سکے۔

اس سڑک پر اس وقت شاید ہی چار آدمی چل رہے تھے... کسی پانچویں کا دور دور سک پڑے نہیں تھا۔

یہ ایک لمبی دوڑ ثابت ہوئی۔ بندر گاہ تک پیدل ہی آتا ہے... انہا یہاں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں جا گھسا... اس کے پیچے ہی وہ دونوں بھی داخل ہوئے۔ عمران باہر ہی رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔

اس شراب خانے کا مالک ہائینٹ کا باشندہ تھا۔ یہاں زیادہ تر غیر ملکی جہاز رانوں کی بھیڑ رہتی تھی اسے قمار خانہ بھی کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ یہاں کی طرح کا جووا ہوتا تھا۔ ہندسوں کے دائیے میں سوئی گھومتی اور ہندسوں پر داؤ لگائے جاتے۔ پانے پھیکنے جاتے اور خراب عورتوں کی مخفف بے حیائیوں پر شرطیں لگتیں۔

عمران تھوڑی دیر تک باہر کھڑا رہا۔ وہ حالات کا اندازہ کرتا چاہتا تھا لیکن جلد ہی اس کے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ انہے کو تعاقب کا علم تھا۔ اگر اسے علم ہوتا تو اب تک عمران کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہو چکی ہوتی۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہی تھا کہ یہاں دن دہائے لوگ لٹ جاتے تھے۔ عمران نے اپنی داڑھی میں تھوڑی سی بے ترتیب پیدا کی، بال بکھرانے اور کوٹ کے کالر کھڑے کرتا ہوا شراب خانے میں داخل ہو گیا۔

وہ شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے بیڑ کا ایک جگ طلب کیا اور اسے سامنے رکھے بیٹھا۔ سُکریٹ پیتا رہا انہا اور اس کے دونوں ساتھی قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی مگر وہ کچھ اتنی آہنگی سے بول رہے تھے کہ مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد انہے کی میز کے گرد پائچ آدمی نظر آنے لگے۔

عمران کچھ ایسے انداز میں بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔ البتہ وہ سُکریٹ پر طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ سب اپنی اپنی دھن میں بست تھے۔

وغٹا عمران کو سنجھل کر بیٹھ جانا پڑا۔ ایک ایسا ہی آدمی شراب خانے میں داخل ہوا تھا۔

ہم نے اسے انہے کی میز کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ دفتر خارجہ کا ایک کلر ک تھا۔ عمران اسے اچھی طرح پیچاتا تھا۔ اس کے لئے فراہم کری خالی کر دی گئی۔ ایک آدمی انھیں گیا تھا۔ انہے نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی خیریت دریافت کی اور اس انداز میں گفتگو کر تارہا جیسے وہ کوئی اس کا بزرگ ہو۔ کلر ک کارو یہ نیاز مندانہ تھا۔

اب گفتگو را کچھ اوپری آواز میں ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ کلر تھوڑا سا بہرہ بھی تھا۔

"میں تمہارا مستقبل سوار سکتا ہوں۔" انہا اس سے کہہ رہا تھا۔ اگلے سال تک تم اپنے مکھی کی طرف سے سمندر پار بیٹھ جاؤ گے اور تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ کل رات میں نے یہ بات تمہاری جنم کنڈی سے معلوم کی ہے۔ مگر جس نے بھی جنم کنڈی کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اسے انگریزی نہیں آتی۔ خیر لیکن یہ بتاؤ میرا کام بھی ہوا ہے یا نہیں؟ میں صرف اپنے علم کی سچائی پر کھنا چاہتا ہوں ورنہ ظاہر ہے... مجھے تمہارے ملکے یا اس کی چیزوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس سوت کیس کا چڑا ایک ایسے جانور کا ہے جو مرخ ستارے کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے مرخ تم سمجھتے ہو نا۔ ایک خونی ستارہ ایک قاہر دیوتا۔ تم زہرہ اور مرخ دونوں کے زیر اثر ہو۔ اگر مرخ کو اس زمانے میں کوئی نقصان پہنچا سکو... تو تمہیں زہرہ سے فائدہ پہنچے گا۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ کلر ک کے ہونٹ ملے اور اس نے کہا: "جی ہاں ایک سوت کیس میری نظر سے گزر چکا ہے اس پر ٹی بی لکھا اور حرف "بی" پر چھوٹا سا تمیں کا ہندسہ تھا۔

"اگر اس سوت کیس پر تمہاری نظر پڑ چکی ہے تو تم یقیناً ترقی کرو گے۔ میری یہ بات پھر کی لکیر ہے۔ وہ شاید اب بھی وہیں ہو۔ جہاں تم نے اسے ذیکھا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی تک اسی کی وجہ سے ترقی نہ کر سکے اور اسی کی وجہ سے ترقی کرو گے۔ چیزوں کی نقل و حرکت سے مقالات بدلتے رہے ہیں جب وہ ایک خاص مقام پر پہنچ گا تو تم حیرت انگیز طور پر اپر اٹھو گے۔"

"میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اب کہاں ہے؟"

"خیر جب ترقی کرو تو ہمیں سمجھنا کہ اب وہ کسی مناسب مقام پر پہنچ گیا ہے جس سے تمہارے ستاروں کو بھی مناسبت ہو گی۔"

عمران بیٹھا دانت پیتا رہا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس سوت کیس تک ان کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے مگر سوت کیس کی بات کیوں ضروری نہیں کہ وہ کاغذات ہمیشہ سوت کیس ہی میں رکھ رہیں۔ کسی دوسری جگہ بھی نقل ہو سکتے ہیں۔ پھر کیا اس سوت کیس کی بھی کوئی

پھر اس نتیجے پر پہنچا.... ممکن ہے وہ اسے محض ایک مصدقہ خبر سمجھے ہوں کہ کافی ذات تجھکے خارجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ ملکر کے اندر ہے نے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا۔ مگر اس غیر مصدقہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی۔

وہ غالباً بہت پہلے سے اس کلرک کو شیئے میں اتنا نے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ڈھب پر لے آنے کے لئے وہی پرانی چال چلی گئی تھی..... یعنی نجوم..... اسی کے سہارے تحریریات بھی ان کا نہذات تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

”کیا سے اندھا، ہی الفانے ہے؟“

یک بیک عمران نے خود سے سوال کیا۔ لیکن اس کا فیصلہ کرنے کی مہلت نہیں ملی۔
کیونکہ انہا اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بیٹھے رہے۔

اس کے بعد ہی عمران شراب خانے سے نکلا..... احتیاط اس نے مڑک دیکھا کہ کہیں اس کا کوئی ساتھی تو اس کے پیچے نہیں آ رہا۔ وہ اب بھی اس شےیے میں بنتا تھا کہ اندھا اس کی موجودگی سے واقف ہے اور اسے دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن عمران کو اس کا کوئی ساتھی شراب خانے کے باہر نہیں نظر آیا۔ وہ سب اندر ہی رہ گئے تھے۔

عمران چلتا رہا۔ اندھا ب ساحل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جبکہ بار برداری اور ماہی گیری کی کشتیاں رہا کرتی تھیں۔

یہاں دور دور تک سناتا تھا۔ پورا اگھاٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

و فقط عمر ان نے تاروں کی مدھم روشنی میں انڈھے گور کتے دیکھا۔

عمران بڑی تیزی سے بیٹھ گیا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اندھا اس کی طرف مڑ رہا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ اب اس کا علم ہو گیا ہو کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ عمران کا اندازہ صحیح لگا۔ اندھا برق کی سرعت سے اس کی طرف چھپنا تھا۔ مگر اس کی لکڑی زمین پر پڑی۔ دیے اگر عمران کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ قیامت تک زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا۔ لکڑی کے زمین پر پڑنے سے جو آواز یہاں ہوئی تھی وہ یہی بتاتی تھی۔

وہ نیشن کی روحانیت کی وزنی سی چھڑی تھی۔ عمر ان مقاولے کے لئے تمار ہو جا تھا۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے کسی دیوار نے کے اندر ہیرے میں دو خونخوار جیتے لاپڑے ہوں۔

”تحذیح تحدی“ اندھے کی چھڑی زمین سے لگ لگ کر آوازیں پیدا کرتی رہی۔ عمران خود کو بچا

وہا تھا۔ اسے ابھی تک جوابی حلے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک بار چھٹری اس کے ہاتھ میں آئی تھی۔ وہ تو شش کرنے لگا کہ اسے اندھے کے ہاتھ سے نکال لے..... وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

اہمیت ہے۔ کلرک کے لئے کوئی شراب مانگوانی گئی۔۔۔ وہ پہلے تو نہیں کر تاہم پھر اس انداز میں پینے لگا جیسے کسی مقدس آدمی کے ہاتھوں کوئی تمک نصیب ہوا ہو اور وہ شراب اسے دی بھی گئی ہو۔ اسی انداز میں گلاس لبریز ہو جانے پر اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا کلرک نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور بار بار اپنے چہرے سے پینٹ پونچھنے لگا۔ عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سردی کافی تھی، اس کے باوجود بھی اس کے چہرے پر بڑی بڑی یونڈیں بچھوت رہی۔ تھیں۔

وہ تھوڑی دیر تک سیدھا بیٹھا رہا۔ پھر کرسی کی پشت سے مک کر آنکھیں بند کر لیں۔

”کیوں؟“ انہے نے پوچھا۔ ”کیا تم نے پہلی بار شراب لی ہے؟“
 ”نہیں.... جناب! اکثر پیتا ہوں مم... مگر....“ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش
 کرتے ہوئے کہا۔ ”پتہ نہیں کیوں! طبیعت کچھ خراب سی ہوتی معلوم ہو رہی ہے۔“

”اوہ! تمہیں گھر بھجوادیا ہائے کیا؟“

”جی ہاں! میں کچھ یہی محسوس کر رہا ہوں کہ تنہا گھر نہیں پہنچ سکوں گا..... پتہ نہیں! کیا ہو گماے۔“

”خیر! اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے۔“ انہیں اندھے نے کہا۔ پھر ایک آدمی سے بولا۔ ”انہیں ان کے گھر پہنچا دو!“

پ اب وہ اندھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں دیرانی بھی باقی نہیں رہی تھی۔ عمران نے کلرک کو جاتے دیکھا اور اندھے کے ساتھیوں میں سے ایک کے سہارے چل رہا تھا۔ اس وقت عمران الجھن میں پڑ گیا کہ وہ ان دونوں کے پیچے جائے یاد ہیں میٹھے۔ یقیناً اس شراب میں کچھ ملایا گیا تھا اور اسی وقت جب اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ ان دونوں پر نظر رکھی جاتی۔ دوسرا طرف اسے موقع تھی کہ اگر اس نے اندھے کا تعاقب جاری رکھا تو ممکن ہے کہ تھریسا کے ٹھکانے کا پتہ لگ جائے ابے دراصل تھریسا اور الفانے ہی پر ہاتھ ڈالنا تھا۔ اس نے کلرک کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا۔ کہ اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ کلرک کی جگہ اسے کسی آدمی کو ملکہ خالدہ کے دفتر تک پہنچانا۔

اس وقت کی گفتگو نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انہیں کاغذ کے متعلق صحیح اطلاعات مل چکی ہیں۔ یعنی وہ اب محلہ خارچ کی تحویل میں ہیں مگر پھر توریکے گھر پر ان لوگوں نے جو لیا سے کہوں پوچھ چکے کی تھی اور اس کے اس بیان کو باور کیوں کر لیا تھا کہ وہ بھی انہیں کی طرح سیر قانونی حرکتیں کرنے والے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہے... وہ اس پر غور کرتا رہا اور

لیکن انہے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ اسے اس پر استعمال کر سکتا۔

چھڑی زمین پر گر گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے اندھا بلاشبہ بہت طاقت ور تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی فولاد کے مجسم سے بھر گیا ہو۔

وہ دونوں خاموشی سے لارہے تھے۔ تاروں کی مدھم سی روشنی میں وہ عجیب لگ رہے تھے۔ تھوڑی دور ساحل سے لہریں مکرا کر ہلکی ہلکی اسی اواز سی پیدا کر رہی تھیں۔ کشیاں بیہاں سے کافی فاصلے پر تھیں۔ ورنہ ادھر ہی سے کچھ نہ کچھ لوگ دوڑ پڑتے۔

اندھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور عمران اس پر چھا گیا اس نے اسے اپنے بازوں میں اس طرح بچکلایا تھا کہ اس کا سر اس کی داہنی بغل کے نیچے بک گیا۔ پھر وہ اس کا سر زمین سے لگادینے کی کوشش کرنے لگا۔ اندھا جھلتا جا رہا تھا۔ لیکن شاید یہ بھلا داہنی تھا۔ کیونکہ یہ بیک وہ بڑے زور سے تپڑا اور عمران کی گرفت سے نکل کر پائچ چھ فٹ کے فاصلے پر جاگر۔!

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ سائے کی طرح اس کے نیچے سے نکل گیا۔ عمران زمین پر گر۔ اندھا ساحل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگا۔ لیکن ابھی وہ دور ہی تھا کہ اس نے کسی وزنی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنی۔

انہے نے سمندر میں چھلانگ لگادی تھی۔ عمران کنارے تک آیا اور آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر نیچے پانی میں دیکھتا رہا۔ لیکن کچھ بھائی نہ دیا۔۔۔ لہریں ست روی سے ساحل کو چھوٹی رہیں۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس ہو رہا تھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور وہ چیز زمین پر گری۔ عمران نے اسے جھک کر اٹھا لیا۔ یہ انہے کی چھڑی تھی جس کا وزن کم از کم دس سیر ضرور رہا ہو گا۔ وہ کسی دھات ہی کی تھی، جو غالباً ایک پھر سے لگی ہوئی پڑی تھی اور عمران اس سے ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچا تھا۔

7

دوسرے دن عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں اس کلرک کو چیک کیا جو پچھلی رات شراب خانے سے لے جایا گیا تھا لیکن وہ آج دفتر ہی نہیں آیا تھا۔ تشیش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی تین دن کی درخواست آئی تھی جس سے میڈیکل سرٹیفیکٹ بھی مسلک تھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے اپنی سیکم بدی دی۔ غالباً یہ اسی مکرا اکا نتیجہ تھا۔ اندھا آگے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو گیا ہوتا تو اس وقت اس کلرک کی بجائے بیہاں کا کوئی آدمی ضرور ہوتا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ اندھا غرق نہیں ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تیر تا ہو اکشیوں کی طرف نکل گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اس کے متعلق غور کر تاہم۔ پھر اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں جو لیا فڑواڑ کا قیام تھا۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

”کیوں کیا ہوا؟“ جو لیا طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ ”آخر بھائی کا پڑا ہماری ہی طرف، تمہاری زندگی... اس وقت ریو اور نال پر رکھی ہوئی ہے۔“

”یہ سب کچھ اسی اکیس نوکی بدولت ہو۔ اس وقت میرے ذہن کا حال یہ ہے کہ مجھے اپنی خالہ کا نام یاد نہیں آرہا۔“

جو لیا ہنسنے لگی پھر بولی ”ایکس نو الو نہیں ہے... ذہنی طوب پر اسے آدمی کی بجائے دیوتا سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ تم جیسے اوت پنگ آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے۔“

”سنو! میری بات سنو! بتاؤ وہ کاغذات کا نام بھی لیا تو فاکر دیئے جاؤ گے۔ اس صورت میں ایکس نو زورہ برابر بھی مرد نہیں برتے گا۔“

”مجھے کاغذات سے کوئی سردار نہیں ہے۔ صرف تھریسیا کا وہ سوٹ کیس چاہئے جس میں کاغذات تھے... کیا تم اسے واپس لاسکتی ہو---؟“

”کیوں سوٹ کیس کیوں؟“
”اس میں اٹھے رکھ کر مرغی بخھاؤں گا۔“

”میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ اس کا علم ایکس نو ہی کو ہو گا۔“
”تم میرا پیغام ایکس نو تک پہنچا دو۔ مجھے صرف سوٹ کیس چاہئے۔ ورنہ اس کا انعام اچھا نہیں ہو گا۔“

”جب تک تم مقصد نہ بتاؤ گے پیغام نہیں پہنچا جا سکتا۔“
”مقصد.... اچھا جانے دو.... جس طرح میں نے وہ سوٹ کیس تھریسیا سے چھینا تھا اس طرح اسے دوبارہ بھی حاصل کر سکتا ہوں۔“

”اگر زندہ بچے تو۔“
”ہاں.... تب تو شادی بھی ہو گی میری۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”تم اپنی جان بجانے کی کوشش کرو.... سوٹ کیس اور کاغذات کا چکر چھوڑو!“
”میں اپنی شادی کرنا چاہتا ہوں....“ عمران نے غصیل لمحہ میں کہا۔ اندھا چکانہ تھا

”خواہ مخواہ دماغ نہ چاٹو۔“

”میں ملن کے ڈبوں کی شہزادی کے سو بُرے میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔“

”یہ کون ہے؟“

”شہر کے ایک آرزن پرنس کی لڑکی..... جو یقیناً ملن کے ڈبوں کی شہزادی کہلاتی ہوگی..... اس کے تین سوال ہیں جو پورے کردے اس سے شادی ہو جائے گی۔ پہلا سوال ہے کہ ڈول ڈرم کے کہتے ہیں؟ دوسرا سوال یہ کہ چاند میں جو بوڑھا چڑخ کات رہی ہے اس کے نواسے کا کیا نام ہے؟..... اور تیسرا سوال چڑے کے سوت کیس میں شتر مرغ کے انڈوں کا جوڑا الاؤ۔“

”کیا تم دوپہر کا کھانا کھا پکے ہو؟“ جو لیانے پوچھا۔

”دوپہر کا کھانا کے کہتے ہیں؟“ عمران نے حیرت ظاہر کی۔

”اور شاید تم پچھلی رات سوئے بھی نہیں!“

”ہاں!..... میں بھوکا ہوں اور رات سویا بھی نہیں۔ پھر کیا تم مجھے کھانا کھاؤ گی..... کھلا کر دیکھو..... سیدھی جہنم میں جاؤ گی۔ اپنی چھت کے نیچے مجھے سونے دو۔ چھت سے شعلے اٹھیں گے۔“

”اچھا جم یتھیں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔“ جو لیانے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے نکلتے ہی دروازہ بند ہوا اور جب تک عمران دروازے تک پہنچا، قفل میں کنجی گھوم چکی تھی۔ عمران ہکا ہکا رہ گیا۔ جو لیا باہر سے کہہ رہی تھی ”چپ چاپ سو جاؤ۔..... یہی تمہارے لئے بہتر ہے..... غل غماڑہ چاؤ گے تو مصیبت میں پڑو گے۔“

عمران کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنارہا۔

وہ سوچ رہا تھا اور اسے خود ہی اپنی حالت پر نہیں آرہی تھی۔ یعنی وہ ایکس نو تھا جس سے اس کے ماتھوں کی روح فنا ہوتی تھی..... اور اس وقت انہیں میں سے ایک نہیں سی چوہیا اسے دھمکیاں دے کر کرنے میں بند کر گئی تھی اس وقت وہ عمران تھا اور بھلا عمران کو وہ کب خاطر میں لا سکتی تھی۔

عمران لا کھ دلیر سکی..... ذہن سکی..... لیکن بحیثیت عمران ایک حقیر سی چیزوں پر بھی رب نہیں ڈال سکتا تھا۔

وہ اس وقت یہاں محض اس لئے آیا تھا کہ کچھ دیر جو لیا سے اوت پلانگ باشی کرے گا۔ اوت پلانگ باتوں کے دوران ہی میں وہ اکثر اپنے لیے نئی رایں کھوں لیتا تھا۔ اور اس کی ذہنی تھکن

بھی دور ہو جاتی تھی۔ اسی لئے اوت پلانگ بکواس اس کے لئے ضروری تھی۔ اس نے کچھ اسی طور پر اپنی ذہنی تربیت کی تھی۔

دفعہ اس کے جب میں پڑے ہوئے ٹرانسیسٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے احتیاط عسل خانے کی راہ لی۔ ٹرانسیسٹر نکلا۔ اس سے مضم کی آواز آرہی تھی..... ”بیلو... بیلو... ایکس ٹو... ایکس ٹو.....“ یہ آواز جو لیا تا فائز و اثر کی تھی۔ عمران کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا۔ ”ایکس نو اسپیلنگ....“

”ویکھئے میں..... میں نے اسے اپنے کمرے میں بند کر دیا ہے..... میرا خیال ہے کہ یہی بہتر ہے.... ہم اس کے پیچھے مارے پھر نے سے بھی بچپن گے اور وہ بھی محفوظ رہے گا۔“

”تمہاری دہرات اب سر کے بل کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔!“

”میں نہیں سمجھی.....“

”کیا وہ میرا فرزند ہے کہ میں اسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں.... عقل کے ہاتھ لو....“

”پھر میں سمجھی... سمجھی... تھی...“

”تم کچھ بھی نہیں سمجھی تھیں۔“ عمران نے تلخ تلخ میں کہا۔۔۔ ”میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس پر نظر رکھو۔ اس طرح کہ اس کی حفاظت بھی ہوتی رہے اور وہ کام بھی کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ کام ہی کے سلسلے میں مجھے اس سے دلچسپی ہو سکتی ہے.... ورنہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اسے لفت دی جائے.... اور دوسری بات.... اسے اچھی طرح ذہن نشین کر دو کہ اس عورت اور اس مرد کا نام بھی ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ پورا شہر یہجان میں بتتا ہو جائے گا۔“

”شہر کیوں یہجان میں بتتا ہو جائے گا؟“

”ان کے ہاتھ پر جرام کی بھرمار ہو جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے جرم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ چھوٹے مونٹے جرم نہیں کرتے۔“

”لیکن اس پر مستقل طور پر نظر رکھنا بہت مشکل کام ہے جتاب! کبھی کبھی وہ چھلاوے کی طرح نظر وہ سے غائب ہو جاتا ہے۔“

”تمہیں شرم آئی چاہئے اپنی ناکارگی پر... گویا وہ کوئی جن ہے۔ کہ نظر وہ سے غائب ہو جاتا ہے.... دیکھو.... اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ ورنہ ایک ایک سے جواب طلب کروں گا۔ اسے جانے دو جہاں وہ جانا چاہتا ہو.... تمہارے دو آدمیوں کو ہر وقت اس کے ساتھ رہنا چاہئے۔“

"بہت بہتر جناب... ہاں... وہ کہہ رہا تھا کہ اسے چجزے کا وہ سوت کیس چاہے۔ غالباً آپ سمجھے گئے ہوں گے۔"

"ہاں! میں سمجھ گیا ہوں... خبردار! اسے اس کی ہوا بھی نہ لگنے پائے... اس سے گفگو کرتے وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے... اور کچھ کہنا ہے تمہیں؟"

"جی نہیں!"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسیمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ غسل خانے سے باہر آکر وہ جولیا کے بستر پر جو قوں سمیت دراز ہو گیا۔

تحوڑی دیر بعد جولیا دروازہ کھوکھ کر اندر را غل ہوئی۔

عمران اس طرح چوک پا جیسے او گھٹا رہا ہو پھر اس نے بڑی لاپرواہی سے کروٹ بدلتی۔

"اڑے تم بستر خراب کر رہے ہو میرا۔" جولیا نے جھنگلا کر کہا۔

"بھاگ جاؤ!... ورنہ میں چوکیدار کو بلاتا ہوں۔" عمران نے اس طرح کہا جیسے نیند میں بڑ بڑایا ہو۔

"انھوں... نکلو یہاں سے۔"

"میکلی بھاگ کر تم بھی سو جاؤ... باہر بارش ہو رہی ہے۔"

"میں پالی کی بالٹی الٹ دوں گی تم پر۔ ورنہ انھوں نے بیٹھو شرافت سے۔"

"کہیں چھین نہیں ہے۔" عمران کراہ کر اٹھ بیٹھا۔

"بن اب چپ چاپ ٹلے جاؤ یہاں سے۔"

"کیوں... ابھی کچھ دیر پہلے تو تم بہت ہمدردی سے پیش آئی تھیں۔" عمران مضحک آواز میں بولا۔

"اب جاؤ بھی... میرا اور اپنا وقت نہ بر باد کرو۔"

"مجھے تمہاری اس بات پر غصہ آگیا ہے اور اس غصے میں تمہیں ڈیڑھ درجن پچوں کی بشارت دیتا ہوں۔ خدا تمہارا انجام بخیر کرے۔"

عمران اٹھا۔ چند لمحے مضحكانہ انداز میں جولیا کو گھورتا رہا۔ اور پھر! اکرے سے نکل گیا۔



محکمہ خارجہ کا وہ گلرک جس نے بندرگاہ کے ایک شراب خانے میں اندر ہے اور اس کے ساتھیوں کو چجزے کے سوت کیس کے متعلق بتایا تھا جیفرسن سٹریٹ کے ایک معمولی سے مکان

میں رہتا تھا۔ یہ ایک دیسی عیسائی تھا اور اس کا نام تھا جیکب سُک... عمران کافی غور و خوض کے بعد اس کے گھر پہنچا... وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ گھر پہنچا بھی ہے یا نہیں۔

جیکب کی بیوی نے اسے بتایا کہ وہ کل بہت رات گئے اپنے ایک دوست کے ساتھ گھر واپس آیا تھا۔ اس وقت سے اب تک اس نے ہوش کی کوئی بات نہیں کی۔ بچھل رات تک تو وہ بھی سمجھتی رہی تھی کہ جیکب بہت زیادہ پی گیا ہے۔ لیکن جب آج صبح بھی اس نے ہوشمندی کا شوٹ نہیں دیا تو اسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑا۔ مگر ڈاکٹر یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد اچھا ہو جائے گا یاد یہ لگے گی۔

ان حالات میں عمران اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتا تھا کہ مجرموں نے جیکب کو ذہنی طور پر مغلوب کر دیتے کی کوشش کی تھی۔

"میں دراصل جیکب کے دوستوں میں سے ہوں۔ آج ایک کام سے ان کے پاس آیا تھا۔" اس نے ممز جیکب سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "جیکب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ایک باکمال آدمی سے طالع گا جو ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر مستقبل کا حالات بتاتا ہے۔"

"یہ بہت بڑا چکر ہے مسرت۔" عورت نے مغموم لمحہ میں کہا۔ "ہو سکتا ہے جیکب کی ذہنی بیماری اسی تشویش کا نتیجہ ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی لکیریں دیکھتا رہتا تھا۔ آپ اس سے بچھے جیکب نے ان دونوں ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے لیکن اگر جانتا ہی چاہتے ہیں تو گریٹا سے ملئے۔ وہی اسے اس آدمی کے پاس لے گئی تھی۔"

یہاں عورت کا لہجہ تغیر آمیز ہو گیا اور چند لمحے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے رہی اور پھر بولی۔ "کل رات بھی شاید... وہ گریٹا ہی کے ساتھ تھا۔"

"کیا آپ مجھے گریٹا کا پتہ بتا سکیں گی؟"

"لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ اس تک آپ کی رسائی ہو سکے۔ وہ سفید چڑی کی عورت ہے اور آپ کا لے میں۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جیکب سے اس کی دوستی کس طرح ہوئی تھی؟"

"آپ پتہ تا دیتے ہیں... میں مل لوں گا... کیا وہ کوئی یورپین ہے؟"

"نہیں یورپین سمجھتے۔"

"تب تو کوئی بات نہیں میں مل لوں گا۔"

اس نے اپنی نوٹ بک پر پتہ نوٹ کیا اور پھر بولا۔ "جس دوست کے ساتھ جیکب بچھل رات کو آیا تھا کیا آپ اسے پہلے سے جانتی ہیں؟"

"نہیں!... پہلی بار دیکھا تھا... کیوں؟ آپ اس طرح کے سوالات کیوں کر رہے ہیں؟"

عورت کی آنکھوں سے شبہ جھاٹکنے لگا۔
”ایک بہت ہی اہم بات ہے۔ جیکب سے میری دوستی بہت ہی پرانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہو گا۔ اب میں ان لوگوں کی تلاش میں ہوں جو بھولے بھالے نوجوانوں کو پھانس کر خراب عورتوں کے پاس پہنچاتے ہیں یہ گرینا بھی غالباً انہیں لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔“

”نہیں۔ جیکب تو کہہ رہا تھا کہ وہ ایک معزز عورت ہے.... اس کے آفس میں کسی کام سے آئی تھی.... وہیں ان کی ملاقات ہوئی تھی۔“

”پھر آپ نے ان کا تذکرہ استثنے برے لجھے میں کیوں کیا تھا؟“

”اوہ..... وہ کچھ نہیں.....“ عورت کچھ شرم مندہ سی نظر آنے لگی۔

”میا..... اس نے کہ آپ جیکب کو دوسرا عورتوں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتیں؟“

”کچھ نہیں یہ قصہ ختم کیجھے.... میری کچھ میں نہیں آتا کہ میں جیکب کے لئے کیا کروں.... ڈاکٹر کی گفتگو سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مرض کو سمجھ ہی نہیں سکا۔“

”آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیے.... اچھا باب میں اجازت چاہوں گا ویسے اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں بھی اسے دیکھ لوں۔ کیا وہ بالکل ہوش میں نہیں ہے۔؟“

”اعتراض کیوں ہونے لگا.... آئیے!“

وہ اسے ایک کرے میں لائی۔ جیکب پنک پر چوت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ مل رہے تھے۔ ان کی آہٹ پرنہ تو وہ چونکا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھنے کی کوشش کی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جیکب ڈیر..... یہ دیکھو تمہارے دوست آئے ہیں!“.... عورت نے اسے آواز دی۔

مگر ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے کچھ سنائی نہ ہو۔

اس کے ہونٹ پہلے ہی کی طرح ملتے رہے.... اور آنکھیں چھٹ سے لگی رہیں۔

”یہ حال ہے....“ عورت مغموم لجھے میں بولی.... ”دیکھا آپ نے!“

”ہاں.... دیکھئے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیے! یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے۔“ وہ کچھ دیر تک اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا۔ پھر وہاں سے نکل آیا۔

اب اسے گرینا کی فکر تھی اور یہ فکر اسی لئے اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ پہنچ اسی علاقہ کا تھا۔ جہاں سے پچھلی رات دو آدمی اندر ہی کے ساتھ ہوئے تھے۔

اس کا شہر درست نہ کل۔ گرینا غالباً اسی عمارت میں رہتی تھی۔ جس سے دو آدمی نکل کر انہے کے پیچھے گئے تھے۔ عمران اب ان لوگوں سے بھڑکی جانا چاہتا تھا۔ جتنی جلدی وہ تھریسیا اور الفانے کو قانون کے حوالے کر سکتا... اتنا ہی اچھا تھا۔

وہ اس عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا اپنا لائج عمل مرتب کر رہا تھا... لیکن وہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں تھا کہ کسی سے مل سکتا۔ وہ پھر واپس ہوا۔ کچھ دیر بعد اس گیراج کے سامنے پہنچا جہاں اس کی کار رہا کرتی تھی گیراج کھول کر اندر آیا۔

اور اس کا دروازہ بند کر کے ٹوسری کی ڈکے اٹھائی۔ اندر ایک سوت کیس موجود تھا۔ جسے اس نے بڑی احتیاط سے باہر نکال لیا۔

اور پھر آدھے گھنٹے بعد جب وہ باہر نکلا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جو کچھ دیر پہلے گیراج میں داخل ہوا تھا۔ آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس نے عمران بے جھک ٹکلا چلا گیا۔

اس نے اپنی قیام گاہ سے دور یہ گیراج لے رکھا تھا۔ ایک پلک ٹیلی فون بو تھے سے اس نے اپنے ہوٹل کو فون کیا کہ وہ دو دن کے لئے باہر جا رہا ہے اور آئندہ ہفتے کا کرایہ وہ بذریعہ نئی۔ ایم۔ او روائے کر دے گا!

اب وہ پھر گرینا کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی یوریشن نہیں ہے۔ اس بار مرحلہ ذرا سخت تھا۔ ایسے دنوں میں جبکہ وہ لوگ ایک مہم میں الٹھے ہوئے تھے کسی اجنبی سے ملنے ملانا ان کے لئے یقیناً غیر معمولی ہی حیثیت کا حامل ہو سکتا تھا۔ اور پھر وہ لوگ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی سربراہ تھریسیا بیبلی بی آف بوہیما تھی جسے الفانے کی حمایت حاصل تھی۔ وہ الفانے جو یورپ کے جرام پیشہ لوگوں میں انتہائی زیر ک سمجھا جاتا تھا۔

عمران اس کے مکان سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا جہاں گرینا نام کی کوئی عورت رہتی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنی اسکیم کا ذہنی جائزہ لیا اور عمارت کی طرف جل پڑا اگر اندر موجود تھی۔ ملازم نے مسٹر لیڈن رائٹ کاؤنٹر کاوزینگ کارڈ اندر پہنچا دیا اور پھر آگر اطلاع دی کہ ملاقات ہو سکے گی۔

عمران کو ایک پر تکلف ڈر انہیں روم میں پہنچا دیا گیا۔ اور کچھ دیر بعد ایک بڑی حصیں عورت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اگر عمران خود کو قابو میں نہ رکھتا تو اس کی آنکھیں حریت سے ضرور پھیل گئی ہوتیں۔ کیونکہ یہ خود تھریسیا بیبلی بی آف بوہیما تھی فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے کبھی

”بھی سمجھ لو!“ عمران نے لارڈ اسی سے کہا۔ ”چلو! یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی..... میں تم سے اکارڈین کی قیمت و صول کروں گا..... جس کی دھونکی میں تمہارے ایک آدمی کی حادثت سے سوراخ ہو گیا تھا۔“

”تم بہت چالاک ہو.... ہر وقت بلٹ پروف پہنے رہتے ہو۔“ تھریسا مسکرائی۔

”لیکن اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں۔“ عمران نے فیض کے بڑھ کھول کر سینہ دکھاتے ہوئے کہا۔ تھریسا اور زیادہ تحریر نظر آنے لگی۔

چند لمحے سکتے کی سی حالت میں کھڑی رہی۔ پھر آہستہ سے بولی ”جاوہاں سے چلے جاؤ!“

”کیوں؟“

”بس یونہی.... جاؤ.... ورنہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے گا۔“

”ہرگز نہیں.... مجھے بتاؤ! وہ سونے کی مہر کہاں ہے جس کا تذکرہ ان کاغذات میں ہے.... لیکن.... تمہارے سوت کیس میں کوئی ایسی مہر نہیں ملی۔!“

”کیا تم تجھے مرتنا چاہیے ہو؟“

”اور دوسرا مطالبہ یہ ہے!“ عمران نے اس کی بات پر دھیان دیے بغیر کہا۔ ”جیکب تجھے ایک غریب آدمی ہے۔ اس کی بیوی اس کا علاج نہیں کر سکتی۔ لہذا سے ایک معقول رقم ملنی چاہئے۔“

”رقم مل جائیگی....“ تھریسا نے کہا۔ ”تم یہاں سے چلے جاؤ۔“

”مجھے وہ مہر بھی چاہئے.... اس کے بغیر ان کاغذات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔“

تھریسا نے ہلکا سا تفہم لگایا اور پھر یک بیک خاموش ہو گئی اس کی بیٹھانی پر کچھ لکیریں ابھریں۔ چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی.... ”کیا تمہیں علم تھا.... کہ میں ہی گریٹا ہوں۔“

”اس مہر کے بغیر ان کاغذات سے کوئی کامہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔“

”ای لئے مجھے اس کی ضرورت ہے۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”تم تھریسا سے واقف ہو.... اس کے باوجود بھی اتنے مطمئن نظر آرہے ہو....“

کیوں....؟ کیا اس عمارت کو پولیس گھرے میں لے چکی ہے؟“

”میرے ساتھ سڑک تک چلو.... سب کچھ خود دیکھ لوگی.... مگر ابھی تم مجھے یہاں سے

بھاگ جانے کا مشورہ کیوں دے رہیں تھیں؟“

”بس یونہی.... مگر اب یہ نامکن ہے....“ تھریسا نے اپنے بلاڈز کے گریبان سے پستول

نکالتے ہوئے کہا۔ ”اگر عمارت پولیس کے گھرے میں ہے تو تم بھی فیکر نہیں نکل سکو گے۔“

مران نے اسے سہرے بالوں میں دیکھا تھا اور اس کے بال گھرے سیاہ تھے.... وہ میک اپ میں نہیں تھی.... اور شاید میک اپ کے بغیر ہی گریٹا کی حیثیت سے لوگوں میں متعارف تھی۔ عمران اس کی اس جگارت پر عش عش کر رہا تھا۔

”مجھے مز جیکب تجھ نے بھیجا ہے۔“ عمران نے کہا۔

تھریسا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اور عمران سوچ رہا تھا۔ کاش اس مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس کا علم ہو جاتا کہ گریٹا کے روپ میں تھریسا ہی ملے گی۔

”مز جیکب تجھ!“ تھریسا نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر آہستہ سے دھر لیا۔ ”اس نام سے کان آشنا تو معلوم ہوتے ہیں کیا آپ وضاحت کر سکتے گے؟“ وہ اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

”عمران پھر سوچنے لگا۔ کاش اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی عینک ہوتی۔ اگر تھریسا نے پچھاں لیا تو یہاں سے نکلامشکل ہو جائے گا۔“

”وضاحت....“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”وضاحت کس طرح کروں۔ میں ان دونوں کا دوست ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ سے ان لوگوں کے تعلقات کس قسم کے ہیں۔ بہر حال پچھل رات سے جیکب تجھ کی ذہنی حالت بگزی ہوئی ہے آپ نے شاید اسے کسی نجومی سے ملایا تھا... مز جیکب تجھ کا بیان ہے....“

”باس!“ تھریسا ہاتھ اٹھا کر مسکرائی۔ ”میں سمجھ گئی....“

پھر اس نے اس انداز میں چاروں طرف دیکھا جیسے اس پاس کسی کی موجودگی پسند نہ کرتی ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی.... ”کیا تمہیں علم تھا.... کہ میں ہی گریٹا ہوں۔“

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ تھریسا نے اسے آنکھوں سے پچھاں لیا۔

آخر تھریسا ہی شہری.... وہ عورت جو سارے یورپ کی پولیس کو انگلیوں پر نچاتی رہی تھی۔

”بل اسی جگہ دھوکا کھا گیا۔“ عمران مسکرا لیا۔ ”میں سمجھا تھا کہ گریٹا تمہاری کوئی کار پر واڑا ہو گی.... ورنہ تاریک شیشوں کی عینک اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔“

”اور تم خائف نہیں ہو؟....“ تھریسا نے جھٹ سے پوچھا

”مجھے آج تک خائف ہونے کی فرستہ ہی نہیں ملی۔“

”میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں فتوہ ہے۔“

”تم اپنے سارے آدمیوں کو یہاں اس کرے میں بلا لو۔ میں انہیں چھ ماہک پولیس کا گھیرا توڑنے کی تربینگ دوں گا اور اس دوران میں ہم دونوں رہبانا پتھے رہیں گے۔“
”یہ بغیر آواز کا پستول ہے..... پہلے تم ختم ہو جاؤ گے اس کے بعد ہم نہیات اطمینان سے پولیس کا گھیرا توڑ لیں گے۔“
”شروع ہو جاؤ....“ عمران نے لاپرواںی سے کہا اور تھریسیا کی آنکھوں میں لمبھن کے آثار نظر آنے لگے۔

”فارز کرو....“ عمران نے براسامنہ بنا کر کہا۔ اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں تم دیکھ بھی ہو۔“
”تھریسیا کا پستول والا ہاتھ روک گیا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اسے اظہار خیال کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔“
”چلو.... میں ان کا رتوں کی قیمت دینے پر بھی تیار ہوں جو تم مجھ پر ضائع کرو گی۔“
”تھریسیا سے گھورتی رہی۔

پھر اس نے سونچ بورڈ سے لگے ہوئے ایک مٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا ”میں کہہ رہا ہوں تاکہ مجھ پر فائز کرو.... پھر آدمیوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔“ تھریسیا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسی حالت میں ایک دلادیز مسکراہٹ کے ساتھ عمران کی طرف مزدی۔

”تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا۔“ اس نے کہا۔
”بس اب.... میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔...“تم صح سے اب تک پندرہویں عورت ہو جس نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔“
”عورتیں تمہاری طرف بے تحاشہ جھکتی ہوں گی..... مجھے یقین ہے۔“
”میرے دلیں کی عورتوں کو سیدھے کھڑے ہونے کا بھی سلیقہ نہیں ہے وہ جھکیں گی کیا.... لان فضول باقتوں کو چھوڑو! مجھے وہ مہر چاہیے۔“

”مجھے ان کا نہادت کی ضرورت ہے۔“ تھریسیا مسکرائی۔
”اچھی بات ہے....“ عمران اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا بولا۔ ”میں جا رہا ہوں۔“
”یوں نہیں جاسکتے۔“ دفتہ کرنے کے باہر سے قدموں کی آواز آئی اور تھریسیا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔
”عینک لگاؤ.... جلدی!“

عمران نے جیب سے عینک نکال کر گھلی۔
لیکن وہ تھریسیا کے اس رویہ پر حیرت زدہ ضرور تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک ایسا آدمی کمرے میں داخل ہوا جسے عمران ہزاروں میں بھی پیچاں لیتا۔ یہ وہی اندھا تھا جس سے کچھلی رات اس کا نکراہ ہو گیا تھا لیکن اس وقت اس کی آنکھیں اندھوں کی سی نہیں معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکا اور تھریسیا کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا بات ہے؟“ تھریسیا نے پوچھا۔

”میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا مادام کہ اس وقت آپ کو.... باہر جانا تھا....؟“

”باہر کی کیا پوزیشن ہے؟“ تھریسیا نے پوچھا۔

”میں نہیں سمجھا مادام!“

”میرا خیال ہے کہ عمارت اس وقت پولیس کے نزدے میں ہے۔“

”یہ خیال کیوں پیدا ہوا مادام....؟“

”تو ہم سے جواب طلب کرتا ہے....“ تھریسیا نے پرد قار مگرناخو شگوار لجھ میں کہا۔

”میں معافی چاہتا ہوں مادام! تو قف کیجھے میں ابھی آپ کو صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔“

اس نے کہا اور اس طرح چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا کہ تھریسیا کی طرف اس کی پشت نہیں ہوئی۔

”کل تک تم میری زندگی کی خواہاں تھیں۔ مگر آج کیا ہو گیا۔ بجملہ بی آف بوہمیا۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں تمہیں مردہ نہیں دیکھنا چاہتی.... یہ الفانی کی خواہش ہے۔“

”کیا وہ آدمی الفانی ہی تھا۔؟“

”نہیں۔ الفانی یہاں نہیں ہے۔“

”وہ کہاں ہے؟“

”یہ سب کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے؟“

”صبر کروں گا۔“ عمران نے ایک مختدی سانس لی۔ ”ویسے تم کیوں مجھے مردہ نہیں دیکھنا چاہتیں؟“

”میں تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہوں۔“ تھریسیا نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہو! اور الفانی چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے.... ابھی تک تو میں تھی سنتا آیا تھا کہ اپنے

گروہ کی سربراہ تم ہو!

"کیا... تم تھریسا بھل بی آف بوہمیا کی ہسٹری سے واقع نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک واقع ہوں کہ تھریسا نام نہیں بلکہ لقب ہے جو مختلف اوقات میں مختلف غور تین اختیار کرتی رہی ہیں۔"

"اور الفانے... تھریسا نے پوچھا۔

"الفانے کے متعلق مجھے کچھ نہیں معلوم۔....

"الفانے بھی لقب ہی ہے جو مختلف ادوار میں مختلف مرد اختیار کرتے رہے ہیں۔ پہلے الفانے تھریسا کے خادم ہوتے تھے مگر اب وہ ہر کام تھریسا کی مرضی سے نہیں کرتا۔ تھریسا اس کام کی اجازت دینے پر بھی مجبور ہوتی ہے جس کے لئے خود اس کا دل نہ چاہے۔ بہر حال یہ پرانی رسم اب بھی جاری ہے کہ سارے کام تھریسا ہی کی مرضی سے کئے جائیں۔"

عمران کچھ کہنے والہ تھا کہ انہا کمرے میں داخل ہوا۔

"حالات غیر معمولی نہیں مادام.... یہ غلط ہے کہ عمارت کے گرد پولیس کا حصار ہے.... کوئی ایسا آدمی بھی نظر نہیں آیا جس کے متعلق کسی قسم کا شہرہ کیا جاسکے۔"

وہ عمران کی طرف نکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

دفعہ عمران نے اسے چوکتے دیکھا اور اب اس کی نظریں عمران کے ہاتھوں پر تھیں۔

"مادام! اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "گستاخی ضرور ہے۔ مگر کیا میں آپ کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟" اس نے سر کی جنبش سے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"مسٹر رائٹ.... آپ یہاں لاوارث یوریشن پچوں کے لئے ایک پرورش گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

"مالی امداد...؟" انہے نے سوال کیا۔

"ہاں... انہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

"کیا یہ پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں؟" انہے نے پوچھا۔

وہ اب بھی عمران کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور عمران اپنے ہاتھوں کی چھوٹی انگلیوں کو دل میں گالیاں دے رہا تھا.... یہ چھوٹی انگلیاں معمول سے زیادہ بڑی تھیں اور وہ ان کی وجہ سے بڑی آسانی سے پچانا جاسکتا تھا۔

انہے کے اس سوال پر تھریسا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

بہر حال اس نے جلدی ہی سے کہا... "ہاں یہ پہلی بار آئے ہیں۔"

"تب میں ان سے درخواست کروں گا.... کہ یہ ذرا اپنی عینک اتار دیں۔"

"کیا مذاق ہے! عمران غریباً۔

"یہ درخواست ہے جناب! انہے نے زہر یا لمحہ میں کہا اور ساتھ ہی روپ اور بھی نکال لیا۔

"یہ کیا ہے... سیر و؟" تھریسا کے درمیان میں آتی ہوئی بولی۔

"یہ عمران ہے مادام.... آپ ہست جائیے۔"

"تمہیں عمران کا خط ہو گیا ہے۔"

اس دوران میں عمران نے بھی جیب سے روپ اور نکال کر کہا "ہاں میں عمران ہوں.... تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔"

تھریسا جھلا کر اس کی طرف مڑی اور بر اسامنہ بنا تے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی۔

عمران نے عینک اتار کر جیب میں ڈال لی تھی اس وقت اسے صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

ان کے روپ اور ایک دوسرے کی طرف اٹھے ہوئے تھے.... اور دونوں ماہر لڑاؤں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے.... دفعہ سیر و نے فائز کر دیا.... لیکن گولی نے سامنے کی دیوار کا پلاسٹر اُدھیر دیا۔

پھر سیر و نے بھی جوابی فائز سے پچھے کے لئے پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی کہ عمران کے روپ اور سے نکلنے والے شعلے نے اس کے ہاتھ سے روپ اور نکال دیا۔

اس کے منہ سے ایک ہلکی سی کراہ لٹکی۔ اور عمران نے دوسرے دروازے سے چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ وہ کئی قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ گیا درھر...." راہداری سے اس نے سیر و کی دھماڑ سنی اور دوڑتا رہا۔ عمارت بڑی تھی اور اس میں مختلف سمتیوں میں متعدد راہداریاں تھیں۔ وہ دراصل اس جگہ میں تھا کہ باہر پہنچ کر کسی طرح ان لوگوں کے فرار کی ساری راہیں مددود کر دے۔ لیکن.... سیر و.... جو نیا کھلاڑی نہیں معلوم ہوتا تھا اس کی مہلت نہ دے سکا باہر کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ لیکن اب وہ لوگ شاید فائز نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح عمران کو پکڑ لیں۔ وہ عمارت کے ایک ایسے حصے میں تھا جہاں سے فائز کی آوازیں باہر پہنچ سکتی تھیں۔

گمراہ اسے کیا کرتا کہ خود اس کا روپ اور اس بھاگ دوڑ میں ہاتھ سے نکل چکا تھا.... درہ وہ فائز کر کے ہی باہر والوں کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔

وہ نادانگی میں یہاں آپھسا تھا۔ اور پھر اپنی خطرناک پوزیشن کا احساس ہو جانے کے بعد

سے برابر کوشش کرتا رہا تھا کہ کسی طرح بہاں بے نکل جائے۔ وہ شاید سیر و کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا ہوتا۔ لیکن تحریکیا کے رویے نے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اگر خود اسی نے اس کو نکل جانے کا مشورہ نہ دیا ہوتا تو عبران وہاں رکنے والا نہیں تھا۔ کسی نہ کسی تدبیر سے باہر آکر ان کی گرفتاری کی گلکر کرتا۔

یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ تحریکیا اس پر یا کیک اتنی مہربان کیوں ہو گئی ہے۔

وہ کوئی جنس زدہ آدمی نہیں تھا کہ تحریکیا کے اظہارِ عشق کو حقیقت سمجھ لیتا۔ اس کی دانست میں وہ کوئی گہری چال چل رہی تھی۔

انہوں نے ایک بڑے کمرے میں عمران کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ تعداد میں آٹھ تھے اور پوری طرح مسلح... ان میں پانچ دیسی تھے اور تین چار غیر ملکی.... وہ سب یکبارگی عمران پر ٹوٹ پڑے۔

ایک دروازے میں تحریکیا بھی ساکت و صامت کھڑی تھی۔ البتہ سیر و ان میں نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ ممکن ہے وہ اس وقت اس کی ڈرینگ کے چکر میں رہا ہو۔ عمران نے دو کے سر ٹکرائے اور تیرے کے پیٹ پر گھٹنا مارتا ہوا ان کے زنگے سے نکل گیا۔ یہ جدو جہد تحریکیا پرہ مٹت تک جاری رہی لیکن اس دوران میں نہ تو عمران ان کے ہاتھ آسکا اور نہ اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکا۔

اسے حیرت تھی کہ آخر تحریکیا نے اپنا بغیر آواز والا پستول کیوں نہیں استعمال کیا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا کہ اب تھوڑی دری کے لئے ہاتھوں اور پیروں کو آرام بھی دینا چاہئے۔ یہاں سے نکلنے کی توقع تو ختم ہو چکی تھی۔ وہ لڑتے لڑتے چکرا کر گرا اور اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے غشی طاری ہو گئی ہو۔

”ٹھہر و...“ اس نے تحریکیا کی سریلی آواز سنی۔ ”اسے یہیں پڑا رہنے دو... اور سیر و کی مدد کرو۔ وہ زخمی ہے!“

عمران نے چند لمحوں کے بعد جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنبھلیں... کچھ دیر آنکھیں بند کئے پڑا۔ پھر کسی قدر پلکیں اٹھائیں۔ تحریکیا اب بھی دیہیں کھڑی تھی۔

”میں جانتی ہوں... تم ہوش میں ہو...“ اس نے آہستہ سے کہا ”تمہیں صحیح الدماغ نہیں کہا جا سکتا۔“

عمران نے پڑے ہی پڑے مسکرا کر ایک طویل انگڑائی لی اور بولا ”مجھے صحیح الدماغ نہیں کہا

جا سکتا۔ پھر میں کیسے ہوش میں ہوں۔“

”چپ چاپ آنکھیں بند کئے پڑے رہو۔ اب تمہارا بہاں سے لکنا دشوار ہی ہے۔ اگر پہلے میرے مشورے پر عمل کیا ہوتا تو.....!“

ٹھیک اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں کوئی آیا۔ عمران نے سیر و کی آواز پہچانی جو کہہ رہا تھا، ”اوہ! یہ اس طرح آزاد پڑا ہوا ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کی جائے۔“ تحریکیا بولی۔ ”بلکہ اس پر تشدد کر کے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔“

”جو آپ مناسب سمجھیں!“ سیر و نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ”میرا خیال ہے کہ پچھلے رات اسی سے میری لڑائی ہوئی تھی۔“

”ہو سکتا ہے....“ تحریکیا بولی۔

پھر چند لمحے بعد عمران نے کمرے کے دروازے بند ہونے کی آوازیں سنبھلیں... اب وہ بالکل تمہارہ گیا تھا۔

9

تو یور اور ناشاد اسی وقت سے عمران کا تعاقب کر رہے تھے جب وہ جولیا ناقفرضاً اڑ کے ہوٹل سے لکھا تھا۔ وہ اس وقت بھی اس گیراج کے قریب ہی تھے جب عمران اندر یوریشن کامیک اپ کر رہا تھا۔ وہاں سے وہ اس کے پیچے لگے گئے ہوئے اس عمارت تک آئے تھے اور اب تقریباً دو گھنٹے سے اس کی برآمدگی کے منتظر تھے۔

”تو یور“ ناشاد اکٹائے ہوئے لجھ میں بولا۔ ”کیوں نہ کسی موقع پر اسے زہر دے دیا جائے۔“

تو یور کچھ نہ بولا۔ ناشاد کہتا رہا۔ ”پچھلی رات اسی کی بدولت اخداون اشعار کی ایک غزل برباد ہو گئی۔ مشاعرے میں شرکت نہ کر سکا اور اب اس وقت درد سے سر پھٹا جا رہا ہے۔ میں گھنے ہو گئے جا گئے ہوئے۔“

”مجھے اس آدمی پر کبھی کبھی پیار بھی آتا ہے۔“ ”تو یور بولا۔“

”اڑے تم اسے آدمی کہتے ہو... وہ آدمی ہے؟“

”آدمی ہی نہیں بلکہ پیارا آدمی جس میں ہر قسم کی صلاحیں موجود ہیں۔ نذر بے باک کھلنڈر۔“

”اگر تم لڑکی ہوتے تو میں خود کشی کر لیتا۔“ ناشاد سر ہلا کر بولا۔

تنے میں انہیں وہ سفید فام غیر ملکی نظر آئے جو اسی عمارت سے نکل رہے تھے تو یور نے

ناشاد کا ہاتھ دیا اور آہستہ سے بولا "کچھ گز بڑی معلوم ہوتی ہے۔"
 "پھر کیا کیا جائے.... دو گھنٹے تو ہو گئے۔"
 "میرا خیال ہے کہ اس عمارت کے لکینوں کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی جاں میں پھنس گیا ہو۔ کیونکہ وہ آنکھیں بند کر کے چلائیں لگانے کا عادی ہے۔"
 "اچھا۔!" ناشاد نے ایک طویل سانس لی "تم معلومات حاصل کرو.... میں بیٹھیں ہوں۔"
 ناشاد وہیں کھڑا گزرتی ہوئی کاروں، ٹرکوں اور بسوں کے نمبر نوٹ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد تنوری واپس آگیا۔

"یہاں گریٹانا تی ایک یوریشن طوانف رہتی ہے۔" اس نے کہا
 "پڑھ نہیں.... یوریشن طوانقوں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے؟" ناشاد نے ٹھنڈی سانس لی اور اس طرح منہ چلانے لگا۔ جسے کچھ کسی چیز کا ذائقہ محسوس کر رہا ہوا!
 "وہ اس لئے اندر نہ گیا ہو گا کہ وہاں کوئی طوانف رہتی ہے۔" تنوری نے تشویش کن سمجھ میں کہلا۔

"بلکہ وہ طوانف کی ماں کے چکر میں ہو گا۔" ناشاد نے بر اسمانہ بٹایا۔
 "تنور کچھ نہ بولا۔ وہ متکفر سا نظر آنے لگا تھا۔"
 "ویکھو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا "میں اندر جا رہا ہوں۔ میرے خیال سے ایک انشور نس ابجٹ تعادف حاصل کئے بغیر بھی مل سکتا ہے۔"
 "اوہ.... چھوڑو.... طوانف ہی تو ہے اتنے بہاؤں کی کیا ضرورت ہے۔ ڈنکے کی چوٹ پر اندر جاؤ۔"

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ سوسائٹی گرلز کا شمار پیشہ ور طوانقوں میں نہیں ہوتا۔"
 "تنوری، ناشاد کوہیں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی راہبداری میں کھڑا گھنٹی کا بیٹن دبارہ ہاتھ۔

تین منٹ تک کوئی جواب نہ ملنے پر تنور آگے بڑھتا چلا گیا اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور جیب میں پڑے ہوئے ریوال پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔
 وہ چلتا رہا۔ پھر اس نے ایک ایک کر کے سارے کمرے دیکھنے شروع کر دیئے۔ لیکن کہیں بھی کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔
 وہ پھر اٹھ لے پاڑاں واپس ہوا اور راہبداری سے ناشاد کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔ دونوں ہی بوکھلائی ہوئی نظر وہیں سے چاروں طرف دیکھتے پھر رہے تھے۔ عمارت میں ایک بھی تنفس لختہ

آیا۔ اکثر کمروں میں سامان اس طرح بکھرا ہوا نظر آہتا تھا جیسے جلدی میں کچھ چیزیں نکال لی گئی ہوں۔ حالات کچھ ایسے ہی تھے جن کی بناء پر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ لوگ بہت جلدی میں وہاں سے رخصت ہوئے ہیں۔ پھر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچ چہاں انہیں فرش پر تھوڑا سا خون نظر آیا۔ یہ نشت کا کرہ تھا۔

"اوہ!" ناشاد حیرت سے آنکھیں چھاڑ کر بولا "تنور! کافی سخیگی سے کوئی کھلیں ہوا ہے.... وہ یکھو!"

اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا جہاں کا پلاسٹر اوہڑ گیا تھا اور پھر انہوں نے ریوال کی گولی بھی نکال لی!

"میرے خدا...." تنور نے ایک لمبی سانس لی اور بولا "ایکس ٹوکھا جائے گا ہمیں!" پھر وہ احمقوں کی طرح پوری عمارت میں چکراتے پھر رہے تھے آخر وہ عقی دروازے تک پہنچ چوکلا ہوا تھا۔ باہر ایک کشاور اور صاف سترہی گلی تھی۔ غالباً وہ لوگ اسی طرف سے فرار ہوئے تھے۔ پوچھ چکھ کرنے پر اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

سامنے ہی والے مکان کے ایک آدمی نے بتایا کہ آدھ گھنٹہ پہلے ایک اسٹیشن ویگن میں گریٹا کسی مریض کو ہپتال لے گئی ہے۔ مریض غالباً بخار کی تیزی کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

"میں تھا!" اس نے کچھ دیر بعد کہا "میں انجر جا رہا ہوں۔ میرے خیال سے ایک انشور نس علاوہ اور کیا ہوتا۔ وہ کریک تھا ناشاد! میں اس کے لئے مغموم ہوں۔"

"اور میں تو ناشاد ہی ہوں ساری عرصہ دنیا کے لئے!"

"تم اس سے زیادہ کریک معلوم ہوتے ہو۔"

انہوں نے اسی عمارت کے فون پر پولیس کو اطلاع دی کہ وہاں ایک واردات ہو گئی ہے.... اور پھر چپ چاپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

عمران اٹھ کر پہنچ گیا۔

اس نے کوشش کی کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ مگر ممکن نہ ہوا۔ روشنداں بھی کافی بلندی پر تھے اور ان کی چوڑائی بھی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ انہیں میں سے کسی کو راہ فرار بنانے کے امکانات پر غور کرتا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سنتھیک کس کی بو محosoں کی اور سمجھ گیا کہ وہ اسے یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں۔ تھریسیا کی تجویز وہ پہلے ہی سن چکا تھا یعنی کافنڈات کے حصول کے لئے وہ اسے زندہ رکھتا

چاہتی تھی۔

ذر اہی سی دیر میں اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

پھر بے ہوشی اور ہوش میں آنے کے درمیانی وقایتے کا احساس اسے نہ ہو سکا۔

آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا دام گھٹ رہا ہو۔

لیکن وہ خوشبود ماغ چکر دیئے دالی تھی۔

اور پیشانی پر گویا انگارے رکھے ہوئے تھے۔

دھاچپل پڑا۔ تھریسا الگ ہٹ گئی۔ اس کے ہونٹ عمران کی پیشانی پر تھے۔

عمران برا سامنہ باتے ہوئے اس طرح اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا جیسے وہاں پھونے ڈنک مار دیا ہو۔

”بڑے شریرو تم...“ تھریسا نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا

”لک... کیا... م... طلب...؟“ عمران ہکلایا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا کروں...“

”کافی پکڑ کر گھر سے نکال دو...“ میں اسی لائق ہوں۔ عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

”تم جیسا آدمی آج تک میری نظرؤں سے نہیں گزر۔“

”تم مجھے آدمی بھختی ہو؟“ عمران نے معموم آواز میں کہا۔ ”تمہارا بہت بہت شکریا!“

”مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ملک والے تمہاری قدر نہیں کرتے... میں تمہارے متعلق ساری معلومات فراہم کر چکی ہوں۔“ تم پولیس کے لئے کام کرتے رہتے ہو۔۔۔ لیکن اس کے باوجود بھی محکم سراغرسانی کا پرنسپل نہیں چھانس لیئے کی تاک میں رہا کرتا ہے۔

”کفیو شس نے کہا تھا۔ جب لوگ خواہ خواہ تمہاری دشمنی پر کربستہ ہو جائیں تو تم آئیں کریم کھانا شروع کر دو۔“

”تم ان پر لعنت بھیج دو۔“

”بھیج دی!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ دنیا کی ایک بہت بڑی عورت تھریسا تمہیں چاہتی ہے۔“

”چاہتی ہے؟“ عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے ذر کے مارے اس کا دام نکل گیا ہو۔

”لیا... تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی چال چل رہی ہوں؟“

”میں نے اب تک تمہیں چلنے نہیں دیکھا۔۔۔ سنابے اگر خوب صورت عورت کی چال بھی

حسین ہو تو سر پک معہ نمبر ۱۱۳ کا اول انعام مبلغ ایک لاکھ روپیہ چار لاکھ خوش نصیبوں میں

”برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔“

”عمران ڈیر...! سنجیدگی سے...! یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے میں محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے بغیر میری زندگی محل ہو جائے گی۔“

”اڑے باپ رے...“ عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ ”کیا تم حق کہہ رہی ہو؟“

”تم ڈرتے کیوں ہو۔ تھریسا تھمہیں دھوکا دے سکتی ہے اور تمہارے لئے خطرناک ہو سکتی ہے۔“

”وہ تو ٹھیک ہے.... مگر میرے والد صاحب!“

”ہاں میں جانتی ہوں۔۔۔ وہ محکم سراغرسانی کے ڈائریکٹر بزرگ ہیں اور تمہاری نالاکیوں کی بنا پر تم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔“

”وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن ایسی صورت میں وہ مجھے ڈھونڈ کر قتل کر دیں گے۔“

”کیسی صورت میں؟“

”اگر مجھے بھی تم سے محبت ہو جائے.... تم نہیں سمجھ سکتیں۔“ عمران نے رو دینے والی آواز میں کہا۔ یہ ایک خاندانی ٹریجڈی ہے۔ میرے دادا صاحب کو کسی سے عشق ہو گیا تھا اس نے ان کا ول تو زدیل۔ انہوں نے اپنی وادی میں صاف کر دی۔ اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رہنے لگے۔ جب ان کی محبوبہ نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو انہوں نے اپنے سر کے بال بھی صاف کر دیتے۔ حتیٰ کہ بھنوں تک مونڈ ڈالیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رویا گرتے۔۔۔ پھر انہوں نے ایک دن بہت بڑی قسم کھاتی تھی۔ ایسی قسم جس نے آئندہ نسلوں کا کیر ٹیر بھی بر باد کر دیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میری اولاد میں سے کسی نے کبھی عشق کیا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر میرے باپ عشق کرنے کی ہمت نہیں کر سکے اور میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا تھا۔ اب بھی اکثر فون پر مجھے دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ہر قسم کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر تم نے کبھی کسی نے عشق کرنا چاہا تو ہر جگہ پہنچ کر تمہیں جان سے مار دوں گا۔ اب تم خود سوچو یہ کیسے مکن ہے!“

”بے تکمیل کو اس کر کے وقت بر باد نہ کرو!“ تھریسا مسکرائی۔ ”تم مجھے اپنے مصنوعی پا گل پن کے جال میں نہیں پھنسا سکتے!“

”تم خود ہو گی پا گل!“ عمران بگزد گیا۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں کاغذات کی ضرورت ہے۔۔۔ اور اب تم یہ حرba استعمال کر رہی ہو۔“

”شش....“ تھریسیا بر اسمہ بنا کر بولی۔ ”سیر و تشدید کامہر ہے۔ نت نے طریقہ ایجاد کرتا ہے۔ میں نہ جانے کتوں کو اس کی گرفت میں بلبلاتے دیکھ چکی ہوں۔ تمہاری کیا حقیقت ہے؟“

”اچھا! اپنے اس سیر سے کہو کہ مجھ پر تشدید کرے!“

”دیکھو میں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ اب کاغذات میں مجھے دلچسپی نہیں رہ گئی... میں تو تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔“

”اس کے لئے تمہیں میرے ماں باپ سے گفت و شنید کرنی پڑے گی۔“ عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ ”تم ان کا تحریری اجازت نامہ لاو، میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔“

”اچھا....“ تھریسیا دانت پیس کر بولی.... ”میں تمہیں دیکھ لوں گی۔“

”اور جو کچھ بھی نظر آئے.... اس کے انجام سے مجھے بھی آگاہ کر دینا.... میرا پتہ ہے....“

تھریسیا اس کی پوری بات سننے کے لئے وہاں نہیں نہبری اعمان اس کے قدموں کی آواز سنتا رہتا۔

اسے حیرت ہوئی کہ کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ غالباً خواب گاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ عمران اس وقت ایک آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ مسہری بڑی شاندار تھی۔ اس کے علاوہ کمرے کے دوسرے ساز و سامان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خواب گاہ ہی ہو سکتی ہے۔ عمران مسہری سے اچھل کر فرش پر آیا۔ جوتے پہننے اور کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں کمرے میں آگرا۔

اس کی نظر راہداری میں بکھرے ہوئے تاروں پر نہیں پڑی تھی ان تاروں میں کرنٹ موجود تھا۔ شاید تھریسیا نے یہاں سے نکلنے کے بعد سوچ آن کر دیا تھا۔

॥

ای رات کو برآ راست سر سلطان کی طرف سے جولیانا فژروائز کو اطلاع ملی کہ وہ کاغذات ملکہ خارج کے سیف بکس سے غائب ہو گئے۔

جولیانا اور اس کے ساتھی ٹرانسپر کے ذریعہ ایک نو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ سر سلطان نے عمران کے فیٹ کی طرف آدمی دوڑائے۔ لیکن... وہ تھا کہاں! معاملہ چونکہ ایسا نہیں تھا جسے منظر عام پر لایا جا سکتا۔ اس نے کاغذات (

خون کے پیاسے

کی چوری کی روپورٹ پولیس کو بھی نہ دی جا سکی۔ ان کے لئے اگر کچھ کر سکتے تھے تو مجھے کی سیکرٹ سروس کے ممبر ہی کر سکتے تھے۔ جولیانا فژروائز کو عمران کی فکر پہلے ہی سے تھی۔ اس وقت سے جب توری اور ناشاد نے اس کی گشادگی کی اطلاع دی تھی۔

اس کے بیچے ساتھی شہر میں پھیل گئے تھے اور وہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ٹرانسپر پر ان پیغامات کو سن رہی تھی۔ دفعٹا سے توری کی طرف سے ایک امید افزای پیغام ملا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

”جو لیا! میں ایک آدمی کے تعاقب نہیں ہوں۔ وہ ایک غیر ملکی ہے جسے ہم نے اس عمارت سے نکلتے دیکھا تھا۔“

جولیانے اسے اس پر نظر رکھنے کی تاکید کی اور دوسروں کے لئے پیغامات نشر کرنے لگی۔ پھر اس نے فون پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا۔

”جو لیا اسپیلنک سر!“

”کیا بات ہے؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”وہ کاغذات کس وقت غائب ہوئے؟“

”کچھ نہیں کہا جا سکتا۔... ہو سکتا ہے دن کو کسی وقت غائب ہوئے ہوں۔ سیف کھلا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ اسی رات کی بات ہے میں نے خود دیکھا تھا... اپنی آنکھوں سے!“

”آپ... اس وقت رات کو وہاں....“ جولیانے حیرت سے دہر لیا۔

”ہاں... ایک ضروری دستاویز مکمل کرائی تھی اب وہ کاغذات بہت ضروری ہو گئے ہیں... انہیں ہر حال میں ملنا ہی چاہئے...!“

”کوشش کی جا رہی ہے جتاب....!“ چیف آفسر صاحب سے اب تک رابطہ نہیں قائم کیا جا سکا۔... ہو سکتا ہے حفاظت کے خیال سے وہ خود ہی نکال لے گئے ہوں!“

”پختہ نہیں!“ سر سلطان نے سلسہ منقطع کر دیا۔ اور جولیانا کی گھری سوچ میں ڈوب گئی۔ اس کی آنکھوں میں ذہنی ابھمن کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے!

۱۲

تھریسیا نے راہداری میں رک کر سوچ آف کر دیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی عمران فرش پر چٹ پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اکر

طرح گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے دم اکٹھ رچا ہو۔
تھریسا جھپٹ کراس کے قریب پہنچی اور جھک کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ کر سوچ بورڈ کے قریب آئی اور اس پر لگے ہوئے ایک بن پر انگلی رکھ دی.... دوسرا سے ہی لمحے میں عمارت کے مختلف حصوں میں گھنٹیاں بجیں اور جلد ہی چھ آدمی وہاں پہنچ گئے۔ جن میں سیرہ بھی تھا....

"اسے اٹھاو!... تھریسا نے کہا" شاک لگا ہے۔"

"مر نے دیجئے؟" سیرہ نے لاپرواں سے کہا۔ "یہ خیال فضول ہے کہ اس سے کافیات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"کیا تم نے سنائیں؟... میں نے کیا کہا ہے؟"

"اٹھاؤ!" سیرہ نے دوسروں سے کہا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں!"

سیرہ براسامنہ بنتا ہوئے جھکا اور پھر وہ عمران کو وہاں سے اٹھا کر ایک کمرے میں لے آئے۔ اسے ایک بڑی میز پر لانا دیا گیا اور بجلی کا ایٹرزاکل کرنے کے لئے مختلف تمایر اختیار کی جانے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عمران کی ایکنگ بڑی شاندار تھی۔ وہ قطعی ہوش میں تھا۔ اس نے یہ حرکت محض اسی لئے کی تھی کہ کسی طرح عمارت سے نکل سکے۔ اسے شاک ضرور لگا تھا مگر اتنا شدید نہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر کے لئے ضرور اس کا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ لیکن اب وہ پھر پہلے ہی کی سی توتنائی محسوس کر رہا تھا۔ اور کسی وقت بھی انہیں متغیر کرنے کے لئے اچاک کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ اسے کس طرح یہاں سے نکلا جائے؟... وہ نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کئے پڑا تھیں سوچتا رہا۔

دفعٹا کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک طویل قامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے جسم پر لمبا یا کوت تھا جس کے کارکنوں نکل اٹھے ہوئے تھے اور فلک ہیٹ کا گوش پنجے جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پھرے کا ایک چھوٹا سا سوت کیس نظر آ رہا تھا۔

"الفانی؟" تھریسا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں ماوم.... کافیات حاصل کرنے لئے.... سیرہ سے اتنا بھی نہ ہو سکا!"

"تم آئے کب؟"

"کئی دن سے یہاں ہوں۔ اس دوران میں نالاکن آدمیوں کی کارگزاریاں دیکھتا رہا۔"

"اوہ.... مگر یہ کون ہے۔ ارے یہ تو وہی ہے.... کیا ہوا؟...."

اس نے کوت کے کارل پنج گردائی تھے اور عمران کو گھوڑہ رہا تھا۔ یہ لمبتو اچھہ اور عقاب کی چونچ کی سی ناک رکھتا تھا۔ آنکھیں بھوری اور چکلی تھیں اسونت باریک اور ٹھوڑی معمول سے

بڑی تھی۔ بہر حال وہ خدوحال کے اعتبار سے ایک اپنی تھی درجہ اذیت پسند آدمی معلوم ہوتا تھا۔
"ہاں یہ عمران ہے؟" تھریسا بے دلی سے بولی "میں کو شش کر دی تھی اس سے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ ایکٹرک شاک سے بے ہوش ہو گیا ہے۔"
عمران میک اپ میں نہیں تھا۔ شاید پہلی ہی بے ہوش تھی کی حالت میں تھریسا نے اس کا چہرہ صاف کر دیا تھا۔

"اسے ہر حال میں مر جانا چاہئے مادام...."

"ہوں!" تھریسا نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔

"پہلے مجھے ہوش میں آجائے دو۔" عمران نے آنکھیں کھو لے بغیر کہا۔

کمرے میں سناتا چاہا گیا۔ عمران کہنیاں نیک کر اٹھا اور میز ہی پر بیٹھا رہا۔ اس نے تھرینیا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جھجھلاتھ کے آثار تھے۔ بہر حال اس نے دروازے قریب ایک اشول پر وہی سوت کیس رکھا ہوا دیکھا جس کے لئے وہ اب تک طرح طرح کے مصائب جھیلتا رہا تھا۔

دفعٹا اس نے کہا "یہ کس کا جیاں ہے کہ مجھے اب مر جانا چاہئے؟"

اس نے ایک ایک کے چہرے پر جواب طلب انداز میں نظر ڈالی۔ وہ سب خاموش رہے۔

تھریسا اپنا تھلا ہونٹ چباری تھی۔

دفعٹا الفانی آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ عمران کے کانوں کی طرف بڑھائے۔

لیکن دوسرا سے ہی لمحے میں عمران کا سارا اس کے سینے پر پڑا اور وہ کئی گز پیچھے کھک گیا۔

عمران چھلانگ لگا کر میز کے پنجے آگیا۔ بقیہ آدمی چاروں طرف پھیل گئے۔

"ٹھہرو!" تھریسا یا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "سب لوگ الگ رہیں۔۔۔ الفانی!.. اسے شاید اپنی

طااقت اور مکاری پر بڑا گھنٹہ ہے۔ تم اسے سیدھا کرو۔"

سیرہ نے پھر براسامنہ بنا کر کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر خاموش ہی رہا الفانی اپنا اور کوت اتار رہا تھا۔

"میز ایک طرف ہٹا دی جائے؟" تھریسا نے کہا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی۔ اب الفانی کے جسم پر ایک تعمیل اور پتلون رہ گئی تھی اور وہ کسی دیو کی

طرح کھڑا عمران کو اس طرح گھوڑہ رہا تھا، جیسے اس باشنسے نے اس کی توہین کی ہو۔ وہ عمران سے

کہیں زیادہ لمبا اور توہا معلوم ہوتا تھا۔ دفعٹا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے جیسے

اسے بازوؤں میں لے کر اس وقت تک بھینپتا رہے گا جب تک کہ اس کا دام نہ نکل جائے.... وہ

آگے بڑھا اور عمران سہی ہوئے انداز میں پیچھے بہا رہا۔ بقیہ لوگ دور کھڑے تھے۔ اور تھریسا

میز سے بکی ہوئی تھی نہ جانے کیوں عمران کو خوفزدہ دیکھ کر اس کے چہرے سے اضطراب ظاہر

”دیکھو تا... اب بالکل نہیں ہوں....“ عمران نے دو تین بار پتنترے بدلتے
”تو خواہ مخواہ مجھے رات بھر بور کرتے رہے تھے؟“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”پھر کیا کرتا۔ اگر میں تم سے کہتا کہ تینیں رہ جاؤ تو تم تیار نہ ہو تیں۔“
”لے! تو ہم نے کیا قصور کیا تھا؟“ ناشاد چنگھاڑ کر بولا۔

یہ تینوں رات بھر جاتے رہے تھے۔ عمران کچھ بایسے ہی دردناک انداز میں کراہتا کہ وہ اس
کے لئے معموم ہو جاتے۔ جولیا تو اس کے سرہانے ہی بیٹھی رہی تھی۔

چھپلی رات تیور ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا اپنے تین ساتھیوں سمیت نہیں اس وقت
اس عمارت کے قریب پہنچا تھا جب عمران وہاں سے سوت کیس لے کر نکل رہا تھا۔ غیر ملکی اور
عمران ایک دوسرے سے نکلا گئے تھے اور میں سے یہ دلچسپ گھیل شروع ہوا تھا جس نے
تھریسا اور الفانے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے پیچے جھپٹے والوں نے باہر نکلا جا ہا
لیکن تیور نے ان پر فائز کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے ”پولیس“ کا نعرہ بھی لگایا تھا۔ اور پھر وہ فائز
کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے رہے تھے۔ رہا عمران.... تو وہ ایسے میں کہاں ٹھہر نے والا تھا۔
ممکن ہے وہ آخری تھفیہ کے لئے رک بھی جاتا لیکن اس وقت کاغذات کی حفاظت مقدم تھی۔

وہاں سے وہ سیدھا جولیا کے ہوٹل میں آیا تھا۔ اور وہاں نہ جانے کیوں پاؤں میں موچ
آجائے کا بہانہ تراش بیٹھا تھا.... ہو سکتا ہے مقصد جولیا کی بوکھاہت سے لطف انداز ہونا رہا ہو۔
واقعی وہ الجھن میں پڑ گئی تھی کہ اس کے لئے کیا کرے۔ کیونکہ اب وہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔
جولیا نے اسی سر اسی مگری میں یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ وہاں تک کیسے پہنچا تھا۔ بہر حال وہ کسی نہ کسی
طرح سے اس کے فلیٹ تک لے آئی تھی۔ پھر عمران نے وہ اودھم مچایا، اتنی چیخم دھماڑ کی کہ
جو لیا کو رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ دوسرا طرف تیور کے ہاتھ صرف تین دلیکی آدمی
آسکے غیر ملکی سب نکل گئے۔ بہر حال انہیں چونکہ شبہ تھا کہ عمران کاغذات لے کر بھاگا ہے اس
لئے وہ پہلے تو جولیا کے ہوٹل گئے اور پھر عمران کے فلیٹ کی راہ لی۔ کیونکہ جولیا ہوٹل میں
موجود نہیں تھی۔

یہاں عمران کی حالت عجیب تھی۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ پیر میں موچ نہیں ہے۔ اگر موچ ہوتی
تو درم بھی ہوتا۔ مگر وہ حق رہا تھا کہ اگر موچ نہیں ہے.... تو میں کھڑا کیوں نہیں ہو سکتا۔
میرا پتیر کیوں ٹوٹا جا رہا ہے؟

پھر ڈاکٹر کو یہ کہنا پڑا کہ ممکن ہے کوئی اور وجہ ہو اور جب تک اس نے تسلیم نہیں کر لیا کہ
عمران شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہے۔ عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔.... اس نے ایک
انجکشن بھی لیا۔.... یہ اور بات ہے کہ وہ صرف ڈسٹلڈ واٹر کی راہ پر ہو۔
بہر حال تیور.... جولیا.... اور ناشاد رات بھر اس کی تیارداری کرتے رہے۔ کاغذات۔

نے لگا تھا۔

عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے نہ تارہ۔

دفعہ الفانے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور اس کی ناموں سے نکل
کر سوٹ کیس پر جھپٹا مارا۔ چشم زدن میں وہ کمرے سے باہر تھا اور الفانے منہ کے مل فرش پر!
اس کے منہ سے نکلنے والی گالی دھماڑ میں تبدیل ہو گئی۔

”پکڑو!.... دوڑو!.... سور کے بچو!“ وہ خود بھی کر دروازے کی طرف جھپٹا۔

سب نکل گئے کمرے سے.... مگر تھریسا بے حس و حرکت وہیں بکھری رہی۔ اس کی
آنکھوں سے اطمینان مترش تھا اور ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں
یہ مسکراہٹ غصے میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اس نے فائزوں کی آوازیں سنی تھیں۔ اسے اپنے
آدمیوں کی حفاظت پر غصہ آگیا۔ گوکہ یہ عمارت زیادہ آباد حصے میں نہیں تھی۔ پھر بھی اس قسم
کی بداعتیا طی اس کی دانت میں خطرناک تھی۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں دروازے کی طرف
بڑھی ہی تھی کہ الفانے اس سے گلراتے گلراتے بچا۔

”مادام... پولیس.... جلدی سمجھنے ورنہ شاید ہم گھر جائیں گے یا شاید گھر پہنچے ہوں۔“

اس کے ساتھ سیر و بھی تھا۔

”کاغذات؟“ تھریسا نے کپکپائی ہوئی آواز میں کہا۔

”گھے.... جلدی اور لوگ انہیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔“

الفانے نے تھریسا کا ہاتھ پکڑا اور وہ تیوں ایک طرف دوڑنے لگے۔ عمارت کا عقیقی دروازہ
بڑی جلدی سے کھولا گیا اور وہ باری باری سے باہر کو گئے۔ در تک کھیتوں کے سلسلے تار کی میں
ڈوبے پڑے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں ایک پلٹ پر آنکھیں بند کئے چت پڑا تھا۔ کمرے میں جولیا نا فڑواڑ
کے علاوہ تیور اور ناشاد بھی موجود تھے۔

اچانک عمران نے لیئے لیئے چھلانگ لگائی.... اور فرش پر کھڑا ہو گیا۔

”ارے!“ جولیا حیرت سے بولی.... ”تمہارے پیر میں تو موچ تھی۔“

”اب نہیک ہو گئی....“ عمران نے بڑی سعادت مندی سے سر ہلا کر کہا۔
تیور نے قہقهہ لگایا۔ ناشاد نے بھی دانت نکالے لیکن پھر اس طرح منہ بند کر لیا جیسے کسی
غلظی کے ارتکاب سے خود کو پیلایا ہو۔

دوبارہ سر سلطان تک پہنچا دیئے گئے تھے اور عمران کی حالت معلوم کر کے انہوں نے فون پر ان
تینوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کی تیارداری کریں!

اب اس وقت جب انہیں معلوم ہوا کہ عمران خواہ پریشان کرتا رہا تھا تو انہیں بڑا غصہ آیا۔
ناشاد کہہ رہا تھا ”اسے یاد رکھنا... اور پھر اس وقت کچھ نہ کہتا جب میری باری آئے۔“

”خدا کرنے جلدی سے باری آئے۔“ عمران نے بڑے خلوص سے کہا ”تمہاری پدونوں
ٹانگیں ٹوٹ جائیں.... اور میں تیارداری کر کے بدلتا اتار سکوں.... آمین!“

”اگر میں نہ پہنچتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا پچھلی رات!“ تورینے بر اسمانہ بنا کر کہا۔

”تمہیں کاغذات کی ہوا بھی نہ لگی اور میں لکھ پی ہو جاتا۔“ عمران میں سکرا کر کہا ”مگر تم
لوگوں کو نہ جانے کس گدھے نے اس محکے کے لئے منتخب کیا ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ
تمہری سیالیا الفانے کو پکڑ سکتے.... ارے پکڑا بھی تو انہیں جو میرے ایک اشادر پر ہھکڑا یوں کے
لئے اپنے ہاتھ خود ہی پیش کر دیتے۔“

”بل ختم کرو!“ جولیاٹھی ہوئی بولی۔ ”آنندہ تم سے بات نہ کی جائے گی۔“

”ارے تم سب بیک وقت خفا ہو گئے۔ میں دعا کروں گا کہ خدا مجھے جلد تم لوگوں کی
تیارداری کا موقع دے.... خدا کرنے تھمارے چیچک نکل آئے تاکہ میں رات بھر جاگ کر
تمہاری دیکھ بھال کروں۔ خدا کرنے تویر کم از کم ایک ہفت کے لئے انہا ہو جائے تاکہ میں اس
کی خدمت کر کے بدلتا اتار سکوں.... خدا کرنے ناشاد۔“

”بس خاموش رہو!“ ناشاد ہلاڑا۔ ”ورنہ میں تمہارے حلق میں گھونسہ اتار دوں گا۔“

”اچھا.... جاؤ....“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی، تم لوگوں کی وجہ سے میں ہمیشہ خمارے
میں رہتا ہوں.... مگر.... ابھی کیا ہے.... الفانے اور تمہری آسانی سے ٹکست کھانے
والوں میں سے نہیں ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ ابھی ان کاغذات کی کوئی قیمت یا اہمیت نہیں
ہے۔“

”کیوں؟“ جولیا نے پوچھا۔

”اپنے چھا ایکس نو سے پوچھنا.... مگر شاید اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو....“

”ارے جھک مار رہا ہے....“ تورینے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔
اور پھر وہ تینوں عمران کو برا بھلا کہتے ہوئے قیثت سے چلے گئے۔

عمران سیریز

الف نے

تیسا ر حصہ

پیش رس

سوال یہ ہے کہ ہر لفظ میں کیا لکھا جائے ظاہر ہے کہ پیش لفظ کی کامیابی کے متعلق ہوتا ہے لیکن جب آپ خود ہی پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے لکھنا ہی فضول ہے۔ میں آج تک یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ پیش لفظ کیوں لکھے جاتے ہیں ویسے لکھ ضرور دیتا ہوں۔ یہی رسم چلی آرہی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ پیش لفظ تجارتی نقطہ نظر سے بہت ضروری ہے تو یہ عرض کروں گا کہ آج تک میں نے کسی شریف آدمی کو بکشان پر کھڑے ہو کر پیش لفظ پڑھنے نہیں دیکھا۔ کتابیں خرید لینے کے بعد ہی پیش لفظ بھی پڑھے جاتے ہیں بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ سرے سے پڑھے ہی نہیں جاتے۔ مگر پھر بھی پیش لفظ لکھنے پر مجبور ہوں یہی ہوتا ہے آیا ہے۔ لہذا ہو کر رہے گا۔

مگر کیا لکھوں؟

یہ کہانی تو خیر آپ پڑھنے ہی جارہے ہیں۔ اچھا خاص نمبر کے متعلق ہی سی جو اس کے بعد کاشاہہ ہو گا۔ کوشش کی جادہ ہی ہے کہ یہ عام شماروں سے ہر حال میں مختلف ہو۔ ایک نئے ماحول اور نئے انداز کی کہانی پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

اکثر حضرات کی فرمائش ہے کہ عمران یوسف میں سائنس فکشن بھی پیش کئے جائیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ سائنس فکشن کے لئے زیادہ صفات درکار ہوتے ہیں۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ عمران کی جو بلی نمبر میں سائنس فکشن ہی پیش کیا جائے۔

میں ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جو مجھے خطوط لکھتے رہتے ہیں۔ کوشش یہی کی جاتی ہے کہ انہیں جواب لکھے جائیں لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بخی قلمب کے خط، کے جوابات جانے سے رہ جاتے ہیں لہذا مجھے مصروف بھجو کر معاف کر دیں۔

این صفحہ

۱۹۵۷ء / فروری

ایک دراز قد آدمی کچھ اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو۔ وہ زینے پر لٹکھرا کر دیوار کا سہارا ضرور لیتا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اور کوٹ تھامس کے کالسرے تک اٹھے ہوئے تھے اور پھر فلٹ ہیٹ کا گوشہ اس طرح پیشانی پر جھکا ہوا تھا کہ اس کی صورت نہیں دیکھی جاسکتی تھی۔

حالانکہ پیر امام اونٹ بلڈنگ میں لفت بھی موجود تھی لیکن نہ جانے کیوں اس نے زینوں کو لفت پر ترجیح دی تھی۔ کیا نئے کی حالت میں اس کے قدم خود کشی کی طرف بڑھ رہے تھے؟ کیا شراب نے اس کا دماغ ماذف کر دیا تھا؟

اگر یہ پیر امام اونٹ بلڈنگ کا واقعہ نہ ہوتا تو لوگ اسے حرمت سے دیکھتے۔۔۔ یہاں کے اتنی فرمات تھی کہ اس کی اس عجیب و غریب حرکت پر غور کرتا یہ پیر امام اونٹ بلڈنگ تھی۔۔۔ شہر کا سب سے بڑا تجارتی مرکز!

اس ہفت منزلہ عمارت میں سیکنڈوں تجارتی دفاتر تھے۔ یہاں دن بھر آدمیوں کی ریل پیل رہتی تھی۔ اس کے باوجود بھی یہاں عجیب باتوں پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

طویل قامت آدمی اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا۔ رات کے آٹھ بجے تھے لیکن اس وقت بھی عمارت کی کھڑکیوں میں روشنی نظر آرہی تھی یہاں بہترے دفاتر ایسے تھے جو دن رات کھل رہتے تھے۔

طویل قامت آدمی تیری منزل کی ایک راہداری میں مڑ گیا۔ لیکن اب وہ رک گیا تھا اس نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر چلنے لگا۔ لیکن اب اس کی چال میں لٹکھاہٹ کی بجائے لٹگڑاہٹ تھی۔ زینوں پر یہ لٹکھاہٹ معلوم ہوتی تھی۔ ایک فلیٹ کے دروازے پر وہ رکا۔ جس پر گلے ہوئے بورڈ پر تحریر تھا۔

”اوہ.... یہ کچھ نہیں۔“ التحرے مسکرایا۔ ”میں زخمی ہو گیا ہوں۔“ اس کی سختی موچپیں ہونوں کو ڈھکے ہوئے تھیں۔ گالوں کے پھیلاؤ سے لڑکی کو اس سکراہت کا احساس ہوا تھا۔ ”کیا میں کچھ خدمت کر سکتی ہوں۔“ لڑکی نے کہا۔ وہ بہت زیادہ متاثر نظر آرہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رو دے گی۔

سختی موچپوں سے التحرے کے سفید دانتوں کی قطار جھانکنے لگی وہ نہ رہا تھا۔ ”تم بہت کمزور دل کی معلوم ہوتی ہو۔ میری مدد نہیں کر سکو گی۔ میری ران میں روی الور کی گولی موجود ہے اسے میں خود ہی نکال لوں گا.... تم جاؤ!“

”میں ڈاکٹر کو فون کر دوں۔“

”نہیں.... بے بی.... تم جاؤ.... میں خود بھی کسی ڈاکٹر سے مدد لے سکتا تھا.... لیکن....“

”بھگرا ہوا تھا۔“

”نہیں!“ التحرے نے خشک لبجھ میں کہا۔ غالباً وہ لڑکی کے سوالات سے آتنا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اب وہ چلی ہی جائے وہ اپنے خشک ہونوں پر زبان پھیر کر بولا۔ ”یہ ایک اتفاقیہ حادثے کا نتیجہ ہے۔ درست میں یہاں آنے کی بجائے پولیس اسٹشن جاتا ہے۔ ہم نشانہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ مگر تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گی۔“

”اوہ نہیں مسٹر التحرے.... مگر آپ تھا ہیں.... اکیلے آپ کیا کر سکیں گے کس طرح گولی نکالیں گے۔“

”اچھا تم کیا کر سکو گی۔“

”میں ایک تربیت یافتہ نر ہوں.... مسٹر التحرے!“

”تعجب ہے۔“ التحرے کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔ ”تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا۔ تم تو ایک اسٹینوگرافر ہو۔“

”جی ہاں! شارت ہینڈ میں نے اس پیشے کو ترک کرنے کے بعد سیکھا تھا۔“

”اچ.... چھا.... آو.... میں دیکھوں گا کہ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو۔“

تیرے کرے کی ایک الماری کھول کر التحرے نے فرشت ایڈ کا سامان نکالا۔ اسی کے ساتھ جراجی کے کچھ آلات بھی برآمد ہوئے جنہیں لڑکی نے ایک برتن میں ڈال کر ہیٹھ پر رکھ دیا۔

”مگر مسٹر التحرے!.... گولی کون نکالے گا!“

”التحرے اینڈ کو فارورڈ گک اینڈ کلکٹر گک اینڈ!“ دراز قد آدمی نے سختی کا بیٹن دبایا۔ اور ہلکی سی کراہ کے ساتھ دیوار سے لگ گیا۔ اندر سے دروازہ ٹکلتے ہی وہ پھر سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ دروازہ کھولنے والا ایک ۱۸ سالہ لڑکا تھا جس کے جسم پر چڑپا اسیوں کی وردی تھی۔

دراز قد آدمی نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر دروازے سے باہر سکھنے لیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”بھاگ جاؤ.... چھٹی.... یہ لو۔ سینڈ شوڈ یکھنا!“ اس نے جیب سے ایک مڑا نوٹ نکال کر لڑکے کی ٹھیکی میں بند کر دیا۔

”سلام صاحب!“ لڑکے نے فوجیوں کے سے انداز میں اسے سلام کیا۔

”سلام! بھاگ جاؤ۔“ دراز قد آدمی بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔ لڑکا تھیزی سے چلتا ہوا زینوں پر مرمگیا۔ دراز قد آدمی فیٹ میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اپنا اور کوٹ اتار۔ فلت ہیٹ کر سینڈ پر چھپکی۔ اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ یہ ایک سفید فام غیر ملکی تھا دوسرے کمرے میں داخل ہو کر اس نے ناپ رائز پر جھی ہوئی لڑکی کو جھنچھوڑا۔ وہ اوپر گھر رہی تھی۔

”کیا تم یہاں سونے کے لئے آئی ہو۔“ لبے آدمی نے غرا کر کہا۔

”نہیں! مسٹر التحرے.... مجھے افسوس ہے۔“ لڑکی خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ دراز قد آدمی نے ایک بھدا ساق قبھہ لگایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دس کا ایک نوٹ سکھچتا ہوا بولا۔ ”جاو.... چھٹی.... سینڈ شوڈ یکھنا!“

لڑکی تھیزہ گئی۔ یہ ایک چھوٹے قبکی معصوم صورت یوریشین لڑکی تھی۔

”میں نہیں سمجھی جناب!“ اس نے آہستہ سے کہا۔

”تم چھٹی نہیں سمجھتیں.... جاؤ.... آج اور نام نہیں ہو گا۔“ اس نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ مسٹر التحرے.... پلیز۔“ لڑکی نوٹ لے کر اپناوٹی میگ سنجالے گئی۔ دفعہ اس کی نظر فرش پر پڑی جہاں التحرے کھڑا تھا۔ اور وہ ہونٹ سکوڑ کھڑی ہو گئی۔

”خون.... مسٹر التحرے!.... وہ کپکاپی ہوئی آواز میں بولی۔ ”آپ زخمی ہیں.... مسٹر التحرے.... آپ کا پیر۔“

پھر اس کی نظر التحرے کی ران پر جم گئی جہاں پتوں میں ایک سوراخ تھا۔ اور اس کے گرد خون کا ایک بڑا سادھہ پہ...

"میں نکالوں گا۔" التحریر مکریا۔

"مجھے جرت ہے.... آپ ہم لوگوں کی طرح عام آدمی معلوم نہیں ہوتے!"

"اوہ... نہیں تو...." التحریر ہنسنے لگا۔

وہ زخم کھول پکا تھا جس سے اب بھی خون بہ رہا تھا۔ لڑکی نے اسے جرت سے دیکھا اور التحریر کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی لیکن وہ پر سکون نظر آ رہا تھا۔ لڑکی کی جرت اور بڑھ گئی۔

"سو زی! تم تمحیر ہو؟" التحریر نے پھر قہقہہ لگایا۔ "میرا سارا جسم زخموں سے داندرا ہے۔ پچھلی بندگ میں میرے جسم کا قیمه بن گیا تھا۔ پھر بھی میں نے ڈاکٹروں کو تمحیر کر کے چھوڑا۔ ان کا خیال تھا کہ میرے جسم میں کوئی خبیث روح موجود ہے۔ اگر شریف روح ہوتی تو کبھی کی پرواز کر پچکی ہوتی۔"

سو زی تمحیر انداز میں صرف سنتی رہی کچھ بولی نہیں۔ التحریر نے کھولتے ہوئے پانی کے برتن سے ایک چھپی نکالی اور سو زی اس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی پتھر کا ہے یا فولاد کا.... وہ اتنے ہی انہماک کے ساتھ زخم سے گولی نکالنے میں مشغول تھا جیسے ہتھیلی میں چھپی ہوئی کسی پانی سے کرید رہا ہو۔ گولی کے نکلنے میں دیر نہیں گئی۔ التحریر آواز سے ہنس رہا تھا سو زی کو یہ بھی کچھ ہذیانی قسم کی معلوم ہوئی۔ بالکل ایسی ہی جیسے شدت درد سے کراہیں نہ نکلی ہوں قہقہے بھوٹ پڑے ہوں۔

"اب تم اپنا کام شروع کر دوا!" اس نے کہا۔

"مگر جناب! آپ کے فرست ایڈیشن میں مرکری کردم کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔"

"وہی چلے دو۔ پرواہ مت کرو۔ میں اس وقت کہیں نہیں جا سکتا اور نہ ڈاکٹر کو طلب کر سکتا ہوں۔" سو زی زخم کی ڈرینیگ کرنے لگی۔ مگر اس کے ہاتھ بری طرح کاپ رہے تھے نہ جانے کیوں اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ حقچ کسی خبیث روح کے چکر میں پڑ گئی ہو۔

ڈرینیگ ہو جانے کے بعد التحریر نے سو زی سے کہا۔ "لڑکی میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اسے ابھی سے نوٹ کرلو کہ میں یورپ کے دورے پر جاتے وقت تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤ گا۔ اس سے تمہارے تجربات میں اضافہ ہو گا۔"

"میں شکریہ ادا کرتی ہوں! امیر شریعت!" سو زی نے خادمانہ انداز میں کہا۔

"مگر دیکھو.... تم میرے زخمی ہو جانے کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی.... اس سے خدش ہے کہ میرا وہ دوست مصیبت میں پھنس نہ جائے.... جس کی گولی سے میں زخمی ہوا تھا۔"

"میں کسی سے بھی تذکرہ نہیں کروں گی جتاب!"
"شکریہ!... اب تم جائیتی ہو۔"

سو زی مزید کچھ کہے بغیر فلیٹ سے نکل آئی..... نہ جانے کیوں اس کے ذہن پر ایک انجمنا ساخوف مسلط ہو تا جارہا تھا۔

O

عمران کے اس فون کی گھنٹی بجی، جس کے نمبر ٹیکلیفون ڈائرکٹری میں درج نہیں تھے۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا وسری طرف سے بولنے والی جو لیٹا فزور و اڑ تھی۔

"تو یور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے جتاب!"
"کیسے.... کس طرح؟"

سراج گنج کی ایک تاریک گلی میں اسے چند نامعلوم آدمیوں نے گھیر لیا۔ غالباً اسے پکڑ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن تو یور نے فارٹنگ شروع کر دی جواب میں ان لوگوں نے بھی گولیاں چلا کریں تو یور کے دونوں بازوں زخمی ہو گئے ہیں اور وہ اس وقت سول ہسپتال میں ہے۔ غالباً اب پولیس اس کا بیان لینے کے لئے پہنچ گئی ہو گی۔"

"کیا تو یور حملہ آؤں میں سے کسی کو پہچان سکتا تھا؟"

"نہیں جتاب! اگلی تاریک تھی۔ یہ اس کا خیال ہے کہ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو ضرور زخمی کیا ہے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس نے کہا ہے اور سکنے کی آوازیں سنی تھیں!"

"اس کے زخموں کی حالت محدود تھیں ہے۔"

"نہیں جتاب! وہ ہوش میں ہے۔"

"تم کہاں سے بول رہی ہو؟"

"سول ہسپتال سے!"

"اچھا تو اسے سمجھا دو کہ اس کا بیان غیر واضح اور بہم ہونا چاہئے..... بلکہ اگر وہ بڑی رقم لٹ جانے کی کہانی سنائے تو اور اچھا ہے۔"

”بہت بہتر جناب!... بیان ہو جانے کے بعد میں پھر فون کروں گی۔“
دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ گراں ایک طویل انگرائی اور
اس طرح منہ چلاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا جیسے دھوکے سے کوئی کڑو کیا یا کیلی چیز کھا گیا
ہو۔ اس نے اپنے نوکر سلیمان کو آواز دی چونکہ وہ تقریباً دو گھنٹے تک خاموش بیٹھا تھا اس لئے
اب اس کی زبان میں کلبلائٹ شروع ہو گئی تھی۔
سلیمان آگیا۔

”ابے وہ تو نے اپنے دادا کا نام کیا بتایا تھا۔ میں بھول گیا۔“ عمران اس طرح بولا جیسے
یادداشت پر زور دے رہا ہو۔

”کیا کچھ گایا کر کے ...!“ سلیمان نے بیزاری سے کہا۔

”صبر کروں گایا کر کے ... تو بتاتا ہے کہ یا ہم سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نالائق!“

”گلزار نام تھا!“

”کیا داڑھی گلاب کے پھول کی شکل کی تھی؟“

”نہیں تو... ویسی ہی تھی.... جیسی سب کی ہوتی ہے۔“

”ابے تو پھر گلزار کیوں نام تھا؟“ عمران غصیل آواز میں دہلا۔

”میں نہیں جانتا... آپ میرے دادا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں!“

”اچھا... جل چھوڑ دیا... پر دادا کا کیا نام ہے؟“

”مجھے نہیں معلوم۔“

”ابے تجھے اپنے پر دادے کا نام نہیں معلوم۔“

”میرا پر دادا تھا ہی نہیں۔“ سلیمان نے بر اسمہ بنا کر کہا۔

”تب پھر تجھے سے زیادہ بد نصیب آدمی روئے زمین پر نہ ملے گا۔“

”صاحب ہانڈی جل رہی ہے... مجھے جانے دیجئے!“

”اچھا بے ہمیں الو بنا تا ہے کیا کاغذ کی ہانڈی بے کہ جل جائے گی!“

”صاحب!“ سلیمان اسے گھورتا ہوا بولا۔

”کیا کہتا ہے؟“

”میرا حساب کر دیجئے... میں اب بیہاں نہیں رہوں گا۔“

”حساب...“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”حساب! اچھا کاغذ پنل لے کر ادھر بیٹھ۔“

”مجھے لکھنا نہیں آتا!“

”اچھی بات ہے.... جب لکھنا آجائے تو مجھے بتا۔... میں حساب کر دوں گا۔“
پرانی بیویت فون کی گھنٹی بجی اور یہ سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔

عمران نے کمرے میں جا کر کال رسیوکی۔ فون جو لیا ہی کا تھا۔

”اٹ از جولیا سر!“

”کیا خبر ہے؟“

”تو نویر کا بیان ہو چکا ہے اس نے یہی لکھوایا ہے کہ اس کے پر س میں ڈیڑھ ہزار روپے تھے
جو چھین لے گئے۔“

”ٹھیک ہے.... لیکن سنواتم سکھوں کو مختار رہنے کی ضرورت ہے۔“

”ہم ہر وقت مختار رہتے ہیں جناب! اگر مختار نہ ہوتے تو نویر کی زپورٹ غالباً آسمان سے
اتری۔ اختیاط اور حاضر دماغی ہی کی وجہ سے وہ فتح گیا ہے۔“

”خیر... ہاں دیکھو... تمہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ تھریسا اور الفانے اب شہر میں نہیں
ہیں.... یہ لوگ دھن کے کپے ہیں۔ یا تو کاغذات حاصل کریں یا اپنی جانیں دے دیں گے۔“

”تو کیا نویر پر کیا جانے والا حملہ انہیں سے منسوب کیا جائے گا؟“

”ممکن ہے کہ یہ حملہ انہیں کی طرف سے ہوا ہو۔“

”پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے؟“

”فی الحال اس بے شک سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔“ عمران نے کہا اور رسیوک
کریڈل پر رکھ دیا۔

O

سو زی حسبِ معمول دوسری صبح آفس پہنچی۔ لیکن التھرے اپنی میز پر موجود نہیں تھا۔
سو زی نے سوچا کہ اب اس کے پیر کی تکلیف بڑھ جائے گی لہذا دادا اپنی سہری سے ملنے کی بھی
ہست نہ کر سکے گا۔ مگر پھر آفس کس نے کھولا؟ بیہاں ملازم صرف تین تھے۔ ایک سو زی
خود.... دوسری ایک گلرک اور تیسرا چڑیا! التھرے کارہائی کرہ بھی اسی فلیٹ میں تھا اور وہ
وہاں تھا۔ لہذا آفس وہی کھولتا تھا۔ یہ تینوں ملازم باہر سے آتے تھے۔
فلیٹ میں چار کمرے تھے دو کمرے التھرے بھی طور پر استعمال کرتا دو آفس کے لئے تھے۔
سو زی اپنے کمرے میں بیٹھ گئی گلرک ابھی نہیں آیا تھا اس نے چڑیا سے پوچھا ”صاحب

کہاں میں؟“
اپنے کمرے میں ہوں گے۔“

”آفس کس نے کھولا تھا؟“

”صاحب نے!“

چونکہ اسے پچھلی رات کھکھ دیا گیا تھا اس لئے وہ سوزی کو شہبے کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اور سوزی خواہ خواہ دل ہی دل میں شرم رہی تھی وہ محسوس کر رہی تھی کہ چڑاہی اسے آج اچھی نظر وہ نہیں دیکھ رہا۔

پچھے دیر بعد کلرک بھی آگیا لیکن التحرے کی میز خالی ہی رہی۔ کلرک نے اسے تاپ کرنے کیلئے پچھے کا غذاء دیئے اور سوزی کام میں مشغول ہو گئی!

کلرک ایک نوجوان دیسی عیسائی تھا۔ وہ اچھی صحت رکھتا تھا اور قبول صورت بھی تھا۔ اکثر وہ سوزی کے ساتھ ہی شامیں گزارتا تھا۔

لنج کے وقت میں شاید چڑاہی نے کلرک کو پچھلی رات کا واقعہ بتایا تھا۔ سوزی نے سہی محسوس کیا۔ کیونکہ لنج کے بعد سے ان کا مودود خراب ہو گیا تھا۔

التحرے اندر ہی تھا اور اس نے چڑاہی سے کھلوادیا تھا کہ آج اس کی طبیعت تمیک نہیں ہے اس لئے آفس ایک گھنٹہ پہلے ہی بند کر دیا جائے۔ ساتھ ہی چڑاہی نے بیانگ دہل یہ بھی کہا کہ التحرے کی ہدایت کے بموجب سوزی کو وہیں رکنا ہو گا۔ کلرک نے پھر سوزی کی طرف غصیل نظر وہ دیکھا۔

”کل بھی تم رکی تھیں؟“ اس نے کہا۔

”ہاں کل بھی رکی تھی۔“

”کیوں؟“

جرح کا یہ انداز شاید سوزی کو پسند نہیں آیا تھا۔ اس لئے براسامنہ بنائے کہا ”کیا میں اس کا جواب دینے پر مجبور ہوں۔“

”اوہ! نہیں تو!“ کلرک پٹپٹا گیا اسے نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سوزی کی آنکھیں بلیوں کی آنکھوں سے مشابہ ہوں۔ حالانکہ اسے اس کی آنکھیں بہت اچھی لگتی تھیں اور ان کے تصور کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں لا تعداد کنوں کھل اٹھتے تھے۔ کنوں جو حسن اور پاکیزگی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

سوزی اب بھی اسے جواب طلب نظر وہ سے گھور رہی تھی کلرک اپنے کام میں مشغول ہو

چکا تھا جگر اس کے چہرے پر اب بھی ملال کا غبار دیکھا جا سکتا تھا۔

تمیک ساڑھے تمن بجے وہ اپنی میز سے اٹھ گیا۔ باہر جاتے وقت اس نے سوزی کو عجیب نظر وہ سے دیکھا تھا اور سوزی سونپنے لگی تھی آخر یہ لوگ جان پیچاں اور دوستی کے معنی غلط کیوں لیتے ہیں۔ وہ اس کے اس روایہ کا مطلب اچھی طرح سمجھتی تھی۔ لیکن اس کی دانت میں ان کا ملنا جلتا ان حدود میں ابھی تک داخل نہیں ہو سکا تھا جہاں طرفینا ایک دوسرے پر اپنا حق جلتے ہیں۔ سوزی اس وقت زیادہ جھلائی جب اس نے رخصت ہوتے وقت چڑاہی کی آنکھوں میں بھی وہی سوال پڑھا۔

”جہنم میں جاؤ۔“ وہ زیر لب بڑھا۔

یہ حقیقت ہے کہ وہ التحرے تک پہنچنے کے لئے بے چین ہے۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ پچھلی رات کا دلیر آدمی اب کس حال میں ہے وہ جانتی تھی کہ اب اس میں بستر سے ہٹنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی ہو گی۔

اس نے بیر و فنی دروازہ بند کیا اور التحرے کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ صبح اس خیال سے وہاں نہیں آنی تھی کہ ممکن ہے التحرے اسے ناپسند کرے۔ دیے اس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ التحرے اس کی مدد کے بغیر پیش کی تبدیل نہ کر سکے گا۔ پچھلی رات تو چوتھ تازہ تھی مگر اب اس کی ہست بھی ساتھ دینے سے قاصر ہو گی۔

کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے بیکی سے دستک دی۔
”آجاو!“ اندر سے التحرے کی آواز آئی۔

لیکن وہ اندر پہنچنے کا ایک بار پھر تھیر ہو گئی۔ کیونکہ التحرے اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے شائد ٹھیل رہا تھا۔

سوزی کو دیکھ کر وہ مسکرا یا۔ اور سوزی کچھ بوکھلا سی گئی۔

”میں دراصل.... پی تبدیل کرنا چاہتی ہوں.... اور زخم بھی اگر دھل جائے تو بہتر ہے۔“

”شکر یہ!“ التحرے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا بولا۔ ”بیٹھ جاؤ! میں زخم بھی دھوپکا ہوں اور پی بھی تبدیل ہو گئی ہے۔“

”آپ بچ مچ کمال کرتے ہیں۔“ سوزی نے کہا۔

”میں نے تمہیں اس وقت ایک ضرورت سے روکا ہے۔“

”فرمائیے!“

”میر ایک خط میری یوں تک پہنچا دو۔“
”یوں!“ وہ حرث سے دھرا کرہ گئی۔

”ہاں کیوں؟“ التحررے مکرایا۔ ”اس میں تمیر ہونے کی کیا بات ہے؟“
”اوہ... جناب میں ابھی تک یہ سمجھتی تھی کہ آپ کنوارے ہوں گے۔“
”یہ غناک کہانی ہے.... بے بی!“

”اوہ....“ سوزی ہونٹ سکوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔
”وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے.... مجھے پسند نہیں کرتی.... اسے ایسے مرد پسند ہیں جو شامائی
ہوں.... شاعرانہ مراج رکھتے ہوں.... اسے ایسے مرد پسند ہیں جو میری طرح و حشی نہ ہوں۔
اگر ان کی ناگ میں بھی ریوالور کی گولی لے تو اسی جگہ ٹھنڈے ہو جائیں ہاں بے بی....!“
التحررے کی آواز غناک ہو گئی۔

”مجھے حرث ہے جناب کہ مزا التحررے کس قسم کی عورت ہیں۔“ سوزی نے کہا۔ ”وہ
جانے وہ عورتیں کیسی ہیں جنہیں زنانہ اوصاف کے مرد پسند ہیں۔“
”اسکی بھی ہوتی ہیں بے بی.... میں انہیں عورتیں کہنے کو تیار ہی نہیں۔“
”آپ مجھے خط دیجئے.... میں پہنچا دوں گی۔“

”شکریہ سوزی....“ التحررے بولا۔ ”میں اب یہ جھگڑا ہی ختم کر دیتا چاہتا ہوں میں اسے
آخری خط بھیج رہا ہوں۔ کیوں کیا خیال ہے تمہارا۔ اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی تو قانونی طور پر
علیحدگی ہی بہتر ہو گی۔“

”اوہ.... نہیں! اگر سمجھوتہ ہو جائے تو بہتر ہے۔“ سوزی نے کہا۔
”نہیں جو آدمی ہمارے درمیان آگیا ہے اسے راستے سے ہٹائے بغیر یہ نامکن ہے.... لیکن
میری نظرؤں میں قانون کا احترام بہت زیادہ ہے.... میں اسے قتل نہیں کر سکتا۔“

دفعہ سوزی مکرائی اور بولی ”حکمت عملی جناب.... قتل کی کیا ضرورت ہے کیا کوئی اسکی
صورت نہیں ہے کہ تشدد کے بغیر ہی آپ دونوں کے درمیان سے ہٹ جائے۔“

”نہیں!“ التحررے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ”اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ مگر ٹھہرو۔
اگر کوئی عورت ان دونوں کے درمیان آجائے.... تو.... شائد دیکھو.... بے بی.... مجھے
حرث ہوتی ہے سلوانا پر.... میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ نامموقول آدمی اسے اتنا کیوں پسند ہے۔
اے وہ بالکل احمق ہے اسے کسی بات کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ وہ بزر پتوں پر سرخ قیض پہننا
ہے۔ زرد ٹائی لگاتا ہے اور نیلا فلت ہیست.... کسی سر کس کا مسخرہ معلوم ہوتا ہے نہ اس کے جم

”میں قوت ہے اور نہ کھوپڑی میں مغرا!“
”عجج!“ سوزی پلکیں جھپکاتی ہوئی بوی۔

”ہاں بے بی۔ میں غلط نہیں کہہ رہا اور وہ ایک دلگی ہے پور میں بھی نہیں۔“
”تب تو شاید۔ معاف کیجئے گا۔ مجھے مزا التحررے صحیح الدماغ نہیں معلوم ہوتی۔“
”مگر سوزی۔ وہ بہت خوبصورت ہے۔ میں اسے بہت چاہتا ہوں۔“
”میاں اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہوں؟“

”تم کیا کر سکو گی؟“ التحررے تشویش کن لمحے میں بولا۔
”آپ مجھے اس آدمی کا پتہ بتائیے! شاید میں کچھ کر سکوں۔“

”ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ میرا خیال ہے کہ تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔“ التحررے ہاتھ اٹھا کر بولا۔
اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے.... مگر میں اسے
برا سمجھتا ہوں کیونکہ تم ایک شریف لڑکی ہو۔“

”میں اپنی حفاظت بخوبی کر سکتی ہوں مزا التحررے.... اور میری شرافت بھی برقرار رہ
سکتی ہے لیکن یہ بہت بڑا کام ہو گا۔ اگر میری وجہ سے آپ دونوں کی ازدواجی زندگی پر سرست
گز رکھے۔“

”شکریہ ابے بی!“

”اب آپ مزا التحررے کو آخری خط لکھنے کا ارادہ ترک کر دیجئے۔“
”نہیں بے بی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔“

”آپ مجھ پر اعتقاد کیجئے میں ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسے آپ کے راستے سے ہٹا دوں گی۔“

”کیسے ہٹا دوں گی؟“

اوہ.... آپ اعتماد کیجئے تا مجھ پر.... میں نہ سبھی رہ بچی ہوں۔ شاید میں مختلف مردوں کے
متعلق بہت کچھ جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ انہیں کس طرح لکھست دی جا سکتی ہے۔
”لیکن اگر تم اپنا کوئی نقصان کر دیں تو مجھے گہرا احمد مہ ہو گا۔“

”آپ فکر نہ کیجئے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ گا۔“

”اچھا بے بی!“ التحررے نے ایک طویل سانس لی۔ ایک لختہ خاموش رہا اور پھر بولا۔ ”تم اس
سے فی الحال دوستی کر لو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔“

”ٹھیک ہے.... آپ مجھے اس کا نام اور پتہ تو بتائیے۔“

”اس کمخت کا نام ہی تو مجھے یاد نہیں رہتا۔“ التحررے نے کہا۔ ”مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ

ہر شام پہ ناٹ کلب میں ضرور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اپنی میز پر تھا نظر آتا ہے!... ارے وہ صورت ہی سے احمد معلوم ہوتا ہے۔ بے بی اور ہمیشہ بے ڈھنگے کپڑے پہنتا ہے۔

”بچھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کلب میں ایسے کسی آدمی کو بھی نہ کبھی ضرور دیکھا ہے۔“
”دیکھا ہو گا... وہ ہزاروں میں بھی پیچانا جا سکتا ہے۔“

”اچھی بات ہے... جتاب... آپ مطمئن رہئے۔“
”میں ہمیشہ تمہارا ملکور ہوں گا... مگر ہاں ہو بکھو... اب تم آفس ن آنا... اس معاملے

کو ختم کرنے کے بعد ہی تم یہاں آناورہ ہو سکتا ہے کہ....“
”ارے.... اگر وہ احمد ہی ہے تو اتنی دوادوش کہاں کر سکے گا کہ میرے متعلق اسے کچھ معلوم ہو جائے؟“

”سلوانا بہت ذہین ہے بے بی... اگر اسے شبہ بھی ہو گیا کہ تمہارا کوئی تعلق مجھ سے ہے تو سارا کھلیل بگڑ جائے گا۔“
”سلوانا... نام ہے مزا التحریر کا؟“

”ہاں.... اس کا نام بھی کتنا پیارا ہے کیوں!“ التحریر نے والہانہ انداز میں کہا.... پھر اس طرح ہنسنے لگا جیسے اس سے کوئی حماقت سرزد ہوتی ہو۔

”اچھی بات ہے۔ میں یہاں نہیں آؤں گی۔ مگر میرا کام کون کرے گا؟“
”کوئی دوسرا آجائے گا تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں اس سے کسی نہ کسی طرح دوستی کرلو اور ٹھہروا!“ وہ اٹھ کر میز کی طرف گیا۔ اس کی دراز کھولی اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی ایک گذی نکال کر سوزی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ”یہ رکھ لو بے بی۔ تمہارے کام آئیں گے۔“
سو زی کی آنکھیں جیرت سے پھیل گئیں۔

اگر وہ سارے سو سو کے نوٹ تھے تو وہ گذی کم از کم پانچ ہزار کی ہی ہو سکتی تھی!
”یہ تو بہت بڑی رقم معلوم ہوتی ہے جتاب....“ سوزی نے جیرت سے کہا۔
”سلوانا کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے میں اپنی ساری دولت صرف کر سکتا ہوں.... تم اسے رکھو... اس کا کوئی حساب تم سے نہیں طلب کیا جائے گا۔“

”یہ بہت ہے جتاب! اسے آپ رکھئے.... جب ضرورت ہو گی! طلب کرلوں گی۔“
”نہیں تم ہی رکھو... مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے!“
”اعتماد کے لئے میں شکر گزار ہوں جتاب!“

O

جو لیا ناٹر وائز نے ایکس ٹو کے پرائیوریت نمبر ڈائل کے اور دوسری طرف سے آواز آئی.... ”بیلو!“

”جو لیا ناٹریکنگ سر!“

”ہاں کیا بات ہے؟“

”تو نور کی حالت بہتر ہے۔“

”دیکھو! ہوشیار ہو! الفانے اور تھریسیا یہاں سے گئے نہیں! نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ ان کا گردہ ٹوٹ چکا ہے۔ لیکن وہ دونوں ابھی تک کئے ہوئے پنگوں کی طرح یہیں بچکو لے رہے ہیں اور یہ تم جانتی ہی ہو کہ جنہنے سے پھرے ہوئے بھیڑیے کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔“

”میں جانتی ہوں جتاب! پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟“

”تھریسیا کو تلاش کرو۔“

”آپ نے بتایا تھا کہ وہ بچپن بار میک اپ میں نہیں تھی۔“

”ہاں! میرا خیال ہے وہ بکھری اپنے بچپن کے نہیں رہتی۔ جب عمران نے اسے پیچان لیا تھا تو تم بھی پیچان سکو گی.... مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے!“

”کیوں؟“

”اس کے چہرے کی بناوٹ عجیب ہے اور اس سے وہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اگر وہ یونی اپنے نچلا ہونٹ تھوڑا سا بھیجن لے تو تم قیامت تک اسے نہیں پیچان سکتیں۔ اس تھوڑی سی تبدیلی کا اثر اس کے سارے چہرے پر پڑے گا۔“

”کیا بھی وجہ ہے کہ وہ بچی پھرتی ہے۔“

”قطیٰ... سیکی وجہ ہے۔“

”پھر اسے تلاش کر لینا آسان کام نہیں ہے۔“

”کچھ مشکل نہیں ہے.... تھوڑا صبر کرو.... مجھے تھریسیا سے زیادہ الفانے کی فکر ہے اور وہ دوسرا آدمی سیسر و....“

”تو پھر ہم فی الحال خاموش بیٹھیں؟“

”بالکل.... ضرورت بھی تو تمہیں مطلع کیا جائے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس بار میں دوسرے ذرائع اختیار کروں۔“

”یا عمران....!
ہاں.... ممکن ہے.... اچھا بس....“ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

O

سو زی دل کی بڑی نہیں تھی۔ اس نے اس کا ذمہ محض اس لئے لیا تھا کہ التصرے اور سلوانا کے تعلقات پھر بہتر ہو جائیں۔ اس کی دانست میں وہ آدمی کہنگار تھا جو ان دونوں کے درمیان میں آگیا تھا لہذا وہ اسے ہر طرح سے زک دینا جائز سمجھتی تھی۔

وہ اسی کے متعلق سوچتی ہوئی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں پہنچی، اس کی وینٹی بیگ میں ایک ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ اس سے پہلے وہ شامکہ دیا تین بار یہاں آئی تھی کیونکہ یہاں ذی حیثیت آدمیوں کے علاوہ دوسروں کا گزر مشکل ہی تھا۔ لیکن وہ سوچ کر آئی تھی کہ آج ہی کلب کی مستقل ممبر بھی بن جائے گی۔

وہ فوجر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سو زی کو کچھ دیر پہنچ کر اس کا انتظار کرتا پڑا۔ فوجر کی آمد پر وہ کچھ مالیوں سی ہو گئی۔ کیونکہ ممبر بننے کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ کم از کم دو پرانے ممبروں سے شناسائی ضرور ہو۔

”مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔“ سو زی نے ٹھنڈی ناسانی لے کر کہا ”میں ابھی حال ہی میں ملیا سے یہاں آئی ہوں۔“

”دیکھئے.... یہاں ابھی بھی آتے ہیں۔ اکثر ایسے بھی آتے ہیں جو آج آئے پھر برسوں کے بعد ہی ان کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر وہ لوگ ان سہولتوں سے محروم رہتے ہیں جو مستقل ممبروں کو حاصل ہیں اور وہ سہولتیں کسی کی حفاظت کے بغیر دی ہی نہیں جا سکتیں۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ ممبری کے قارم پر کم از کم دو پرانے ممبروں کی سفارش ہو۔۔۔ یعنی وہ سفارش کرنے والے دراصل ضامن ہوتے ہیں!“

”اگر میں نقد حفاظت ادا کروں تو!“

”اوہ یقیناً.... یقیناً.... جب آپ کی ممبری ختم ہو گی حفاظت واپس کر دی جائے گی۔“

”رق بتائیے!“

”صرف پانچ سو.... دیکھئے.... یہ دراصل ضابطے کی کارروائیاں ہیں۔ ورنہ یہاں سبھی معزز لوگ ہیں۔ غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔“

سو زی اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سو سو کے پانچ نوٹ نکال چکی تھی فوجر نے اس کا شکریہ ادا کر کے پانچ سو کی رسید دی اور ممبری کا قارم بڑھاتا ہوا بولا ”آپ یہاں کی زندگی کو دچھپ پائیں گی۔ ملیا سے تشریف لائیں آپ!“

”جی ہاں.... مگر دیکھئے.... میں یہاں کسی سے واقع نہیں ہوں اور یہ میری عادت کے خلاف ہے کہ بغیر کسی تعارف کے خود سے جان پہچان پیدا کروں!“

”اوہ آپ اس کی فکر نہ کیجئے.... میں یہاں کے بہترین ممبروں سے آپ کا تعارف کراؤں گا۔“

”شکریہ؟“ سو زی نے کہا اور قارم کی خانہ پری کرنے لگی پھر اپنے دستخط کئے۔ فوجر نے قارم لے کر ایک نظر ڈالی اور اسے رجسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔ ”شکریہ“

”مگر دیکھئے میں اپنے گرد زیادہ بھیڑ نہیں پسند کرتی۔ کسی ایک آدمی سے تعارف کر ادیجنے جو بہت دلچسپ ہو۔ میں صرف تفریخ چاہتی ہوں۔“

”اوہ!“ فوجر ہونٹ سکوڑ کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر لکھنیں جھپکانا ہوا مسکرا یا۔

”کیا آپ کسی یہ قوف آدمی سے ملتا پسند کریں گی۔“

سو زی کا دل دھڑکنے لگا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام تھا جس کا یہاں اس نے اٹھایا تھا۔ یہ قوف آدمی کا نام سننے ہی اس کے جسم میں ہلکی سی تھر تھری پیدا ہو گئی۔ لیکن اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ ”میں نہیں سمجھتی۔“

”ایک ایسا آدمی جس کی باتوں پر آپ ہنسنے رہیں گی۔“

”اوہ ضرور۔ ضرور.... مگر کیا وہ یہ قوف ہے؟“

”یہ میں نہیں جانتا.... ویسے یہ قوف ہی معلوم ہوتا ہے!“

”ضرور ملائیے! اس سے.... پھر بعد کو تو دوسروں سے بھی جان پہچان ہو ہی جائے گی۔“

”چلے! میرا خیال ہے کہ وہ آتی گیا ہو گا۔ آج کل نہ جانے کیوں روزانہ آ رہا ہے!“

سو زی نے کچھ اور پوچھنا چاہا لیکن خاموش ہی رہی۔ وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی عورت بھی ہوتی ہے یادہ تھا ہوتا ہے۔

وہ ڈائینگ ہال میں آئے۔ فوجر نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں ”ابھی نہیں آیا مگر میرا خیال ہے کہ ضرور آئے گا۔ آج کل ناگہ نہیں کرتا۔ آئے! ادھر بیٹھئے!“

وہ دونوں بیٹھ گئے اور فوجر نے مسکرا کر کہا ”میں پہلی بار ہر نئے ممبر کی دعوت ضرور کرتا ہوں.... یہ رہا میتو....“

"اوہ! شکریہ! مگر میں کھانا تو کھا پھی ہوں۔"
"پھر کیا پہنچ گی آپ!"

"میرا خیال ہے کہ کافی بہتر ہے گی۔ میں شراب بالکل نہیں استعمال کرتی۔"
"یہ بہت اچھی بات ہے..... مجھے بہت خوشی ہوئی۔"
اس کے بعد وہ ملایا کے متعلق سمجھنا کرتے رہے۔ ممکن ہے سوزی کبھی ملایا میں بھی رہی ہو۔
ورنہ وہ اتنی صفائی سے اپنے متعلق جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرتی۔
دفعہ فیجر نے کہا "وہ آگیا۔"

سوزی کی نظر صدر دروازے کی طرف اٹھی۔ ایک خوش و نوجوان اندر داخل ہوا تھا۔ لیکن
اٹھرے کے بیان کے مطابق اس کے لباس میں کسی قسم کی بدوضی نظر نہیں آئی۔ وہ نیلے سوٹ
اور بے داغ سفید قیچیں اور ایک سادہ نائی میں بڑا لکش لگ رہا تھا۔
دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ویژنے اسے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔ اس نے بھی ہاتھ
ہی اٹھا کر جواب دیا اور پھر اسی گرجوٹی سے مصافہ کرنے لگا ہیسے بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی
ہو۔ لیکن پھر بوكھلانے ہوئے انداز میں دوسرا طرف مڑ گیا۔ بالکل اسی طرح ہیسے غلطی کا
احساس ہو گیا ہو۔ ویژر سر کھجاتا، اور سکھیوں سے دوسروں کو دیکھتا ہو اکاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔
"دیکھا آپ نے!" فیجر مسکرا کر بولا۔

"جی ہاں!" سوزی نے آہستہ سے کہا۔ اور مسکرا لی۔ اس کی نگاہ برابر اس نوجوان کا تھا۔
"میوں ہے نادچپ! فیجر نے پوچھا۔
"ہاں! معلوم تو ہوتا ہے.... کچھ نزوں قسم کا آدمی ہے۔"

فیجر نے اس خیال پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ دنوں خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ سوزی نے
دیکھا کہ ہاں کے دوسرے لوگ اس آدمی کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں لیکن وہ اس انداز میں کچھ کھویا
کھویا سا بیٹھا ہے ہیسے اپنے گرد و پیش کی خبر ہی نہ ہو۔
"پھر تھارف کر دیا جائے اس سے؟"

"ضرور۔ ضرور.... یہ تصورت ہی سے احمد معلوم ہوتا ہے۔"
فیجر پھر خاموش ہی رہا۔ وہ دنوں انھ کر اس کی میز کے قریب آئے وہ بوكھلا کر کھڑا ہو گیا۔
"آپ سے ملتے!" فیجر نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔ "آپ مسٹر علی عمران....
اور آپ مس سوزی!"

عمران نے فیجر ہی سے مصافہ کر ڈالا۔ پھر "سوری" کہہ کر سوزی کی طرف ہاتھ بڑھایا
اور سوزی اس بوكھلا ہٹ پر بے اختیار مکراپڑی۔

"تشریف رکھئے.... تشریف رکھئے!" عمران نے گھبرائے ہوئے لجھ میں کہا۔ وہ بیٹھ گئے۔
فیجر نے اسے بتایا کہ سوزی ابھی حال ہی میں ملایا سے آئی ہے۔

"اوہ! ملایا.... کیا کہنے ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مجھے وہاں برف گرنے کا منتظر بہت
حسین معلوم ہوتا تھا۔"

"برف! سوزی نے جھرت سے کہا۔" وہ تو خطر استوائے قریب ہے۔ وہاں برف کب گرتی
ہے۔

"اڑے.... لا حول.... مجھے ہمایہ کا خیال تھا.... ملایا میں نہیں گیا۔"

"ضرور جائیے.... اگر کبھی موقع ملے.... وہاں کے مناظر آپ بہت پسند کریں گے۔"
"ضرور.... ضرور...."

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔ سوزی سوچ رہی تھی کہ اب کیا کہے اور عمران بار بار سکھیوں
سے فیجر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج یہ نئی بات کیوں؟ اس سے پہلے کبھی فیجر
نے کسی لڑکی سے عمران کا تعارف نہیں کرایا تھا۔

فیجر شاید کچھ گلایا تھا اس نے جلدی سے کہا۔ "مس سوزی کلب کے کسی دلچسپ ترین ممبر
سے تعارف چاہتی تھی۔"

"اوہا.... عمران بھدے پن سے ہنسنے لگا پھر بولا۔ "کیا میں واپسی دلچسپ ہوں۔"

"اتھی جلدی کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔" سوزی مسکرا لی۔ یہ اقدام تو انہوں نے اپنے تجربے
کی بناء پر کیا تھا۔

"جی ہاں.... ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔
وہ پھر ہونٹ پر ہونٹ جما کر بیٹھ گیا۔ فیجر انہیں وہیں چھوڑ کر جا پکھا تھا اور سوزی بچ جج بور
ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران کچھ ایسے انداز میں خاموش میٹھا ہوا تھا جیسے اس نے اپنے کسی عزیز کی
موت کی خبر سنی ہو۔

"آپ تو غیر دلچسپ ثابت ہو رہے ہیں جتاب! سوزی اٹھلائی۔"

"اڑے.... ہاں وہ.... میں دراصل بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا بھول گئے تھے؟"

"یہی کہ ہم دونوں پہلی بار ملے ہیں بات دراصل یہ ہے مس سوبھی۔"

کیا جادہ تھا کہ نمیک اسی وقت طوفان نوح آگیا اس لئے رنگائی پوری نہیں ہو سکی۔

”کمال ہے بھلا یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ طوفان نوح کے وقت کی چیزیں ہیں۔“

”ہرگز نہ معلوم ہو سکتا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ذریبے سے دو چار تھجیلوں کے کائنے نکل آئے۔ میں کیا بتاؤں۔ پہلے مجھے دھیان نہیں آیا تھا ورنہ وہ کائنے چپ چاپ کھکا دپتا اور میری تھیوری پے چوں وچا تسلیم کر لی جاتی۔ اب میں اسے حق کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔ میری بہت بڑی نکلت ہوئی ہے کاش میں جلدی ہی کوئی دوسری چیز برآمد کر کے اس شرمندگی کو منا سکتا۔“ عمران نبی سب کچھ بڑی سمجھیگی سے کہہ رہا تھا اور سوزی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”خیر مس چوڑی دیکھا جائے گا۔“ عمران نے انکراں لی۔

”سوزی پلیز! آپ بار بار میر انام بھول جاتے ہیں۔“

”اوہ..... معاف کیجئے گا۔“..... عمران نے اپنا کان ایٹھ کر داہنے گال پر زور سے تھپر مارا۔ قرب و جوار کے لوگ چونک کر ہٹنے لگے اور عمران اس طرح چونکا جیسے وہ کسی اور بات پر نہیں ہوں۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا پھر جھک کر آہستہ سے پوچھا ”کیا ہوا؟“

سوزی کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ وہ کیا جواب دے۔ ویسے وہ بری طرح جھینپ رہی تھی کیونکہ اب لوگ اسے بھی گھورنے لگے تھے۔

”آپ نے اپنے گال پر تھپر..... مم مارا تھا۔“ سوزی ہکلائی۔

”ان گدھوں کے منڈ پر تو نہیں مارا تھا۔“ عمران نے غصیلے لمحے میں کہا ”آخر یہ ہٹنے کیوں ہیں؟“

اس پر سوزی کو نہیں آگئی۔

”اچھا.... آپ بھی ہنس رہی ہیں۔ خیر.... خیر.... کفیو شس نے کہا تھا کہ جب لوگ تم پر ہٹنے لگیں تو تم سمجھ لو کہ تم ان سب کو نجاگھا سکتے ہو۔“

سوزی اس دوران میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ اس آدمی سے ملنے کا مقصد کیا تھا۔

”کفیو شس کو پڑھا ہے آپ نے؟“ وہ بولی۔

”کیا کفیو شس کوئی کتاب ہے؟“ عمران نے جملائے ہوئے لمحے میں کہا۔ ”آپ مجھے یہ تو فہنمی کی کوشش کر رہی ہیں جس کی اجازت میں ہرگز نہیں دے سکتا۔“

”اوہ.... آپ تو فہنمی ہو گئے.... میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا!“

”کیا مطلب تھا.... آپ کا؟“

”کچھ نہیں آپ تو چیजی پر گئے۔“

”سوچی نہیں.... سوزی!“

”اوہ معاف کیجئے گا.... مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے۔“

”کوئی بات نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے.... میں آپ کا شہر دیکھنا چاہتی ہوں۔“

”ضرور دیکھئے.... یہ بہت اچھا شہر ہے.... آپ کبھی اونٹ پر بھی بیٹھی ہیں؟“

”اونٹ پر؟“ سوزی نے حیرت سے کہا اور اس مسحکہ خیز سوال پر نہ پڑی۔

”می ہاں.... اونٹ پر.... آپ اونٹ پر بھی بیٹھتیں.... کیا ملایا میں نہیں ہوتے اونٹ....“

اونٹ ایک انچا جانور ہے اور جھولا جھوٹا ہوا چلتا ہے مجھے تو بہت پسند ہے یہ جانور.... کبھی کبھی

میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی کار میں اونٹ جوٹ دوں!“

”مگر آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟“

”بس یونہی.... میں ہر آدمی سے یہ سوال کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جو ایک بار بھی

اونٹ پر نہیں بیٹھا۔ اس نے اپنی اتنی زندگی بیکار بر باد کی ہے۔“

”کیوں؟“

”پتہ نہیں..... میں یہی محسوس کرتا ہوں، بہتیری ایسی باتیں محسوس کرتا ہوں جنہیں سن کر

لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں لیکن اب میں کیا کروں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے لیکن وجہ سمجھ میں

نہیں آتی کہ کیوں محسوس ہوتا ہے۔“

”آپ واقعی دلچسپ ہیں۔“ سوزی مسکرائی۔

”شکریہ!“ عمران نے احتفانہ انداز میں کہا

”آپ کا مشغله کیا ہے؟“

”آثار قدیمہ کی کھدائی کرتا۔“

”اوہ!“

”جی ہاں! اب تک کمی نادر روزگار چیزیں زمین سے برآمد کر چکا ہوں۔ پچھلے دنوں اپنے باغ

کی کھدائی کر رہا تھا کہ ایک چالیس ہزار سال پرانا حق برآمد ہوا لیکن اب اس کے متعلق ایک لمبی

بحث چھڑ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ حق ہے لیکن دوسرے ماہرین آثار قدیمہ کی رائے اس

سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ حق نہیں بلکہ اپرے مشین ہے۔

”بھلا حلقہ اور اسپرے مشین میں کیا علاقہ....“

”کوئی نہیں! مگر مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرغیوں کا ذرہ بھی نکل آیا ہے جو

آدھار لگکر ہے اور آدھا سادہ.... ماہرین کا خیال ہے کہ اس ذریبے پر اسپرے مشین سے رنگ

"اوہ... تو آپ مجھے... پاکل کتابجھی سمجھی ہیں لیوں، کیوں؟"
"ارے.... کمال کرتے ہیں آپ۔"

"کیا کمال کرتا ہوں.... کمال کرتی ہیں آپ.... مجھے پاکل.... بد دماغ.... یہ وقف اور نہ
جانے.... کیا کیا سمجھ لیا ہے آپ نے.... میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ فوجر کا پچھے مجھے
پریشان کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے سمجھ لوں گا۔"

عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور سوزی کے احتجاج کی پرواہ کے بغیر ڈائینگ ہال سے چلا گیا۔
سوزی خاموش بیٹھی رہی۔ اور اب اسے یاد آیا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔

"وہ سونچنے لگی۔ یہ تو سو فیصدی کریک معلوم ہوتا ہے۔ پھر شاید التحرے کی بیوی بھی پاکل
ہی ہے جو التحرے جیسے... ذہین... طاقتور... اور.... غیر معمولی قوت برداشت رکھنے
والے آدمی کو چھوڑ کر اس کے پیچے بھاگ رہی ہے....

پچھے دیر بعد وہ اٹھی۔ اور کلب سے باہر نکل کر ایک پلک سیلیفون بو تھے میں آئی۔ التحرے
کے نبرڈائل کے اور ماڈل کے ہیں میں بولی

"مسڑ التحرے... پلیز... سوزی اسمیلنگ...."
"بیلو... بے بی... کیا بات ہے؟"

"اس کا نام عمران ہی ہے؟!"

"ہاں... آں... آں... ٹھیک... یہی نام ہے... بے بی...!"

"میں اس سے اس وقت ملی ہوں.... وہ تو پاکل ہے... سو فیصدی پاکل...."

"ہاں مجھے بھی یہی معلوم ہوا تھا۔"

"پھر معاف کیجیے گا... شاید مسڑ التحرے بھی اپناز ہی تو ازن کھو چکی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے.... مگر.... میں اسے کھونا نہیں چاہتا... بے بی!"

"اوہ... آپ مطمئن رہیے... میں اس سے سمجھ لوں گی۔"

"بس تمہیں.... تمہیں اتنا ہی کرنا ہے.... کہ اسے مگر نہیں.... ابھی تم اس سے ملتی
رہو۔"

"بہت بہتر...." سوزی نے رسیور کھدیا۔ اور بو تھے سے باہر نکل آئی!

O

تیسری شام بھی جب سوزی آنکھی تو عمران کو اس کے متعلق سمجھی گی سے غور کرنا پڑا۔

اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید عمران پر تھوکنا بھی پسند نہ کرتی کوئکہ وہ پچھلے دو دنوں
سے برابر حمافت کی بجائے چڑپاہٹ کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ حمافت تو تفریح کا سامان
پیدا کرتی ہے مگر چڑپاہٹ برداشت کرنا شاید کسی کے بس کاروگ نہ تھا۔
پھر وہ کس ناہپ کی لڑکی تھی کہ عمران کی چڑپاہٹوں سے دو چار ہونے کے باوجود بھی اس
کا پیچھا چھوڑتی نظر نہیں آتی تھی۔

عمران نے سب سے پہلے فوجر سے اس کے متعلق پوچھ چکھ کی لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکا
کہ وہ ایک نئی مجرم تھی اور اس نے کلب کے کسی دلچسپ ترین مجرم سے تعارف حاصل کرنے کی
خواہش ظاہر کی تھی۔ مصلحت عمران نے اس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کی۔ بہر حال وہ لڑکی اس وقت
بھی اس کے سر پر مسلط تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس طرح مل بیٹھنے کی غرض و غارت کیا ہو
سکتی ہے۔

"آپ آج بہت خاموش ہیں۔" لڑکی نے چھیرا۔

"پتہ نہیں۔ مجھے تو نہیں محسوس ہوتا کہ میں خاموش ہوں!" عمران کے ہونوں پر خفیف
کی مکراہٹ نظر آئی۔ چند لمحے وہ خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "آپ ملایا کب واپس جائیں گی؟"
"کیوں؟"

"بس یونہی.... میرا خیال ہے کہ اب آپ کو واپس چلا جانا چاہئے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"میں بہت پہلے آپ کو بتا پکا ہوں کہ مجھ سے وجہ نہ پوچھا کیجئے... وجہ جب میری ہی سمجھ
میں نہیں آتی تو آپ کو کیا بتاؤں!"

"خیر چھوڑیے.... آج میں آپ کو اپنے گھر لے چلا چاہتی ہوں۔"

"گھر پاپا ہو یاد دسرے کا... مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"پھر کیا آپ کی راتیں آسمان کے نیچے گزرتی ہیں؟"

"نہیں.... آسمان پر گزرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رات کا سرے سے وجود ہی نہیں
ہے.... کتفیو شس نے کہا تھا...."

"ضرور کہا ہو گا۔" لڑکی جلدی سے بولی۔ "اٹھیئے چلے میرے ساتھ...."

"آپ کے گھر پر اور کون ہے؟"

"کوئی بھی نہیں... میں تھاہر ہتھی ہوں۔"

جو لیا نے ایک طویل سانس لی اور سمجھیوں سے عمران کی طرف دیکھتی ہوئی بولی "میں جو لیا نافرزوں اڑ ہوں مسر عمران واقعی بہت دلچسپ آدمی ہیں۔"

"کفیو شس نے کہا تھا کہ جب دو عورتیں بیک وقت تمہیں دلچسپ سمجھنے لگیں تو کسی بوڑھی عورت کو تلاش کر دے، جو ان کے پیان کی تصدیق کر سکے۔"

سو زی ہنسنے لگی پھر جو لیا سے بولی "کیا یہ کفیو شس کے اپیشنلٹ ہیں؟"

"یہ کس چیز کے اپیشنلٹ نہیں ہیں؟" جو لیا نے سوال کیا۔

سو زی پھر ہنسنے لگی۔ لیکن عمران قطعی بے تعلق ان انداز میں بینخارا۔ جو لیا نے چھیر چھیر کر بولنے پر اکسلی رہی۔ اس سے سو زی نے اسے مزا التحریر سے سمجھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ عمران کو اس کی پرواد بھی نہیں ہے۔ خود وہی اس کے پیچھے گلی ہے۔ ان تین دنوں میں سو زی نے یہ بھی محسوس کیا کہ کریک ہونے کے باوجود وہ جنس مقابل کے لئے خود میں کافی کشش رکھتا ہے۔

سو زی اب اٹھ جانا چاہتی تھی۔ نہ جانے وہ کیوں التحریر کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ عمران شاید مزا التحریر کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔ وہ خود ہی اس کے پیچھے دم ہلانی پھرتی ہے۔

"اچھا..... اب اجازت دیجئے؟" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"بیٹھنے تا۔" جو لیا نے کہا۔ "اگر آپ میری وجہ سے اٹھ رہی ہوں.... تو...."

"اڑے نہیں.... قطعی نہیں۔ سو زی مسکرائی۔ مجھے دراصل آٹھ بجے ایک جگہ پہنچتا ہے۔"

"ضرور، ضرور!" عمران نے صاف کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

نہ جانے کیوں سو زی کو عمران کی اس حرکت پر بڑا غصہ آیا۔ لیکن وہ زبردستی مسکراتی رہی۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک پیک ٹیلفون بو تھے کے لئے کوفون کیا۔

"لیں.... بے بی...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں اس وقت ان دونوں کے پاس سے اٹھ کر آ رہی ہوں۔"

"اوہ.... کیا....؟"

"بھی ہاں! آج مزا التحریر سے بھی ملاقات ہو گئی۔ وہ واقعی بہت حسین ہیں۔ ان کا نام جو لیا نے ہے تا؟"

"کیا.... اوہو.... ہاں.... جو لیا۔" دوسری طرف سے تھوڑے وقفے کے ساتھ کہا

"گیا.... ہاں! تو تم نے اسے دیکھ لیا بے بی؟"

"ہاں! دیکھ لیا مگر مزا التحریر سے وہ عمران اس سلسلے میں بالکل بے قصور معلوم ہوتا ہے۔ میں

"اڑے باپ رے!" عمران نے اردو میں کہا۔

اور لڑکی بولی۔ "میں سمجھی نہیں۔"

"آج نہیں کل!" عمران نے کہا۔

"آج کیوں نہیں...." سوزی نے کہا۔

"آج میری بکری پچھے دینے والی ہے۔"

"اوہ.... کیا یہ گندہ شوق بھی رکھتے ہیں آپ؟"

"یہ گندہ اشوق ہے؟" عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"یقیناً!" لڑکی مسکرانی۔

"بس ایسا براہ کرم مجھے زیادہ غصہ نہ دلائے!"

"آپ عجیب ہیں۔"

"آپ خود عجیب ہیں بلکہ عجیب ترین...."

ٹھیک اسی وقت جو لیا نافرزوں اڑا ٹینگ ہاں میں داخل ہوئی اور سید ہمی عمران کی طرف چل آئی لیکن میز کے قریب بیٹھنے کر دے ٹھکلی۔ کیوں کہ عمران کے ساتھ کسی تفریح گاہ میں کسی لڑکی کا ہوتا اس کے لئے بالکل غنی بات تھی..... اور پھر لڑکی بھی سفید فام.....

اوہ ہو.... کیا میں خل ہو رہی ہوں؟.... مسر عمران...." اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"نہیں تو..... ویسے یہ" عمران نے سو زی کی طرف دیکھ کر کہا "میرے دماغ میں خلل ہات کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

سو زی گڑ بڑا گئی۔ اس نے احتیاج کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ جو لیا بول پڑی۔ "وہ تو ظاہر ہی ہے اسے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہر حال میں تمہاری اجازت کے بغیر بہاں بیٹھ رہی ہوں۔"

سو زی جو لیا کو دیکھنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا مزا التحریر سے بھی ہے.... جو لیا نافرزوں بہت دلکش عورت تھی۔ سو زی اس کا نام یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن نام یاد نہ آیا۔ ویسے اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ مزا التحریر سے بھی ہے۔ عمران خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کی تعریف؟" جو لیا نے سو زی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اوہ! مجھے سو زی کہتے ہیں۔" وہ جلدی سے بول پڑی۔ "ابھی حال ہی میں ملایا سے آئی ہوں اور تین دن ہوئے آپ کے کلب کی ممبر بنی تھی۔ مسر عمران کلب کے دلچسپ ترین آدمی ہیں۔"

”جی نہیں!“ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

O

آج سردی کم تھی اور چھپلی رات کا شفاف چاند سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے نکلوں سے بار بار الجھ رہا تھا۔ کلاک نے بارہ بجائے اور وزارت خارجہ کا استینٹ سیکرٹری کرتی نادر شہزادہ نہ لٹک رک گیا۔ مغربی سمت کی کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا جس سے دور تک پھیلا ہوا میدان دکھائی دیتا تھا وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور دوسرا پٹ بھی کھولتا ہوا سلاخوں پر جمک گیا۔ حد نظر تک چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ پھر اس نے بڑی بے چینی سے کلاک کی طرف دیکھا۔ بارہ نج کر دو منٹ ہوئے تھے۔ اب اس نے اس طرح کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی جیسے دیوار سے لگے ہوئے کلاک نے اسے دھوکا دیا ہو۔ باہر بکلی سی سر سراہست ہوئی اور وہ جو ٹک پڑا۔ کچھ دور پر خود روپھولوں کی جھاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ وہ آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر انہیں گھومنے لگا۔ پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے انداز میں بڑی بے چینی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر اس نے آہستہ سے کہا ”سلوانا!“

اسے اپنی سرگوشی دور تک پہلیتی محسوس ہوئی۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تھوڑی دور تک جھاڑیاں متجر ک نظر آرہی تھیں۔ وہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچا ”سلوانا!“ اس نے پھر آہستہ سے پکارا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس بار وہ جھاڑیوں میں گستاخ چلا گیا۔

لیکن اچاک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی گردن میں بھند اس پڑ گیا ہو۔ ایک جھیلکے کے ساتھ رک کر اس نے اپنی گردن ٹوٹ لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر چڑا۔ ساتھ ہی اس کے ہاتھ بھی کسی کی گرفت میں آگئے۔ اس نے ترپ کر اس جال سے نکلا چاہا مگر ممکن نہ ہوں منہ پر ہاتھ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس کا دام گھنٹے لگا تھا۔ اسی صورت میں حلق سے آواز کیا نکلتی۔

وہ زمین پر گردایا گیا۔ لیکن بے حس و حرکت... شاید بیک وقت کئی آدمیوں نے اسے دبار کھاتا پھر آہستہ اس کے کانوں میں گونجئے والی جھائیں جھائیں گھری ہوتی گئیں... ایک بار آنکھوں کے سامنے کونڈا سالپا کا اور پھر گھری تاریکی چھا گئی۔ کانوں کی جھائیں جھائیں ذہن کے اندر ہیروں میں مدغم ہو گئی۔

نے محسوس کیا ہے کہ وہ ان سے بھاگنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ شاید خود ہی اس پر بر بڑی طرح مر منی ہیں۔

”ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس واقعہ کو انتہرے کی بد نصیبی ہی کہیں گے۔“

”اور سنئے... کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام نہیں لگاتی؟“

”ہائیں... یہ میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔“ دوسری طرف سے تحریر زدہ سی آواز آئی۔

”جی ہاں... انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ وہ جو لیانا فائزہ اور ایں۔“

”بے بی! یہ بڑی زیادتی ہے۔ اب تم خود ہی انصاف کرو!... کیا کوئی شادی شدہ عورت شہر کی بجائے باپ کا نام استعمال کر سکتی ہے؟“

”تو فائزہ اور ان کے باپ کا نام ہے۔“

”ہاں... مگر اب یہ عورت خواہ خواہ مجھے غصہ دلارہی ہے۔“ انتہرے کی غصیل آواز آئی۔

”آپ کا غصہ فضول ہے مسٹر انتہرے... عمران نے ان پر ڈورے نہ ڈالنے ہوں گے۔ وہ اس قسم کا آدمی معلوم نہیں ہوتا بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اسے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

”خیر یہ غلطی ہے تمہاری... وہ دوسرے قسم کے مردوں میں سے ہے۔ یہ لوگ خواہ خواہ عورتوں سے لاپرواہی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کے کہتے ہوتے ہیں۔ ان کی بے رغبی تو دراصل عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔“

”ممکن ہے آپ درست کہہ رہے ہوں! ہاں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔“

”بس یہ سمجھ لو کہ سارا قصور اسی کا ہے۔ یہ بتاؤ کیا ہے تمہارے ساتھ آنے پر آمادہ ہے۔“

”میں اسے آمادہ کر لوں گی... شاید کل شام کو وہ میرے ساتھ باہر نکل سکے۔“

”اچھی بات ہے کل دس بجے تک تمہیں مقام کے متعلق اطلاع دے دی جائے گی۔“

”مگر آپ کریں گے کیا؟“

”بس تم دیکھنا! میری حکمت عملی... ویسے تم مطمئن رہو کوئی غیر قانونی حرکت ہرگز نہ ہونے پائے گی۔“

”مجھے اطمینان ہے مسٹر انتہرے... آپ بہت اوپنے آدمی ہیں!“

”شکریہ! اب بے گرفتوں! کاش میری بیوی نے کبھی مجھے اس نقطہ نظر سے دیکھا ہوتا۔“

”آپ کے کہنے کا مطلب... یہ کہ... میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں!“

”ای لئے میں بھی تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔ اچھا بے بی... اور کچھ نہیں؟“

کرنی تار اچھے ہاتھ پیر اور بہتر صحبت کامالک تھا لیکن پھر بھی جب وہ دوبارہ ہوش میں آیا تو
نقابت کی وجہ سے آنکھیں کھولنے میں بھی دشواری محسوس کر رہا تھا۔ لیکن پھر اس طرح اچھل
پڑا۔ جیسے اچانک کوئی چیز چھپ گئی ہو۔ وہ برہنہ تھا۔ جسم پر ایک تار بھی نہیں تھا اس نے چاروں
طرف و حاشت زدہ نظروں سے دیکھا اور دیوانوں کے سے انداز میں پورے کمرے میں چکر لگانے
لگا۔ وہ کمرے میں تہا تھا لیکن یہاں اسے کوئی اچی چیز نہیں ملی جس سے وہ اپنا جسم ڈھانک سکتا۔
اس کا سر بڑی شدت سے چکرا رہا تھا۔ دھنثادر واژہ کھولنے کی آواز آئی اور تمیں آدمی اندر
داخل ہوئے۔ وہ بے تھا شیخ ہے کر ایک گوشے میں سست گیا۔ آنے والے تینوں سفید فام آدمی
پادریوں کی وضع رکھتے تھے۔

”ارے.... دیکھو! اس نگے بے شرم کو!....“ ایک نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔
”چھی چھی!“ دوسرے نے بر اسمانہ بنایا۔

”کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟....“ تیسرے نے ڈپنی سکرٹری کو مخاطب کیا۔ ڈپنی سکرٹری
فوجی آدمی تھا۔ لیکن اس قسم کے حالات سے دو چار ہونا اس کے لئے بالکل نی بات تھی اور وہ
بری طرح زوس ہو گیا تھا۔

”ارے کچھ ارشی نہیں ہوتا.... اس پر....“ ایک نے کہا ”بہرائے شاید!“ دوسرے بولا۔
”کیوں کیا تم بہرے ہو....؟“ تیسرے نے ڈپنی سکرٹری کو مخاطب کیا۔ میرے کپڑے
لاؤ..... سور کے پچھا!“ ڈپنی سکرٹری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ ”ورنہ جن چن کر قتل
کر ڈالوں گا.... میرے کپڑے لاؤ.... لاؤ.... جلدی نکلو یہاں سے ... سور کے پچھا!
”پاگل معلوم ہوتا ہے۔“ تیسرے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر خوفزدہ آواز میں کہا۔
”بھاگو یہاں سے۔“

اور وہ سچھ جماعتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔ انہوں نے دروازہ بھی نہیں بند کیا۔
ڈپنی سکرٹری اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا کر اسے بند کر کے اندر سے چھپنی چڑھاوے۔
لیکن پھر وہ جھجک کر پیچھے ہٹ آیا۔ ایک لمبا آدمی دروازے میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ڈپنی
سکرٹری کے کپڑے تھے۔ اس نے انہیں اس کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ ”کپڑے پہن لو!“
اور پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔ ڈپنی سکرٹری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کپڑے پینے اور
پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ اب اس کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا
تھا جیسے وہ اس وقت پہلا سے بھی نکلا جائے گا۔

اس نے اپنی پوری قوت سے لبے آدمی پر حملہ کر دیا۔ لیکن اپنے ہی زور میں منہ کے بل

فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ لمبے آدمی نے بڑی پھرتی سے وار خالی کر دیا تھا اور پھر اسے اٹھنے کی
مہلت نہ مل سکی۔ لمبا آدمی اس پر سوار ہو گیا۔

”تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو دوست!“ اس نے ڈپنی سکرٹری کی گردن دباتے ہوئے سفاکا نہ
انداز میں کہا۔ اور پھر اچھل کر ہٹ گیا۔

ڈپنی سکرٹری زمین سے اٹھا تو لیکن چپ چاپ کھڑا رہا۔

”تم اب بوڑھے ہو چلے ہو۔“.... لمبے آدمی نے کہا۔ ”اس لئے اس قسم کی درزشیں
تمہارے اعصاب کے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔“

”مجھے یہاں کیوں لا لیا گیا ہے۔“ ڈپنی سکرٹری غرایا۔

”ایک بہت ہی معمولی بات کے لئے.... جو ذاتی طور پر تمہارے لئے ذرہ برابر بھی نقصان
دہ نہیں ہو سکتی! تم صرف اتنا تباہ دکھ کر ریڈا سکو اڑ کاغذات کہاں رکھے گے ہیں؟“

”اوہ!“ ڈپنی سکرٹری اسے گھومنے لگا۔

”میں یہ سننا پسند نہیں کروں گا کہ تم اس سے لاعلم ہو!“ لمبے آدمی نے کہا۔

”یہ حقیقت ہے کہ میں ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔“

”تم اچھی طرح جانتے ہو۔“

ڈپنی سکرٹری کچھ نہ بولا۔ لمبے آدمی نے مسکرا کر کہا۔ ”اگر تم نہیں بتاؤ گے.... تو کپڑے
پھر اتار لئے جائیں گے اور ایک بھی مجھ ہو گا تمہارے گرد۔“

”میں ایک آدم کو جان سے مار دوں گا۔“ ڈپنی سکرٹری غرایا۔ ”میں بوڑھا ضرور ہو چلا ہوں
لیکن قوت ہے میرے جسم میں!“

”تم احقوقیوں کی سی گفتگو کر رہے ہو۔ تمہیں پچھتا ناپڑے گا۔“

ڈپنی سکرٹری خاموشی سے اسے گھوڑا رہا۔

”تم کسی پاگل کتے کی طرح جھوکنے لگے ہو۔“ لمبا آدمی بولا۔ ”تم.... ہم سے ہمارے طریق
کار سے ناواقف ہو۔ ہم تم پر تشدد نہیں کریں گے.... اس کے باوجود بھی تم اگل دو گے۔“

”جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو میں بتاؤں گا کیا۔“

”دیکھو دوست! پھر سوچ لو....“ تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

”تمہاری مرضی!“ ڈپنی سکرٹری نے لاپرواہی سے شانوں کو جبڑ دی۔

”میں تمہارے پورے خاندان کو اسی طرح یہاں اکٹھا کر سکتا ہوں۔ ذرا سوچو تو.... اگر وہ
سب تمہاری ہی طرح برہنہ کر کے اسی کمرے میں تمہارے ساتھ بند کر دیے گے تو....؟“

ڈپی سیکرٹری سر سے پیر تک لرز گیا۔ اس کی کھال ازاوی جاتی.....تب بھی کاغذات کے متعلق کچھ نہ بتاتا لیکن یہ حرکت خدا کی پناہ.....اس کے تصور ہی سے اس کا دل بیٹھنے لگا۔

”نہیں!“ اس نے مظہربانہ انداز میں کہا۔ ”تم ایسا نہیں کر سکتے۔“

”تموہ تو تم دیکھے ہی چکے ہو!“ لمبا آدمی بیدردی سے ہنسا۔ ”میرے لئے یہ ناممکن نہ ہو گا۔“

”وہ کاغذات ایسیٹ بنک کی سیف کھڑی میں ہیں۔“

”تم سمجھدار آدمی ہو!“ لمبے آدمی نے سمجھ دی سے کہا۔ لیکن تمہیں اس وقت تک یہاں رہنا پڑے گا جب تک کہ کاغذات ہمارے قبضے میں نہ آجائیں۔“

”تم کون ہو؟“ ڈپی سیکرٹری نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

”الفانے!“ لمبے آدمی نے آہستہ سے کہا اور اس کے پتلے پتلے ہونٹ پھیل گئے.... طوطے کی طرح جھلکی ہوئی تاک... کچھ اور زیادہ خم دار معلوم ہونے لگی۔

O

فون کی گھنٹی دیر سے نئی رہی تھی..... چونکہ یہ عمران کا وہ فون تھا جس کے نمبر ٹیلفون ڈائرکٹری میں بھی پائے جاسکتے تھے۔ اس لئے اس نے کوئی پروانہ کی اور گھنٹی بھی رہی۔

عمران کا خیال تھا کہ یہ وہی لڑکی ہو گی جو اسے اکثر فون پر بور کرتی رہتی تھی اس لئے اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن جب گھنٹی کسی طرح بند ہونے کو نہیں آئی تو اس نے جھلا کر رسیور اٹھایا اور چکھاڑتی ہوئی سی آواز میں بولا۔

”ہیلو!“

”کیا عبد الجبار صاحب موجود ہیں؟“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

عمران کامنہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ غالباً کسی نے غلط نمبر ڈائل کئے تھے۔

”ہیلو!“ دوسرا طرف سے بھر آواز آئی۔ ”میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عبد الجبار صاحب گھر پر موجود ہیں؟“

”موجود ہیں!“ عمران نے جواب دیا

”ذر افون پر بلاد تیجھے۔“

”میں عبد الجبار ہی بول رہا ہوں۔“

”اخا! جبار بھائی.... سلام علیکم.... پہچانا آپ نے....!“ دوسرا طرف سے بولنے والے

نے لہک کر کہا۔

”پہچان لیا....!“

”اچھا... ہی ہی... کہیے بھائی صاحب! میرا کام ہوا یا نہیں؟“

”ہو گیا!“

”نہیں۔ آپ مذاق کر رہے ہیں... ہی ہی ہی ہی....“

”ہی ہی ہی ہی۔“ عمران نے بھی اس کی نقل کی۔ اور چند سیکنڈ تک دونوں میں ہی ہی کا تبادلہ ہوتا رہا۔

”جبار بھائی مطلب یہ ہے کہ آپ کو یقین ہے تاکہ کام ہو گیا ہے!“ دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”ہاں مجھے یقین ہے کہ کام ہو گیا ہے... اور تم گدھے ہو!“

”جی!“

”تم گدھے ہو!“

”لیکن کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“

”یو آر اے ڈلکی... یہ تو ہوا انگریزی میں.... یعنی.... اب اور جس زبان میں کوئی یقین کر دوں۔“

”آپ نے شاید مجھے نہیں پہچانا.... میں نواب کرامت علی بول رہا ہوں۔“

”تم ملکہ و کشوریہ کے بھتیجے سی ہی۔ لیکن ہو گدھے!“

”اے جبار! تم ہوش میں ہو یا نہیں؟“

”میں بالکل ہوش میں ہوں نواب کرامت علی.... تم ایک بار پھر گدھے ہو۔“

”ش! آپ یو ڈرٹی سوائیں۔“

”میں ڈرٹی سوائیں ہی... کواب نرامت.... اوہ.... نواب کرامت علی.... مگر تم گدھے ہو۔“

”میں تمہیں دیکھ لوں گا سور کے پتھے۔“ دوسرا طرف سے دہازنے کی آواز آئی۔

”میں سور کا بچھ ہی کہی لیکن تم سو فیصدی گدھے ہو۔“

”اچھا، اچھا!“

دوسری طرف سے سلسہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران رسیور رکھ کر میز کے پاس سے ہٹے بھی نہ پایا تھا کہ پھر گھنٹی بجی۔

"اب کون ہے بھئی۔" عمران رسیور الہا کر دہاڑا۔
"میں جو لیانا نافرزا واثر بول رہی ہوں اور تم شاید عمران ہو... لیکن اس طرح حلق کیوں
بچاڑتے ہو۔ اگر لائیں خراب ہو گئی تو..."

"تم کیوں کان کھاری ہو میرے۔"

"میرے پاس تمہارے لئے ایک سنسنی خیز خبر ہے۔"

"کیا میرے ڈیڈی نے مسکراتا سیکھ لیا؟"

"شش! وزارت خارجہ کے ڈپنی سیکرٹری کرٹل نادر پر اسرار طور پر غائب ہو گئے۔"

"براچھا ہوا۔ ان کا چیچھا شیلیفون سے چھوٹ گیا۔ اب وہ دنیا میں کوئی ڈھنگ کا کام کر سکیں
گے۔ میری طرف سے ان کے گھروالوں کو مبارکبادو۔"

"ریڈا اسکو اڑ کاغذات انہی کی تحویل میں تھے۔" جو لیانے اس کی بکواس کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"اوہ! تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ لاپتہ ہو گئے ہیں؟"

"گھروالوں کا بیان ہے کہ وہ اطلاع دیے بغیر کہیں نہیں جاتے تھے۔"

"ممکن ہے اس بار بغیر اطلاع ہی کے چلے گئے ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے.... آج صبح ان کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا ملا جو کھتوں کی طرف کھلتا ہے
اور وہ ابھی تک غائب ہیں۔ ان کے سلیپر اور سونے کا لباس خواب گاہ میں نہیں ہے۔"

"ریڈا اسکو اڑ کاغذات کہاں ہیں؟"

"اس کا علم سر سلطان اور کرٹل نادر کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔"

"ہمپ.... تو تم مجھے کیوں بور کر رہی ہو۔"

"کاغذات کی مصیبت تو تمہاری ہی لائی ہوئی ہے۔"

"وہ مصیبت تو میں نے اپنے لئے مولیٰ تھی۔... تم سے کس نے کہا تھا کہ تم تھری یا کا بیگ
لے جھاؤ؟"

"اس قھے کو ختم کرو۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"میرے پاس بر باد کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔... میں اس چکر میں نہیں پڑوں
گا۔"

"تمہیں وقت نکالنا پڑے گا.... ورنہ تمہاری زندگی تلخ کر دی جائے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔" عمران نے کہا اور سلسہ منقطع کر دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے سر سلطان
تک نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ گھر پر وہ نہ مل سکے.... الہدا اس نے آفس کے نمبر ڈائل کیے۔ لیکن

وہاں بھی ان سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ یہ چیز عمران کے لئے تشویش کن تھی۔ آفس میں معلوم
ہوا کہ وہ ابھی آفس پہنچے ہی نہیں اور گھر سے معلوم ہوا تھا کہ وہ دو گھنٹے قبل آفس جا چکے ہیں۔
در میان میں کہیں رکتا کم از کم آفس کے اوقات میں سر سلطان کے لئے نامکن ہی تھا۔ کیوں کہ
وہ ایک باصول آدمی تھے۔

عمران نے سوچا کہ کاغذات کے متعلق سر سلطان یا کرٹل نادر کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں
تھا۔ لہذا اگر ڈپنی سیکرٹری اسی سلسلے میں غائب ہوا ہے تو سر سلطان بھی محفوظ نہیں ہو سکتے۔

اس نے دس منٹ کے اندر ہی اندر فلیٹ چھوڑ دیا۔ سب سے پہلے وہ سر سلطان کے گھر
پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ سر سلطان کو ان کا ذرا ایمور لے گیا تھا وہ خود کا ذرا ایمور نہیں کرتے تھے۔
ڈر ایمور بھی کوئی نیا آدمی نہیں تھا بلکہ سر سلطان کے ہاں اس کی ملازمت کو تقریباً میں سال گزر
چکے تھے۔

مگر ایک نئی بات بھی معلوم ہوئی.... سر سلطان آفس جانے سے قبل کسی سے دیر تک فون
پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ گفتگو سنی نہیں گئی تھی لیکن ان کے سمجھنے نے بتایا کہ وہ اس لمحے گفتگو
کے بعد کچھ مسکرے نظر آنے لگے تھے۔

"کیا انہوں نے اس کے بعد گھروالوں سے کوئی گفتگو کی تھی؟" عمران نے پوچھا
"نہیں!" جواب ملا۔

"بھری یہ کیسے کہا جاستا ہے کہ وہ آفس ہی گئے تھے۔"

"کیونکہ ان کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا۔ وہ روزانہ اسی وقت آفس کے لئے روانہ
ہوتے ہیں۔"

"انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ آفس جانے سے پہلے کہاں جائیں گے؟"
"نہیں!"

"کچھ اندازہ ہے آپ کو.... کہ وہ فون کس کا رہا ہو گا۔"
"یہ بتانا بہت مشکل ہے۔"

پھر عمران نے وہیں سے جو لیانا نافرزا واثر کو فون کیا۔ اب وہ دراصل ڈپنی سیکرٹری کرٹل نادر
کے گھر جانا چاہتا تھا۔ جو لیانا نے شاید پہلے اسے اسی لئے فون کیا تھا لہذا ہو تیار ہو گئی۔ اس نے بتایا
کہ وہ ڈپنی سیکرٹری کے بنکلے کے قریب ہی ملے گی۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر سر سلطان کے
بنکلے کی کپاؤنڈ سے نکل رہی تھی۔ اور اس کا ذرا ہم شاید اسی رفتار سے سوچ رہا تھا جبکہ رفتار سے
اس کی ٹو سیٹر بیڑ کیں ناپ رہی تھی۔

الفاتحے اور تحریمیا لازمی طور پر میں ہیں۔ لہذا کاغذات ہر وقت ان کے ہاتھوں میں بچنے سکتے ہیں۔ اتنے دنوں کی خاموشی یقیناً کسی طوفان ہی کا پیش خیر تھی۔ ممکن ہے اب انہوں نے پھر کاغذات کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کر دی ہو۔ اور پھر ابھی حال ہی میں سورپریز میں تھے وہ تحریمیا کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔ ذپی یسکرٹری کے بنگلے کے قریب اسے جولیانا فائز وائز کی کار نظر آئی اس نے بھی اپنی نوسیر روک دی لیکن یونچ نہیں اتر۔

جو لیانا نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور عمران کو بھی گاڑی کمپاؤنڈ میں لے چلنے کا اشارہ کیا۔ بخشیت عمران وہ یہاں تہا نہیں آسکتا تھا۔ ورنہ اسے علم تھا کہ کاغذات ذپی یسکرٹری ہی کی تحولی میں تھے۔ اور اسی لئے اس نے بخشیت ایکس ٹو جولیا کو ہدایت کی تھی کہ وہ ذپی یسکرٹری پر نظر رکھ۔

جو لیانا آج ہی ایک بار پہلے بھی ذپی یسکرٹری کے اس کمرے کا جائزہ لے پکی تھی۔ جہاں سے وہ غائب ہوئے تھے۔ وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئی۔ عمران کافی دیر تک کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے وہ دروازہ کھولا جو میدان کی طرف تھا۔ ”ادھر سے تو اندر کے الھائے کی پریاں بھی آتی ہیں۔“ عمران نے جولیا کو آنکھ مار کر کہا۔ پھر یک بیک چونک کربولا۔

”ہائیں.... تو کیا وہ کاغذات کرنے والے نے گھر پر رکھے ہوں گے؟“
”میں انہیں اتنا حق نہیں سمجھتی۔“

”پھر وہ کہاں رکھے ہوں گے؟“
”سر سلطان کے علاوہ شاید کسی کو بھی علم نہ ہو۔“
”ہاہسپ... کیا تمہارے چوہے ایکس ٹو کو بھی علم نہ ہو گا۔“
”پتہ نہیں!“

”اس سے پوچھو! ورنہ کاغذات ہاتھ سے گئے۔“

”آج کل ہمارا چیف آفیسر لاپتہ ہے۔ اسے کوئی بار فون کر چکی ہوں لیکن جواب نہیں ملتا۔“ عمران سوچنے لگا۔ وہ آلو کا پچا کیا بتائے گا جب خود اسے ہی علم نہیں ہے کہ کاغذات کہاں ہوں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ اسے علم نہیں تھا۔ سر سلطان کی زبانی اسے صرف اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ کاغذات کرنے والے کی تحولی میں ہیں لیکن شاید انہوں نے یہ بتانے کی ضرورت نہیں

محوس کی تھی کہ کرتل نادر نے انہیں کہاں رکھا ہے۔
”ان کے گھروالوں کا کیا خیال ہے؟“
”وہ بیچارے اتنے بدھواس ہیں کہ انہیں کوئی خیال ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔“
”کرتل نادر کے لئے یہ پہلا واقعہ ہے؟.... یا پہلے بھی کبھی ایسا ہو چکا ہے؟“
”میں نے بھی گھروالوں سے یہی سوال کیا تھا۔ لیکن کوئی تشقی بخش جواب نہیں مل۔ سارے گھروالے پریشان ہیں لیکن کرتل نادر کی بیوی بڑے غصے میں معلوم ہوتی ہے اس نے مجھ سے بات تک نہیں کی۔“
”تمہیں.... وہ کسی جیشیت سے جانتی ہے؟.... عمران نے سوال کیا۔
”اوہ.... میں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میرا تعلق محکمہ سراج اسلامی سے ہے۔“
”اور اس کی بیوی نے یقین نہیں کیا۔“
”میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے یقین آیا تھا یا نہیں.... لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟“
”میں اس کی بیوی سے ملا چاہتا ہوں۔“
جو لیانے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔
کچھ دیر بعد عمران کرتل نادر کی بیوی سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ ایک بھاری بھر کم اور چڑچڑے مزاج کی عورت تھی۔
”میں نہیں سمجھ سکتی!“ وہ تھنچے چلا کر بولی! آخراں معاملے میں محکمہ سراج اسلامی کیوں کو دڑپڑا ہے.... کہیں گے ہوں گے.... واپس آجائیں گے۔“
”آپ کو ان کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش نہیں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
”میں کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔“
”جواب نہ دے کر آپ نقصان میں رہیں گی۔“ عمران نے آہستہ سے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کرتل کی زندگی خطرے میں ہو۔“
”کیا مطلب؟“ عورت یک بیک چونک پڑی۔
”زندگی خطرے میں ہونا بجائے خود ایک بہت بڑا مطلب ہے۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل وہ کس وقت خواب گاہ میں گئے تھے۔“
عورت چند لمحے تشویش کن نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی ”پتہ نہیں کس وقت گئے تھے.... یہ بتانا مشکل ہے۔“
”آپ نے آگری پر انہیں کس وقت دیکھا تھا؟“

"شاید تو بچے.... وہ اٹنگ روم سے اٹھے تھے۔ پھر خواب گاہ کی طرف گئے ہوں گے۔"
لیکن میرا خیال ہے کہ وہ رات بھر بستر پر نہیں لیئے!

"نہ لیئے ہوں گے!" عورت نے پکھ اس انداز میں کہا جیسے کہہ رہی ہو جہنم میں جائیں۔
آپ کرٹل صاحب سے ناراض معلوم ہوتی ہیں۔ عمران مکریا

"میں اب کسی بات کا حواب نہیں دوں گی۔" عورت نے کہا اور انھ کر استڈی سے چلی گئی۔
عمران لان پر نکل آیا۔ جولیا کا ندانہ صحیح تھا۔

گھر کے دوسرا فرد یقیناً بد حواس تھے۔ لیکن کرٹل کی بیوی اس واقعہ سے ذرہ برابر بھی متاثر
نہیں معلوم ہوتی تھی۔ عمران نے فرد افراد اہر ایک سے سوالات کئے تھے لیکن حاصل کی ہوئی
معلومات تشفی بخش نہیں تھیں۔ آخر میں وہ ایک نوجوان ملازمہ سے جانکر لیا۔
تم تو جانتی ہی ہو گی کہ کرٹل صاحب کہاں گئے ہیں۔ عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ
سے بولا۔

"میں کیا جاؤں؟" وہ چھپی۔

"بیگم صاحب کا خیال تو یہی ہے کہ کرٹل صاحب تمہیں سب پکھ بتا دیتے ہیں۔"

"اڑے والوں میرے منہ پر کہیں تو.... میں جو تی پرماتمی ہوں اسی نوکری کو...."
اس موٹی پر مجھے بھی بڑا غصہ آیا تھا۔ عمران نے ہمدردانہ لبھجے میں کہا "خواہ تم جیسی
شریف لڑکی کو عیب لگاتی ہے۔"

"ہا۔ وہ کاہے کو بتائیں گی کہ صاحب بارہ بجے رات تک اس پر کٹی سے جاپانی زبان سیکھا
کرتے تھے۔"

"اچھا!" عمران رازدارانہ لبھجے میں سر ہلا کر بولا۔

"ہاں صاحب! وہیں سونے کے کرنے میں۔"

"کون ہے وہ پر کٹی؟"

"میم ہے اب بیگم صاحب کا خیال ہے کہ اسی کے ساتھ کہی چل دیئے ہوں گے۔"
"ضرور یہی بات ہو گی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا وہ میدان کی طرف کے دروازے سے
آیا کرتی تھی۔"

"اور کیا.... اوہر سے ہی تو آتی ہو گی.... ایک رات بیگم صاحب نے دیکھ لایا تھا۔... خوب
گر جھیں بر میں.... صاحب نے کہا کہ وہ توروز آتی ہے ٹیکوں کہ وہ اس سے جاپانی لکھتے ہیں۔ یہ
زبان سیکھنے کے بعد ان کی ترقی ہو جائے گی۔ عہدہ بڑھا کر اپنیں جاپان بیچھے دیا جائے گا۔"

"واہ بھی.... بڑھا بھی چالاک معلوم ہوتا ہے" عمران پھر اس آنکھ مار کر مکریا
انخلا کر بولی۔ "اب جانے دیجئے مجھے.... مگر بیگم صاحب سے یہ نہ بتائیے گا۔"

"بھی نہیں۔ میں اب اس موٹی خونخوار عورت سے بات نہیں کروں گا۔ مگر سنو تو.... کیا
وہ دن میں بھی آتی رہی ہے۔؟"

"نہیں میں نے ابھی اسے دیکھا نہیں ہے..... مگر میں ہلڑ ہوا تھامیں نے بھی سن لیا۔"
"ہلڑ کب ہوا تھا؟"

"تین چار دن ہوئے۔"

"اس پر کٹی کا نام تو سنا ہی ہو گا تم نے!"

"نہیں.... میں نام وام نہیں جانتی۔"

"اچھا جاؤ.... خدا تمہیں کوئی سعادت مند دلہا نصیب کرے۔"

"اڑے والوں ہم سے مذاخ نہ کرنا۔ بڑے آئے کہیں کے۔" وہ عمران کو منہ چڑا کر جا گئی۔

عمران نے ایک بار پھر کرٹل نادر کی بیوی سے رجوع کرنا چاہا لیکن اس نے ملنے سے انکار

کر دیا۔ آخر عمران نے کاغذ کے ایک نکلوے پر لکھا

مجھے بھی جاپانی زبان سے بہت دلچسپی ہے لیکن

کرٹل صاحب جاپان نہیں بھیجے جا سکتے.... البتہ

وہ عورت انہیں جہنم میں ضرور پہنچا سکتی ہے۔

یہ تحریر بیگم نادر کو بھیج دی گئی۔ اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد اسٹڈی میں موجود تھی!

لیکن اس کی آنکھیں سرخ تھی اور پلکیں کچھ متورم ہی نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ روئی تھی۔

"مجھے انسوں ہے محترمہ۔" عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ "دنیا کی کوئی عورت اسے برداشت

نہیں کر سکتی۔"

"کام کی بات.... عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔" مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اوہ.... ہاں.... میں اس عورت کا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"نام مجھے نہیں معلوم۔"

"حلیہ بتا سکتیں گی آپ۔"

"میں نے صرف ایک بار ایک جھلک دیکھی تھی.... اس لئے حلیہ بھی نہ بتا سکوں گی۔"

"کیا وہ پچھلی رات بھی ان کے کمزورے میں تھی؟"

"مجھے علم نہیں!"

”کیا آپ مجھے ان کی خواب گاہ کی تلاشی لینے کی اجازت دیں گی؟“

”آخر حکم سراغرسانی کو ان کے کہیں غائب ہو جانے سے کیا چچی ہو سکتی ہے۔“

”یہ ایک بہت ہی خاص قسم کا معاملہ ہے.... ورنہ ہمیں ان کے غائب ہو جانے سے کوئی چچی نہیں ہو سکتی۔“

”دفعتاً بولیا ہانپی ہوئی استدی میں داخل ہوئی۔“

”کیا بات ہے؟“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”چلو جلدی“

”کیوں کوئی خاص بات؟“

”سر سلطان مل گئے ہیں ان کی کار ایک دیران مقام پر ملی ہے۔ وہ خود بیہوں ہیں اور ذرا نیور لاپتہ ہے۔“

”اوہ!“ عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے ”مگر تم تو یہاں تھیں۔“

”ابھی جھفری نے فون پر کہا ہے۔ اسے علم ہے کہ ہم یہاں ہیں۔“

”تواب کہاں ہیں سر سلطان؟“

”ہبپتال میں سول ہبپتال میں!“

”خیر نہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں فی الحال کرٹل کی خواب گاہ کی تلاشی لوں گا۔“

”یہ کیا قصہ ہے؟“ بیگم نادر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا ”سر سلطان وہی نا.... جو کرٹل کے آفسر ہیں۔“

”جی ہاں وہی اتفاق سے وہ بھی اس عورت سے جاپانی سمجھتے تھے۔“

بیگم نادر نے حیرت سے منہ کھولا اور پھر بند کر لیا۔

عمران کو کمرے کی تلاشی لینے کی اجازت مل گئی تھی! اس نے ذرا سی دیر میں پورا کرہا الٹ پشت کر کر کھل دیا۔ جو لیا سے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے۔

اس کا خیال تھا کہ سر سلطان والی خبر عمران کے لئے بڑی سختی نیز ثابت ہو گی اور شاید وہ بوکھلائی میں جوتے اتار کر سول ہبپتال کی سمت دوڑنا شروع کر دے گا۔

کچھ دیر بعد اس نے دیکھا کہ عمران ایک بڑی کی کنجی ہاتھ میں لئے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اس پر ایک گندی ہی گالی تحریر ہو۔

عمران جو لیا کی طرف دیکھ کر مسکرا یا۔

اور کنجی جب میں ڈال لی پھر وہ فون کی طرف بڑھا کسی کے نمبر ڈائل کئے۔ اور جب گفتگو شروع ہوئی تو جو لیا کو معلوم ہوا کہ وہ اسٹیٹ بک کے ایک آفسر سے ہے مکلام ہے۔ لیکن عمران نے خود کو ملکہ سراغرسانی کا ایک آفسر ظاہر کیا تھا۔

جب وہ رسیور رکھ کر جو لیا کی طرف مرتاؤس نے اس کے ہونوں پر فاتحہ انداز کی مسکرا ہٹ دیکھی۔

کاغذات اسٹیٹ بک کی سیف کنٹلڈی میں ہیں۔“.... اس نے آہستہ سے کہا۔

”اوہ.... تو کیا وہ کنجی...!“

”وہ کنجی اسی سیف کی ہے جس میں کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔“ عمران نے کہا۔ ”کسی اور نے بھی تیرہ نمبر کی تجویری کے متعلق ابھی ابھی بک سے گفتگو کی تھی اور اس نے خود کو ملکہ سراغرسانی کا ایک آفسر ظاہر کیا تھا۔ لیکن بھلا ملکہ سراغرسانی کو ان کاغذات کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے.... کیوں کیا خیال ہے۔

”اوہ.... تو پھر یہ سمجھا جائے کہ کرٹل نادر الغانی کی قید میں ہیں اور کاغذات کے متعلق بتا چکے ہیں۔“

”اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو یقین رکھو کہ سر سلطان بھی آسانی سے ہوش میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ کاغذات کے متعلق اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا کرٹل نادر کو ہے اور! آج رات کوئی نہ کوئی اس کنجی کو حاصل کرنے کے لئے عمارت میں ضرور رکھے گا۔“

”کیا تم نے اس کنجی کے لئے تلاشی لی تھی۔“

”نبیں امیں کسی ایسکی چیز کی تلاش میں تھا جس سے اس عورت پر روشنی پڑ سکے۔ کنجی تو اتفاقاً ہاتھ آگئی، اور اپنی محنت بر باد نہیں ہوئی۔“

”اوہ اس عورت کے متعلق کیا معلوم ہوا؟“

”کچھ بھی نہیں! ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی، جس سے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا۔“

”اب کیا رادہ ہے؟“

ایک بکری کا پچہ پال کر اسے جوان کرنے کی کوشش کروں گا!“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”وہ کنجی میرے حوالے کر دو۔“

”تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں لے سکتے۔“

”جب تم اس عمارت سے بھی نہیں نکل سکو گے.... میں کرٹل کے گھر والوں سے کہہ دوں

بوقت گر تارہ۔ تقریباً دس بجے عمران کو کچھ آئیں سنائی دیں اور وہ اندر ہیرے میں آئیں
چاہنے لگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے نہایت احتیاط سے بیچھے کھک جاتا پڑا کیونکہ چار
آدمی سینے کے بل زمین پر ریختے ہوئے جہاڑیوں کے قرب سے گزر رہے تھے۔ دیکھنے کی دلیکھ
ان کا رخ جہاڑیوں کی طرف ہو گیا۔ اور وہ اندر گستے چلے آئے۔ عمران نے سانس روکی اور ایک
طرف سمتاً چلا گیا۔

چاروں جہاڑیوں میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران ان کی سرگوشیاں ستارہا اس نے تھوڑی ہی
دیر میں انہیں پچان لیا۔ وہ اس کے ماتحت ہی تھے کیپن جعفری کیپن خاور۔۔۔ سار جنت
ناشاد۔۔۔ اور لیفینٹ چوبان!

پھر اس کی ریڈیم ڈائل کی گھڑی نے گیارہ بجائے اور وہ آہستہ آہستہ ہکلتا ہوا جہاڑیوں کے
سرے پر بیچنے کی کوشش کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کرٹ نادر کی خواب گاہ کے عقی
دروازے سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ماتخوں سے تقریباً میں گز
کے فاصلے پر تھا۔

دفعہ بیٹھلے کی کپڑاٹڑ سے شور و غل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عمران چونکا۔۔۔ لیکن پھر جہاں تھا
وہیں رک گیا۔ اس کے ماتحت جہاڑیوں سے نکل کر کپڑاٹڑ کی طرف جا رہے تھے۔ شور بڑھتا ہی
رہا۔ لیکن میدان ویران پڑا تھا۔ شاید عمارت کے کسی حصے میں آگ لگ گئی تھی۔ شور و غل سے
یہی معلوم ہوا تھا۔ عمران کے ذہن نے اسے فوراً ہی متنی پہنادیے اور وہ وہیں بیٹھا رہا۔

دفعہ اسے خواب گاہ کے عقی دروازے کے قریب ایک سایہ نظر آیا۔ پھر وہ محک نظر
آنے لگا تاروں کی چھاؤں میں وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دروازے پر تھوڑی دیر کے لئے
جھکا رہا پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے دیوار سے نگل گئی ہو۔۔۔ غالباً وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو
چکا تھا کپڑاٹڑ سے شور و غل کی آوازیں بر ارجمندی آرہی تھی۔

عمران تھوڑے توقف کے ساتھ اٹھا اور سینے کے بل رینگتا ہوا دروازے کے قریب بیچنے
گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ بہت آئیں گے سے اٹھا، اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر
بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک آدمی باہر نکلا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس پر سوار تھا۔ اسے
سنھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس کی گردان پر عمران کی گرفت مضبوط ہوتی گئی اور پھر وہ کسی ورزني
تھیلے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

کچھ دیر بعد عمران کی نوسیر دالش منزل کی طرف جا رہی تھی۔ اور اس کی اٹھنی میں ایک
بیویش آدمی بند تھا۔ اسے نوسیر نکلے جانے میں عمران کو بڑی محنت کرنی پڑی تھی۔ اس کے

گی کہ محلہ سراغ سانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔“
”مکہہ کر دیکھو۔۔۔ پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔۔۔ نہیں اسی وقت میں کرٹ کی بیوی کو
یہ اطلاع دوں گا کہ جاپانی سکھانے والی عورت ہی ہے۔“
”وہ کیا بگاڑے گی میرا۔“

”بس دیکھ لینا جاؤ کہہ دو اس سے۔۔۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے!“
”پیکار بات نہ بڑھاؤ۔۔۔ کنجی تم نہیں لے جاسکتے۔“
”ہو سکتا دپر ہو جانے پر سلطان کبھی ہوش میں نہ آسکیں۔“ عمران نے خنک لمحے میں کہا
اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔ جو لیا بھی اسی کے بیچھے تیری سے قدم اٹھا رہی تھی۔ لیکن عمران اس
سے پہلے ہی اپنی کار سٹک پہنچ گیا۔

O

سر سلطان کو نو بجے رات تک ہوش نہیں آیا تھا۔ پھر عمران سول ہفتال سے چلا آیا۔
ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ ان کے جسم میں کوئی گبری خواب آور دوپنچھائی گئی ہے۔ جس کا اثر جلد
زاں ہوتا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن خود ان کے علم میں کوئی ایسی خواب آور دوہائی نہیں تھی
جس کا اثر اتنا دیر پاتا ہے۔

عمران سول ہفتال سے کرٹ نادر کے بیٹھلے کی طرف روانہ ہو گیا اسے یقین تھا کہ آج رات
اس کے بیٹھلے میں گھنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جو لیا اور اس کے
سامنی یعنی طور پر بیٹھلے کی گرانی کے رہے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے جو لیا پر اپنا یہ خیال ظاہر کر
دیا تھا کہ آج رات کرٹ نادر کے بیٹھلے پر کافی نکتات کے خواہاں ریڈ بھی کر سکتے ہیں۔

اس نے اپنی نو شیر بیٹھلے سے کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور خود پیدل چلا ہوا کرٹ نادر کی
خواب گاہ کے دروازے پر پہنچا جو میدان کی طرف تھا۔ میدان تاریکی اور سانس میں ڈوبا ہوا تھا۔
عمران خود رہ جہاڑیوں میں چھپ گیا۔ پھر اسے خیال آیا ممکن ہے اس کا یہ اقدام احتمانہ ہو۔
وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ماتحت آج یہاں موجود نہیں معلوم ہوتے حالانکہ جو لیا کے انداز
سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سلسلے میں احتیاطی تدبیر ضرور اختیار کرے گی۔ عمران جہاڑیوں میں
بیٹھا رہا۔ اس کے خیال کے مطابق جو لیا اتنی گدھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ایک دفعے کا امکان
ہوتے ہوئے بھی وہ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتی۔

تحک کر رک گیا اور کسی گدھے کی طرح ہائے لگا۔
”کفیو شس....“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔
”شٹ آپ....“ سیروہ حلق چڑا کر دہاز۔
”آہستہ.... ذرا آہستہ۔“ عمران نے مسمی صورت بنا کر کہا۔... ”میں کمزور دل کا آدمی ہوں۔ میرا ہارٹ فل بھی ہو سکتا ہے۔“

”تم کسی.... حقیر.... کیڑے کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے....“ سیروہ ہائپتا ہوا بولا۔
”نہیں دوست ایسا نہ کرنا....“ عمران کھھصیلہ ”لو یہ کنجی حاضر ہے۔ مجھے معاف کرو۔“

عمران نے جیب سے تجوہی کی کنجی نکال کر اسے دکھائی۔
”سیروہ پھر جھپٹا۔... شاید وہ اسی چکر میں تھا کہ عمران اس بار بھی جھکائی دے کر الگ ہٹ جانے کی کوشش کرے گا۔... اسی لئے اس نے اپنے ذہن کو کافی چاق و چوبند کر کے حملہ کیا تھا۔

لیکن وہ عمران تھا۔ اس سے سرزد ہونے والا ہر فعل اس کے حریقوں کے لئے عموماً غیر متوقع ہی ثابت ہوا کرتا تھا۔ سیروہ بھی دھوکہ کھا گیا۔ نہ صرف دھوکہ بلکہ چوت بھی۔ عمران نے اچھل کر دنوں پر اس کے سینے میں مارے تھے۔

سیروہ کے حلق سے ایک طویل کراہ نکلی اور وہ بڑی میز سے چھلتا ہوا دوسرا طرف جا گرا۔... اس بار اس کا پھر تیلائیں جواب دے گیا تھا۔ وہ فوٹھی نہ اٹھ سکا۔

”معاف کرنا پیداے!“ عمران نے مغموم لمحے میں کہا۔ ”اس بار میں نے گدوں کی سی حرکت کی۔... اپنادل میری طرف سے صاف کر ڈالو۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔“

”میں تجھے مار ڈالوں گا۔“ سیروہ دنوں مٹھیاں بھینچ کر چینا۔
”کفیو شس نے کہا تھا....“

سیروہ نے کفیو شس کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جھپٹا۔... عمران نے جھک کر اس کے پیٹ پر نکل کر ماری۔... مگر اس بار وہ خود بھی نہ سن بھل سکا اور دنوں نیچے اور فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے گرتے گرتے اپنی کہیاں اس کے سینے پر نکادی تھیں۔ اس لئے اسے سیروہ کی گرفت سے نکل آنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی ورنہ سیروہ نے اس کی گردن اپنے پازوؤں میں جکڑنے کی کوشش کی تھی۔

یہ نکل آخری ثابت ہوئی اور اس نے سیروہ کے کس مل نکال دیئے۔
وہ اٹھا لیکن کھڑا نہیں ہوا۔ میز کے پائے سے نک کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں!

لئے اسے آگ بجھانے والوں کی بھیڑ سے کترا کر نکلا پڑا تھا۔
اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تدبیر بڑی اچھی تھی۔ عمارت کے اگلے حصے میں اسی جگہ آگ لگا کر جس کا اثر دور تک نہ سکے لوگوں کو الجھایا گیا تھا۔ اس طرح اس آدمی کے کام میں خلل پڑنے کے امکانات ختم ہو گئے تھے جو خواب گاہ کا عقیقی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔
عمران یہ دیکھنے کے لئے نہیں رکا تھا کہ آگ کس حصے میں گی تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس کے لئے ان لوگوں نے نوکروں کے کوارٹروں ہی کو منتخب کیا ہوا جو اصل عمارت سے کافی فاصلے پر تھے۔

کچھ دیر بعد ٹسپر دانش منزل کی تاریک کپاؤٹ میں داخل ہوئی۔ سیکرٹ سروس والوں میں اس عمارت کو ایکس ٹوکا ہیڈ کوارٹر سمجھا جاتا تھا۔... لیکن ان میں سے کوئی بھی ایکس ٹوکی اجازت حاصل کئے بغیر اس کی کپاؤٹ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

عمران بیویش آدمی کو کمر پر لادے ہوئے عمارت میں داخل ہوا۔ اور جب وہ ساؤٹ پروف کر رہے میں پہنچا تو روشنی میں شکار پر نظر پڑتے ہی اس کا چہہ کھل اٹھا۔ یہ تھری یا کا آدمی سیروہ تھا۔ وہی اندھا جس نے ایک بار اسے بہت سچ کیا تھا۔ عمران نے اسے ایک کری پر ڈال دیا۔ اور خود بھی ایک کری کے ہتھے پر نک کر جیو گم کا پیکٹ پھاڑنے لگا اس کے ہونتوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر بعد سیروہ کو ہوش آگیا۔ اور وہ اس طرح کری سے اچھلا جیسے کسی نے اس پر حملہ کر دیا ہو۔ لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ کھل گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رک گئی ہو۔

”تم... تم....“ عمران ہکلایا ”تم مجھے بھاں کیوں لائے ہو؟“
سیروہ خاموش کھڑا پلکیں جھپکا تارہ۔ غالباً بری طرح بوکھلا گیا تھا۔
”کفیو شس نے کہا تھا۔“ عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ کہا۔ ”مگر کفیو شس نے غلط کہا تھا۔ اس کے بر عکس مدھو بالانے ٹھیک کہا ہے کہ لکس ٹالک صابن کی نکلیے چبانے سے فلم اسٹاروں کی رنگت نکھر آتی ہے۔“
دفعٹا سیروہ نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن نہایت اطمینان سے سامنے والی دیوار سے جا نکلیا۔

”ارے خدا تمہیں غارت کرے....!“ عمران اس کی طرف مز کر بولا۔ ”تمہاری رنگت تو نہ نکھرے گی خولہ تم سوڈا کا سٹک کی پوری بالائی چڑھا جاؤ۔“
تقریباً پندرہ مٹت تک یہ اچھل کوڈ جاری رہی لیکن سیروہ عمران کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ آخر وہ

اب بتاؤ پیارے سیرو کہ ملکہ خارجہ کاڈپی سکرٹری کرٹل نادر کہاں ہے؟" عمران نے
صشمکل ازانے کے سے انداز میں پوچھا۔

سیرو نے آنکھیں کھول دیں جو انگاروں کی طرح دکھ رہی تھیں۔ وہ اس وقت کی
درندے سے مشابہ معلوم ہو رہا تھا۔

"تم...." اس نے بھراہی ہوئی آواز میں کہا۔ "تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں معلوم
کر سکتے۔"

"میرے فرشتے تو اس وقت بگ پاگ کھیل رہے ہوں گے..... میں ہی معلوم کروں گا۔"
"کوشش کرو!" سیرو غایا۔

"کوشش بہت بڑی چیز ہے تم کوشش کے بغیر ہی بتادو گے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔
پھر ہلکے سے قلبے کے ساتھ بولا۔ "ہاں آگ لگانے والی ایکسیم تو بڑی شاندار تھی مگر تم لوگ
ہمیشہ یہ بھول جاتے ہو کہ مقابلہ عمران جیسے یہ تو قوف سے ہے۔"

"تمہاری موت قریب آگئی ہے۔ الفانے تمہیں بڑی بیدردی سے مدد ادا لے گا۔" سیرو نے
کہا۔

"تم الفانے سے کم تو نہیں ہو۔"

"میں الفانے کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔"

"تب تو مجھے افسوس ہے کہ میں نے ایک کتر آدی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔" عمران نے معموم لمحے
میں کہا۔ "اچھا سیرو اسے میں تمہارے لئے ہاتھ کبھی نہ استعمال کروں گا۔ چلو بتاؤ کرٹل نادر کہاں
ہیں۔"

"میں کسی کرٹل نادر کو نہیں جانتا۔"

"تب پھر کیا تم مرغیاں چرانے کے لئے اس گھر میں گھے تھے۔"

"میں کسی کے گھر میں نہیں گھساتا۔ تم جھونے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ کرہ تمہاری قبر بنے گا۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
سیرو اس کی طرف جھپٹا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیٹ پر عمران کی لات پڑی۔ وہ
پیٹ دبائے ہوئے دہرا ہو گیا۔

"میں وعدہ کرچکا ہوں پیارے سیرو کہ تمہارے لئے ہاتھ نہیں استعمال کروں گا۔ کتر
آدمیوں سے اسی طرح پشتا ہوں۔" عمران نے کہا اور کرے سے نکل آیا خود کار دروازہ بند ہو کر
مقفل ہو گیا۔

اب وہ ایک ایسے کرے میں آیا۔ جہاں ایک بڑی میز پر تین فون رکھے ہوئے تھے۔ اس نے
ایک پر جو لیانا فنر و اڑ کے نمبر ڈائل کئے
"لیں سر...." دوسری طرف سے جو لیا کی کپکپاتی ہوئی سی آواز آئی۔

"میرے سارے ماتحت گدھے ہیں۔"

"زبردست غلطی ہوئی جتاب!"

"مگر ہوئی کیوں۔ کیا ان کی مدد کے بغیر آگ نہ بھجتی؟"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ ان سے یہ حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ میں تو آپ کے احکامات کے
انتظار میں گھر پر ہی رک گئی تھی۔"

"غیر... داش منزل کے ساؤنڈ پروف کرے میں الفانے کا تائب سیرو بند ہے اس سے
معلوم کرو کہ کرٹل نادر کہاں ہے؟"

"سیرو! جو لیانے جیرت سے دہرا لایا۔"

"ہاں! اور دوسرا کام.... تمہیں عمران سے اشیٹ بک کے سیف کی کنجی حاصل کرنا
ہے۔"

"دوسرا کام بہت مشکل ہے جتاب!"

"کیوں؟"

"ہم بہل ایک اسی سے نہیں پشت کئے!

"تم سب نالائق ہو.... اچھا خیر میں ہی دیکھوں گا۔"

"مگر سیرو! آپ کو کہاں ملا؟"

"کرٹل کی خواب گاہ پر.... اگر میں سب کچھ تم لوگوں پر چھوڑ دوں تو نہ میری چیف
آفسیری قائم رہ سکتی ہے اور نہ تم لوگوں کی ملازمتیں...." عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع
کر دیا!

O

سیرو نے اپنے گرد کھڑے ہوئے نقاب پوشوں کو خونخوار نظروں سے دیکھا لیکن چپ
چاپ بیمار ہا۔
"سیدھے کھڑے ہو جاؤ!" ایک نے اس سے کہا۔

”وہ سب کچھ ہوا گر اب کیا ہو گا۔۔۔“ کیپن جعفری بڑا بڑا۔
”سنیارو!“ سار جنت ناشاد نے ہاک لکائی۔ ”اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہم اس ملازمت سے سبکدوش کر دیئے جائیں گے یا نہ کئے جائیں گے۔ لہذا میرا مشورہ ہے کہ اس وقت کی ابھی سے باریں بیٹھ کر غم غلط کیا جائے۔۔۔ کیا سمجھے!“
”تم ضرور غم غلط کرو۔۔۔“ خاور نے غصیل آواز میں کہا۔ ”ہمارا ہیرا تو غرق کر دی چکے۔“
”یار تم سب ہرے ڈر پوک ہو۔“ ناشاد نے براسمنہ بنایا۔ ”میں تو چلا۔۔۔ تم لوگ میں کھڑے رات بھر جھک مارتے رہو۔۔۔ نالا۔“ ناشاد نے کہا اور لمبے ڈگ بھرتا ہوا کپاٹ سے نکل گیا۔

O

عمران نے جب یہ سنا تو سر پیٹ لیا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان چاروں کی بوئیاں اڑا دے۔ ابھی ابھی اسے جو لیانا فثر و اتر نے فون پر اس واقعہ کی اطلاع دی تھی اور ریسیور عمران کے ہاتھ ہی میں تھا۔

”تم خود وہاں کیوں نہیں موجود تھیں۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”اور پھر جب یہ چاروں گدھے کچھ ہی دیر پہلے ایک بڑی حافظت کر چکے تھے تم نے انہیں سمجھا ہی کیوں؟ سیرو معنوی آدمیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ کوئی گھنیا قسم کا چور یا اچکا نہیں ہے کہ تشدید کے ذریعے اس سے کچھ معلوم کیا جاسکے۔ اچھا بات تم جہنم میں جاؤ۔۔۔ ایکس نو تہبا یہ کام انجام دے گا۔“

”آپ سنئے تو کسی!“

”شپ آپ۔۔۔“ عمران غریا۔۔۔ اور سلسہ منقطع ہو گیا۔
اب وہ پھر انہیرے میں تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ سیرو کے ذریعہ نہ صرف کرنل نادر کا سراغ مل کے گا بلکہ اس طرح تحریسیا اور القانے نکل بھی اس کی رسائی ممکن تھی گر اب۔۔۔ وہ اپنے ماتحتوں کے ناکارہ پن پر دانت پیس رہا تھا۔

”سرز۔“ وہ بڑا بڑا۔۔۔ انہیں اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔۔۔“

اس نے فون پر سار جنت ناشاد کے نمبر ڈائل کئے۔

”لغ۔۔۔ لغ۔۔۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔ ”کاون بولتا پڑا ہے۔۔۔ سالا۔۔۔“
”اوہ۔۔۔ تو تم نے پی رکھی ہے“ عمران دانت پیس کر بولا۔

لیکن سیرو نے دوسرا طرف منہ پچھر لیا۔ نتیجے کے طور پر اسے ایک بغرہ بلا دینے والا تھپڑ برداشت کرنا پڑا۔۔۔ لفظ ”برداشت“ مناسب نہیں ہے کیونکہ تھپڑ کھاتے ہی سیرو کی بھوکے بھیزی کی طرح بپھر لیا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسی وقت مت یا زندگی کا فیصلہ کر دے گا۔ ایکس نو کے چاروں ماتحت شاید اس خیال میں تھے کہ وہ اسے ایک خارش زدہ چوہے سے بھی کمتر پائیں گے۔ لہذا اس کا یہ حملہ ان کے لئے غیر متحق بھی تھا۔ بتنی دیر میں وہ سنبھلے سیرو دروازہ نکل پہنچ چکا تھا۔

پھر اس نے ان چاروں پر ایک کرسی سکھنچ ماری۔۔۔ شاید وہ پہلے ہی عمران کو دروازہ کھولتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ اس نے اس خود کا دروازے کو کھولنے میں اسے کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ باہر تھا۔ چاروں اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ وہ کپاٹ میں پہنچ گیا۔۔۔ اور اب اسے پالیا یقیناً مشکل تھا کیونکہ کپاٹ مذکونی کشاہ کافی کشاہ تھی اور اس میں جگہ جگہ مختلف قسم کی گھنٹیں اور جھاڑیاں تھیں اور پھر انہیں تو غریب اتو غریب۔۔۔ ایکس نو کے ماتحتوں کی بوکھاہت قابل دید تھی۔ وہ انہیں میں ادھر اور ہر سر مارتے رہے۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی اتنی عقل نہیں آئی کہ چھانک پر پہنچ جاتا۔ کپاٹ مذکونی دیواریں کافی اوپنی تھیں لہذا انہیں سوچنا چاہیے تھا کہ فرار کے لئے وہ چھانک ہی کو ترجیح دے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک سر مارنے کے باوجود بھی وہ اسے نہ پا سکے۔

”اب کیا ہو گا جعفری صاحب!“ سار جنت ناشاد نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”ہو گا کیا۔۔۔ سب تمہاری ہی بدولت ہو اتم نے اسے تھپڑ کیوں مارا تھا۔“

”در اصل ہمیں مغالطہ ہوا تھا۔“ لفظیت چوہا نے کہا۔

”پھر کیا کیا جائے؟“ کیپن خاور نے کہا۔

”کھا جائے گا وہ۔۔۔ زندہ نہیں چھوڑے گا۔“ جعفری بولا۔

”کوئی بہانہ سوچو۔“ ناشاد بڑا بڑا۔

”بہانہ!“ خادر نے غصیل آواز میں کہا۔ ”بہانہ سوچ کر کیا کرو گے۔ تم ہی نے کام بگڑا ہے۔“

”خدا کی پناہ! تم لوگ تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے۔ مارے بغیر وہ کیسے بتاتا۔ ویسے اگر اسے مٹھائیاں پیش کرنے کا رادہ تھا تو مجھے پہلے ہی بتادیا ہوتا۔“

”اور دوسرا غلطی سب سے ہوئی ہے۔“ لفظیت چوہا بولا۔ ”ہم میں سے کسی نہ کسی کو

چھانک پر ضرور رہنا چاہئے تھا۔“

”ہاں... ہاں... پی رکھی ہے... پھر سلام کون ہے۔“
”ایکس ٹو...“

”ہو میں گاسالا... ہمارے ٹھیکنے سے... مغز مت کھاؤ۔“

”اچھا... اچھا...“ عمران سر ہلا کر بولا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔
اب اس نے خاور کے نمبر ڈائل کئے۔ لیکن جواب نہیں ملا۔ شاید وہ گھر پر نہیں تھا۔ جعفری
اور چوہاں بھی نہیں تھے۔ آخر عمران خود ہی اس میم پر روانہ ہو گیا۔ اسے کم از کم ناشاد کو تو سزا
دینی ہی تھی۔

O

پھر وہ تقریباً چار بجے گھر واپس آیا۔ اس نے ناشاد کے ساتھ جو کچھ بھی بتاؤ کیا تھا اس پر
مطمئن تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر کپڑے اتارنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

”اب کون مر۔“ اس نے بڑا بڑا ہوئے فون اٹھایا۔
”پہلو۔“!

”کون.... عمران!“ دوسری طرف سے کوئی عورت بول رہی تھی لیکن عمران آواز نہیں
چھپاں سکا۔

”ہاں.... عمران.... آپ کون ہیں....“
”ٹی تھری بی!“

”ہاپ... ہاول... لس... ہاڈو ای ڈو؟“

”اوے کے.... ڈارنگ.... تم نے سیسرہ کو پکڑا تھا؟“

”اگر وہ چھروں کی نسل سے ہے تو یقیناً پکڑا گیا ہو گا کیونکہ میں نوبے سے فلک کی پکاری
لئے بیٹھا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر چھرنے ہوں تو عشاں بھی گھری نیند سو سکتے ہیں۔“

”امیوں کے چھاتم بہت جلد غرق ہونے والے ہو۔“

”بھیجوں کو فائدہ پہنچ گا... کیونکہ کروزوں کا بینک بیٹش چھوڑنے کا ارادہ ہے۔“

”آپکل تم سے سوزی نام کی ایک لاکی مل رہی ہے اس سے ہوشیار رہو!“

”کرٹل نادر کہاں ہے ڈارنگ؟“ عمران نے بڑے بیزار سے پوچھا۔

”یہ نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ وہ پارٹی کے مفاد کا معاملہ ہے۔“

”تو پھر مجھ پر اتنا کرم کیوں ہے؟“

”تمہاری موت سے پارٹی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس لئے میں اسے فضول سمجھتی ہوں۔“

”ہائی! تم مجھے فضول سمجھتی ہو؟“

”تمہیں نہیں، تمہاری موت کو.... لیکن اگر تمہارا بس چلتے تو میرے ہھکڑیاں لگادو۔“

”ہر گز نہیں سوئی تم کیسی پاتیں کر رہی ہو۔ میں تو تم پر جان پتختا ہوں مگر پتختا، نہیں لا حول

ولا.... چھڑکنا میں تم پر جان چھڑکتا ہوں.... کرٹل نادر کہاں ہے؟“

”تم مکار ہو عمر ان.... تمہاری کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا.... تم اپنا مقصد حاصل

کرنے کے لئے سب کچھ کر سکتے ہو.... تم میں.... جمالیاتی حس بالکل نہیں ہے۔“

”میں بذاتِ خود جمالیاتی ہوں.... کیونکہ میرے دادا کا نام جمال احمد جمالی تھا۔“

”بیس مجھے اتنا ہی کہنا تھا کہ سوزی سے ہوشیار رہنا۔“.... تھریسیا کی آواز میں بیزاری تھی۔

اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

O

سار جنت ناشاد اتنی زیادہ پی گیا تھا کہ اس کے حواس جواب دے گئے تھے۔ ایکس ٹو کو فون پر
اوٹ پارنگ سنانے کے بعد وہ زیادہ مسرو نظر آنے کا تھا پھر اس نے تھوڑی اور چڑھائی۔ کچھ دیر

حق پھاڑ کھاڑ کر اپنی کوئی غزل رینکٹارہ پھر سو گیا۔....

پتہ نہیں کہ تک شراب اس کے ذہن پر حادی رہی۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے

نیچے کھڑ کھڑا ہٹ کی آوازیں سنیں۔ پھر اس نے پیر پھیلانے چاہے لیکن ممکن نہ ہوا.... ہاتھ

پھیلانے چاہے لیکن یہ بھی دشوار تاثر ہوا اسے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی چھوٹے سے

صدقہ میں بند ہو۔ لیکن اس نے لیکھیوں سے اور پر دیکھا۔ سر پر تاروں پھر آسان تھا۔ وہ لیکھیوں

ہی سے دیکھ سکتا تھا کیونکہ وہ بائیں کروٹ پر پڑا ہوا تھا.... اور سیدھا ہونا محال۔.... جنہیں ہی

نہیں کر سکتا تھا۔ پھر بھی وہ خود کو متھر ک محسوس کر رہا تھا کیونکہ بغیر ڈھکن کا وہ چھوٹا سا صندوق

دوڑ رہا تھا۔

دفعہ سار جنت ناشاد کے حق سے بے اختیار انہ انداز میں چینیں نکلنے لگیں اور متھر ک ہندو ق

ک گیا لیکن ناشاد برا بر چینگا رہا۔

یکاں کسی نے صندوق میں خوکر مار کر کہا۔ ”کاہے چلات ہے رہے... گھنکی دبائے

دینوں.... (کیوں چیخ رہا ہے گردن دبادوں گا)

"شٹ اپ یو ڈرٹی سوا میں! ناشادہ ہاڑا۔ ابے تو ہے کون؟"

"مگر بھی مگر بھی ناچلی سرو..... چپے پڑے رہیوا،" (چپے پڑے رہنا اگر یہی مگر یہی نہیں چلے گی) اور صندوق پھر حرکت میں آگیا۔

ناشاد سوچنے لگا کہ یہ کیا مصیبت ہے.... وہ پھر کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح اٹھ کر بیٹھ جائے۔ لیکن پھر اسے مایوسی ہوئی۔ وہ کچھ اس طرح اس میں پھنسا ہوا تھا کہ نہ تو وہ مل سکتا تھا اور نہ بننے کی کوشش کر سکتا تھا۔ صندوق دوڑ رہا تھا اور ناشاد کا ذہن ہوا میں اڑ رہا تھا۔ نشے سے پہلے کے واقعات بہت تیزی سے اسے یاد آ رہے تھے۔ پہلی نکست.... دوسری نکست.... اور پھر شراب نوشی.... اس نے جعفری وغیرہ کے سامنے ایکس ٹو کو برا بھلا کہا تھا اور پھر دفعہ دہن کے دھنڈ لکوں سے کچھ سوئی سی یادداشت ابھری.... ایکس ٹو کافون بھی تو آیا تھا۔ شاید.... لیکن اس نے نشے کے تریک میں اس کی توبین کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناشاد کا بپ گیا۔ اور ایک بار پھر اسے محسوس ہونے لگا جیسے اس پر غشی طاری ہو رہی ہو۔!

دفعہ قربہ ہی کوئی بیختنے لگا۔ "اللہ کے نام پر بابا.... انہے گونگے، بہرے لاچار کیلنے۔" صندوق رک گیا تھا۔ ناشاد نے محسوس کیا کہ اجلا پھیل گیا ہے پرندوں کی ندماں آواز اس کے کانوں سے نکراتی رہیں۔

"بابا.... نور کے ترکے.... اللہ کے نام پر جگ جگ جو۔۔۔ بچے آبادریں.... انہے گونگے، بہرے لاچار کے لئے۔"

"اویماں.... فقیر...." ناشاد نے ہاٹک لگائی۔ "ذرما مجھے نکالنا تو.... انعام دوں گا.... من ماگا...." اسے اپنی آواز سے اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس میں بہت زیادہ گھبرناہت تھی۔ غالباً یہ بے تحاشہ پینے کا اثر تھا۔

"شٹ اپ یو باسڑا.... سن آف اے نق" ناشاد دانت پیس کر غریا۔ "مجھے اس صندوق سے نکال درنہ بلاتا ہوں پولیں کو!"

دفعہ اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس پر جھکا ہوا ہے۔ اور پھر اس نے کسی کو کہتے سن۔ "ابے تو کون ہے؟.... میرا بابا کہاں ہے؟"

"جہنم میں.... اور مجھے بھی جہنم میں پہنچا دوں گا۔ درنہ نکال مجھے۔" ناشاد نے کہا اور چند

لمحوں کے بعد اس نے ہلکی سی کھڑا کھڑا ہٹ سکی اور اس کے پیر خود بخود چھلتے چلے گئے۔ شاید اسی طرف کا تختہ نیچے گردایا گیا تھا۔ ناشاد نیچے کھسکا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سامنے بھیٹھے حال نوجوان فقیر کھڑا تھا اور خود ناشاد بھی کوئی بھک منگا ہی معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بھیٹھے پر ایک ایسا کوٹ تھا، جس کے چھپڑے جھول رہے تھے اور نیکر کی ساخت بھی بھی کہتی تھی کہ وہ بھکی پکلوں رہی ہو گی۔

"تو کون ہے؟" ناشاد نے اسے لکارا۔

"بھگو کا بیٹا ماری..... تو نے میرے بابا کا کیا بنا یا..... اس کے کپڑے تو نے کیوں پہنے ہیں؟"

"یوانفر غل بیٹا!" ناشاد دانت پیس کر رہا گیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسے غصہ نہیں آیا تھا۔ اس کا ذہن تو اس فکر میں الجھا ہوا تھا کہ اگر کسی شناسانے اس حال میں دیکھ لیا تو کیا سمجھے گا۔

"بول کہاں ہے میرا بابا!" فقیر اس پر جھپٹ پڑا۔ ناشاد شاید اس کے لئے تیار نہیں تھا اس کے لئے سنبھلنا شوار ہو گیا پھر بھی اس نے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی اور اس کے گھنٹے زمیں سے جا گئے تھے۔ فقیر اس پر چھا گیا تھا۔ ناشاد اٹھنے کے لئے زور لگانے لگا تھا لیکن فقیر خاصا طاقتور ثابت ہوا۔ اچھی طرح اجلا پھیل گیا تھا سڑک پر آمد و رفت شروع ہو گئی تھی کچھ لوگ بچاؤ کرنے کے لئے دوڑ پڑے لیکن اتنی ہی دیر میں ناشاد کا چہرہ داغدار ہو چکا تھا فقیر کے بڑھے ہوئے ناخوں نے خاصے نقش و نگار بنائے تھے۔ اچاک اسی دروان میں ناشاد کی نظر بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف اٹھ گئی اور وہ سانٹے میں آگیا پھر اسے اس کا بھی ہوش نہیں رہ گیا کہ وہ پڑ رہا ہے اس ایک بار اس نے چلا گک لگائی اور جمع سے باہر تھا۔ پھر وہ اپنی پوری قوت سے ایک ست دوڑ نہ لگا۔

اسے اچھی طرح نہیں یاد کہ وہ کیسے اپنے گھر تک پہنچا۔ نہ اسے گھورتی ہوئی آنکھوں کا ہوش تھا۔ اور نہ پڑو سیوں کے استعجال زدہ چروں کا۔! البتہ ایک آواز اس کے کانوں میں برابر گوئی تھی۔ رہی تھی۔

"میرا بابا.... میرا بابا؟" اور دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی اسے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ فقیر جو اسکے پیچھے دوڑتا ہوا بیہاں تک پہنچا تھا۔ دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخ رہا تھا۔

"صاحب! اپ کے گھر میں چور گھسا ہے.... ڈاکو گھسا ہے قاتل گھسا ہے....!" لیکن ناشاد اب اس حال میں دوبارہ دروازہ نہیں کھونا چاہتا تھا۔... وہ سیدھا اپنی خواب گھاں چلا گیا تاکہ جلد سے جلد کم از کم سلپنگ سوت ہی ڈال لے۔ لیکن اسے دروازے پر ہی نہیں

ہے۔
”اچھا!“
”جی ہاں! میں نے سیرو کو پیر اماؤنٹ بلڈگ میں دیکھا ہے۔ وہ اسی کھڑکی میں تھا جہاں
”التحرے اینڈ کو“ کا بورڈ لگا ہوا ہے!
”اگر یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو؟“
”میں نے اسے دیکھا تھا جناب!
”اچھی بات ہے... اور کچھ؟“
”ایک گزارش بھی ہے!
”کہو!“
”اس واقعہ کی اطلاع میرے ساتھیوں کو نہ ہونے پائے۔“
”نہ ہوگی!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔
ناشاد ریسور رکھ کر اس طرح ہانپ رہا تھا جسے کسی پہلا دی پڑھتے دم لینے کے لئے
رکا ہو!

O

عمران نے معلوم کر لیا کہ التحرے اینڈ کو فاردرڈگ اینڈ کلیرنگ اینجنیئرنگ میں لیکن نہ تو التحرے کی شکل دیکھ سکا اور نہ ہاں سیرو ہی کا سراغ مل سکا۔ ایک گلرک اور چڑی اسی دہاں موجود تھے۔ پھر بھی اس نے لفینیت چہاں کو اس فلیٹ کی گمراہی پر مامور کر دیا۔
تفییض کرنے پر التحرے کا جو حلیہ معلوم ہوا تھا۔ یقیناً مشتبہ تھا۔ ادھر سے فرصت حاصل کر کے وہ سر سلطان کی طرف متوجہ ہوا جواب ہوش میں آگئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس دن ان کے ڈرائیور کا بھتیجا نہیں آفس پہنچانے کے لئے آیا تھا لیکن انہوں نے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ ڈرائیور اچاک بیمار ہو گیا ہے۔ حالانکہ انہیں کرمل نادر کی گشادگی کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کے امکانات پر غور نہیں کیا تھا۔ آفس جانے سے کچھ دیر پہلے انہیں کرمل نادر کی بیوی کافون موصول ہوا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کرمل نادر کسی غیر ملکی لڑکی کو لے کر کہیں وقت گزارنے گیا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ کرمل نادر اپنی خوب گاہ میں اس سے جاپانی سیکھا کرتا تھا۔

جانا پڑا۔ کیونکہ ایک میلہ کپیلہ بوڑھا اس کا سلپنگ سوت پہنے ہوئے مسہری پر خرانے لے رہا تھا۔
ناشاد آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر یک لخت اس پر ثوٹ پڑا۔
”اڑے باب رے....؟“ بوڑھا رو دینے والی آواز میں چھوٹ۔
”کون ہے بے تو....؟“ ناشاد اس کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔
اڑے سر کار..... مارڈا لہاں چھوڑیے.... اچھا ہوا آپ واپس آگئے.... ڈر کے مارے
میرا دم لکلا جا رہا تھا..... مگر نیند بڑی اچھی آئی.... جگ جگ جیو ماں اک اب مجھے جانے دو۔“
ناشاد کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بوڑھا اس کے ہاتھ ہٹا کر مسہری سے اتر آیا۔
”اب انعام دلوائیے نا صاحب!“ بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔ اور ناشاد نے محسوس کیا کہ وہ
اندھا ہے.... بوڑھا کہہ رہا تھا۔
”اپنے کپڑے لجھے!.... اور میرے کپڑے لائیے.... بھلان ریشمی کپڑوں میں مجھے کون
بھیک دے گا۔“

سارا معاملہ ناشاد کی سمجھ میں آگئی۔ یہ لازمی طور پر ایک نو تھی کا کار نامہ تھا یقیناً اسے اس کی طرف سے سزا می تھی ایک بار پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔ تھوڑی تھی دیر بعد ناشاد نے اسے رخصت کر دیا۔ اس سے دس روپے کے انعام کا وعدہ کیا گیا تھا لہذا ناشاد کو چپ چاپ نکال کر دینے پڑے۔ اندھا باہر کھڑے ہوئے نوجوان فقیر کو ڈانتشا پھٹکارتا ہوا دہاں سے لے گیا۔
ناشاد کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے.... اس کے پاس ایک سختی خیز اطلاع تھی۔ ایسی کہ اس سے ایک نو کے ماتھیوں کی غلطیوں کا ازالہ بھی ہو سکتا تھا۔
پہلے تو وہ دل نہیں دل میں ایک نو کو گالیاں دیتا رہا.... پھر سوچنے لگا، کہ اگر وہ ملازمت سے مستغفی بھی ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ایک نو اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے.... وہ توہر جگہ اور ہر حال میں اسے سزادے سکتا تھا.... ہر حال وہ جبرا قبر آئھا اور فون پر ایک نو کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔

”بیلو!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
”ناشاد اسٹیلنگ سر!“ ناشاد گھکھیا۔
”آہا... فرمائیے.... ناشاد صاحب! کیسے مزاج ہیں؟“
”میں کان پکڑا اور ناک رگڑ کر معافی چاہتا ہوں جناب!“
”پھر اس طرح پیو گے!“

”نہیں جناب کبھی نہیں! میں اپنی غلطی تعلیم کرتا ہوں.... مگر میں نے کچھ کام بھی کیا

عمران نے اسیٹ بک کی سیف کی کنجی سر سلطان کے پرد کرنی چاہی لیکن انہوں نے
کاںوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ویسے انہوں نے حملہ سرا فرسانی کو ضرور ہدایت کرادی کہ اسیٹ بک
کے اسٹر انگ روم کی کڑی غفاری کی جائے۔

اب سوزی کی فلر ہو گئی تھی۔ چونکہ اس کے سلسلے میں تحریکیاں اسے خبردار کیا تھا۔ لہذا وہ
اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں تقریباً ہر شام وہ اس سے ملتی رہی تھی لیکن عمران نے
اسے اپنی قیام گاہ کا پتہ نہیں بتایا تھا۔

آج عمران کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ اگر سوزی کی حقیقت معلوم کرنے کا خیال نہ ہوتا
تو شاید آج عمران ناٹک لکب کارخانی نہ کرتا۔ سوزی حب معمول وہاں موجود تھی لیکن عمران
نے محسوس کیا کہ وہ آج کچھ نہ حال کی ہے۔ اس کی آنکھوں میں شوکیوں کی بے چین لہریں
نہیں تھیں اور وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ معلوم ہو رہی تھی اس نے ایک مضھلی
مکراہٹ کے ساتھ عمران کا خیر مقدم کیا۔

کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر یہ سوزی کچھ نہ سی نظر آنے
لگی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خاص بات کہنے کے لئے مضطرب ہو۔ لیکن ہمت ساتھ د
دے رہی ہو۔ آخر اس کے ہونٹ پر۔

”کیا تمہیں علم ہے کہ جو لیانا فڑواڑا ایک شادی شدہ عورت ہے؟“

”ہمیں!“ عمران آنکھیں چھاڑ کرہ گیا۔ ”کیا مطلب؟“

”تو تم اسے ایک شادی شدہ عورت کی حیثیت سے نہیں جانتے؟“

”ہرگز نہیں! وہ کواری ہے تم مذاق کر رہی ہو۔“

”وہ شادی شدہ ہے۔“ سوزی نے سمجھی گئی سے کہا اور اپنے ہونٹ سمجھ لئے۔ پھر آہستہ سے
بولی۔ ”وہ تمہیں اب تک دھوکا دیتی رہی ہے..... وہ کواری نہیں ہے..... اسے خود کو جو لیانا
التحریر کھانا اور کہنا چاہئے لیکن وہ تمہیں دھوکہ دینے کے لئے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام
استعمال کر رہی ہے!“

”ارے باپ رے.....“ عمران اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتا ہوا مضرابانہ انداز میں بڑا لیا۔
جو لیانا التحریرے خدا سے غارت کرے..... وہ اب تک مجھے دھوکا دیتی رہی۔“

”کیا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو؟“

”ہرگز نہیں! کبھی نہیں! وہ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔“

سوزی کے چہرے پر اطمینان کی لہریں نظر آنے لگیں اور اس نے مسکرا کر کہا۔

کہہ دو کہ تم سے نہ ملا کرے۔“

”مگر میں یہ کیوں کہہ دوں۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو میرا اس سے کیا نقصان ہے
اگر نہیں ہے تو فائدہ کیا ہو سکتا ہے؟“

”ایک شریف آدمی کی زندگی تیخ ہو سکتی ہے۔“ سوزی نے کہا۔ ”مژا التحریرے اسے نہیں
کھونا چاہتے..... اگر تم اسے دھنکار دو تو التحریرے کی زندگی بر باد ہونے سے بچ جائے گی۔.... ورنہ
ایک شریف آدمی کا خون تمہاری گردن پر ہو گا۔“

عمران بوکھلا کر اپنی گردن مٹوئے لگا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر اس قسم کے آثار نظر آئے
جیسے وہ خون کی چیچپاہت محسوس کر رہا ہو۔

”نہیں!“ وہ خوفزدہ آواز میں بولا۔ ”ہرگز نہیں.... اگر وہ مجھے سے ملا چاہے گی تو نہیں ملوں
گا۔“ مانے گی.... تو اس پر شہد کی کھیاں چھوڑ دوں گا.... میرے پاس تقریباً پانچ ہزار شہد کی
کھیاں ہیں....“ سوزی اس خیال پر بے ساختہ نہ پڑی۔ پکھد دیر خاموش رہی پھر بولی۔

”ہم دونوں بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔“

”کیا اب برسے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں..... یہ میں نے یوئی کہا ہے..... دیکھو عمران دوست میں تمہیں ابھی تک دھوکا دیتی رہی
ہوں“

”ہمیں....“ عمران آنکھیں چھاڑ کر اچھل پڑا۔ ”تم بھی دھوکا دے رہی ہو....“

”ٹھہر و.... ڈیر اتنی جلدی سمجھنے کی کوشش نہ کرو.... پوری بات سن لو.... میں نے یہ
دھوکا ایک نیک مقصد کے لئے دیا تھا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ مژا التحریرے کی زندگی بر باد
نہ ہو۔ میں نے آج تک ملایا کی خلک بھی نہیں دیکھی۔ ہمیشہ اسی شہر میں رہی ہوں۔ مژا
التحریرے میرے باس ہیں!“

”اوہ.... ہو....!“ عمران نے آلووں کی طرح دیدے گھمائے۔

”ہاں.... انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ کسی طرح عمران کو مژا التحریرے سے
 جدا کر دو۔ پھر انہوں نے کہا اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس سے دوستی کرو۔ پھر اسے
اپنے ساتھ لاؤ۔“

”کہاں لاؤ؟“

”یہ بھی مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے۔ انہوں نے آج مجھ مجھے دھ جگہ ہتا ہے۔ ان کا خیال
ہے کہ وہ تم سے کوئی ایسی تحریر لیں گے جس کی وجہ سے تم پھر کبھی جو لیانا کی طرف رخ نہ
کر سکے۔“

ملتی رہی ہو کہ مجھے التحریر کے بتائے ہوئے مقام پر لے جاؤ۔
”میں نے سوچا کہیں التحریر کے کوئی غیر قانونی حرکت نہ کر بیٹھے... عورتوں کی وجہ سے دنیا
میں بہت کشت و خون ہوا ہے۔“

”ایک اور سماں.... محترمہ سوزی!“
”بکواس نہ کرو.... تم کافی پوچھنے یا چائے؟“
”ٹھنڈا اپانی ہر حال میں مجھے سکون پہنچاتا ہے.... کیا یہ التحریر کے کوئی فوچی ہے۔“
”نہیں.... بڑنس میں.... فارورڈ مگ اینڈ کلیر مگ اینجنت ہے....“
”ارے وہ التحریر اینڈ کو.... پیر اماؤنٹ بلڈنگ والی؟“

”ہاں.... وہی.... کیا تم نے ان کے ذریعہ.... کبھی کوئی کلیر مگ کراچے ہو؟“
”ہاں.... آں.... پچھلے سال.... میری کار انہیں کی معرفت مجھے ملی تھی۔“

”تو تم مسٹر التحریر سے ذاتی طور پر واقف ہو؟“

”نہیں.... میں نے تو آج تک شکل بھی نہیں دیکھی اس کی.... مگراب دیکھوں گا.... وہ
مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے.... میں اسے دیکھوں گا۔“
”تم عجیب آدمی ہو۔“

”اس کے دفتر میں ہی ہنگامہ برپا کروں گا.... وہاں اس کی زیادہ بے عزتی ہو گی ورنہ تم مجھے
وہیں لے چلو جہاں اس نے بلوایا ہے!.... ظاہر ہے کہ وہ وہاں تنہا ہو گا.... لہذا اس کی یا میری
بے عزتی کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے گا.... صرف تم ہو گی.... اگر تم سے کسی کی بے عزتی نہ
دیکھی جائے تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔“

”کیا تم نجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو؟....“ سوزی نے حیرت سے کہا۔
”قطعاً.... سو فیدری....“

”التحریر سے تمہیں توڑ مردا چاہتا ہوں تم مجھے لے چلو.... ورنہ مسٹر التحریر کو مجھ سے شادی کرنی
پڑے گی.... میری ایک معمولی سی توجہ اسے میرے قدموں میں لاڈا لے گی سمجھیں؟“
”اچھا.... چلو.... لیکن وہاں جو کچھ بھی ہو.... اس کی تمام تر زندہ داری تم پر ہو گی۔ میں
تمہیں خطرات سے آگاہ کر چکی ہوں۔“

”ہاں.... تم مجھے خطرات سے آگاہ کر چکی ہو۔ اگر میں اپنا ایک ہاتھ یا پیدا وہیں چھوڑ آیا تو
مجھے تم سے کوئی شکایت نہ ہو گی.... چلو انھوں!“

”کر سکو۔“ تو پھر چلو.... میں چل رہا ہوں....“ عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

”تم کیا جیسی الگ ہو ہو؟....“ سوزی نے حیرت سے کہا۔

”نہیں.... میں ایک شریف آدمی ہوں.... تمہارے ساتھ چل کر مسٹر التحریر کی غلط
نہیں رفع کر دوں گا۔“

”تم پاگل ہوئے ہو.... کیا اتنی بھی عقل نہیں رکھتے کہ اگر تمہیں دیکھ کر مسٹر التحریر کو
غصہ آگیا تو کیا ہو گا۔“

”میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ مجھے مسٹر التحریر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.... میں
تو روڑا اسکپڑہ ہوں۔“

”تم واقعی حق ہو!“

”لیکن اگر تم مجھے وہاں نہ لے گئی.... تو مسٹر التحریر کیا سوچیں گے۔“

”پچھے بھی نہیں.... جب مقصد ہی حاصل ہو گیا ہے تو اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔
میں انہیں اطمینان دلا دوں گی کہ اب تم مسٹر التحریر سے نہیں ملو گے۔ وہ تو میں اسی دن کبھی
گئی تھی کہ تمہیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔ وہ خود ہی تمہاری طرف دوڑی ہو گی۔ مگر
اب میں سوچتی ہوں کہ وہ حق بجانب ہے۔ تم اتنا ہی دلچسپ آدمی ہو!.... اور مجھے ایسے محسوس
ہوتا ہے کہ تم وہ ہرگز نہیں ہو.... جو نظر آتے ہو۔“

”ہمیں کیا بات ہوئی یعنی کہ میں عمران ہوں علی عمران۔ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی....“

”تم جو کچھ بھی ہو.... لیکن میرے لئے بہت پر اسرار ہو۔“

”خدا کی پناہ.... بچپن میں میری می بھی یہی کہا کرتی تھی.... لیکن میں اسے مذاق سمجھتا
تھا۔ آج تم بھی.... کمال ہے گر تم مجھے وہاں لے چلو میں مسٹر التحریر کو مطمئن کر دوں گا۔“

”نہیں.... ضد مت کرو.... ایسا کبھی نہیں ہو گا۔“

”ہو کر رہے گا، تمہیں چنانچا پڑے گا، ورنہ میں تین سب کے سامنے خود کشی کر لوں گا۔“

”خود کشی.... اچھا کرلو....“ سوزی ہنسنے لگی۔

”میں بچھے کر لوں گا.... تم یہ نہ سمجھنا کہ یہاں خود کشی کے لئے مجھے میزائل نہیں ملے
گا.... دو چھریاں، تین بچھے اور ایک آدھ کا نانگل جاؤں گا.... خود کشی ہو جائے گی....“

”نگل جاؤ.... میں تمہاری مدد کروں گی۔“

”اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا ارادہ کیوں ملتوی کر دیا۔.... ظاہر ہے کہ تم اب تک مجھ سے اسی

سے مل جائے تو بہتر ہے۔ عمران کلب سے نکل کر ایک پیلک نیلیفون نو تھے میں آیا اور وہاں سے اپنے ماتخوں کے لیے بعد مگرے نمبر ڈائل کئے اور انہیں جلدی جلدی مختلف ہدایات دے کر بو تھے سے باہر نکل آیا۔

دفعہ اس کی نظر سوزی پر پڑی۔ جو کلب سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جاری تھی۔

عمران نے بھی قدم بڑھائے اور جلد ہی اسے جالیا۔

”اوہ... تو تم بھی خود کو دھوکہ باز ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو!“

سوزی رکی۔ اور چند لمحے سے حس و حرکت کھڑی رہی۔ پھر ایک بے جان سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے کہا۔ ”میں سمجھی تھی شاید تم اسی بہانے سے مل گے۔“

”ارے جاؤ... کیا میں ڈرپوک ہوں.... کفیو شس....“

”خدا کے لئے“ وہ ہاتھ انھا کر بولی۔ ”کفیو شس نہیں، مجھے اس نام سے ہی اختلاج ہوتا ہے۔“

”اچھا تو پڑو... واپس چلو... ہم ٹھیک دس بجے ہیو شام لاج پہنچیں گے۔“

”چلو!“ سوزی مردہ سی آواز میں بولی۔ اور وہ پھر کلب کی طرف واپس ہوئے۔

O

سوزی پا گلی ہوئی جاری تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اس نے ہر ہر طرح اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ نہ مان۔ اس وقت سازھے نونج رہے تھے اور عمران کی ٹوپی مودل ٹاؤن کی طرف اڑی جاری تھی۔

”عمران! میں تمہیں پھر سمجھاتی ہوں۔“

”بہت مشکل ہے... اگر تم خوف محسوس کر رہی ہو... تو یہیں سے واپس جاؤ... میں ہیو شام لاج تو ضرور جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ التحریر اپنی غلطی تسلیم کر کے مجھے بدنام کرنے سے باز آجائے۔“

”میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس پر آمادہ کر لوں گی...“ مگر تم اس وقت اس کے سامنے نہ جاؤ... معلوم نہیں اس نے تمہارے لئے کس قسم کا جال تباہ کیا ہے... میرے خدا میں نے سخت غلطی کی... تم جیسا آدمی آج تک میری نظر وہ سے نہیں گزرا...“

عمران کچھ نہ بولا۔ ٹوپی سے باہیں کرتی رہی۔ آخر وہ مودل ٹاؤن کی حدود میں داخل ہوئے اور عمران نے محسوس کیا کہ سوزی کی سائنسیں معمول سے زیادہ خیز ہو گئی ہیں۔

”ہیو شام لاج غالباً تیسرے بلاک میں نہ ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اڑے ابھی تو بہت وقت ہے۔ ہم دس بجے تک وہاں پہنچیں گے۔ مگر تم ایک بار پھر سوچ لو...!“

”میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ اس کا تفصیل ہو جانا چاہئے۔ میں بدناہی کا داغ لے کر قبر میں نہیں جانا چاہتا۔“

”تمہاری مرضی!“ سوزی نے بظاہر بے پرواہی سے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں گہری تشویش صاف پڑھی جاسکتی تھی۔

”مگر ہمیں جانا کہاں ہو گا؟“

”مودل ٹاؤن... ہیو شام لاج...“ سوزی نے غالباً بے خیال میں کہا۔ اور پھر اس طرح چوک پڑی جیسے نادانیکی میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو! وہ چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ ”دیکھو! اس قصے کو یہیں ختم کر دو...“ مجھے بے بڑی غلطی ہوئی کہ اس کا تذکرہ لے بیٹھی... میں مسٹر التحریر کو دوسری طرح بھی ٹال سکتی ہوں۔“

”اگر تم تذکرہ نہ کرتیں تو میں مرتبے دم تک تمہیں معاف نہ کرتا۔ کفیو شس نے کہا تھا...“

”کہا ہو گا کفیو شس نے... آخر تم سخیدگی سے کیوں نہیں سوچتے... اگر مسٹر التحریر کو غصہ آگیا تو...؟“

”میں اس کے لئے ایک ڈبہ آئس کریم لے چلوں گا! تم فکر نہ کرو!“

”وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے عمران... وہ کسی ہاتھی کی طرح مجبوط ہے۔ میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اپنے جسم کے کسی حصہ سے خود ہی رانقل کی گولی نکالے اور خود ہی رزم کی ڈرینک کرے... اور اسی عالم میں اپنے بیویوں سے جل کر کسی کو رخصت کرنے کے لئے صدر دروازہ تک جائے۔“

”اوہ... تو کیا التحریرے ایسا ہی ہے؟“

”ہاں... عمران! میں جھوٹ نہیں کہتی۔“

”پروادہ مت کرو...“ بچپن میں ایک بار میں نے تپ کا گولہ نگل لیا تھا اور اب تک شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔“

”تم سے خدا سمجھے...“ سوزی دانت پیس کر رہا گئی۔

عمران کچھ دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا ”میں ابھی آیا دس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔“

سوزی نے بڑی خوش دلی سے اسے اجازت دے دی۔ غالباً اس نے سوچا تھا کہ یہ اسی بہانے

"ہاں ویں ہے.... اور عمران تم آخر اپنی عقل کیوں کھو بیٹھے ہو۔ اب بھی غمیت ہے.... داپس چلو!"

"یہ نامکن ہے ذیری ایں اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کی بیوی کا عاشق سمجھا جاؤں۔"

سوزی پھر چپ ہو رہی.... تو سیڑ تیرے بلاک کی طرف مزدھی تھی۔

"میرا دل بہت شدت سے دھڑک رہا ہے۔" سوزی نے کچھ در بعد کہا۔

"چلو شکر ہے کہ تم زندہ ہو.... میں تو سمجھا تھا کہ اس نے دھڑکنا چھوڑ دیا ہے۔"

ٹو سیڑ ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔

"چلو اترو! اوہ ہو.... یہاں جشن ہو رہا ہے۔ شاید کوئی کھڑک بھی ایسی نہیں ہے جس سے روشنی نہ جھاک رہی ہوا!"

"عمران پھر سوچ لو...." سوزی بہیانی انداز میں بڑوائی۔

"سوق لیا...." عمران نے کہا اور سوزی کو کھینچتا ہوا گازی سے اتر آیا۔ عمارت کے صدر دروازے پر ایک دربان نے اس کا استقبال کیا۔ اور وہ ہاتھوں ہاتھ اندر پہنچا دیے گئے۔

وہ ایک کافی طویل و عریض کرہ تھا۔ انتہائی شاندار اور قیمتی ساز و سماں سے مزین.... اور آتشدان کے قریب تھریسا مصلح کھڑی تھی۔ سوزی اسے دیکھ کر ٹھک گئی.... تھریسا بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے چہرے پر پائے جانے والے اضھال ہی نے اس کی دلکشی میں اضافہ کر دیا ہو۔

عمران اسے آنکھ مار کر مسکرا لیا اور تھریسا نے ہونٹ سکوڑ کر منہ پھیر لیا۔ دفعتاں کی پشت سے ایک قیچے کی گونج سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے.... دروازے میں طویل قامت الفانے کھڑا اُس رہا تھا اور سیروواس کے پیچے تھا۔

"مسٹر التھرے کہاں ہے؟" سوزی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"التھرے....؟" الفانے نے جگت سے دھر لیا.... یہاں کوئی اتھرے نہیں رہتا۔

"میرے خدا!" سوزی نے تھیر انداز میں کہا۔ "آپ کی آواز تو مسٹر التھرے ہی کی سی ہے.... مگر آپ...."

"تھیں کسی نے غلط پتہ بتایا ہے لڑکی.... میرا نام التھرے نہیں الفانے ہے۔"

"اوہ میں ان کا سوتیلا پچالگا لگتا ہوں!" عمران نے دوبارہ تھریسا کو آنکھ مار کر کہا۔

سیروغرا کراس پر چڑھ دوڑا۔

"ٹھہردا!" الفانے نے روکتے ہوئے کہا۔ "اے وہاں لے چلو جہاں ہم جشن منائیں گے۔"

"اور یہ لڑکی؟" سیرو نے سوزی کی طرف اشارہ کیا۔

"اے بھی لے چلو!" الفانے بولا۔ "فی الحال اس کا باہر جانا مناسب نہیں ہو گا۔" "مسٹر التھرے.... آپ کیا کر رہے ہیں۔" سوزی بہیانی انداز میں چیخنی "تم پھر غلطی کر رہی ہو.... میرا نام الفانے ہے۔"

"ہرگز نہیں.... آگر آپ نے اپنی بھنی موچھیں نہ صاف کر دی ہو تو...؟" "چلو بھی سمجھیں... مگر تھیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔... تھیں اس کام کا معقول معاوضہ ملے گا۔"

"شامت نے پاگل کتے...." سوزی نے عمران کو چھجوڑ کر پاگلوں کی طرح چیخنی۔

"میں اب بھی یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ ایک دلچسپ مذاق ہے۔" عمران نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر تھریسا کو آنکھ مار دی۔

"چلو.... اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" سیرو و یو اور نور نکال کر دھڑا۔

"ہشت...." الفانے نے کراہت سے کہا۔ "ایک تھیر سے کیڑے کے لئے خواہ اپنی انر جی کیوں بر باد کرتے ہو۔ ریو اور جیب میں رکھ لو.... یہ یو نہیں چلے گا۔"

"چلو.... چلو!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں اس جشن سے.... کافی لطف انداز ہوں گا۔" وہ ایک بہت بڑے کمرے میں لائے گئے۔ یہاں ایک طرف تقریباً سو مریع فٹ کے رقبے میں بڑے بڑے انگارے دبک رہے تھے۔ اور اس کے قریب ہی کرنفل نادر ایک کرسی میں بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے علاوہ چھ عورتیں اور چھ مرد بھی وہاں موجود تھے۔

"یہ آگ تم دیکھ رہے ہو؟" الفانے نے عمران سے کہا۔

"معاف کرنا پیدارے! میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہوں۔ کہو تو دوڑ کر لیتا آؤں۔"

"اے احمق آدمی! دفعٹا تھریسا نے اسے مخاطب کیا۔" اگر تم وہ بخوبی ہمارے حوالے کر دو تو ہم تھیں چھوڑ دیں گے.... یہ تھری بی کا وعدہ ہے!

آپ ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتیں مادام۔" سیرو بول پڑا۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"تو میری آواز پر اپنی آواز بلند کر رہا ہے...." تھریسا غفتگاں ہو گئی۔ سیرو نے لاپرواہی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنمیں دی اور تھریسا کی خونخوار نظریں الفانے کی طرف اٹھ گئیں۔

الفانے خاموش کھڑا تھا۔ اس نے سیرو کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "معافی مانگو۔" "میں آپ سے معافی چاہتا ہوں مادام!" سیرو کا لمحہ بہت تلخ تھا.... "لیکن اس سے میری داتی پر خاش ہے۔"

سیرو عمران کی طرف چھپتا۔ شاید وہ اسے گراموفون کی طرف نہیں جانے دیتا چاہتا تھا۔ لیکن قبل اس کے وہ عمران کو ہاتھ بھی رکھ سکتا۔ عمران نے پلٹ کر ایک گھونسہ اس کی پیشانی پر جو دیا اس نے سنبھالنا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا۔ اتنی دیر میں عمران کی لات بھی اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ سیرو کسی زخمی ہمپئے کی طرح ڈکرا کر دو ہوا ہو گیا۔

”تھہرہ الفانے!“ تھریسیا کی آواز سنائے میں گوئی.... ”اس پکھوے کو سیرو ہی نہیک کرے گا.... سیرو دے اٹھا کر آگ میں جبوک دے!....!“

سیرو اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران پر ٹوٹ پڑا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ اسے رگیدتا ہوا آگ تک لے جائے۔

”عمران!.... خدا کے لئے کنجی کا پتہ بتا دو۔“ دفعتہ کرتل نادر چینا۔

عمران نے سیرو سے پشتہ ہوئے جواب میں ہاٹک لگائی۔ ”نه مجھے جیانی سکھنے کا شوق ہے اور نہ میں تمہاری طرح بوڑھا ہوں.... میرے کباب یہ لوگ بڑے شوق سے کھائیں گے۔“

پھر کرتل نادر کو سانپ سوکھ گیا۔ سوزی کھڑی بری طرح کانپ رہی تھی۔ اور تھریسیا کی آنکھوں سے تشویش ہویدا تھی۔ لیکن الفانے اس لڑائی کو بالکل اسی انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے آدمی نہیں بلکہ دو مرغ لڑپڑے ہوں۔ دفعتہ عمران کے پاؤں اکھر گئے.... اور سیرو اسے ریتا ہوا آگ کی طرف لے جانے لگا۔

”ارے.... بچاؤ.... بچاؤ.... سوزی بُیانی انداز میں چینی۔“

”خاموش!“ الفانے غریا۔

”ارے ایکیا ہورہا ہے۔“ سوزی کسی نہیں ہی پچی کی طرح چھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

”ہائیں....“ یہ وقت سب کی زبانوں سے نکلا اور جگر خاش چیخ ہال میں گونج اٹھی کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ یہ نقوش کیسے بدلتا گیا تھا۔ بس آگ کے قریب پختہ ہی انہوں نے سیرو کو اچھلتے دیکھا، جو اپنے ڈیل ڈول سیست عمران کے سر پر سے گزرتا ہوا آگ میں جا پڑا تھا۔

”اب تم سب اپنے ہاتھ اور اٹھا لو۔...“ عمران نے ان کی طرف مڑ کر کہا۔

اس کے ہاتھ میں ریو اور تھا۔ جو شاید اس نے اسی دوران میں سیرو کے ہولسٹر سے کھینچ لیا تھا۔ سیرو آگ سے کو د کر عمران کے قریب آپڑا۔ اب اس کے منہ سے آوازیں نہیں نکل رہی تھیں لیکن وہ کسی زخمی جانور کی طرح تڑپ رہا تھا۔

ان لوگوں نے چپ چاپ ہاتھ اٹھا دیئے۔ چونکہ حالات غیر متوقع طور پر بدلتے تھے اس لئے انہیں کچھ سوچنے کھینچنے کا موقع نہ مل سکا۔

”یہ تیسری اور شاید آخری موقعہ ہے الفانے!“ عمران مکرا کر بولا۔ ”لہذا قبل اس کے کہ ہم،

تھریسیا عمران سے کہہ رہی تھی۔ ”یہ آگ تم دونوں کے لئے روشن کی گئی ہے اور اس وقت تک بھڑ کائی جاتی رہے گی جب تک کاغذات یہاں نہ آ جائیں.... سیف کی کنجی تم نے کہاں رکھی ہے۔“

”ایک جزیرے میں“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ”وہاں ایک سرخ رنگ کا گنبد ہے جو دن رات تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اس پر ایک نیلے رنگ کا پرنہ بیٹھا ہر آئندہ درونہ کو آواز دیتا ہے.... باش اسے رہروان مال روڈ آگے کافی ہاؤز ہے.... ذرا سمجھل کر....“

”سلا خیں گرم کرو!“ الفانے دانت پیس کر چینا۔

سیرو نے بڑی بڑی سلا خیں جن میں لگے ہوئے دستے لکڑی کے تھے آگ میں ڈال دیں.... عمران کی نظر اس گراموفون پر ڈی جو ایک طرف ایک میز پر رکھا ہوا تھا۔

”یہ یہاں کس لئے رکھا گیا ہے....“ عمران نے الفانے سے پوچھا۔ ”جشن کے لئے.... تم دونوں کو آگ میں چینک کر ہم لوگ رہمانا جیسیں گے۔“ الفانے نے مکرا کر جواب دیا.... اور سوزی کاپ بگئی۔ اس نے کہا....

”مثیر التحریر!.... پلینز.... رام کیجئے!“

”تم بالکل محفوظ ہو بے بی!“ الفانے نے ہنس کر کہا۔

عمران گراموفون کی طرف بڑھا۔ اس پر ریکارڈ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرن ٹیبل کو متحرک کر کے ساٹھ بکس رکھ دیا۔ ہال میں مو سیقی گو نجیگی۔ وہ سب اسے جیرت سے دیکھ رہے تھے۔ عمران مکرا تا ہوا سوزی کے قریب آیا۔ اور اسے بازوؤں میں لے کر رہمانا پڑے لگا۔

”پاگل ہو گئے ہو.... تم پاگل ہو گئے....“ سوزی اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے مچلی!

”تم بھی پاگل ہو جاؤ۔“ عمران بہتا ہوا بولا۔ ”قبل اس کے یہ لوگ مجھے بھون کر کھا جائیں میں تین منٹ تک رہمانا چاہتا ہوں۔“

”خدامت سے بچے.... میں پہلے ہی منع کر رہی تھی۔“

”مجھے تم سے.... کوئی شکوہ نہیں ہے.... دوسرا دنیا میں ہم ضرور ملیں گے۔“

تھریسیا جیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ریکارڈ کے ختم ہوتے ہی وہ رک گئے اور دفعتہ تھریسیا چینی۔

”الفانے! کیا تم بھی اسی کی طرح احمد ہو گئے ہو؟ یہ وقت گزارنے کی کوشش کر رہا ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں مادام!“

اچانک عمران نے قہقہہ لگایا۔ اور پھر گراموفون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”ایک راڈنڈ اور سکی.... فی تھری بی!.... کیا اس بار تم سیری پارٹر بننا پسند کرو گی؟“

سلک۔ اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ذہن کو قابو میں رکھنے کے لئے کافی جدوجہد کر رہا ہے۔ ورنہ شاید اس کا بھی وہی انجام ہوتا جو سوزی کا ہوا تھا۔
ریکارڈ فتحم ہو گیا۔ اور رقص اس رک گئے۔ اونہ سیسر و بھی ساکت ہو گیا تھا۔ نھیک اسی وقت عمارت کے کسی حصے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ عمران صرف ایک بل کے لئے اونہ متوجہ ہو گیا اور ان میں سے کسی نے کوئی چیز چھٹ سے لٹکلے ہوئے ایک بل پر کھینچی۔
ماری۔ لٹکلے سے دھماکے کے ساتھ ہال نیم تاریک ہو گیا۔

”خبردار... جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے“.... اچاک کئی آوازیں آئیں.... ”ہمارے پاس تائی گنیں ہیں....“

پھر کئی نارچوں کی روشنیاں انڈھیرے میں آڑھی ترچھی لکیریں بنانے لگیں۔
 ”اڑے وہ دونوں تو نکل ہی گئے.... ایکس نو کے پھو....“ عمران چینجا اور پاگلوں کی طرح
 چاروں طرف دوڑنے لگا۔ ان لوگوں میں اسے تھریسا اور الغانے نظر نہیں آئے۔ پھر اس نے
 دروازے کارخ کیا۔ پوری عمارت چھان باری لیکن ان دونوں کی پرچھائیاں بھی نہ ملیں۔
 ویسے اس کے ماتحت دوسرے لوگوں کے ہجھڑیاں لگا پکے تھے۔ عمران نے مزید لگ دو
 فضول تھیں اور پھر ہال میں واپس آگیا۔ یہاں اب بھی انڈھیرا تھا۔ یوں تو پوری عمارت ہی
 تاریک ہو گئی۔ مگر انگاروں کی مدھم سی سرخ روشنی میں ہال کی فضا کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔
 عمران نقاب پوشوں پر برس پڑا ”کس الو کے پھئے نے تمہیں یہاں بھیجا تھا میر اسرا اکھیل
 لگاڑ دیا۔“

”یہاں ایک جھلی ہوئی لاش بھی ہے برخوردار...“ کیپٹن خاور بنے کہا۔ ”تمہیں اس کے لئے جواب دہ ہونا پڑے گا... تم ہو کس چکر میں؟“

”فکر نہ کرو.... یہاں وزارت خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔ وہ بھج سے زیادہ اچھا اور کئی زبانوں میں جواب دے سکتیں گے.... حتیٰ کہ جاپانی میں بھی“

وہ سچی بھائی تھے جس کا بھائی بھائی تھا۔ پر بھائی طرح جھلایا ہوا تھا۔ اس کا بھائی چلتا تو ان سب کو بھی دیکھتی ہوئی آگ میں جھوک کر خود ان کے کھن کے لئے چندہ اکٹھا کرنے نکل کھڑا ہوتا! تھریسا اور الفانے ایک بار پھر چوتھے گئے۔ سیر و سچی بھائی ختم ہو چکا تھا۔ مجبوری کا نام شکریہ ہے۔ لہذا عمران نے بھی سوچا چلو... ایک توکم ہوا۔ پھر وہ پوری رات عمران کو آنکھوں میں کھینچا۔ کیونکہ سوزی کو ہوش تو آگیا تھا لیکن اس کا ذہنی توازن اب بھی گمرا ہوا تھا۔

رخصت ہوں جشن ہو جائے۔ میری طرف سے دعوت ہے.... سوزی! تم اس شریف آدمی کو کھول دو جو کرسی پر بندھا ہوا ہے۔“

سوزی کا پتھے ہوئے ہاتھوں سے کرتی نادر کو کھولنے لگی اور عمران نے پھر الفانی کو مخاطب کیا۔ ”تم سونے کی مہر میرے حوالے کر دو۔ جس کے بغیر ریڈ اسکواڑ کاغذات نامکمل ہیں.... تو میں تمہیں نکل جانے دوں گا..... یہ عمران کا وعدہ ہے۔“

”کیا یہ حقیقت ہے کہ مہر ان کاغذات کے ساتھ نہیں تھی؟“ الفانے نے آہستہ سے پوچھا۔

”نہیں؟“

”تب تو... ہم اب تک بیکار ہی اپنا واقع ضائع کرتے رہے؟“ الفانے بڑھا۔

”لما...!“ عمران نے قہقہہ لگا ”تم کسی بیو قوف آدمی کو بیو قوف نہیں بنا سکتے الف

الفانی کچھ نہ بولا۔

عمران نے سوzi سے کہا۔ ”ریکارڈ لگا دو..... جشن ضرور ہو گا۔“ پھر وہ سیسرو کو آواز دینے لگا۔ جواب بھی ہاتھ پر ٹھنڈا تھا۔ اس کی مخلل بڑی ڈراونی لگ رہی تھی۔ سر کے بال غائب ہو گئے تھے.... بھنوں صاف اور چہرہ مسخ ہو گیا تھا.... موسمی کی لمبیں ہال میں منتشر ہونے لگیں۔

”ناچو! عمران چیز کر بولا“ تاپتے رہو.... ورنہ ایک کو گولی کا نشانہ بناؤں گا۔ رقص شروع ہو گیا.... مگر وہ اس طرح لڑکھڑا رہے تھے جیسے بہت زیادہ پیچے تھے۔ صرف ایک جوڑا ایسا تھا جو اس حالت میں بھی ڈھنک سے ناج رہا تھا۔ یہ قبریسیا اور الفانے تھے۔ ویسے الفانے کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور قبریسیا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھیں!

”بند کرو یہ پاگل پن“ سوزی پاگلوں کی طرح پیختے گئی۔ ”تم سھوں پر خبیث رو جیں منڈلا رہی ہیں بند کرو... بند کرو۔“ اس کی چھینیں مو سیقی کی لہروں سے الجھ الجھ کر لاکھڑاتی رہیں اور پھر وہ چکرا کر ڈھیر ہو گئی۔ شالہ پیشوں ہو گئی تھی۔

وہ اسے عمران کا پاگل پن سمجھی تھی۔ لیکن اسے اس کا علم نہیں تھا کہ عمران خود بھی دل ہی دل میں اپنی بولیاں نوچ رہا تھا۔ اسے توقع تھی کہ اس کے ماتحت جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ لیکن ان کا بھی تک کہیں پہنچتا نہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بار بھی تھریسا اور الفانے پہنچ کر نکل جائیں۔ وہ ان کی بھیڑ میں تھا تھا اس لئے انہیں اس وقت تک الجھائے رکھنا چاہتا تھا جب تک اس کے ماتحت وہاں پہنچنے خامز۔

کریل نادر سے بھی وہ کام لے سکتا تھا مگر اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اس پر اعتماد کیا جا

وہ ساری رات ہپتال میں ہی رہا۔ اور دوسری صبح جب گھر واپس آیا تو اسے ایک لفافہ ملا۔ جس پر اس کا نام تحریر تھا۔۔۔ عمران نے اسے چاک کر کے اندر رکھا ہوا پرچہ نکالا۔

”عمران! ہم فی الحال یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ بچھلی رات تو تم نے مجھے بھی پاگل کر دیا تھا۔ میں نہیں سمجھتی تھی کہ میرے متباہ کر دینے کے باوجود بھی تم سوزی کے ساتھ وہاں چلے آؤ گے۔ خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا ملا؟۔۔۔ تم جیسا آدمی شاید روئے زمین پر نہ ملے۔ میں تو تمہیں آدمی ہی سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں سیرہ کا یہی انجام چاہتی تھی وہ شبہ کرنے لگا تھا کہ میں تمہیں بچانے کی کوشش کرتی ہوں جب وہ تمہیں دھکیلا ہوا آگ کی طرف لے جا رہا تھا تو میں پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ پھر جب تم نے اسے آگ میں جھوٹک دیا تو میرا دل چاہا کہ تمہیں گود میں اٹھا کر ناتھنے لگوں۔ کاش میں ایسا کر سکتی۔ سونے کی مہر ہر وقت الغانے کی جیب میں رہتی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے۔ کاش تم آدمی بن سکتے۔۔۔ مجھے سمجھ سکتے!

”ٹی تھری بی“

”ابے یہ لفافہ یہاں کیسے آیا؟“ عمران نے سلیمان کو مخاطب کیا۔

”پتہ نہیں صاحب! یہیں فرش پر پڑا ہوا تھا، شاید کسی نے دروازے کی جھری سے ڈالا ہو۔“

”کسی دن کوئی دروازے کی جھری سے یہاں بم ڈال کر چلا جائے گا۔“ عمران گیڑ گیا۔

”اتی بار یک جھری سے بم کیسے ڈالے گا؟“

”ابے بم کا سفوف کی..... کبوتر کے پٹھے، اس ائمی دور میں سب کچھ ممکن ہے۔ میں تیری دم پر بیٹھ کر ریڑ کی طرف بھی پرواز کر سکتا ہوں۔ میں تجھے ایک ائمی پڑیا چاکنی پڑے گی۔“

اس نے تھریسا کا لفافہ توڑ مردُر آشنا میں ڈال دیا۔

شام کو وہ پھر ہپتال پہنچا۔ سوزی کی حالت اب بہتر تھی۔ اس نے عمران کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے اور بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولی۔

”تم جاؤ یہاں سے خدا کے لئے چلے جاؤ۔۔۔ ورنہ میری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی۔۔۔“

”مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے!“

عمران چپ چاپ کرے سے نکل آیا۔

وہ دل ہی دل میں تھریسا اور سوزی کا موازنہ کر رہا تھا۔!

عمران سیریز

درندوں کی لبستی

چوتھا حصہ

پیش رس

خاص نمبر حاضر ہے!..... بہت بے صبری سے آپ اس کے منتظر تھے اور مجھے یقین ہے کہ اس کی دلچسپیاں آپ کی ان بے صبریوں کے شایان شان بھی ہیں! بہت دنوں بعد پھر ایک ایڈو پنچ پیش کرو رہا ہوں..... انتہائی کوششیں اس بات پر صرف کی ہیں کہ اس کا کوئی حصہ غیر دلچسپ نہ ہونے پائے! عمران کو اس پار کمی روپ میں دیکھئے!..... اس کی بعض بالکل نئی صلاحیتیں سامنے آئیں گی! اور آپ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حقیقتاً ہر قسم کا آدمی ہے! کبھی وہ ہنستا ہے اور کبھی اتنا تمیز کر دیتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی سی محسوس ہونے لگتی ہیں! وہ اس سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں! لیکن جلد ہی عمران کوئی ایسی چال چلتا ہے کہ وہ سنائے ہی میں آجاتے ہیں! وہ اس پر جھلاتے ہیں۔ چڑچلتے ہیں اور اسے محض ایک مخرا کبھی کرٹیٹ کرنا چاہتے ہیں! لیکن نہیں کر سکتے!

وہ موقع بھی عجیب تھا جب جولیا کھل کر کہتی ہے کہ عمران ہی "ایکس ٹو" ہے..... یقیناً وہ مرحلہ عمران کے لئے برا صبر آزماء اور کٹھن تھا! مگر اس نے کیسے بات بنائی؟ اور اس کا رد عمل جولیا پر کیا ہوا..... آپ جولیا سے یقیناً ہمدردی محسوس کریں گے!

عمران کے دل ہلاادیے والے کارناتے اور قہقہوں کے طوفان!..... درندوں کی بستی میں ایک محبت وطن کی داستان جو غیر ملکی ایجنٹوں کی وطن دشمن سرگرمیوں کا قلع قلع کرنے کے لئے موت کے منہ میں جاؤ کو اتحاد نے رہا کی تھکن کا احساس تھا اور نہ خطرات کی پرواہ..... وہ آگے بڑھتا رہا اور آخر کار اس خطرناک آدمی تک پہنچ ہی گیا جس کی اسے تلاش تھی!

توقع ہے کہ یہ کہانی عرصہ تک نہ بھلانی جائے گی!..... اور ہاں عمران سیریز کے سور جو بلی نمبر کے لئے بھی سے تباہیز آئی شروع ہو گئی ہیں! لیکن اس کے لئے عرصہ پڑا ہے..... آپ مطہر رہیں! وہ کوئی خاص نمبر ہو یا عام نمبر، کوشش یہی کی جاتی ہے کہ آپ کی پسند کے مطابق ہو اور یہ قرائیں تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سانس فکشن لکھو چھوڑیں گے۔ خیر صاحب! پوچھتے کیا ہوتا ہے یہیں فی الحال تو یہ کہانی پڑھتے۔

امتحان صفحہ

۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء

- (۱) جولیا فائز و اڑ
- (۲) تنویر اشرف
- (۳) کمپٹن خاور
- (۴) لیفٹینٹ چہاں
- (۵) لیفٹینٹ صدقی
- (۶) صدر سعید
- (۷) سارجنٹ نعمانی

آٹھویں گلہ خالی تھی..... جولیا کو توقع تھی کہ وہ بھی جلد ہی پر ہو جائے گی! لیکن اس کے

کے لئے معموم تھی! وہ ناکارہ اور بے کمی لیکن اتنے دونوں نک انہوں نے ساتھ کام کیا تھا!
پچھے نہ کچھ انسیت تو ہو گئی تھی۔ پھر وہ عمران کے متعلق سوچنے لگی! اب تو وہ ان سب کی زندگی
دشوار کر دے گا! اس کی دانست میں وہ ذہین تھا پھر تیلا تھا بعض اوقات وہ سب کچھ کر گزرتا تھا
جس کی توقع کسی آدمی سے نہیں کی جاسکتی لیکن پھر بھی وہ اس قابل نہیں تھا کہ اسے کسی ذمہ دار
پوسٹ پر رکھا جائے گا!... وہ کریک تھا اس لئے وہ اسے کارکردگی کے معاملے میں سار جنث ناشاد
سے بھی بدتر سمجھتی تھی!

سوٹ کیس سنبھالنے میں میں منٹ سے زیادہ نہیں لگے پھر باقیہ چالیس منٹ اس نے عمران
کے تقریبی کے متعلق سوچنے میں گزار دیئے.... پھر ایک ٹکسی کر کے میڑو ہوٹل کی طرف
روانہ ہو گئی!

وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اس کے لئے ستر ہواں کرہ مخصوص ہے اس نے ایک بفتہ کا
کرایہ ادا کیا! اور ایک پورٹر کے ساتھ کرے میں آگئی!....

جس کے متعلق معلومات حاصل کرنی تھیں وہ برابر ہی کے کرے میں تھا! جو لیا نے اس
کے متعلق پورٹر سے پوچھ گچھ شروع کی لیکن اسی انداز میں جیسے ہر آدمی اپنے پڑوسیوں کے
متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتا ہے!

ویژر کے پیان کے مطابق وہ اپنی تھانام ڈان فریزر بتایا گیا! پچھلے تین دونوں سے وہاں مقیم
تھا! اور صرف رات ہی کو باہر نکلتا تھا! کھانے یا آشٹے کے لئے وہ بھی ڈائینگ ہال میں نہیں جاتا
تھا.... رات کے کھانے کے بعد وہ باہر جاتا اور پھر تین یا چار بجے سے پہلے اس کی واہی نہیں
ہوتی تھی!

جو لیا بھی اٹھینا سے بیٹھی رہی....! پھر رات ہوتے ہی وہ ہر آہٹ پر چوکنے لگی! تقریباً
آنٹھ بجے سولہویں کرے والا اپنی ڈان فریزر باہر نکلا اور کمرہ مغلول کر کے.... زینوں کی طرف
چل پڑا۔ جو لیا بھی باہر نکل آئی!.... اسے انتظار تھا کہ وہ کم از کم آدھے زینے طے کر لے....
تحوڑی ہی دری بعد وہ نیچے فٹ پاتھ پر اس کا تعاقب کر رہی تھی!.... وہ کچھ دور تک پیدل ہی چلتا
رہا پھر ایک ٹکسی روکا۔ جو لیا نے سوچا یہ برا ہوا۔ اگر فوراً ہی دوسری ٹکسی نہ مل سکی تو
تعاقب کا سلسلہ یہیں ختم ہو جائے گا! وہ سوچ ہی رہی تھی کہ مخالف سمت سے ایک ٹکسی آئی
گئی۔

تعاقب جاری رہا!.... لیکن جب اگلی ٹکسی شہر سے نکل کر ایک ویران سڑک پر ہوئی تو
جو لیا کا دل دھڑکنے لگا!

خوب و خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سیکرٹ سروس کا آٹھواں مجرم عمران ہو گا۔۔۔ ایکس ٹو
نے اسے فون پر بتایا "سر سلطان کی سفارش پر فی الحال آٹھواں مجرم عمران رہے گا۔"

"عمران....!" جو لیا نے حیرت سے دہرایا "کیا اس نے منظور کر لیا ہے؟"
"ہاں!" دوسری طرف سے جواب ملا! "خود مجھے بھی اس پر حیرت ہے؟"

"اسے کنٹرول کرنا.... بہت مشکل ہو گا جناب!" جو لیا نے کہا اور دوسری طرف سے تھیہ
کی آواز آئی!

پھر کہا گیا! "جو لیا! کیا اب تک تمہاری آنکھیں بند رہی ہیں! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں
کس طرح اس سے کام لیتا رہا ہوں! اور وہ میرا مختحت نہیں تھا!"

"میں نے دیکھا ہے! اور اسی لئے میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آپ کی ماتحتی قبول کر لیئے
میں بھی کوئی نہ کوئی چال ہو گی!"

"کیا چال ہو سکتی ہے؟"

"وہ عرصہ دراز سے آپ کو بے نقاپ کر دینے کے چکر میں ہے!"

"بچھے! جھک مارتا ہے.... وہ ذہین ہے! میں مانتا ہوں! مگر اتنا بھی نہیں کہ ایکس ٹو کو بے
نقاپ کر سکے۔ خیر اس قصے کو چھوڑو! میڑو ہوٹل کے کرہ نمبر سولہ میں ایک آدمی مقیم ہے!
میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں!"

"بہت بہتر جناب!"

"دوسری بات!.... کیا تم اسے پسند کرو گی کہ وہاں کا ستر ہواں کرہ اپنے لئے کرائے پر
حاصل کرلو؟"

"میری پسند کا سوال نہیں! جیسا آپ کہیں گے کیا جائے گا؟"

"کرہ خالی ہے! اچھا میں اسے تمہارے لئے بک کرائے دیتا ہوں....! تم ایک سوٹ کیس
میں اپنی ضرورت کی چیزیں رکھو اور اسے لے کر اس طرح ہوٹل پہنچو کہ تمہیں کوئی اس شہر کی
باسندہ نہ سمجھ سکے!"

"بہت بہتر جناب! میں سمجھ گئی! کہ وہ بک کر ادیججے! لیکن مجھے کس وقت وہاں پہنچا پائیے؟"

"صرف ایک گھنٹہ گزار کر.... تم وہاں اپنا نام مزبراؤن رجسٹر کراؤ گی! رہائشی پتے کا
انتخاب تم پر چھوڑتا ہوں!"

"بہت اچھا!...."

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا! جو لیا سوٹ کیس سنبھالنے لگی! وہ ناشاد اور جعفریہ

وہ اسے پہلی ہی نظر میں کوئی خطرناک آدمی معلوم ہوا تھا!... اپنی تو کیا وہ بوسنیں بھی نہیں ہو سکتا تھا! اس کے خدوخال، اسے یورپ کی کسی قوم کا فرد نہیں تھا بکریتے تھے!... لیکن پھر بھی وہ اپنے اس خیال کے متعلق شہبے ہی میں رہی! کیونکہ اکثر خط و خال دھوکا بھی دیتے ہیں!

کچھ بھی ہوا سے تعاقب تو جاری ہی رکھنا تھا کیونکہ یہ ایک نو کا حکم تھا! دھٹا ایک جگہ اگلی نیکی رک گئی!... اور جولیا نے اپنی نیکی کے ڈرائیور سے کہا! "گاڑی اس سے آگے نکال کر رفتار بہت کم کر دو!" پھر وہ مڑ کر اس نیکی کو دیکھنے لگی!... اس کی نیکی کے ڈرائیور نے نہ صرف رفتار کم کر دی بلکہ اگلی اور پچھلی روشنیاں بھی گل کر دیں!

"تم بہت عظیم آدمی معلوم ہوتے ہو!...!" جولیا آہستہ سے بڑا بانی! لیکن وہ محسوس کر رہی تھی کہ نیکی داہمی جانب مڑ کر جھاڑیوں میں گھس پڑی تھی! "یہ کیا کر رہے ہو!...!" جولیا بکلا کر بولی!

"کچھ نہیں! نیکی ڈرائیور نے کہا! "آپ کو تعاقب کرنے کا سلیقہ سکھا رہا ہوں!" پھر دفعۂ جولیا نے محسوس کیا کہ کسی نے اس کا ہینڈ بیگ ہاتھ سے کھینچ لیا! "اب آپ بے بس ہیں!...!" ڈرائیور کی آواز پھر آئی! "آپ کی ایک معمولی سی لغوش بھی آپ کو جنم میں پہنچا سکتی ہے!"

جولیا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے! نیک اسی وقت اس نے کسی موڑ سائکل کا شور سنایا! لیکن قبل اس کے وہ چیز سکتی ایک ہاتھ مضبوطی سے اس کے ہونوں پر جم گیا! موڑ سائکل قریب ہی سے گزر گئی!... جولیا میں ہلنے کی بھی سکت نہیں تھی! پھر اس نے محسوس کیا کہ اسے نیچے اتارنے کے لئے کھینچا جا رہا ہے اس نے جدوجہد کرنی چاہی لیکن ممکن نہ ہوا۔

آخر وہ دل ہی دل میں ایک نو کو بر اجلا کہنے لگی۔ آخر وہ اسے ایسی مہمات پر کیوں بھیجا ہے؟ جولیا ہوش میں تھی اور بخوبی دیکھ رہی تھی کہ دو آدمی اسے اٹھائے ہوئے سڑک پار کر رہے ہیں۔ اس کے منہ میں حلقتکے کپڑا ہوئس دیا گیا تھا اور اس کے ہونوں ہاتھ اس کے قابوں میں نہیں تھے! سڑک سے گزر کر وہ بائیں جانب والی جھاڑیوں میں گھسے اور چلتے رہے!

جو لیا سوچ رہی تھی کہ اس ملازمت میں کیسی کیسی درگت بنتی ہے! اور یہ ایک نو بلا تکلف سے موت کے منہ میں جھوکتا رہتا ہے!

وہ تقریباً دس منٹ تک چلتے رہے اپھر جولیا کے پرنس میں پر گئے! اسے نیچے انبار دیا گیا تھا اور اب وہ اندر ہیرے میں نہیں تھی!... اسے موی شمعوں کی تین لویں نظر آرہی تھیں... اور یہ پھوس کا ایک بڑا جھوٹ پڑا تھا!...
یہاں چھ آدمی تھے! اور ان میں وہ بھی موجود تھا جس کا تعاقب کرتی ہوئی وہ یہاں تک آئی تھی!

"اس کے منہ سے کپڑا نکلو!...!" یہ انہائی بد شکل آدمی تھا! اور اس کے جسم پر کچھ اس قسم کا لباس تھا کہ جولیا کہیں اور دیکھتی تو اسے ایک بھک مٹکے سے زیادہ نہ سمجھتی!

جولیا کے منہ سے کپڑا نکال لیا گیا!

"تم کون ہو!...!" جولیا سے انگریزی میں سوال کیا گیا!
"مم.... میں.... مزبراون! جولیا ہکلائی!

"چلو.... ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ تم مزبراون ہو!" بد صورت آدمی نے کہا! لیکن تم ڈاں فریز کا تعاقب کیوں کر رہی تھیں!
"میں تعاقب... نہیں تو!...!" جولیا نے بے بسی سے کہا۔
"اوہو!...! تمہیں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں! حالانکہ تم جانتی ہو کہ ہمارا ہی ایک آدمی تمہیں یہاں تک لا لیا ہے!"

"ہاں! میں کی نور ڈاں فریز کا تعاقب کر رہی تھی!
"کیوں؟"

"بس یو نی!... نہ جانے کیوں میں ان میں بڑی کشش محسوس کرتی ہوں!
"میری خوش قسمتی ہے کی نورا!... ڈاں فریز مسکرا لیا!

"درالصل مجھے اپیں اور اپیں کے باشندوں سے عشق ہے!... آہا!... وہ پھولوں اور گیتوں کی سرز میں ہے! جولیا نے مسکرا کر کہا" میں اپیں کے خواب دیکھتی ہوں!..."
"ایک بار پھر شکریہ کی نورا!... میرا خیال ہے کہ آپ میڑو میں میری پڑوی تھیں!..."
"ہاں کی نور فریز!... جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا پڑوی ایک ایجنٹ ہے تو میں پھر اپنے خوابوں میں ڈوب گئی!"
"وقت نہ برباد کرو! بد صورت آدمی دہڑا!... اور جولیا کو گھوڑے لگا!...
"وقت نہ برباد کرو! بد صورت آدمی دہڑا!... اور جولیا کو گھوڑے لگا!..."

یہاں بھی ایک گڑھا کھودو تاکہ خون اس میں دبادیا جائے!....
ایک آدمی نے ایک گوشے سے ایک چھوٹی سی کدال اٹھائی اور گڑھا کھودنے لگا!.... ان میں سے ایک اپنے چہرے کی دھار دیکھ رہا تھا!.... اور جولیا کا یہ عالم تھا کہ اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ کا پیٹ لگا تھا! اس نے بد صورت آدمی کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بے آب و گیا ہے چنانوں کی سی تختی نظر آئی!.... اس کی آنکھیں پکھے اسی ہی تھیں کہ جولیا اس سے رحم کی تو قع نہیں کر سکتی تھی!....

”بہترین طریقہ یہ ہے....“ بد صورت آدمی ڈان فریزر سے سکھہ رہا تھا ”کہ ان سھوں کو ایک ایک کر کے اسی طرح ختم کر دیا جائے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں!“

جولیا کے ہونٹ خلک ہو گئے.... زبان تالو سے جاگی اور حلقوں میں کانے پڑنے لگے! وہ کچھ اس قسم کی تھکن محسوس کر رہی تھی جیسے سینکروں میں کامبا سفر دوز کر طے کیا ہو۔

وہ یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ وہ لوگ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے اور اس قسم کی گفتگو مخفی اس لئے کی جا رہی ہے کہ وہ سب کچھ اگل دے!....

”سی نور!....“ ڈان فریزر نے اسے مخاطب کیا! ”اگر آپ اس وقت ذبح کر دی گئیں تو زندگی بھر آپ کا ماتم کر تارہوں گا!“

”تو پھر مجھے بجا.... بجا لے جائے!“ جولیا نے بدقت کہا!

”اگر آپ سچ بولیں تو.... یہ ناممکن بھی نہیں ہے!....“

”اوہ....! نہبڑا!“ جولیا اس آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر چینی، جو ایک چمکدار چہرے کی دھار پر آہستہ آہستہ انگلی پھیر رہا تھا!

”رک جاؤ!....!“ بد صورت آدمی نے ان دونوں کو مخاطب کیا جو وہاں گڑھا کھود رہے تھے!
جولیا نے ایک طویل سانس لی.... اور جھوٹ بولنے کے لئے تیار ہو گئی!

”ایک ایسے شخص نے مجھے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا، جو مجھے عرصہ سے بلیک میل کر رہا ہے۔ وہ مسٹر براؤن یعنی میرے شوہر کا دوست ہے۔ اسکے پاس میری کچھ ایسی تصویریں ہیں، جو میرے لئے جاہ کن ثابت ہو سکتی ہیں! بہر حال اس بلیک میلنے میری زندگی تبلیغ کر رکھی ہے!“

”کہتی رہو!“ بد صورت آدمی نے سرد لبجھ میں کہا!
”اس نے تار دے کر مجھے دائم مگر سے یہاں پلایا تھا! میں اس کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہوں! اس نے مجھے یہاں بلا کر میڑو کے کمرہ نمبر سترہ میں نہبڑنے کو کہا! اکرے کاریزرو لینشن اس

جو لیا اپنی قوتوں کو مجتمع کر پچھی تھی! اور اسے اطمینان تھا کہ وہ آخری سائنس تک ان کا مقابلہ کر سکے گی! اور پھر وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹواں کی طرف سے غافل نہیں ہو گا!

”تم نے ڈان فریزر کا تعاقب کیوں کیا تھا!“ بد صورت آدمی نے سرد لبجھ میں پوچھا!

”حقیقت میں نے بیان کر دی!“ جولیا نے اپنے شانوں کو جنبش دے کر کہا! ”یقین کرو یا نہ کرو!“

”یہ ایک کھلی ہوئی بکواس ہے۔“ بد صورت آدمی سرد لبجھ میں بولا!
جولیا نے لاپرواں سے شانے اچکائے۔

”انسان کا گوشت کھیتوں کے لئے بہترین کھاد مہیا کرتا ہے!“

”کوئی نئی تحقیق ہے!“ جولیا نے معنکہ اڑانے کے سے انداز میں پوچھا!

”ایک قدر آدم گڑھا کھودا جائے!“ بد صورت آدمی نے دوسروں کو مخاطب کر کے کہا اور دو آدمی جھوپڑے سے باہر چلے گئے!

”تم یہاں دفن کر دی جاؤ گی اور کسی کو کافیں کان بخڑہ ہو گی!“ بد صورت آدمی کا لبجہ سرد اور خوف زدہ کر دینے والا تھا!.... جولیا کو اپنی ریڑھ کی بڑی میں سننی سی محسوس ہوئی.... اور اس نے دل کڑا کر کے کہا! ”تم لوگوں کو کوئی غلط نہیں ہے! میں ایک بے ضرر شہری ہوں! تعاقب کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ جو میں بیان کر چکی ہوں!!-- اور اب سوچ رہی ہوں کہ ہر وقت خوابوں میں ڈوبا رہنا کتنا خطرناک ہوتا ہے!“

”اسے زمین پر گرا کر کسی چوپائے کی طرح ذبح کر ڈالو!“ بد صورت آدمی نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو مخاطب کیا!

”نہبڑا!.... خدا کے لئے نہبڑا!“ جولیا خوفزدہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر چیخ! ”تم لوگ آخر یقین کیوں نہیں کرتے! اسی نور ڈان فریزر میری جان بچائیے!“

”میں کیا کر سکتا ہوں“ ڈان فریزر نے کہا.... ”آپ خود ہی سچ بولنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں!“

”میں سچ بول رہی ہوں! اسی نور!...!“

”چلو! جلدی کرو!“ بد صورت آدمی دہاڑا

لیکن نہیک اسی وقت وہ دونوں آدمی جھوپڑے میں داخل ہوئے جو کچھ دیر پہلے باہر گئے تھے!

”گڑھا کھودا جا رہا ہے جتاب!....“ ایک نے کہا!

”نہیک ہے!....“ بد صورت آدمی بڑا بڑا۔ پھر بولا!“ اسے بہت احتیاط سے ذبح کرنا ہے!

نے پہلے ہی کرایا تھا!
جو لیسا نہیں لینے کیلئے رکی۔

”بھر اس نے مجبور کیا کہ میں ہی نور ڈان فریزر کے متعلق ہر قسم کی معلومات فراہم کروں!
خواہ یہ کسی صورت سے ہو! وہ اس سے پہلے بھی مجھ سے بنتیرے گندے قسم کے کام لیتا رہا ہے!
”لیکن وہ ڈان فریزر کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتا تھا؟“

”ماش مجھے اس کا علم ہوتا کہ اس حرکت کا مقصد کیا تھا! آپ لوگ یقین کیجئے کہ میں ایک
مظلوم عورت ہوں۔ اگر آپ اس مردوں سے میرا چچا چھڑا سکیں تو زندگی بھر دعائیں دیتی رہوںگی!“
”وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟“ بد صورت آدمی نے پوچھا!

جو لیا نے نہایت اطمینان سے عمران کا نام اور پتہ بتادیا!

”پتہ نوٹ کرو!“ بد صورت آدمی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور جیب سے نوٹ بک نکال
کر نام اور پتہ تحریر کرنے لگا!

”تم نے ابھی تک ڈان فریزر کے متعلق کیا معلومات بھی پہنچائی ہیں۔“

”ابھی کچھ بھی نہیں! آج ہی تو میں آئی ہوں!“ جو لیا بولی! ”اس وقت اس نے مجھے فون پر
اطار عدی تھی کہ اگر ڈان فریزر اس وقت کہیں جائے تو مجھے اس کا تعاقب کرنا ہو گا!“

”تم نے ابھی تک اس بلیک میلر کو کچھ نہیں بتایا!“ سوال کیا گیا!

”کچھ بھی نہیں! جب میں کچھ معلوم ہی نہیں کر سکی تو اسے کیا بتاؤں گی!“

کچھ دیر کے لئے سناتا چھا گیا!... ڈان فریزر اور بد صورت آدمی مختیز انداز میں ایک
دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے! جو لیا نے پھر کہا! ”اب آپ بتائیے اس میں میرا کیا قصور ہے!
میں اپنا راز چھپانے کے لئے سب کچھ کر سکتی ہوں! غالباً اس مردوں بلیک میلر نے مجھے اچھی طرح
سمجنے کی کوشش کی ہے! وہ جانتا ہے کہ میں بدنای سے بچنے کے لئے سب کچھ کر گذروں
گی—!“

”وہ کب سے تمہیں بلیک میل کر رہا ہے؟“

”دو سال سے“ جو لیا نے جواب دیا!

”اور تم نے آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی!“

”کیسے کرتی! وہ مجھے دراتا دھکا تارہتا ہے!“

”غیر!—!“ بد صورت آدمی نے ایک لمبی سانس لے کر کہا!

”جب تک وہ بلیک میلر ہمارے ہاتھ نہ آجائے گا، ہم تمہیں نہیں چھوڑ سکیں گے!“

”یہ تو موت سے بھی بدتر ہے! کیونہ میں نے اپنے شوہر مسٹر براؤن سے صرف تین دن
کے لئے کہا تھا! چوخا دن میرے گھر کی تباہی کا دن ہو گا۔ اس نے میرے حال پر حرم کیجئے!“
”ہو سکتا ہے، ہم کل ہی تمہیں چھوڑ دیں! لیکن اس بلیک میلر کو قابو میں کئے بغیر ہم ایسا نہ
کر سکیں گے۔ لہذا اب حرم کی بھیک مانگنا ہمیں غصہ دلانا ہو گا!“

جو لیا خاموش ہو گئی! اور یہ اسے خوش تھی کہ وہ انہیں جھانس دینے میں کامیاب ہو گئی ہے!
لیکن وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کیونکہ اس نے انہیں عمران کا نام اور پتہ بتادیا تھا!
اس کی دانت میں عمران کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو گا! کہ جو لیا اپنے اڑکی کرتی پھر
رہی ہے!.... اور پھر اسے ویسے بھی اطمینان تھا کہ عمران کسی نہ کسی طرح ان لوگوں سے نپٹ
ہی لے گا!....!

”تم ادھر کھڑی ہو جاؤ!—!“ بد صورت آدمی نے ایک طرف اشارہ کیا!... جو لیا نے چپ
چاپ تھیں کی! پھر بد صورت آدمی نے کسی غیر ملکی زبان میں اپنے ایک ساتھی سے کچھ کہا! اور
دوسرے ہی لمحے میں اس کے تھیلے سے ایک کیسرہ نکل آیا۔

”سید ہی کھڑی رہو اور کیسرہ کے لیس کی طرف دیکھو!“ بد صورت آدمی نے جو لیا بے کہا!
دوسرے آدمی کیسرہ سیدھا کئے کھڑا تھا! پندرہ لمحے بعد فلاں کا جھمکا ہوا اور تصویر لے لی گئی!....
”بیٹھ جاؤ!—!“ بد صورت آدمی ایک طرف پڑے ہوئے پیال کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

”ہم ابھی معلوم کئے لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کتنی صداقت ہے!....“

”معلوم کر لیجئے!“ جو لیا نے لاپرواٹی سے کہا اور پیال پر بیٹھ گئی!
وفتحاً ایک آدمی بولا ”میرا خیال ہے کہ میں اس نام کے آدمی کو جانتا ہوں! مگر وہ پولیس کے
لئے کام کرتا ہے!“

”تمہیں یقین ہے!....“ بد صورت آدمی اس کی طرف مڑا۔

”بھی ہاں.... مجھے یقین ہے!.... وہ پولیس کے لئے کام کرتا ہے! عمران.... ایک پاگل سا
آدمی ہے!.... اور ساتھی خطرناک بھی! اپنے نہیں کہہ سکتے کہ وہ کب کیا کر بیٹھے گا!“

”کیوں؟“ بد صورت آدمی جو لیا کو گھوڑنے لگا!

”بھلا میں کیا بتا سکتی ہوں!.... میں تو اسے ایک بلیک میلر کی حیثیت سے جانتی ہوں! اور اس
نے مجھے اچھی طرح سے تباہ کیا ہے!“

”یہ ٹھیک کہہ رہی ہے دوستو!“ وفتحاً جھوپڑے کے دروازے کی طرف سے آواز آئی! اور وہ
سب بلیک وقت اچھل پڑے۔ عمران دروازے میں کھڑا ٹکلیں جھکا رہا تھا! اس کے دامنے ہاتھ میں

بیوالر تھا!

"تھی ہے۔!" اس آدمی کے منہ سے بے اختیار لکلا جس نے کہا تھا کہ وہ عمران سے واقف ہے!....

"ہاں میں ہی ہوں! تم لوگ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے لیکن بد صورت آدمی جوں کا توں کھڑا رہا!.... اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں!.... اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کے ہاتھ میں دبے ہوئے روپا اور کی طرف دیکھے ہی نہ رہا ہو!....

"تم بھی اپنے ہاتھ اٹھاؤ!.... آہا شائد تم مجھے تھا سمجھتے ہو! " عمران نے کہا! " ذرا آنکھیں کھول کر اپنے چاروں طرف دیکھو! "

بد صورت آدمی نے ادھر ادھر دیکھا!.... جھونپڑے کی پھوس کی دیواروں پر کئی روپا اوروں کی نالیں نظر آ رہی تھیں!....

"دوسری طرف میرے انتہائی وقاردار دوست موجود ہیں! تم میں سے اگر کسی نے بھی اپنی جگہ سے جبکہ کی تو اپنے پیروں پر کھڑا نہ رہ سکے گا!....

بد صورت آدمی نے بھی اپنے ہاتھ اٹھا دیئے! "مز بلیک!.... ار رر رر!.... ورنہ تمہارا مُقبل بر باد ہو جائے گا! " جو لیا چب چاپ آگے بڑھی اور ایک کے ہاتھ باندھنے لگی!.... جب وہ پانچ آدمیوں کو باندھ پھیل تو پہنچی ہوئی بولی! " اسے کس طرح باندھوں اس کے گلے میں تو نائی ہی نہیں ہے! " اس نے بد صورت آدمی کی طرف اشارہ کیا تھا!

"پہلے ان کی جیبوں سے ان کے روپا نکال لو! " جو لیا نے ان کی جیبیں مٹولنی شروع کیں، صرف دو آدمیوں کے پاس روپا اور برآمد ہوئے بقیہ غیر مسلک تھے۔ ایک کے پاس چڑھا تھا، جو وہ پہلے ہی نکال چکا تھا! "اوہ!.... تم وہ تھیلا تو بھول ہی گئیں جس میں کیرہ تھا! " تھیلازیں پڑا ہوا تھا!.... جو لیا اس کی خلاشی لینے لگی! " اس میں کیرہ ہے اور کچھ کاغذات!.... اور ریشم کی ڈور کا ایک بنڈل!....

"واہ!.... تب تو تم ان کے بیڑ بھی باندھ سکتی ہو! " عمران بچوں کی طرح خوش ہو کر بولا! "اب یہ کام شروع کر دو! " جو لیا نہیں دھکیل کر زمین پر گرانے لگی!

213
"دوستو عمران نے انہیں مخاطب کیا" بہتری اسی میں ہے کہ چب چاپ اپنے ہاتھ پر بندھوں!— میں بلاشبہ پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہوں لیکن یہ پولیس کا کام نہیں ہے! تمہارا آتا ہی پوچھنے گا کہ میں آتا خوب سمجھتا ہے کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے!—

"تم کیا چاہتے ہو! " بد صورت آدمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! " کچھ نہیں! تم جیسے حیر آدمی سے کیا بات کروں!—! یہ تو تمہارا آقا ہی پوچھنے گا کہ میں کیا چاہتا ہوں! اب میں اسے بتاؤں گا مجھے ایک درجن شتر مرغ کے اٹھے در کار ہیں!....

"کسی نورڈان فریزر!.... پلیز!—" جو لیا اس سے کہہ رہی تھی! اگر آپ خود نہیں لیٹ جائیں تو بہتر ہے! کیونکہ ابھی تک میں آپ کا بہت احترام کرتی رہی ہوں! "

ڈان فریزر خاموشی سے بیٹھ گیا! اور جو لیا اس کے پیڑ باندھنے لگی! وہ سب ہی ان روپا اوروں کو خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے، جو پھوس کی دیواروں سے لٹکے ہوئے تھے!.... جو لیا ان سکھوں کو باندھ لینے کے بعد پھر عمران کی طرف مڑی!....

"اب!— ان کی خاطر بھی ہونی چاہئے!.... " عمران نے بد صورت آدمی کی طرف اشارہ کیا لیکن جیسے ہی جو لیا اس کے قریب پہنچی! اس نے اسے بڑی پھرتی سے کپڑا کر عمران کے روپا اور کے سامنے کر دیا!

"مار دو گولی!—! وہ دہڑا!—" یہ سب بکواس ہے، جھونپڑے کے باہر کوئی بھی نہیں ہے!....

"ہاں!— آس!....! " عمران نے نہایت اطمینان سے کہا! " باہر کوئی بھی نہیں ہے!.... اور یہ روپا اور بھی خالی ہیں! انہیں نہایت احتیاط سے دیوار کے باہر نکالا گیا تھا!.... اتنی احتیاط سے کہ تم لوگوں کو خبر بھی نہ ہو سکی! لیکن میرے بیس منٹ صرف ہوئے تھے! "

"روپا اور زمین پر پھیلک دو!.... ورنہ اس کا گلا گونٹ دوں گا! "

"نہیں زمین پر کیوں پھینکوں! میں اسے بڑی خلافت کے ساتھ جب میں رکھوں گا!...." جیسے ہی عمران نے روپا اور جیب میں رکھا۔ بد صورت آدمی جو لیا کو ایک طرف دھکیل کر عمران پر ٹوٹ پڑا!— عمران اسے ہاتھوں پر رکھ کر بڑا بڑا! " واہ دوست تو گویا تم اسی کے منتظر تھے!

لیکن عمران نے اس کا موقع نہ دیا کہ وہ اس کے جسم کے کسی حصے کو اپنی گرفت میں لے سکتا! وہ لوگ جو زمین پر بندھے پڑے تھے، اٹھنے کے لئے زور کرنے لگے! شاید انہیں اس لئے

تقریباً آرھے گئے بعد ایک بڑی کار سنان سڑک پر فرانٹ بھر رہی تھی جس میں چھ قیدی اس طرح ٹھوٹے گئے تھے جیسے مرتبان میں آچار ڈالا گیا ہو! — عمران اشیر گک کر رہا تھا اور جولیا اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی!

”مگر تم یہاں پہنچ کس طرح....“ جولیا نے پوچھا!

”بس اس طرح کہ اپنی موڑ سائکل بھی سینیں چھوڑے جا رہا ہوں!“

”اوہ!... مجھے یاد آ رہا ہے۔۔۔ شاید میں نے کسی موڑ سائکل کی آواز سنی تھی!“

”ضرور سنی ہو گی!“

”کیا ایکس ٹو سے تمہیں ہدایت ملی تھی؟“

”کیا بتاؤں!—“ عمران مغموم آواز میں بولا۔ ”میں ایک بہت بڑے جھال میں پھنس گیا ہوں!“

”کیا جھال“

”بھی ایکس ٹو!—“ یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے! مگر کیا کروں، آج کل میری حالت بقول کفیوش بہت تسلی ہے.....! مگر سنو! میں اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح تم لوگ رہتے ہو!... میرے ساتھ لازمی طور پر دو ایک ملازم رہیں گے!“

”ایکس ٹو سے اس کی اجازت نہیں مل سکے گی!“

”نہ ملے! کیا میں اس سے کمزور ہوں!“

”خیر میں بھی دیکھوں گی!...!“

”ضرور دیکھنا!— اور جو کچھ نظر آئے مجھے بھی بتانا!“

جولیا خاموش ہو گئی! چھپلی نشست پر بد صورت آدمی ہولے ہولے کراہ رہا تھا! شاکداب وہ ہوش میں آگیا تھا!

۲

تمن بچے تھے! لیکن جولیا بھی جاگ رہی تھی اور ابھی تک میڑو ہوٹل کے اسی کمرے میں اس کا قیام تھا! وہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی! اس نے اسے میڑو ہوٹل میں اتار دیا تھا۔ اور قیدیوں کو لئے ہوئے داش منزل کی طرف چلا گیا تھا!....

جولیا سوچ رہی تھی کہ کہیں اسے بھی عمران کی ما تھی میں نہ رہنا پڑے۔ ابھی تک لٹکے بعد خود جولیا ہی کا نمبر تھا!.... سیکرت سروس کے دوسرے ممبروں تک ایکس

بھی غصہ آگیا تھا کہ وہاب تک دیواروں والے روی الوروں کے متعلق دھوکے میں رہے تھے!

”جو لیا انہیں دیکھنا!“ عمران نے کہا!.... اور بد صورت آدمی پر پل پڑا!.... لیکن وہ بھی کافی جاندار معلوم ہوتا تھا!.... میں نہیں بلکہ پھر تیلا بھی تھا!.... نہ جانے کس طرح وہ چاقو اس کے ہاتھ میں آگیا جو دیرے سے زمین پر پڑا موم تیتوں کی روشنی میں چک رہا تھا!

جو لیا کا دل دھڑکنے لگا! کیونکہ عمران اسے چھوڑ کر الگ ہٹ گیا تھا.... اور وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے کسی مرغ کی طرح پر قول رہا تھا! چاقو اس کی مٹھی میں بھینچا ہوا تھا!.... جولیا نے محسوس کیا کہ عمران پکھے خوف زدہ سانظر آ رہا ہے!.... وہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ احمد جیب سے روی الور کیوں نہیں نکال لیتا!

دفعہ بدق صورت آدمی نے عمران پر چھلانگ لگائی اور پیٹ کے مل دھب سے زمین پر گرا۔ پھر قبل اس کے اپنی جگہ سے مل بھی سکتا!.... عمران اس پر کھڑا اسے نبی طرح رومند رہا تھا! یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ بد صورت آدمی چینے اور کراہنے کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکا!....

عمران اس پر سے اترتا ہوا بولا! ”پھر کو شش کرو!....“ لیکن وہ کسی ایسے سانپ کی طرح اپنا جسم زمین پر پختار ہا جس کی کوئی بڑی جوڑ سے الگ ہو گئی ہو!

جولیا نے عمران کی طرف دیکھا اور ایک مٹھنڈی سی لہراں کی ریڑھ کی بڑی میں دوڑ گئی!.... یہ اس احمد کا چہرہ تو نہیں تھا جسے جولیا بات بات پر لکو بنانے کی کوشش کرتی تھی!.... احمد عمران اور اس عمران میں زمین و آسمان کا فرق تھا!

”اب چیخا بند کرو!.... ورنہ گردن شانوں سے چیخ کر باہر چینک دوں گا!....“ وہ اپنے شکار کو گھورتا ہوا غریباً.... دوسرے قیدی ساکت و صامت پڑے رہے۔ بد صورت آدمی زمین پر پڑا ہاتھ پیر پھیلتا رہا! لیکن اب اس کی آواز آہستہ آہستہ مھصل ہوتی جا رہی تھی!

”سیا تم پچھ جج تھا ہو!....“ جولیا نے آہستہ سے پوچھا اور عمران اس طرح چوک پڑا جیسے اب تک خود کو تھا محسوس کر تارہا ہو۔

”لک!.... کیا!.... ہام.... میں تھا ہوں!....“ اس نے بوکھلا کر کہا! اور یک بینک پھر اس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی۔

”ان کا کیا ہو گا!—!“ جولیا نے قیدیوں کی طرف اشارہ کیا۔

”تم ان کی پرورش کرتا!.... میں زیادہ سے زیادہ پیسے بیدا کرنے کی کوشش کروں گا!—“ عمران نے سنجیدگی سے کہا! ”بس اب تم سینیں نہ ہو!.... میں انہیں ایک ایک کر کے گاڑی تک پہنچانا ہوں!“

احكامات اس کی معرفت پہنچا کرتے تھے۔ اس نے اش کا خیال تھا کہ اس سب پر برتری حاصل ہے۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتی رہی، پھر سونے کارادہ کر رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی!“ہیلو۔۔۔!“ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا!

”ستہ نمبر!....“ دوسری طرف سے ہوٹل کے آپریٹر کی آواز آئی!

”مسز براؤن پلیز!“

”مسز براؤن اسمبلنگ!“

”آپ کی کال ہے....!“

”لکٹک کر دیجیے!“

چند لمحوں کے بعد ایکس ٹوکی آواز آئی.... ”ہیلو.... مسز براؤن“

”اوہ.... لیں.... ہاؤڑی، ای ڈو!....“

”تم تجربت ہو! مسز براؤن....!“

”لیں پلیز....!“

”مسز براؤن! کیٹلٹی... پلیز....!“

”بہتر!....“ جو لیانے سلسلہ منقطع کر دیا!.... کیٹلٹی کا مطلب یہ تھا کہ اسے ٹلی فون کی بجائے ٹرانسیمیٹر پر گفت و شنید کرنی چاہئے!

اس نے سوت کیس سے سفری ٹرانسیمیٹر نکلا!.... اور احتیاطاً با赫 روم میں چلی آئی!

”جو لیا۔۔۔!“ ٹرانسیمیٹر سے آواز آئی!

”لیں سر!“

”اپنے آدمیوں سے کہو کہ جیف سن اسٹریٹ کی سیالاج پر ریڈ کریں؟ اس عمارت میں پائے جانے والے کتوں کو بھی نہ چھوڑا جائے.... اگر وہاں کے کینوں میں سے ایک آدمی بھی بیچ کر نکل گیا تو بہت سختی سے جواب طلب کروں گا!“

”بہت بہتر جناب!.... لیکن کیا عمران کو بھی فون کیا جائے!“

”فون!.... کیا بک رہی ہو! تم وہاں اس ہوٹل سے فون کرو گی؟.... نہیں!.... کسی پبلک بوٹھ سے توبیر سے رابطہ قائم کروادہ سب کو مطلع کر دے گا!“

”بہت بہتر جناب!“

”اس کے بعد تم وہیں ہوٹل میں ٹھہر دیگی! کیا تم سوری تھیں!“

”نمیں جناب! سونے کا ارادہ مکر رہی تھی!“

”بس اس کے بعد سو جانا۔۔۔ اور ایڈڈ آں! گفگنو ختم ہو گئی!....“

کچھ دیر بعد جولیا بابر جانے کی تیاری کر رہی تھی! کلاک ٹاور نے چار بجے اور اس نے سوچا کہ اب وہ کسی روک ٹوک کے بغیر بابر جائے گی! چار بجے سے قبل بابر جاتے وقت اسے رجسٹر میں درج کرنا پڑتا ہے کہ دو تینی رات گئے کہاں اور کیوں جانا چاہتی ہے۔

وہ بابر نگلی اور چورا ہے کی طرف چل پڑی کیونکہ پیلک ٹلی فون بوٹھ چورا ہے کے قریب ہی تھا۔ بوٹھ میں پہنچ کر اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا! پھر ہک سے ریسیور نکال کر فون کو ٹھٹ کیا اس میں کرنٹ موجود تھا!

سب کچھ ہوا، لیکن وہندہ ہوسکا حس کے لئے وہ یہاں تک آئی تھی۔ یکے بعد دیگرے ہر ایک کے نمبر ڈائل کئے لیکن کہیں سے بھی جواب نہ ملا! آخر میں عمران سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہاں بھی ساتھ تھا! وہ جنجنگلا کر بابر نکل آئی! ایکس ٹونے بہت زور دے کر کہا تھا کہ اس عمارت پر ریڈ کیا جائے.... لیکن جب کوئی بھی سہ مل سکا تو وہ کیا کرتی.... بہر حال اس نے سوچا کہ اب جلد از جلد ایکس ٹوکو اس کی اطلاع ہو جائی چاہئے!

وہ فٹ پاٹھ سے یخچے اتر رہی تھی کہ کوئی ٹھنڈی ہی چیز اس کی گردن سے آگئی! اور وہ بے اختیار اچل پڑی!....

”خاموشی سے چلتی رہو!“ کسی نے آہستہ سے کہا۔ ”ورنہ یہ روپا اور ہے آس کریم نہیں!“ جو لیا سانٹے میں آگئی! لیکن چلتی رہی اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔ آخر وہ ایک کار کے قریب پہنچی اور اس سے اس میں بیٹھنے کو کہا گیا!

”بچپلی نیشت پر!“ نامعلوم آدمی نے کہا!

جو لیا نے خاموشی سے تعیل کی!.... لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اس غیر متوقع حادثے پر حواس باختہ ہو گئی تھی، نامعلوم آدمی بھی اس کے برابر جایٹھا اور کار چل پڑی!

”اس کا مقصد کیا ہے!“ کچھ دیر بعد جو لیا نے پوچھا!

”اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیا تھرم!....“ اس آدمی کا لہجہ براشریفانہ تھا!

جو لیا حیران رہ گئی!.... وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ اب کیا ہو گا! آخر ایکس ٹونے کس قسم کا کھیل شروع کر کھا ہے!

کار کی کھڑکیوں میں سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے! اس نے راہ کا اندازہ کرنا بھی حال تھا!.... جو لیا تن بہ تقدیر ہو بیٹھی! اویسے بھی اسے اطمینان تھا کہ ایکس ٹوہزار آنکھوں سے اس کی مگرائی

کر رہا ہو گا! اسی رات کا ایک تجربہ شاہد تھا کہ انتہائی مایوسیوں کے عالم میں بھی غیر متوقع طور پر نہ
غیر فار اس کی جان قبیلی تھی بلکہ وہ لوگ بھی قابو میں آگئے تھے جو شاید اپنی دھمکیوں کو عملی
جامہ پہنانے کی قوت بھی رکھتے تھے!.... جو لیا اپنے ذہن کو پر سکون رکھنے کے لئے اسی پہلے
واقعے کے متعلق سوچنے لگی! شاید اسے میڑو ہوٹل میں بھیجنے کا مقصد ڈاں فریزر کی گمراہی نہیں
تھا! بلکہ ایکس ٹوان لوگوں کو غلط فہمی میں بٹلا کرنا چاہتا تھا! گویا اس نے ان پر یہ بات جتابدی تھی
کہ ڈاں فریزر کی گمراہی کی جاری ہے! انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس گمراہی کی پشت
پر کون ہے، جو لیا کو انداز کیا... اور پھر وہ خود ہی اپنے جال میں پھنس گئے اور یہ اسکا مطلب یہ
بھی تھا کہ ڈاں فریزر کوئی اہم خصیت ہے۔ اسی بناء پر خود اسی کے ساتھی اس کی گمراہی کرتے
رہے تھے!.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو ڈاں فریزر کے فرشتوں کو بھی جو لیا کے وجود کا علم نہ ہو
سکتا!

پھر اسے عمران یاد آیا جس نے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا!.... کتنی شامدار چال
تھی!.... اگر ان لوگوں کو شروع میں شبہ بھی ہو جاتا کہ عمران تھا ہے تو وہ اس کی تھا بھی کر
ڈالتے... پھر ایک دوسرا لکھتہ اس کے ذہن میں ابھر ا آخر عمران کو انتہے ریو اور کہاں سے مل
گئے تھے!.... اگر وہ انہیں ساتھ لایا تھا تو پھر یہی سمجھنا چاہئے کہ ایکس نو کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ
اسی جھونپڑے میں لے جائی جائے گی!.... لیکن اگر اسے اس کا علم تھا تو آخر جو لیا کو شکار کا ذریعہ
کیوں بنایا گیا تھا۔۔۔ مگر نہیں! یہ بھی تمکن ہے کہ اسے صرف جگہ ہی کا علم رہا ہو! لیکن یہ نہ
معلوم رہا ہو کہ اس گروہ میں کتنے اور کس قسم کے آدمی ہیں۔۔۔

اب یہ بھی ممکن ہے کہ اس بار پھر ایکس نو نے اس گروہ کے بچ کچے آدمیوں کے لئے بھی
کسی قسم کا جال پھیلایا ہو۔۔۔ جو لیا یہی سب کچھ سوچتی اور اس گھستی رہی! اور پھر اسے ٹھیک اسی
وقت ہوش آیا جب کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔۔۔

چھپلی نشست کا دروازہ کھلا اور اس سے نیچے اترنے کو کہا گیا جو لیا جا چپ چاپ اتر آئی!
وہ کسی عمارت کی کپڑا ٹنڈی میں تھی جس کے گرد قد آدم دیواریں تھیں!

جو لیا کے دامیں باکیں دو آدمی چل رہے تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ خالی تھے! اور اب وہ اپنی
گردن پر لوہے کی ٹھنڈک بھی نہیں حموس کر رہی تھی!

وہ عمارت میں داخل ہوئے اور متعدد کروں سے گزرتے ہوئے ہاں میں آئے لیکن جو لیا
کو ان دونوں آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا!

”تشریف رکھیئے محترم!“ ایک آدمی نے ایک آرام کری کی طرف اشارہ کر کے آہا:

”تھک گئی ہوں گی!“

”آپ لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں!“ جو لیا نے پوچھا!
”بس یونہی۔۔۔!“ دوسرا آدمی مسکرا یا ”کچھ دیر مل بنیں گے! آپ کون سی شراب پسند
کرتی ہیں!“

”مجھے ہر قسم کی شراب ناپسند ہے۔۔۔ مگر۔۔۔!“

”اوہ۔۔۔! یہ بڑی عجیب بات ہے!“ پہلے نے کہا!
”نہیں بہتری شریف عورتیں نہیں بنیں!“ دوسرا بولا!
”میں یہ پوچھ رہی تھی کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے!“
”آپ پریشان نہ ہوں! ہم دونوں شریف آدمی ہیں!
”آخر مطلب کیا ہے!۔۔۔“ جو لیا جھوٹلا گئی!

”کوئی خاص مطلب نہیں ہے! اگر آپ کو نیند آرہی ہو تو بے تکلف سو جائیے گا!
”میں چونا شروع کر دوں گی!“

”ہم کسی مہذب اور باعزت خاتون سے اس کی توقع نہیں رکھ سکتے!
”عجیب آدمی ہیں آپ لوگ!....“

دو نوں خاموش رہے! وہ حد درجہ سنجیدہ قسم کے لوگ معلوم ہوتے تھے! اور قطعی بے
ضرر..... جو لیا تمحیر ہوئے بغیر نہ رہ سکی! لیکن یہ ٹلسٹ جلد ہی ٹوٹ گیا اور اب اسے معلوم ہوا کہ
وہ یہاں کیوں لائی گئی تھی!.... کیونکہ ہاں میں نچھے آدمیوں کی ایک مختصر سی قطار داخل ہوئی جس
کے پچھے دو آدمی نائی گئیں لئے ہوئے چل رہے تھے! ان چھ آدمیوں نے ہاتھ اور اخخار کئے
تھے!.... اور عمران سب سے آگے تھا۔۔۔

جو لیا ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی!.... کچھ دیر پہلے ایکس نو نے جو جال ان لوگوں کے
لئے بچایا تھا اس کے ساتھی اسی قسم کے ایک دوسرا جال میں آپنے تھے! حالانکہ دوسرا
بار بھی ایکس نو کو یہی توقع رہی ہو گی کہ اس کا بچایا ہوا جال بقیہ مجرموں کا پھانسے کے لئے کار آمد
ثابت ہو گا۔۔۔

ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے قہقهہ لگایا جو، جو لیا کو یہاں لائے تھے۔

”کیوں دستو!۔۔۔ اس بار خود پھنس گئے نا آخر!....“

”اے۔۔۔ ذرا۔۔۔ زبان سنبھال کر۔۔۔!“ عمران دیدے تھا کہ بولا! ”تم لوگ خطرناک قسم
کے اٹھائی کیرے معلوم ہوتے ہو! پہلے میری بیوی کو کچڑا لائے اور اب ہمیں!....“

”تو پ کی گرج بھی اس کرے سے باہر نہیں جا سکے گی!....“ وہ آدمی بولا!
عمران نے چاروں طرف اچھتی ہوئی سی نظر ڈالی اور جو لیا سے پوچھا!
”دارالنگ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی تم اس کی فکر نہ کرو! یہ تمہارا باہل بھی بیکا نہیں
کر سکتے!....“

”تم لوگوں کی پشت پر کون ہے!“ اس آدمی نے عمران سے پوچھا۔

”دیوار!....!“ عمران پیچھے مڑ کر سیدھا ہوتا ہوا بولا!....

”اچھی بات ہے!.... تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ!.... ہمارے چھ آدمیوں کے عوض تم
ساتوں برے نہیں رہو گے!.... لیکن مجھے اس نسخی منی حسین سی عورت پر رحم آتا
ہے!....“

”اے خبردار!.... اگر تم نے میری بیوی کے حسن کی تعریف کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا!
تم اسے پھسلانا چاہتے ہو!“

اس آدمی نے ان دونوں کو اشارہ کیا جن کے ہاتھوں میں نامی گنسی تھیں! وہ سامنے آگئے اور
گنوں کا رخ عمران وغیرہ کی طرف ہو گیا!

”ٹھہر!....“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! ”آخر یہ سراکس بنایا دی جائی ہے، پہلے تمہارے
پکھ ساتھی میری بیوی کو پکڑ لے گئے!.... انہیں سمجھا بجھا کر راضی کیا تو اب تم لوگ لے
اڑے!.... اگر یہ تمہیں اتنی پسند ہے تو میں طلاق دیئے دیتا ہوں تم باقاعدہ طور پر اس سے شادی
کرلو!.... پھولو!.... پھولو!.... اور مجھے بھی دیکھ کر خوشی ہو!“

وفتحاہل کی دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنٹی بول پڑی! وہ سب بڑی طرح چونکے!.... لیکن قبل
اس کے نامی گنوں والے دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوتے صدر اور عمران نے ان پر چلا گئیں
لگائیں!

”ٹھٹ!.... ٹھٹ!.... ٹھٹ!....!“ میثاڑ گولیاں دیواروں اور چھت سے کلرائیں! عمران
نامی گن چھین چکا تھا اور صدر ابھی تک دوسرا سے آدمی سے لپٹنا ہوا تھا۔
”بس کھلی ختم!“ عمران دہڑا!.... ”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ! اور تم سار جنت نعمانی دیکھو باہر کون
ہے!.... لیفھیٹ چوہاں تم بھی جاؤ!....“

وہ دونوں چلے گئے! اتنی دری میں صدر بھی دوسرا سے آدمی سے نامی گن چھین چکا تھا!
”ان چاروں کو باندھ لو!“ عمران غرایا! ”صدر تم بڑے شاندار رہے!...
بیجھ... گریٹ!....!“

”میرا خیال ہے کہ اب آپ ان لوگوں کو عمران کے ہتھیاریعہ گورن کریں گے!“

ان چاروں کے ہھھڑیاں لگائی گئیں! اور پکھ دیر بعد چوہاں اور نعمانی ایک دبلے پتلے اور
موقق سے آدمی کو پکڑے ہوئے اندر آئے!
تیدیوں میں سے ایک اسے دیکھ کر دہڑا!.... ”اوسر کے بچے گھنٹی کیوں بجائی تھی!
مگر سور کا پچھہ صرف ہاپنڑا!....“

۳

جو لیا ہو مل سے اپنے فلیٹ میں آگئی تھی!.... وہ ٹھیک دس بجے بستر پر جو گری تو چار بجے شام
سے پہلے اس کی آنکھیں نہ کھل سکیں!

چھپلی رات کے واقعات اسے خواب کی طرح یاد آرہے تھے!.... اور اب ایسا معلوم ہو رہا تھا
جیسے اسے ان کی صحت پر یقین ہی نہ آسکے گا! اذہن پر اسی تم کے اثرات محسوس ہو رہے تھے، جو
کسی ڈراؤنے خواب کا نتیجہ ہوتے ہیں!

اتا سوچنے کے بعد بھی اس کی طبیعت پکھ گری گری سی تھی! آٹھ بجے فون کی گھنٹی بھی اور
جو لیا سر سے پیر تک لرز گئی!.... چھپلی رات کے تجربات نے اس کے اعصاب پر اچھا اثر نہیں
ڈالا تھا! اس نے سوچا کہ یہ ایکس نو ہی کافون ہو گا!— اور آج رات پھر!—

بہر حال اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے رسیور اٹھایا! اور دوسری طرف سے ایکس نو کی
بھرائی ہوئی آواز آئی!

”تم سوچکیں!.... وہ کہہ رہا تھا!

”لیں سر!— میں اب جاگ رہی ہوں!“

”چھپلی رات کے تجربات کیے رہے!....“

”بھیاک اور غیر متوقع!“

دوسری طرف سے ہلاکا سا قہقهہ سنائی دیا! اور کہا گیا! ”عمران بڑا اچھا جا رہا ہے جوں ائے تو ابھی
تک وہ مجھ سے ال جھا ہے اور نہ اس کی وجہ سے کوئی کام بگرا ہے! جھونپڑے والے واقعہ میں تو اس
نے کمال ہی کر دیا!.... وہ تنہا بھی درجنوں پر بھاری پڑتا ہے!.... ایسی ہی سوچ بوجھ رکھنے
والے لوگ مجھے پسند ہیں! اور ہاں!.... یہ صدر سعید بھی کام کا لڑکا ہے۔ اس سے اتنی اچھی
واقعات نہیں تھیں! اور یہ تمہارے ملٹری کے ریٹائرڈ آفیسر تو بالکل ہی ناکارہ ثابت ہو رہے
ہیں!.... میں ان سب کو چھانٹ دوں گا!“

”نہیں!.... تمہاری حیثیت اپنی جگہ پر قائم ہے! عمران کو کوئی ذمہ داری نہیں سونپ سکتا!.... کیونکہ وہ اس قابل ہی نہیں ہے!“
 جولیا نے اطمینان کا سانس لیا!.... اور پھر بولی! ”لیکن یہ قصہ میری سمجھ میں نہ آسکا!“
 ”اب یہ قصہ بہت طویل ہو گیا ہے جو!“ دوسری طرف سے آواز آئی! ”اور ہمیں جلد ہی اس کا تدارک کرنا پڑے گا!.... ہو سکتا ہے نہیں اس کے لئے سفر بھی کرنا پڑے یہ لوگ ایک مغربی ملک کے اجنبی ثابت ہوئے ہیں! کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مرکز آزاد سرحدی علاقہ شکرال ہے لیکن یہ شکرال کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اس علاقے میں بھی کوئی شکایت نہیں رہی!....“

”وہ تو ایک خطرناک علاقہ ہے جناب!....“ جولیا نے کہا!
 ”ہے.... لیکن اپنی حدود کے اندر... ہمسایہ ممالک سے وہ صرف مویشیوں کی تجارت کرتے ہیں اور اسی پر ان کی زندگی کا انحصار ہے!“

”کیا وہ ہمارے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ لے رہے ہیں!“
 ”یقیناً— ان لوگوں کے پاس سے جو کاغذات برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے! فی الحال ان کا پروگرام یہ تھا کہ ایک مغربی ملک سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں!.... اسی کے لئے وہ کام کر رہے تھے اور وہ اپنی جو میزدھ میں مقیم تھا دراصل شکرال ہی کا باشندہ ہے اس کے علاوہ ابھی تک اور جتنے بھی گرفتار ہو سکے ہیں۔ دیکھی ہیں!“

”اس اپنی سے آپ نے بہت کچھ معلوم کیا ہو گا!“
 ”کچھ بھی نہیں! اس نے اپنے ہونٹ سی لئے ہیں!“
 ”تو پھر ہم اس سفر پر کب رو انہ ہوں گے!“
 ”میں ابھی اس کے متعلق غور کر رہا ہوں! اس میں کئی دشواریاں ہیں! لیکن یہ بہت ضروری بھی ہے! اگر شکرال اس قسم کی سازشوں کا مرکز بنتا رہا تو ہمیں ہر وقت خطرات سے دوچار رہنا پڑے گا!“

”یہ سفر یقیناً بہت مشکل ہو گا!“
 ”مشکل سے بھی کچھ زیادہ خیر اس کے متعلق تو کچھ سوچنا ہی نہ چاہیے کیونکہ سفر توہر حال میں کرنا ہی پڑے گا!“
 ”سوال یہ ہے کہ شکرال میں داخلے کی صورت کیا ہو گی!“
 ”کیوں! کیا اس میں بھی کوئی دشواری پیش آئے گی!“

”بات یہ ہے کہ وہاں اجنبی لوگ آسانی سے پہچان لے جائیں گے!“
 ”میک اپ!“
 ”عقل استعمال کرو۔ کیا تم شکرالی بول سکو گی....؟“
 ”نہیں جناب!“
 ”پھر!— میک اپ کس کام کا... کیا گوئیوں کی ایک پوری نیم وہاں کوئی بستی بانے جائے گی!“
 ”یقیناً! دشواری ہو گی جناب!“
 ”تمہارے ساتھیوں میں سے صرف دو آدمی اچھی طرح شکرالی بول اور سمجھ سکتے ہیں!
 عمران اور صدر سعید!“
 ”اوہ تو کیا انساف میں حالیہ تبدیلیوں کی وجہ یہی ہے!“
 ”ہاں!.... سبھی سمجھ لو!....“
 ”تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کو اس سازش کا علم بہت پہلے ہو چکا تھا!“
 ”یہی بات ہے! بہت دن ہوئے کافنوں میں بھنک پڑی تھی! اپھر جب ڈان فریزر پر نظر پڑی تو سمجھے چوکننا پڑا وہ اپنی ضرور بول سکتا ہے۔ لیکن اپنیں کا باشندہ نہیں ہو سکتا! اس کے خدو خال شکرالیوں کے سے ہیں۔ البتہ ان میں ہلکی سی جھلک اس قسم کی ضرورت ملتی ہے، جس کی بناء پر اپنی ہونے کا دھوکا ہو سکتا ہے!“
 ”تو کیا آپ کی دانست میں ان کا پورا اگر وہ گرفتار ہو چکا ہے!“
 ”کسی حد تک یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے! مگر یقین کے ساتھ کوئی حکم لگانا درست نہ ہو گا۔ البتہ اگر ڈان فریزر کے ہونٹ کھل سکتے تو لازمی طور پر تصدیق ہو جاتی... اچھا خیر!.... اس سلسلے میں مزید غور کرنے کے بعد تمہیں اطلاع دی جائے گی۔ فی الحال تم صدر کو فون کرو کہ وہ عمران سے مل لے!“
 ”بہت بہتر جناب!“ جولیا نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

O
 عمران ایک آرام کر کی پڑا اونگھ رہا تھا! مگر واقع کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اونگھ رہا تھا! ممکن ہے اس وقت اس پر چودہ طبق روشن ہو رہے ہوں! کیونکہ اس کے ظاہر سے اس کے متعلق کوئی اندازہ لگالیا آسان کام نہیں تھا!....

دھنٹ کاں مل کی آواز سے چونکہ پڑا دروازہ اندر سے بولت نہیں تھا! اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "آ جاؤ!"
دروازہ کھلا اور صدر سعید اندر داخل ہوا... عمران اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ چاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار ملے کا اتفاق ہوا ہو!
"معاف کیجئے گا! میں آپ کو پیچانا نہیں!" اس نے ایسے لمحے میں کہا جیسے یادداشت پر زور دے رہا ہو!

"ارے! وہ مسکرا کر بولا! میں صدر سعید ہوں!"
"لا حول ولا قوہ!" عمران نے جلدی سے کہا! "میں عبد الوحید سمجھا تھا! تشریف رکھیے...
تشریف رکھیے! غالباً ہم لوگ پچھلے سال میلہ اسپاں و مویشیاں میں ملے تھے...!"
"اُسے بھائی صاحب! ابھی پچھلی ہی رات کی بات ہے کہ ہم دونوں ایک ہم میں شریک تھے!"
"نہیں!—" عمران نے حیرت سے کہا اور تمدن بار آنکھیں مل کر پھر صدر سعید کی طرف دیکھا۔

"آہا... ٹھیک مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے، جیسے میں آپ کو بہت قریب سے جانتا ہوں!..."

"نہیں عمران صاحب! صدر نہیں کسر ہلاتا ہوا بولا!" میں اس چکر میں نہیں آسکتا! جس نے آپ کو پچھلی رات ان لوگوں کے مقابلے پر نہ دیکھا ہو! وہ آپ کو یقیناً کوئی بھولا بھالا پچھ سمجھ سکتا ہے!"

"اوہ-- میرے خدا بیا آیا پچھلی رات ہم دونوں گرینڈ میں پنگ پانگ کھیل رہے تھے! "
"خیر میں آپ کی یادداشت کو چیخ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا! اس وقت میں ایک نو کے حکم سے یہاں آیا ہوں!"

"اوہ-- اچھا چھا!... ایک نو... یہ ایک نئی بیماری ہے جس نے آج کل مجھے آدبو چاہے!
کہیے کیا بات ہے!"

"معلوم یہ ہوا تھا کہ بات آپ ہی سے معلوم ہوگی!..."
"اررر... ہپ! ٹھہریے... دیکھئے! میں اپنی نیبل ڈائری دیکھنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکوں گا... مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے الہاروزانہ کا پروگرام ایک دن قبل ہی نوٹ کر لیتا ہوں!" وہ اٹھ کر رائٹنگ نیبل پر آیا اور نیبل ڈائری اٹھا کر در حقیقتی کرنے کا! پھر ایک صفحے پر

نظر بھا کر بڑا بڑا "گو بھی ٹھاڑ... آلو... محمل کا شورہ بہ... مٹن چاپس... ہائیں یہ کیا اودہ لا حول... یہ تو دوپہر کے کھانے کے متعلق تھا! دوپہر کا کھانا بڑی اہم چیز ہے مسٹر دفتر!...!"

"صدر!...! صدر بول پڑا!...

"اوہ... معاف کیجئے گا مسٹر صدر میں نے پرسوں آپ سے عرض کیا تھا کہ مجھے بھول جانے کا مرض ہے!"

"نہیں یہ تو آپ نے ابھی کہا تھا!"

ہو سکتا ہے... مگر مجھے یاد آ رہا ہے کہ پرسوں کہا تھا... خیر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... کہ پڑتا ہے۔"

"پڑھ نہیں! صدر پھر ہنئے لگا! آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں، عمران صاحب!
ہاں تو ابھی ہم کس مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے...!"

"مسئلہ تو آپ ہی بتائیں گے.... آخر ایکس نو نے مجھے آپ کے پاس کیوں بھیجا ہے!
اُف-- فوہ! پھر وہی ایکس نو... آہاں.... ٹھیک یاد آیا... ایکس نو کا خیال ہے ہمیں

شکرالی کی طرف سفر کرنا چاہیئے!
ہاں یہ تو سمجھ کو معلوم ہے!"

"پھر... مگر...! کیا ہم میں سے کوئی شکرالی بول سکتا ہے!"

"میں اپنے متعلق یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں بول سکوں گا!"
کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے! عمران نے شکرالی زبان میں سوال کیا!

"ہائیں!-- آپ بھی بول سکتے ہیں!...!" صدر نے شکرالی ہی میں حیرت ظاہر کی!
مگر مسٹر صدر مجھے افسوس ہے کہ آپ لجھ پر قادر نہیں ہیں!"

"اور مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے میں کسی شکرالی ہی سے گفتگو کر رہا ہوں!..."
خیر!... عمران ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا! "مخت بر باد نہیں ہوئی!...!"

"لبھوں پر بھی قادر ہوتا بڑی مشکل بات ہے!" صدر سر ہلا کر بولا!
آپ اس سے بھی واقف ہوں گے کہ شکرالی کتنی خطرناک جگہ ہے!"

"جی ہاں! میں جانتا ہوں!...!" صدر بولا!

"سوال یہ ہے کہ وہاں داخلے کے لئے بہانہ بھی تو چاہئے!... سات مرد اور ایک عورت جن میں سے صرف دو شکرالی ہوں گے کہ مجھے ابھی اجنی اور ہر کارخ

بھی نہیں کرتے اس لئے ہم ہر وقت خطرات سے دوچار رہیں گے۔ کیا خیال ہے؟
”درست ہے...! ان لوگوں کا داخلہ یقیناً خطرناک بنائی کا باعث ہو گا جو شکرائی نہیں بول سکتے!....“

”بس ایک تدبیر ہے!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا! ”مگر دقت طلب! ہمارے لئے بہتری نی
اٹھنیں پیدا ہو جائیں گی!“
”لیکا تدبیر ہے!“

”شکرائی کھیل تماشوں کے شائق ہیں! کیوں نہ ہم ایک چھوٹا سا سرکس ترتیب دیں!...“
”عمران بڑا بڑا!“

”سرکس کے لئے اور زیادہ آدمیوں کی ضرورت پیش آئے گی اور پھر سامان بھی ساتھ ہونا
چاہئے!“

”سامان اور آدمیوں کی فکر نہ کرو! وہ سب ہمیا ہو جائیں گے... حکومت اس مسئلہ پر بہت
بڑی رقم صرف کرنے پر تیار ہے!“

”تب پھر کوئی دشواری نہیں!“
”ہے کیوں نہیں!... اس صورت میں ہی اگر ہم براہ راست شکرائی میں گستے چلے گئے تو
یقیناً نہیں شبے کی نظر سے دیکھا جائے گا!----“

اسے یوں سمجھتے تا!... کہ خود شکرائیوں میں کسی قسم کی سازش کرنے کی صلاحیت نہیں
ہے، وہ سیدھے سادے لوگ ہیں!... اور ان کی انگلیاں صرف راٹلوں کے ٹریگروں پر چلتا
جانتی ہیں! وہ للاکار کر آپ کے جسم چھلنی کر دیں گے.... لیکن چھپ کر نہیں مار دیں گے! ظاہر
ہے اگر اس سازش کا مرکز شکرائی ہی ہے تو وہاں اس سازش کے سراغنہ بھی موجود ہوں گے
لہذا نہیں دھوکا دینا آسان کام نہ ہو گا!“

”یہ بھی درست ہے!“
”لیکن اگر وہ خود ہی زبردستی نہیں شکرائی لے جائیں تو کیسی رہے گی!“
”یہ کیسے ممکن ہے“ صدر نے کہا!

”ممکن ہے!“ عمران بولا!... ”ہم یہ ظاہر کریں کہ ہم شکرائی کی سرحد سے گزر کر
دوسرے ملک میں داخل ہونا چاہتے ہیں!“

”صدر چند لمحے خاموشی سے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا!“ میں اب بھی نہیں سمجھا!
”ہم مغلوق کی سرحد سے گئے ہوئے چلتے رہیں اور پھر شمال کی طرف مز جائیں...“

ٹھہر!... میرے پاس نقش موجود نہیں!“ عمران اٹھتا ہوا بولا! اس نے ایک الماری کھول کر ایک
چارٹ نکالا! اونٹ سے میز پر پھیلا دیا!

”یہ اور ہر... یہ مغلوق... یہ تیر کا نشان شمال کی طرف اشارہ کر رہا ہے... یہ اس
جگہ... سرخ نشان سے ہم مزیں گے اور شاید دو یا تین میل چلتے کے بعد ہمیں شکرائی کی سرحد
میں داخل ہونا پڑے گا۔ یہاں سے ہمارا رخ شمال مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ اور ہم شکرائی
کی آبادی میں داخل ہوئے بغیر شمال مشرق کی طرف چلتے رہیں گے! اس حصے میں شکرائی کی
چراغاں ہیں۔ یہاں لازمی طور پر شکرائیوں سے مدد بھیز ہوگی! اور پھر اس کے بعد کے مسائل
بھی پر چھوڑ دو!“

”ہے تدبیر جاندار!... لیکن پر ضروری نہیں ہے کہ وہ ہمیں پکڑتی لے جائیں!“ صدر نے
کہا!

”یہ بھی پر چھوڑ دیا جائے... اس کے لئے کسی قسم کی الحص بے کار ہے... یہ تجویز اس
چھوکری کے ذریعہ ایکس ٹوٹک پہنچا دی جائے تو بہتر ہے!“

”چھوکری!“ صدر نے حیرت سے دہراتا!

”ہاں۔ وہ کیا نام ہے.... دنویا!...“

”اوہ... جو لیا... ہاں... دنویا... کمال ہے!“

”بھی یہ لڑکی اتنی پسند ہے کہ اگر اس کی کوئی بہن ہوتی تو میں شادی کر لیتا!...“

”وہ خود بھی تو غیر شادی شدہ ہے۔“ صدر اپنی ایک آنکھ دبا کر مسکرا!

”ہائیں.... نہیں!“ عمران نے حیرت سے کہا!

”ہاں.... خدا کی قسم!“

”لاحوال.... میں ابھی تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ وہ غیر شادی شدہ ہے!“

انتہے میں سلیمان آکر کھڑا ہو گیا!

”کیا بات ہے!“ عمران نے اسے گھوڑتے ہوئے غصیلے لمحے میں پوچھا!

”رات کا کھانا جتاب!“

”ابے نمک حرام تو مجھے الوکوں بتاتا ہے...!“

”نہیں تو....!“

”نبیں تو کے بچے میں نے دو پھر کا کھانا کب کھایا تھا!“

”کھایا تو تھا...!“

"اچھا ذا ری اٹھا!... عمران گرچ کر بولا۔
سلیمان نے نیل ڈائری اس کی طرف کھسکا دی! عمران نے ورق لئے... اور بولا! "دیکھا
کہاں لکھا ہے!"

"ارے.... یہ تو پرسوں دوپہر کی بات ہے صاحب! تاریخ بھی تو دیکھے!...."

"پرسوں....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا! چند لمحے سوچتا رہا پھر ایک طویل
کراہ کے ساتھ کری کی پشت سے نکل گیا! وہ آہستہ بڑا رہا تھا! "پرسوں.... دوپہر کا
کھانا...." پھر صدر کی طرف دیکھ کر بولا! "میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں مسر
دفتر... اور.... صدر.... میں نے پرسوں دوپہر سے کھانا نہیں کھایا!"

سلیمان نے اپنے سر پر دھنڈا اور ایک نالگ پر کھڑا ہو کر بولا۔ "پرسوں دوپہر سے نہیں
پرسوں دوپہر کو!"

"کیا فرق پڑتا ہے....!" عمران کی آواز حد درجہ خیف ہو گئی۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی
جاری چھسیں!

صدر ہنسنے لگا.... لیکن عمران کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی!....
سلیمان چند لمحے کھڑا رہا پھر چلا گیا۔ صدر عمران کی طرف دیکھ رہا تھا!... لیکن عمران
بدستور آنکھیں بند کئے پڑا ہا!

"عمران صاحب!...." صدر نے اسے آہستہ سے پکارا....
لیکن جواب ندارد۔ آخر سلیمان نے اس کے قریب آکر آہستہ سے کہا! "مشکل ہے
صاحب!.... اب یہ کل صبح اسی کری پر سے سو کرائھیں گے!—!"

"نہیں۔!" صدر نے حرمت ظاہر کی!
"ہاں صاحب!.... اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا!"

جو لیانا فڑواڑ نے اپنی کار کا دروازہ کھولا! اور بیٹھنے والی تھی کہ بے اختیار چونک پڑی۔ کسی
نے شانے پر باتھ رکھ دیا تھا!....
وہ مڑ کر جملائے ہوئے انداز میں بولی "یہ کیا بد تیری!....!"

"کہاں...." عمران احتقنوں کی طرح منہ چھاڑ کر کھڑا ہو گیا!
"تم نے میرے شانے پر باتھ کیوں رکھا تھا!"
"پھر کہاں رکھتا!"
"مگر یہ ہو تم...!"
"پچھے نہیں!" عمران نے گردن جھک کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور نہایت اطمینان سے
اندر بیٹھ کر پھر بند کر دیا۔
"کیا مطلب! جو لیا اسے گھومنے لگی!
"کس بات کا مطلب!
"تم گاڑی میں کیوں بیٹھ گئے....؟"
"مجھے زیدی اسٹریٹ میں اتار دینا!"
"تمہاری نوکر ہوں!
"نہیں!.... میری.... وہ.... کیا کہتے ہیں.... مجھے رات بھرنید نہیں آئی.... صدر کہہ
رہا تھا کہ ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی.... ہی ہی.... کیا یہ بچ ہے!
"اتر جاؤ گاڑی سے ورنہ اچھانہ ہو گا!"
"میں تو نہیں اتروں گا۔ اب تم لوگ مجھ پر دھونٹ نہیں جاسکتے.... سمجھے!...."
"لیکن میں تمہیں اپنی گاڑی میں نہیں لے جاؤں گی!"
"تم لے جاؤ گی! کیونکہ ایکس ٹونے مجھ سے بیسی کہا تھا!"
"کہا ہو گا....!"
"اچھی بات ہے.... نتیجے کی تم خود ذمہ دار ہو گی!" عمران نے دروازہ کھولنے کے لئے باتھ
بڑھایا! جو لیا جملائے ہوئے انداز میں بیٹھ گئی! کار اسٹارٹ ہوئی اور چل پڑی!
"یہ ایکس ٹوکوئی جادو گر ہے کیا!" عمران نے پوچھا!
"میں نہیں جانتی!" جو لیا نے غصیلے لمحے میں جواب دیا۔
"ویکھو! صرف نام آیا اس کا اور تم سید ہی ہو گئیں!"
"ایکس ٹو تم سے اس سلسلے میں معاملہ کر کے نقصان اٹھائے گا!"
"کس معاملے میں!..."
جو لیا کچھ نہ بولی۔ کار چلتی رہی! عمران نے پھر اسے مخاطب کیا!
"کیا تم مجھ سے محبت کرو گی!.... ارے باپ... نن... نہیں...."

"میں نے اپنے نئے کتے کا نام عمران رکھا ہے!"

"میری مرغی کا نام جو لیانا فائز واثر ہے اور وہ آج کل انہوں پر بیٹھی ہوئی ہے.... ذرا چھپڑوا تو اس طرح کڑ کڑاتی ہے جیسے....!"

"بکواس مت کرو! ورنہ بڑی بے عزتی کر کے گاڑی سے اتار دوں گی!"

"افوس!...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر غناک آواز میں بولا!

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ میں نے سوچا تھا.... اگر میں نے ایکس نوکی ماتحتی قبول کر لی تو تم مجھ سے محبت کرنے لگو گی۔! افسوس ہزار افسوس بلکہ ہیہات!"

"کیا تم خود کو اس قابل سمجھتے ہو۔--؟" جو لیا نے زہر لیے لجھ میں پوچھا!

"نہیں سمجھتا! یہی تو مصیبت ہے...." عمران کی آواز بدستور غمناک رہی۔ اس نے ایک سکی سی لے کر کہا! "میں محض اسی موقع پر زندہ ہوں کہ کبھی تو کسی لڑکی کو مجھ پر حرم آئے گا! بہت عرصہ ہوا ایک ملی تھی.... مگر لوگوں نے مجھے بہکایا!.... اب سوچتا ہوں کہ میں نے اس سے محبت نہ کر کے سخت غلطی کی تھی!"

"ملی تھی...." جو لیا نے مفعکہ اڑانے والے انداز میں کہا! "تمہیں؟"

"ہاں ملی تھی! عمران نے غصیلے لمحے میں کہا" اور تم سے زیادہ حسین تھی!

"پھر کیوں جھک مارتے پھر رہے ہو!"

"ہاں۔! اور اب ایسیں ہاتھ کو موڑ لینا۔ باتا ہوں تمہیں سن کر یقیناً افسوس ہو گا.... خدا انہیں غارت کرے جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!.... تھیک ہے بس تھوڑی دور اور چلانا پڑے گا۔۔۔ ہاں تو ان گدھوں نے مجھے بہکایا تھا۔۔۔ اچھا تم ہی بتاؤ اگر اس کی ایک آنکھ غائب تھی تو اس سے کیا فرق پڑتا.... کیا دنوں آنکھوں سے دو شوہر دکھائی دیتے ہیں!"

"کیا مطلب....!"

"مطلوب یہ کہ وہ یک چشم تھی...."

جو لیا نے قہچہ لگایا اور عمران دانت پیس کر بولا! "خدا کرے تم بھی کافی ہو جاؤ....!"

"تم خود اندر ہے ہو جاؤ!"

"اندھا کب نہیں ہوں؟ اندھا ہوں تبھی تو تم سے محبت ہو گئی ہے!.... اور شاعر کہتے ہیں کہ محبت اندر گی ہوتی ہے.... میں کہتا ہوں گو گی اور ہیری بھی ہوتی ہے... کہنے میں کیا لگتا ہے!.... چلو میں آج سے کہنا شروع کرتا ہوں کہ محبت کافی ہوتی ہے.... لوئی لکڑی ہوتی ہے.... آہا! بس آگے وہاں روک دینا گاڑی جہاں میوں پیشی کی لائیں کا کھبہ ہے۔"

"ارے۔۔۔ تم مجھے باتوں میں الجھا کر کہاں لے آئے....!" کار ایک گندی سی گلی میں رکی تھی جہاں دونوں طرف بدوض اور بے ڈھنگے مکانوں کی قطاریں تھیں!....

"نہ بجن بند کر کے اتر چلو!" عمران نے کہا!

"کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا!"

"میں بار بار اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا!"

"تم مجھے کیوں اترنے کو کہہ رہے ہو!...."

"یہ میرا نجی کام نہیں ہے! اس وقت میں ایکس نو کے لئے کام کر رہا ہوں! اس لئے تمہیں جس طرح چاہوں استعمال کر سکتا ہوں!"

"لیئنی....!"

"تمہیں لکھن میں تل کر کھا بھی سکتا ہوں!"

"بکواس مت کرو! چپ چاپ گاڑی سے اتر جاؤ!.... میں واپس جاؤں گی!"

"تمہاری مرضی! عمران بنے لاپرواٹی سے کہا! اور دروازہ کھول کر نیچے اترتا ہوا بولا!" لیکن نتیجے کی ذمہ داری خود تم پر ہو گی!۔۔۔

جو لیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار صاف پڑھے جاسکتے تھے! آخر اس نے دانت پیس کر کہا! "شاید ایکس نو نے ہمیں سزا دی ہے! کیا تم عذاب کے فرشتوں سے کم ہو!"

"ہاں تھوڑا سا کم ہوں کیونکہ کسی قسم کے بھی فرشتے یوں قوف نہیں ہوتے!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر جو لیا نے اسے ایک کرم خور ده دروازے پر دستک دیتے دیکھا!.... وہ سوچ رہی تھی کہیں جچ جائے ایکس نو کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت ہی ملی ہو! مگر یہاں اس گندی سی گلی میں کیا کام ہو سکتا ہے!۔۔۔ کیا وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کی تاک میں ہے، جو پچھلے دنوں پکڑے گئے تھے!

طوعاً دکھا کر ہا وہ بھی کار سے اتر آئی....!

عمران برابر دروازہ پیٹھا رہا! پکھو دیر بعد کسی نے اندر سے کنڈی گرائی اور دروازہ آواز کے ساتھ کھل گیا۔۔۔ دروازہ کھولنے والا ایک خستہ حال بوڑھا تھا جو اپنی چند ھیائی آنکھوں سے انہیں شاید پچھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یا مشرپیا ک اک اندر ہیں!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں!" بوڑھا ایک جھنکے کے ساتھ گردن ہلا کر بولا "آپ کا نام کیا ہے....!"

"ہمارا نام!" عمران اکڑ کر بولا! "بے ادب.... گستاخ.... ہمارا نام پوچھتا ہے.... کیا ہم

”اے.... وہ!“ عمران بڑا یا! میں کام کا مدار نہیں چھڑا! میں آج بہت اداس ہوں اس لئے خوشی کی کوئی بات نہیں بردشت کر سکتا! انی الحال میں ایک غرض سے آیا ہوں!“

”ضرور فرمائیے! مشر علی عمران کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھوں گا!.... اگر آپ اجازت دیں تو میں....“

”ہاں ہاں تم شوق سے بیسری سکتے ہو! عمران جلدی سے بولا! اور بوڑھے نے ہستے ہوئے کہا!“
”کیا بتاؤ! جناب آج کل بیسری بھی نہیں مل رہی!“

اس نے ایک الماری کھول کر ایک چھوٹی سی بوٹی نکالی اور اس کی کارک اڑا کر اسی سے ہونٹ لگادیے۔ پھر دوسرا سانس لئے بغیر ہی بوٹی خالی کر کے فرش پر رکھ دی!

ٹھیک اسی وقت جب وہ بوٹی فرش پر رکھ رہا تھا جو لیا کے حلق سے ملکی سی چین نکل گئی!
کیونکہ ایک کافی قد آور ریچہ بچھلی ناگوں پر کھڑا ہوا کر چلا ہوا کرے میں داخل ہو رہا تھا!

”اوہ— تم آگئے ناہجرا!—!“ بوڑھا غصیلے لمحے میں بولا! پھر جو لیا سے کہا!“ آپ ذریعے نہیں یہ ایک چوہے سے بھی زیادہ بے ضرر ہے! اور بیسری کی بوائے یہاں لے آئی ہے.... ذرا دیکھئے!“

ریچہ فرش پر رکھی ہوئی خالی بوٹی سونگھ رہا تھا!.... پھر یہ بیک اس نے انگلی ناگوں سے سر پینٹا شروع کر دیا! اس کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی آدمی رو رہا ہو!

”دیکھا آپ نے!“ بوڑھا پس کر بولا!“ یہ نامعلوم بیسری مانگ رہا ہے!“

”تم نے ریچھوں کا اخلاق بھی بر باد کر دیا ہے۔“ عمران نے کہا!

بوڑھے نے الماری سے دوسرا بوٹی نکالی اور اس کا کارک اڑا کر ریچہ کی طرف بڑھا دیا!
جو لیا نے حرمت سے دیکھا کہ ریچہ بوٹی کو اگلے ٹپوں میں دبا کر بیسری پر رہا تھا!

جب وہ بوٹی خالی کر کے زمین پر پھینک پکا تو عمران نے کہا“ میں اب اسے سگریٹ پیش کروں!“

”نہیں سگریٹ نہیں پیتا!“ بوڑھا ہنئے لگا! ریچہ باہر جا چکا تھا!

”ہاں.... اب کام کی بات کرو!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا! اور یہ کام کی بات زیادہ تر ادویہ میں ہوئی۔ بوڑھا یوریشن بہت اچھی اردو بول رہا تھا! اس لئے جو لیا بہروں کی طرح خاموش رہی! بہر حال ان کے انداز سے جو لیا نے اتنا ضرور معلوم کر لیا تھا کہ وہ کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں!“ کچھ دیر بعد پھر انگریزی میں گفتگو ہونے لگی! لیکن اب وہ یوریشن عمران کی حرمت انگریز صلاحیتوں کے بارے میں اظہار کر رہا تھا!

صورت ہی سے ڈیوک آف ڈھمپ نہیں معلوم ہوتے تھے!“

”نہیں!“ بوڑھا پر مرت لجھے میں چینا“ یہ آپ ہیں! حضور والا.... میری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو اچھا تھا! وہ آنکھیں کس کام کی جو حضور کو نہ پہچان سکیں آئیے سرکار دولت مدار مسٹر پیکاک تشریف رکھتے ہیں!.... اور آپ کو دیکھتے ہی دم اٹھا کرنا پنے لگیں گے.... آئیے! میری نظر روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے.... ان سے نہ کہیں گا کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا!“

”وچس آف ڈھمپ.... پلیزا“ عمران نے جو لیا کی طرف مڑ کر کہا! اور جو لیا براسامنہ بنائے ہوئے آگے بڑھی.... گفتگو پونکہ اردو میں ہوئی تھی اس لئے وہ کچھ سمجھ نہیں سکی تھی۔

”آؤ آؤ!“ عمران نے اس سے کہا!“ تمہارے پیشے کے لئے یہ سب بھی بہت ضروری ہے!....“

”کیا حقیقتاً یہ کوئی سرکاری کام ہے؟“ جو لیا نے کہا!

”سو فیصدی.... تم آؤ تو....!“

وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور بوڑھے نے دروازہ بند کر لیا! جو لیا نے اپنی ہاتک پر رومال رکھ لیا تھا کیونکہ وہاں عجیب عجیب قسم کی بدبوئیں محسوس ہو رہی تھیں! ایک بار تو اس نے ایسا محسوس کیا جیسے کسی چیزیاں گھر میں چل رہی ہو! اس قسم کی بدبوئیں اکثر اس نے درندوں کے کٹہردوں کے قریب محسوس کی تھیں!

بوڑھا نہیں ایک کمرے میں لایا! جہاں ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ یہ او ہیز عمر کا ایک یوریشن تھا! اس کی واڑ میں بڑھی ہوئی تھی اور بیس بھی میلا تھا! عمران کو دیکھ کر اس کا مسٹر ہیرت سے کھل گیا!.... شاید جو لیا اس کے لئے عمران سے بھی زیادہ ہیرت انگیز ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس پر نظر پڑتے ہی اس کی زبان سے ”اے“ نکل گیا تھا!

”آپ—!“ وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا!“ بھلا کیسے تکلیف فرمائی!.... جناب!

”وچس آف ڈھمپ!“ عمران بولا!“ یہ میری خالہ ہیں اور آپ مسٹر پیکاک....!“

بوڑھے نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ طوعاً و کرہا جو لیا کو بھی ہاتھ دینا پڑا۔ لیکن وہ دل ہی دل میں عمران پر بری طرح خار کھارہ تھی۔ وہ بیٹھ گئے! بوڑھا ہما تھم ملتا ہوا بولا!

”فرمائیے جناب! شاائد ہم تین سالہ بعد عمل رہے ہیں اور آپ کا وہ احسان میں بھی نہ بھولوں

”ختم کرو! اب یہ قصہ اور ہر وقت تیار رہو! تمہیں سی وقت بھی میری طرف سے اطلاع مل سکتی ہے!“

”مگر اسے یاد رکھیے گا کہ میرا بھی ایک کام ہے اور اسی لئے میں تیار بھی ہو گیا ہوں ورنہ آج کل کون دیدیہ دانتہ موت کے منہ میں جاتا پسند کرے گا!“

”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“

”وہ کام بھی ہو گا!“ بوڑھے یوریشین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

”کام کی نوعیت کیوں ظاہر نہیں کرتے؟“

”ابھی نہیں۔ لیکن یقین رکھیے، آپ کا کام ہو جانے کے بعد ہی میں انہا کام شروع کر دوں گا اور آپ کو میرا ساتھ دینا ہو گا....“

”وہ کوئی غیر قانونی کام تو نہیں ہو گا!“

”ہرگز نہیں! وہ صرف ہماری مختتوں کا انعام ہو گا! اور یقین رکھیے کہ اس انعام کی لائچ میں میرے آدمی میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو سکتیں گے ورنہ وہ بھی قریب قریب ناممکن ہو گا!“

”اگر وہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا ساتھ ضرور دوں گا!“

”بن معاملہ ملتے ہو گیا! اب آپ مطمئن رہئے! جس وقت بھی مجھے آپ کی طرف سے کوئی اطلاع لی، ہم تیار ہو جائیں گے۔ اور کچھ!“

”نہیں بن اتنا ہی!“

”اوہ ٹھہریے مسٹر عمران میں آپ سے ایک استدعا اور کروں گا!“

”ہاں... کیا ہے... کہو...!“

”میرے لڑکوں کو یقین نہیں آتا کہ آپ لوہے کے گولوں پر جل سکتے ہیں!“

”اڑے چھوڑو بھی۔“ ”عمران سر جھٹک کر بولا!“

”نہیں مسٹر عمران وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں! اور جب بھی اس کا نذر کرہ آتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں بہت زیادہ نشے میں ہوں!“

”پھر میں کیا کروں!“

”میری خاطراتی تکلیف گوارا کیجئے کہ انہیں یقین آجائے!“

”جو لیا حریت سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ لوہے کے گولوں پر چلنے کا مطلب اس کی سمجھتے میں نہیں آیا تھا!“

”اچھی بات ہے۔“ ”عمران طویل سانس لے کر بولا!“ کہاں ہیں تمہارے لڑکے!“

”میں انہیں بلواتا ہوں!“ بوڑھے نے کہہ کر کسی کو آواز دی اور پھر جلد ہی اسی بوڑھے کی خلی دکھائی دی جس نے باہر کا دروازہ کھولا تھا!

”لڑکوں کو بلاؤ!“ بوڑھے یوریشین نے اس سے کہا۔ بوڑھا ملازم چلا گیا!

”مجھے اس فن پر عبور نہ حاصل ہو سکا مسٹر عمران!“ وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا!“ میں تین سال سے مشق کر رہا ہوں!“

”با قاعدہ شاگردی اختیار کرو!“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”کرنی ہی پڑے گی مسٹر عمران! اور میں اس فن میں مہارت بھم پہنچا کر رہوں گا!“

”ضرور، ضرور!“ عمران سر ہلا کر کچھ سوچنے لگا!....

تحوڑی دیر بعد تین جوان آدمی کرے میں داخل ہوئے.... اور.... بوڑھا یوریشین عمران اور جولیا کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

”مسٹر اور مسٹر عمران!“

جو لیا دانت ہیں کر رہے گئی لیکن کچھ بولی نہیں! ان تینوں نے ان سے مصافحہ کیا اور بتوں کی طرح کھڑے ہو گئے!

”یہ وہی جرت انگیز انسان ہے!“ بوڑھا بولا!“ جس کے کارناٹے تمہیں اکثر سناتا رہا ہوں.... ان میں سے ایک پر تمہیں یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ یعنی لوہے کے گولوں پر چلتا....!“

”اوہ....! تینوں کے منہ سے بیک وقت لکھا اور وہ نیچے سے اوپ تک عمران کو گھوڑنے لگے!“ اور میری درخواست پر مسٹر عمران تیار ہو گئے ہیں! میں ان کا شکر گزار ہوں! گولے لاو!“

اس نے بوڑھے ملازم کی طرف دیکھ کر کہا، جو دروازے میں کھڑا تھا۔

پھر عمران سے بولا!“ مسٹر عمران آپ نے شادی کب کی!

”ہاں میں۔۔۔ شادی! نہیں تو....!“

”پھر!....“ بوڑھا جولیا کی طرف دیکھ کر بولا!

”ارے.... یہ.... یہ تو میرے سر کس میں کام کرتی ہیں!“ عمران نے کہا!

”اوہ.... محترمہ مجھے معاف فرمائیے گا....!“ بوڑھے نے جولیا سے کہا!

”کوئی بات نہیں!“ جولیا زبردستی مسکرائی....! لیکن بے اختیار اس کا دل چاہ رہا تھا کہ دونوں سینٹ لیں اتار کر عمران پر پل پڑے بوڑھا نوکر لوہے کے دو چھوٹے چھوٹے گولے لایا جن

کا قطر دوائچ سے زیادہ نہ رہا ہو گا۔ عمران نے گولوں کو ہاتھ میں تو لا اور پھر زمین پر ڈال دیا! دوسرے لمحے میں وہ ان پر پاؤں رکھے کھڑا تھا!.... ہر چیز کے نیچے ایک گولا.... یعنی وہ ان

"یہ ناممکن ہے! میں اس عطا دے دوں گی!"

"شوق سے دے دو! آج کل ایکس ٹو کو عمران کے علاوہ اور کسی کی پرواہ نہ ہو گی!"

"مجھے دیکھتا ہے کہ تم خود لکھتے دن نہ سہرتے ہو!"

"اس کی پرواہ مت کرو!"

"جو لیاخا موش ہو گئی! کچھ دیر پھر بولی! اور اس کا کیا کام ہے؟"

"پتہ نہیں! اس نے نہیں بتایا!... اسے پھر دیکھا جائے گا!"

"لیکن-- کیا وہ اس سے واقع ہے کہ سفر کیوں کیا جا رہا ہے؟"

"ہاں--! وہ بھی جانتا ہے کہ ہم شکرال میں کھیل تباشوں کے ذریعے پیے کلانا چاہتے ہیں!"

"اور وہ اس سفر پر تیار ہو گیا ہے!"

"ہاں--! اور میرا خیال ہے کہ وہ صرف سرحد پار کرنا چاہتا ہے جس کے لئے میں نے اسے اطمینان دلادیا ہے کہ ہم پر آسانی سرحد پار کر جائیں گے!"

"میں سمجھیں نہیں سکی کہ تم کیا کہہ رہے ہو!"

"دیکھو! ایسے کسی خطرناک سفر کے لئے تیار ہو جانا آسان کام نہیں ہے! یقیناً اس کا بھی کوئی مقناد اس میں پوشیدہ ہو گا! اسے اسی پر یقین نہیں آیا تھا کہ سرحد پار کرنے کے لئے حکومت سے اجازت نامہ حاصل کرلوں گا! کیونکہ اس سرحد سے گزرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں ملتی لیکن

شاندہدہ عرصہ سے اُدھر جانے کے خواب دیکھتا ہے لہذا میری اس تجویز پر فوراً ہی تیار ہو گیا!"

"آخر دھر اُدھر کیوں جانا چاہتا ہے؟"

"میرا اندازہ ہے کہ وہ جواہرات کی تلاش میں جانا چاہتا ہے..... کراغل اور سراخان کی سرحد پر جہاں دریائے شر جیل جنوب کی طرف مرتا ہے! ہیرے پائے جاتے ہیں! ذینی پرانا شکاری ہے اور ہیروں کی تلاش کا شائق بھی، وہ اکثر اس مقصد کے تحت سفر کرتا رہا ہے!"

"اوہ--! جو لیانے حرمت ظاہر کی۔"

"میا تمہیں بھی ہیروں سے دلچسپی ہے....!"

"کے نہ ہو گی....! جو لیا بڑا ہی!

"عاشقوں کے آنسو جمع کرو!.... وہ ہیروں سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں! مگر آنسو جمع کرنے سے پہلے اچھی طرح اطمینان کر لو کہ کہیں عاشق نزلے میں تو بتلا نہیں ہے....!"

"یہ سفر کب شروع ہو گا؟" جو لیا نے پوچھا!

"بہت جلد!.... لیکن ابھی بہت کام پڑا ہے!.... سرکس کے لئے جانور ہمیں مل جائیں

گولوں ہی پر کھڑا تھا..... یا ایڑیاں زمین سے گلی ہوئی تھیں اور نہ پچے!

"اب تم لوگ بہت غور سے دیکھتے رہنا!" بوڑھے یوریشن نے جوان آدمیوں سے کہا۔ "ذ

ایڑیاں زمین سے لگیں گی اور نہ پچے، لیکن لاڑہ عمران اس طرح کمرے میں دوڑیں گے جیسے

اسکینگ کر رہے ہوں.... کیا مجال ہے کہ ایک بھی گولاپیر کے پنجے سے نکل تو جائے!"

حقیقتاً دسرے ہی لمحے میں یہ کھیل شروع ہو گیا! عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا

تھا!.... لیکن اس کے پنجے یا ایڑیاں زمین سے نہیں لگ رہی تھیں.... وہ سب حیرت سے منہ

کھولے اس کے پیروں کی طرف دیکھتے رہے!.... ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی گولاپاؤں

کے پنجے سے نکلا ہو!.... یہ دوڑپانچ منٹ تک جاری رہی پھر عمران گولوں پر سے اتر آیا!....

چند لمحے سکوت طاری رہا پھر ایک نوجوان بولا! "واقعی جناب! آج یعنی آگیا!"

بوڑھا یوریشن ہنسنے لگا! عمران جیو گم کا پیکٹ چھاڑ رہا تھا!

"اچھا تو--!" وہ جیو گم منہ میں ڈالتا ہوا بولا! "ہم چل دیئے!"

"پچھے پی لیجھے مژہ عمران....!"

"نہیں شکریہ تم جانتے ہو کہ میں مختلطے پانی کے علاوہ اور پچھے نہیں بیٹتا!"

وہ سب انہیں دروازے تک چھوڑنے آئے! پچھے دیر بعد جب کار سرڑک پر نکل آئی تھی،

جو لیانے کہا!

"آئے دن تمہاری نئی نئی حرکتیں سامنے آتی ہیں!...."

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے!.... اس گدھے نے خود ہی تو اس کا تذکرہ چھیڑا تھا! اگر

تمہیں بُرالگا ہو تو آئندہ کے لئے کافی پڑھتا ہوں! اب نہیں چلوں گا گولوں پر!"

"وہ کون تھا؟"

"ذینی! لسن! میرا ایک پرانا دوست ٹکاری ہے! اس کے پاس سدھائے ہوئے کنی درندے

ہیں!"

"میں بھی سمجھی تھی! ٹھیک ہے! تو کیا وہ سفر پر آمد ہے؟"

"کیسے نہ ہوتا--! وہ اندر میرے کا گیدڑ تمہارا ایکس ٹو جانتا ہے کہ عمران کیا کر سکے گا!"

"میا تم اس کے علم میں اسے اندر میرے کا گیدڑ کہہ سکتے ہو!"

"ہاں آج کل کہہ سکتا ہوں! وہ عمران سے ابھی کی کوشش نہیں کرے گا! کیونکہ یہ ہم

(عمران کے بغیر نہیں سر ہو سکتی!)" جو لیا ہونوں ہی ہونوں میں پچھے بڑا کر رہ گئی!

"اور سنو! عمران بولا!" تم سب کو میرے اشاروں پر ناچتا ہو گا!"

”اے لئے تو خاموش ہوں کہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ میں آپ سے لے جاتی۔۔۔؟“

”میا۔۔۔؟“ دوسری طرف سے غراہٹ سی سنائی دی!۔۔۔ اور جولیا سہم گئی!

”اوہ۔۔۔ وہ!“ جولیا ہکلائی ”معاف فف۔۔۔ فرمائے گا جناب! میں کسی اور خیال میں تھی!“

”نہیں! مجھ سے گفتگو کرتے وقت ہوش میں رہا کرو!“

”میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں! جناب!“ جولیا رہا نہیں ہو گئی!

”اور کچھ!“

”نن۔۔۔ نہیں! جناب!“

”اچھا!“ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا! اور جولیا ریسیوزر کھ کر بری طرح ہائیٹنگ کی!

نہ جان کیوں اس کا دل بھرا آرہا تھا! اے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی کوئی برسوں پر انی

آرزو ریت کی دیوار کی طرح ذہیر ہو گئی ہو!۔۔۔ اس میں تو شے کی گنجائش ہی نہیں تھی کہ وہ

ایکس ٹوپ جان دیتی تھی اور شب دروز اسی فکر میں رہتی تھی کہ کس طرح اسے دیکھ پائے۔ ظاہر

ہے ایسی صورت میں وہ کبھی کبھی نادانشہ طور پر اس سے بے تکلف ہو سکتی تھی، لہذا اس وقت

بھی ایسے ہی کسی جذبے کے تحت اس کی زبان سے یہ بات لکھ گئی تھی۔۔۔ لیکن ایکس ٹوکی

جھڑکی اسے رومان کی وادیوں سے نکال کر اسی دنیائے بے رنگ دبو میں واپس لائی۔۔۔ اور اسے

شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ ایکس ٹوکی محبوبہ نہیں بلکہ ماتحت ہے!

کافی دیر تک اس کی آنکھوں سے آنسو ہٹکتے رہے اور اسے احساس تک نہ ہوا۔ اگر فون کی

گھنٹی دوبارہ نہ بھجنی تو شاید اسی عالم میں کئی گھنٹے گذر جاتے!

”بیلو۔۔۔!“ اس نے بھرا آئی آواز میں کال ریسیو کی!

”کون بول رہا ہے!“ دوسری طرف سے آواز آئی!

”جولیا فائز و اڑا!“

”میں عمران ہوں۔۔۔! کیا تم کیفے گرینڈ تک آسکتی ہو!“

”نہیں۔۔۔!“ جولیا جھلانگی اندھے جانے کیوں اسے غصہ آگیا! شائد وہ غیر شعوری طور پر اپنی

توہین کا بدلہ کسی دوسرے سے لینا چاہتی تھی!

”ارے وہ۔۔۔! تم نہ آؤ گی تو کام کیسے چلے گا۔۔۔! میں نے تمنیوں یہیں لا کیاں چھانی ہیں!“

”میں نہیں آسکتی۔۔۔!“

”کیا تم نئے میں ہو! جولی ڈار لگ!“

اگے! لیکن دوچار ایسے آدمیوں کی بھی علاش ہے، جو پہنچے کبھی کسی سر کس میں کام کر چکے ہوں!“

”تمہارے بیتیرے دوست ایسے ہوں گے!“ جولیا نے جلد کئے لجھ میں کہا!

”یقیناً ہیں! ایک سے تو تم ابھی مل کر آرہی ہو!“

5

ایک ہفتے تک تیاریاں ہوتی رہیں! لیکن جولیا کو تفصیل کا علم نہ ہو سکا۔ ان تیاریوں کا تنگ کرہ وہ

عموماً عمران ہی کی زبانی سا کرتی تھی!۔۔۔ لیکن ایکس ٹو سے جب بھی گفتگو ہوتی دہ بیکی کہتا کہ

عمران کام ضرور کر رہا ہے، لیکن زیادہ تر وقت باقتوں میں برباد کر دیتا ہے!

ایک دن جولیا ایکس ٹو سے فون پر پوچھ ہی بیٹھی: ”اگر عمران ناکارہ ہے تو پھر آپ نے اسے

اتنی بڑی ذمہ داری کیوں سونپ دی ہے؟“

”اوہ۔۔۔ وہ اتنا جانتا ہے کہ اسے کہاں اور کب سمجھدا ہو جانا چاہیے!“

”خیر اسے جانے دیجئے! اس سے زیادہ اہم بات میں نے ابھی تک آپ سے نہیں پوچھی!“

”ضرور پوچھو!“

”آپ کہاں ہوں گے!۔۔۔“

”میں۔۔۔ میں بیٹھ رہوں گا۔۔۔! میں ہیڈ کوارٹر کی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا!“

”تب تو شاید میں سرحد پار کرتے ہی ختم ہو جاؤں!“ جولیا نے مخفی سائنس لے کر کہا!

”کیوں۔۔۔ کیوں!“ دوسری طرف سے ایکس ٹوکی ہنسی کی آواز آئی۔

”جب بھی میں کسی مشکل میں پھنس جاتی ہوں! مجھے یقین ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے زیادہ

دورتہ ہوں گے!“

”اوہ جولیا۔۔۔ یہ بہت بری بات ہے! تم میں اب تک خود اعتمادی نہیں پیدا ہو سکی!“

”میں کیا کروں مجبور ہوں۔۔۔!“

”کیا تم اس سفر سے جان چڑھانی ہو!“

”نہیں جتاب! کبھی نہیں ہرگز نہیں۔۔۔ میں نے آج تک آپ کے کسی حکم کی قیمت سے

انکار نہیں کیا!“

”ٹھیک ہے۔۔۔ اسی لئے میں تمہاری قدر کرتا ہوں!“

”لیکن اس میں میری وہ حیثیت نہیں ہو گی جواب تک رہی ہے! اس کا مجھے افسوس ہے!“

”میں سمجھتا ہوں! تمہیں ضرور افسوس ہو گا۔ لیکن کیا تم اس قائلے کی رہبری کر سکو گی!“

”میں آرہی ہوں....!“

۶

نہ جانے کتنے پاپڑ میلنے کے بعد بالآخر ان کا سفر شروع ہو گیا!.... سرحد تک پہنچنے سے قبل ان میں نہیں دھیٹ نہیں قائم ہو سکتا تھا! کیونکہ کثیر سامان ساتھ ہونے کی بنا پر انہیں چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو جانا پڑتا تھا!.... بہر حال مختلف ذرائع سے سارا سامان سرحد تک پہنچایا گیا!....

عمران نے ایسے جانور ساتھ نہیں لئے تھے جنہیں کہروں میں لے جانا پڑتا! وہ جانتا تھا کہ اکثر ایسے دشوار گذار راستوں سے سابقہ پڑے گا کہ خود اپنا جسم صحیح سلامت آگے نکال لے جانا مشکل ہو جائے گا!

قالے میں چار لڑکیاں تھیں!.... ایک جو لیا اور تین یوریشین لاکیاں جنہیں عمران نے اس سفر پر آمادہ کیا تھا! وہ اس سے پہلے بھی کسی سرکس میں کام کر پچلی تھیں!.... ڈینی و سن نے تین چار رپچھ آٹھ کتے اور چار گھوڑے مہیا کئے تھے! یہ سب تربیت یافتہ تھے! عمران سفر شروع کرنے سے پہلے ہی ان کی کار کردگی کی طرف سے مطمئن ہو چکا تھا! ڈینی کے ساتھ گیارہ ٹکاری بھی تھے!.... اور ان کے متعلق ڈینی نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ بہترین قسم کے نشانہ باز ہیں۔ کوئی برا وقت آنے پر بچھے نہیں ہٹسیں گے!....

ڈھائی درجن چھروں پر مختلف قسم کا سامان بار تھا!.... وہ لوگ سرحد سے گذر گئے!.... یہاں تک تو وہ بڑے اطمینان سے ٹریزوں! جیبوں، لاریوں اور کارروں کے ذریعے پہنچ تھے!.... لیکن سرحد پار کر لینے کے بعد جب اصل سفر شروع ہوا تو کئی آدمیوں کی ہستیں جواب دے گئیں! کیونکہ اب حد نظر تک خٹک اور ویران پہاڑیاں ہی نظر آرہی تھیں!

ایکس ٹو کے پرانے ماتحت تور خاور اور جوہاں بہت شدت سے بیزار نظر آرہے تھے!.... کیونکہ ان کی کمائی ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دے دی گئی تھی جس کی وہ ذرہ برابر بھی پروا نہیں کرتے تھے! جو لیا کا معاملہ کچھ یونہی ساتھا! بھی اسے عمران پر پیار آتا اور بھی دل چاہتا کہ کسی بڑے سے پھر سے اس وقت تک اس کا سر کچلتی رہے جب تک کہ اس کے خدوخال مسخر ہو جائیں!

صغر سعید لیفیٹ صدیقی اور سار جنت نعمانی عمران کو بیجد پسند کرتے تھے! اس کے محیر الحقول کارناتے ان کے لئے نی چیز تھے! الہذا وہ اس کی قدر کرنے لگے تھے! تور خاور اور جوہاں

”بکواس بند کرو! مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کیا کرو!“

”جب کوشش کے بغیر ہی بے تکلف ہو جاتا ہوں تو پھر کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن آجاؤ جلدی سے نجٹے نہ کرو!... میں تم سے کم جیسیں نہیں ہوں!... یہ اور بات ہے کہ لپ اسٹک اور روڑو غیرہ استعمال کرنے کی ہمت نہیں پڑتی!“

”میں نہیں آؤں گی!“ جو لیا ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی یوں! ”کتنی بار کہوں“

”اچھا تو پھر۔ اس نقصان اور وقت کی بربادی کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔!“

”میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے! میں نہیں آسکوں گی!“

”اوہ!... ان تینوں لڑکیوں کو صرف مطمئن کرنا ہے...!“

”میں کیسے مطمئن کر سکوں گی۔!“

”تمہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ تم بھی میرے سرکس میں ملازم ہو! وہ دراصل مجھے کوئی فلرٹ بھجو رہی ہیں!...“

”مگر.... تم عقل رکھتے ہو یا نہیں!“

”نہیں یہی تو مصیبت ہے کہ نہیں رکھتا! کیوں؟ کیا مجھ سے کوئی حماقت سرزد ہوئی ہے!“ ”مولیٰ ہی بات ہے! اگر انہیں شبہ ہو گیا کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہے تو وہ کسی موقع پر بھاڑا بھی پھوڑ سکتی ہیں۔“

”انہیں کس بات کا شبہ ہو گا!.... معلوم ہوتا ہے تم بھنگ پینے لگی ہو!... ہم ایک سرکس ترتیب دے رہے ہیں ہمارا مقصد اپنی روزی حاصل کرنا ہے...! اس میں شبہ کیا منع رکھتا ہے....؟ کیا تم یہ بھتی ہو کہ وہ اصل مقصد سے آگاہ ہو سکیں گی!“

”لیکن ڈینی کو تو اس کا علم ہے!...“

”اب تم شاید چرس پینے لگی ہو!... ہم آٹھ آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ اس سفر کا اصل مقصد کیا ہے!“

”پھر اس نے کیا کہا تھا کہ آپ کا کام ہو جانے پر میں اپنا کام کروں گا!“

”کام سے مراد وہ کام نہیں تھا، جو حقیقتاً پیش ہے...! میں نے اس سے کہا تھا کہ میں ایک لڑکی کی ملاش میں شکرال جانا چاہتا ہوں جسے شکرالی اغوا کر لے گئے ہیں!“

”اور اسے تمہاری اس بکواس پر یعنی آگیا ہو گا!“

”تھے آیا ہو! لیکن وہ ہر حال میں میرے ساتھ جائے گا!.... اور تم خواہ تجوہ وقت برباد کر رہی ہو! اگر تمہیں آتا ہو تو آؤ۔ ورنہ صاف جواب دے دو!“

کہا اور جو لیا کی ڈولی کے برادر چلتے تھا:
عمران اپنے نجمر کو آگے نکال لے گیا... راستہ پھر یلا ضرور تھا! لیکن اتنا ہمارا نہیں تھا کہ
برادر سے تم چار نچر نہ مل سکتے!... عمران کا نجمر ڈینی و سن کے نجمر کے قریب پہنچ کر اس کے
ساتھ چلے گا!

"لیں ماسٹر عمران!... ڈینی مسکریا!

"ٹھیک ہے... شکریہ! میں اس وقت بہت اداس ہوں!

"کیوں ماسٹر عمران!...!

"اوہ... مجھے ثریا یاد آ رہی ہے... اور رہپ لا حول والا... میں نے تمہیں نام کیوں بتا دیا!

"یہ ثریا کون ہے!—!

عمران بڑے دردناک لبھ میں بولا! "وہی لڑکی... جس کے لئے لاکھوں روپے صرف
کر کے ہم سفر کر رہے ہیں!"

"ہاں ماسٹر آپ نے اس کے متعلق مجھے تفصیل سے نہیں بتایا!

"یہ اپنے ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کا راز ہے اس لئے میں مجرور ہوں ڈینی! اور یہ تم یہ
سمجھ لو کہ ہم ایک ایسی لڑکی کی تلاش میں جا رہے ہیں جسے شکرالیوں نے انگو کیا ہے!

"وہ بہت دولت مند آدمی ہو گا ماسٹر عمران جس کی یہ لڑکی ہے!

"یقیناً ڈینی!... ورنہ اتنے اخراجات برداشت کر لینا ہر ایک کے بس کاروگ تو نہیں!

"خیر ماسٹر عمران میں تو آپ پر بھروسہ کرتا ہوں!—!

"اوہ میں نے تمہیں تاریکی میں بھی نہیں رکھا!... میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ ہم جنت
میں جا رہے ہیں! تم پہلے ہی سے جانتے ہو کہ شکرال کتنی خطرناک جگہ ہے اور یہ بھی تمہیں
معلوم ہے کہ ہم وہاں کس تدبیر سے داخل ہوں گے!

"اوہ!— ماسٹر عمران! یہ مطلب نہیں ہے!... اپنے اس فلک کا ذمہ دار میں خود ہوں گا!

آپ مطمئن رہیئے۔ خود میرا اپنا کام بھی بہت اہم ہے!

"ہیرے!... "عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بڑا یا! "دریائے شر جبل کی وادی کے

ہیرے تمہیں دہاں لے جا رہے ہیں!

"اوہ!— میرے خدا!—؟ ڈینی و سن کا منہ حیرت سے پھیل گیا!

"میں اسی وقت کبھی گیا تھا جب تم نے اپنے کام کا حوالہ دیا تھا! "عمران مسکرا کر بولا! "کیا اس

اسے بہت دونوں سے جانتے تھے! اس مرعب بھی تھے! لیکن اس کے باوجود بھی وہ خود کو
اس سے برتر کھینچنے پر مصروف ہے تھے! وجہ جو کچھ بھی رہی ہو! اور یہی لوگ جب فون یا ٹرانسیور
پر ایک ٹوکی بھرائی ہوئی آواز سنتے تھے تو ان کی سانسیں امتحنے لگتی تھیں! یہ بھی حالات کا دل پہ
مذاق تھا!

آنکھوں کے پاس سفری ٹرانسیور تھے! لیکن انکا حلقة عمل پچاس میل کے رقبے سے زیادہ
نہیں تھا!... وسیع جیط عمل کا صرف ایک ٹرانسیور عمران کے پاس تھا جس کے متعلق
دوسروں کا خیال تھا کہ اس پر عمران ہیڈ کوارٹر سے ہدایات حاصل کر تا رہتا ہے!... عمران نے
یہاں بڑی ٹکنندی سے کام لیا تھا!... اگر وہ اس قسم کا کوئی ٹرانسیور اپنے قبضے میں نہ رکھتا تو شاید
اس کا بھانٹا پھوٹنے میں دیر نہ لگتی!... وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اس پر ایک ٹو سے ہدایات
حاصل کر تا رہتا۔ ہیڈ فون اس کے سر پر چڑھا ہوا تھا!... اس لئے دوسروں کو یہ سمجھانے میں
دیر نہ لگتی تھی کہ وہ ایک ایک پل کی جریں ایک ٹو کو دے رہا ہے۔ یقیناً یہ ایک دشوار کام تھا! اس
کے لئے عمران کو کسی فلمی اداکار کی طرح اپناروں ادا کرنا پڑ رہا تھا! مگر یہ عمران ہی کا حصہ تھا! اس
کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس سے اتنی ہی دیر میں بیٹھا جاتیں سر زد ہو گئی ہوتیں!

وہ سب نجروں پر سوار تھے!... لیکن عمران جانتا تھا کہ چالیس میل پلے کے بعد انہیں
نجروں سے اتنا پڑے گا۔ لڑکوں کے لئے اس نے پہلے ہی سے انظام کر لیا تھا! چار بڑی بڑی
ڈولیاں بنوائی تھیں، جنہیں قلی اپنے کانڈھوں پر اٹھائے جل رہے تھے!

جو لیا کو وہ ڈولیاں گراں گذر رہی تھی! اس نے کئی بار عمران سے کہا کہ وہ ڈولی پر سفر جازی
رکھنے سے بہتر یہ سمجھے گی کہ پیدل چلے!

"اڑے نہیں یہ ناڑک ناڑک پاؤں اس قابل نہیں ہیں،! جو! "عمران کہتا" پیدا چلنے سے
بہتر تو یہ ہو گا کہ میں تمہیں اپنے کانڈھے پر بٹھا کر لے چلوں۔ میرا خچر کافی مضبوط ہے آ جاؤ!"
ایک بار تنویر نے اسے یہ کہتے ہیں لیا اور اسے تاؤ آگیا!

"دیکھو عمران! "اس نے غصیلے لبھ میں کہا! "اس وقت تم ہی لیڈر ہو! ہم کسی نہ کسی طرح
برداشت کر رہے ہیں! لیکن اگر تم نے جو لیا کو پریشان کرنے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہ
ہو گا۔"

"تو تم ہی اسے بٹھا لو اپنے کانڈھے پر! "عمران نے عورتوں کی طرح ہاتھ چاکر کہا! "وہ ڈولی
میں بیٹھنا پنڈ نہیں کرتی۔"

"تم چپ چاپ چلتے رہو! غیر ضروری باتیں نہیں برداشت کی جائیں گی!—" تنویر نے

سے پہلے بھی تمہرے دوں ہی کے چکر میں میکیکو کا سفر نہیں رچکے ہوا!

”ماستر عمران—mantaa ہوں!... آپ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں بالکل درست ہے!... میں بھی کا اس مہم پر بھی روانہ ہو چکا ہو تا لیکن سرحد سے گذر جانے کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو سکی تھی! اور اب تو مجھے یقین ہے کہ کامیابی میرے قدم چڑھے گی!... خدا نے خود ہی ایک آدمی ایسا بیٹھ دیا جو مجھے بے خوف و خطر سرحد پار کرنا پکا ہے!...“

”تم مجھ سے اچھی طرح واقف ہو!... کیوں ذیتی!“

”اچھی طرح ماستر عمران—!... آپ نے یہ سوال کیا!“

”کچھ نہیں یو نہی! میں نے سوچا ممکن ہے تم کبھی بھول جاؤ کہ میں کیسا آدمی ہوں!“

”ماستر عمران کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو کسی موقع پر دھوکا دوں گا!“

”تم بھی آدمی ہو فرشتے نہیں!“

”آپ یقین بیجھے! جو کچھ بھی ملے گا اس میں سے آدھا آپ کا اور آپ کی پارٹی کا!“

”میں ہیروں کی بات نہیں کر رہا ذینی! ہیرے تو سینکڑوں روزانہ میری جو تیون کے نیچے سے نکل جاتے ہیں! میں اپنے کام کے متعلق کہہ رہا ہوں! ہو سکتا ہے دریائے شریمل کے قریب پکنچے پر تم اپنے وعدوں سے پھر جاؤ!“

”اسی وقت گردن اڑا دیجھے گا!“ ذینی نے بڑے خلوص سے کہا!

”خیک اسی وقت عمران نے ہیڈ فون میں جولیا کی آواز سنی! جو کہہ رہی تھی!“ عمران خدا کے لئے... اس تنویر سے میرا بیچھا چھڑا!... خواہ مخواہ مجھے بور کر رہا ہے!

”عمران نے اپنے خچر کی لگام کھینچی۔ وہ رک گیا۔“

”میباہت ہے اماستر!“ ذینی نے مز کر پوچھا!

”کچھ نہیں چلتے رہو!“ عمران نے اپنے خچر کو ہٹاتے ہوئے کہا!

”خچر اور مز دور گزرتے رہے... جب جولیا کی ذوقی قریب پہنچی تو عمران نے خچر آگے بڑھا دیا اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا! تنویر دوسرا طرف تھا!

”تم پھر آگئے!—!“ تنویر غریبا!

”میا کروں! میں نے سوچا کہیں تم جولیا سے اظہار عشق نہ کر رہے ہو!“

”کیا بکواس ہے!“

”ہاں بکواس ہی کہتے ہیں اظہار عشق کو!... تنویر ڈار لنگ تم کسی دن مجھ سے اظہار عشق کر کے دیکھو!... اسکی عمدہ عمدہ غزلیں سناؤں کہ تمہارا لیکج معدے میں انک جائے گا!“

”میں تم کو ہزار بار منع کر چکا ہوں لے مجھ سے بکواس نہ کیا کرو!“

”میں نے جس دن تم سے اظہار عشق کیا! از ہرہ اور مرتع کی شادی ہو جائیں گی!“

”دفعہ اس کے ہیڈ فون میں صدر کی آواز آئی۔“ عمران صاحب یہ تیوں انگلیاں مجھے پریشان کر رہی ہیں!“

”تم انگلیاں بچھا بچھا کر انہیں کو سنے دو! خیک ہو جائیں گی!“

”آپ سنئے تو سکی وہ کہتی ہیں کہ تم مددوں کو ڈالیوں پر بھاکر ہمیں تم خچر دو!“

”تم خچر میں ان کے جیز میں دوں گا مگر ابھی اس میں دیر ہے!... ان سے کہو کہ شادی سے پہلے انہیں ڈالیوں پر ہی میختا چاہیئے! شوہر اور خچر ہم قافیہ ہیں اور دیسے بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا!“

”سخیدگی اختیار کجھے عمران صاحب! وہ آپ سے باہر ہو رہی ہیں!“

”اچھا میں آرہا ہوں!“ عمران نے کہا اور اپنے خچر کو دوچار چیاں رسید کیں وہ دوڑنے لگا!

”چجھے اس نے تیوں یوریشن لڑکوں کا موڑ بہت خراب پیا!... ان میں سے ایک ذرا پچھے تیز واقع ہوئی تھی اور عمران کو بالکل ڈیوبٹ ہی سمجھتی تھی! نام لزی تھا! صورت شکل کی بھی بری نہیں تھی!“

”ہم ان سواریوں پر نہیں بیٹھ سکتے!“ اس نے عمران کو دیکھتے ہی جھلا کر کہا!

”پھر میں تمہارے لئے کار کہاں سے مہیا کروں! اگر کر بھی دوں تو کیا وہ ہوا میں اڑے گی!... راستہ تو تم دیکھی ہی رہی ہو جیسا ہے!“ عمران نے فدویانہ انداز میں کہا!

”ہم خچر دوں پر چلیں گے!“

”میں اس کا مشورہ ہرگز نہیں دوں گا! کیونکہ یہ خچر نہ انگریزی بول سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں!“

”تم کہو گی اسٹاپ اور سمجھیں گے سر پت نتیج جو کچھ بھی ہو گا ظاہر ہے! اور ہادر کی کھڈیں اتنی گھری ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود بھی تمہاری ہڈیوں کا شدار نہیں کر سکیں گے!“

”ہم آگے نہیں جائیں گے!—!“ لزی نے کہا!

”تم سے جانے کو کون کہتا ہے تم بس چپ چاپ ڈالیوں میں بیٹھی رہو، چلنے والے چلتے رہیں گے!“

”لزی نہ جانے کیا بکنے لگی آخر عمران نے کہا“ اگر تم نہیں جانا چاہتیں تو ہم تمہیں بیٹھیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم لوگ شریف آدمی نہیں ہیں۔ سر کیہ کا

تو محنتی بہا تھے، ورنہ ہم لوگ تو پاس پڑوں کے ملکوں میں لوٹ مار لئے جا رہے تھے!“
تینوں لاکیاں زرد پڑ گئیں! ان کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا اور وہ ہم کر خاموش ہو
گئی!

”تین چلو...!“ عمران نے چھپا کر مزدوروں سے کہا، جو ڈولیاں اٹھائے ہوئے تھے! یہ
مزدور دراصل تربیت یافتہ فوجی اور بہترین قسم کے نشانہ باز تھے!.... عمران نے ان کا تعاون
حاصل کرنے کے سلسلے میں بہت احتیاط برقراری تھی، لہذا اس کے ماتحت بھی ان کی اصلیت سے
لا علم تھے!
تینوں ڈولیاں آگے بڑھ گئیں اور صدر ہفتہ ہوا بولا!“ خواہ مخواہ ڈرایا آپ نے بیچاریوں
کو۔!

”ہمیں تو کیا میں نے غلطی کی!“ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا!

”اور یہ مطلب نہیں ہے.... میں کہہ رہا تھا!“

”تو جلدی کہو تا!.... میرا دل گھبر ا رہا ہے!“

”آپ کو یہ نہ کہنا چاہیے تھے!“

”پھر کیا کہتا! بتاؤ تاکہ اب کہہ دوں!“

”اب کیا فائدہ۔!“

”پھر ختم کرو یہ تذکرہ۔!“

یہ قافلہ دن بھر چلتا رہا! اور شام ہوتے ہی وہ ایک مناسب سی جگہ منتخب کر کے وہیں اتر
پڑے! پھر وہیں سے چھولہ اریاں اتار کر نسب کی گئیں! اور جگہ جگہ آگ روشن نظر آنے لگی!
رات کے کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے اپنے ماں تھوں کو اٹھایا!.... چاروں پر انے ماتحت
بری طرح بیزار نظر آرہے تھے! ہر ایک کے انداز سے یہی معلوم ہوتا جیسے موقع ملے ہی عمران
کو چھاڑ کھائے گا!

”دوستوا!“ عمران نے انہیں مخاطب کیا! میں نے محسوس کیا ہے کہ تم ان تینوں لاکیوں کو دن
بھر گھورتے رہتے ہو!

”اگر تم نے کوئی بے تکالیف ہمارے سر رکھا تو اچھا نہ ہو گا!“ کیپٹن خاور غریا!

”میں صرف یہ کہنا جاتا ہوں!“ عمران نے اس کی طرف توچ دیئے بغیر کہا!“ اگر کسی کی
ذات سے بھی ان لاکیوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا!“

تو یورینے ایک ہدایاں سا قہقہہ لگایا اور دیر تک بستارہ پھر بولا!“ لاکیوں کے بھائی جان میں

تمہاری اجازت حاصل کیے بغیر کسی قسم کا اقدام نہیں کروں گا!“
عمران اسے بھی نظر انداز کر کے بولا!“ ہم انہیں اپنے ساتھ لائے ہیں اس لئے ان کی
حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں!“

”ارے یہ بھی کوئی بات ہے!“ لیفٹینٹ چوہاں ہاتھ ہلاکر بولا!“ مجھے ان کا انچارج بنا دینا پھر
کیا مجال کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہاتھ بھی لگائے!“
”دوسری بات!“ عمران نے اپنی آواز اونچی کر کے کہا!“ آپ صاحب جان میں اگر کوئی صاحب
اپنے ساتھ شراب کی بوتلیں بھی لائے ہوں تو براہ کرم انہیں ضائع کر دیں! یہ ایکس ٹو کا حکم
ہے!“
تو یورینے کیپٹن خاور کو آنکھ مار کر مسکرا دیا! اور لیفٹینٹ چوہاں اپنے ہونٹ چاٹنے لگا! پھر اس نے
کہا:

”یہ ظلم ہے بھائی عمران!—! یہاں اس دیرانے میں تو ہمیں چین لینے دو! آخر اس موقع پر
ایکس ٹو کا خوال دینے کی کیا ضرورت تھی! دن بھر کی چھکن پھر کیسے دور ہو گی!“
”کیا دنیا کے سارے آدمی شراب ہی پی کر چھکن دور کرتے ہیں!“
”ہم دنیا کے سارے آدمی نہیں ہیں۔ اس لئے بکواس بند کرو!“ کیپٹن خاور غریا!
”جو کچھ میں نے کہہ دیا سے پھر کی لکیر سمجھو!....“ عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا!
اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس کی چھولداری سے نکلنے لگے! عمران نے صدر کو اشارے سے
روکا!.... جب وہ چلے گئے تو عمران نے اس سے کہا!“ ان پر نظر رکھنا!

”کس سلسلے میں!“

”شراب اور لاکیاں!“ عمران ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا!

”کیا لاکیوں میں جو لیا بھی شامل ہے!“

”نہیں وہ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے!“

”یہ نہ کہیے اور تو یورے سے بہت زیادہ خالق نظر آرہی ہے!“

”میں نہیں سمجھا!“

”شویری اسے دن بھر پر بیشان کر تارہا!“

”اوہ— یہ بہت پرانی بات ہے! جو لیا کی تم فکر نہ کرو! ان لاکیوں کی حفاظت ضروری ہے!
ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی!“ صدر بڑا ہیا!“ جب آپ ان کو کنٹرول نہیں کر سکتے
تو ایکس ٹو نے کہا اس آپ کے ہاتھوں میں کیوں دی ہے!“

ایک گوئے میں رکھا ہوا تھا! تنویر نے صندوق سے جملہ کی بولنے کا لیکن اسے گلاس میں انٹرپلیٹ و قت اس کی پیشانی پر غلیظ ابھر آئیں! پھر اس نے گلاس کو اٹھا کر سو گھما... اور ایک گھونٹ لینے کے بعد گلاس کو زمین پر بٹھا ہوا دہڑا۔
”یہ کیا۔۔۔ یہ تو پانی ہے۔ سادہ پانی!“

”کیا!....“ چوہاں اور خاور بیک وقت اچھل پڑے!

”پانی!....“ تنویر پھر اسی انداز میں دہڑا۔۔۔ اور صندوق خالی کرنا شروع کر دیا! اس میں تقریباً تین درجن بو تلیں، تھیں اور ہر ایک کی کاک نکالتا! اسے چھٹتا اور اس کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ پڑتا! پھر کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک بڑا سامانکارا نظر آیا!.... نہیں وہ عصیلی آواز میں پڑھ رہا تھا!

”ایکس نو کے سعادت مند ماخوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی جن کی بو تلیں محفوظ ہیں! اور واپسی پر انہیں واپس مل جائیں گی! ان بو تلوں میں نہایت شفاف اور میٹھا ہانی ہے! ہو سکتا ہے اس سفر میں کہیں پر پانی نہ دستیاب ہو سکے۔ لہذا اس وقت تم اپنے آفسر کو دعا میں دو گے!
میں ہوں تمہارا بھی خواہ
”ایکس نو“

”لود کیماؤ!.... اس خبیث کو! اس نے یہاں بھی پچھانے چھوڑا!....“ تنویر کاغذ چھینک کر اپنے بال نو پنے لگا! خاور اور چوہاں حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے!

A

صدر ریگتا ہوا چھولداری کے بچھے سے نکلا کچھ دوز اسی طرح چلتا رہا۔۔۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر بڑی تیزی سے عمران کی چھولداری کی طرف بڑھنے لگا۔
عمران زمین پر ہرن کی کھال ڈالے اس پر اسی طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی سادھو نے آسن جا رکھا ہوا!

”کیا خبر ہے!....“ اس نے صدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔
صدر رہا پر رہا تھا! اس نے اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا! ”ان کے پاس بو تلیں تھیں.... لیکن تنویر بری طرح اپناسرپیٹ رہا ہے....!“
”کیوں!—!“

”اکس نو میر اس تو چلا بھتھجا ہے! تم اس چکر میں نہ پڑو!.... اب جاؤ!....!
صدر چلا گیا!— عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر زمین پر پھیلا دیا اور یہ پ کی روشنی میں اسکا جائزہ لینے لگا!

7

تو نویر خاور اور چوہاں اپنی چھولداری میں داخل ہوئے!.... خاور کا مراجع بری طرح بگرا ہوا تھا! چوہاں خاموش تھا!.... اور تنویر بڑا رہا تھا۔

”میں تج کہتا ہوں! اگر اس نے ذرا بھی معاملات میں دخل دیا تو میں اس کا سر توڑوں گا!“
”ختم کرو یار!“ چوہاں ہاتھ اٹھا کر بولا! ”تم جو لیا کو بھی دن بھر چھیڑتے رہے ہو!.... حالانکہ تم نے پہلے بھی اس انداز میں اس سے گفتگو نہیں کی!“

”سناوڈیر!“ تنویر سنجیدگی سے بولا! ”کیا تمہیں توقع ہے کہ اس سفر سے صحیح سلامت واہی ہو گی! میں تو نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو سکے! لہذا ایسے ذریک ایسے ذریک ایسے ذریک!.... جو لیا کو میں بہت دنوں سے چاہتا ہوں!.... لہذا مرنے سے پہلے!“
”تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔!“

”چلو یہی سمجھ لو، نکالو بوتل.... لعنت ہے اس زندگی پر بری طرح تھک کر چوڑھو رہے ہیں!“
”نہیں شراب نہیں....“ خاور نے کہا!

”یار میں تو کہتا ہوں کہ جعفری اور ناشاد وغیرہ بہت اچھے رہے!“
”تو تمہیں بھی اس عطا دے دینا چاہیے تھا!“ خاور نے کہا!

”ارے مری جان! تم اتنی جلدی بدل گئے! بھی عمران کو تو کھانے دوڑے تھے!“
”شراب پر ایکس نو نے پانبدی عائد کی ہے!.... عمران کی بات الگ ہے.... اس پر مجھے یوں بھی تاؤ آیا کرتا ہے!—!“
”لاؤ!— میں پیوں گا!—!“

”لیکن اگر عمران نے تمہاری بے عزتی کی تو ہم ساتھ نہیں دیں گے!“ چوہاں بولا!
”اوہ!— تو کیا میں اس سختگی سے کمزور ہوں!.... تم ہرگز ساتھ نہ دینا!.... میں شراب پی کر جو لیا کی چھولداری میں جاؤں گا!“

”تم ہماری طرف سے جنم میں جاؤ!—!“ چوہاں نے لکڑی کے بکس کی طرف اشارہ کیا جو

”میں کہہ نہیں سکتا! ویسے میرا خیال ہے کہ اگر ان کے پاس ٹرانسپیر ہوتے تو وہ اس طرح سفر کرنے کی ضرورت ہی کیوں محسوس کرتے۔ وہیں سے بیٹھے بیٹھے اپنی اطلاعات شکرال تک پہنچا رہے!“

”ممکن ہے! وسیع حلقة عمل کا ٹرانسپیر نہ ہوان کے پاس! خیر اس سے بحث نہیں ہے! تم ان تینوں پر نظر رکھو!“

”کیوں نہ انہیں ٹھکانے ہی لگادیا جائے؟“
”نہیں!.... ہو سکتا ہے وہ ہمارے کسی کام آسکیں!“

”بہت بہتر جتاب!“

”لیکن تمہارا کام بہت مشکل ہے! تمہیں نہ صرف ان تینوں سے پوشیدہ رہنا ہے بلکہ میرے قافلے والوں کی نظر بھی تم پر نہ پڑنے پائے!“

”آپ مطمئن رہیے جتاب ایسا ہی ہو گا!“

”بل اب جاؤ!—!“

پھر دیر بعد لیپ پھر روشن کر دیا گیا! لیکن اب چھولداری میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا!

9

تیرے دن وہ ایک چھوٹی سی بستی میں پہنچے، جو لکڑی اور پھوس کی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی!.... لوگ جھونپڑیوں سے باہر نکل آئے، اور قافلے کو متینہ انداز میں دیکھنے لگے، جیسے پہلے پہل ان اطراف میں انہیں کوئی قافلہ نظر آیا ہو!.... لیکن تھوڑی دیر بعد ان کی آنکھوں سے تحریر کی بجائے درندگی جھاکنے لگی!.... وہ سب صحت مند اور قد آور لوگ تھے!

پھر عمران نے کلہاڑیاں نکتی دیکھیں نیزے بلند ہوتے دیکھے، دو ایک کے ہاتھوں میں بارود سے چلنے والی بندوقیں بھی نظر آئیں۔ عمران اپنے چھر کو ہاتکا ہوا سب سے آگے پہنچ گیا! یہاں ڈینی اور اس کے ساتھی اپنی رانفلیں سیدھی کر رہے تھے!

”مُهْبَر جاؤ!—!“ عمران ہاتھ اٹھا کر چیخا! ”خواہ خواہ ہنگامہ کر کے ازرجی بر باد کرنے کی ضرورت نہیں ہے!“ انہیوں نے رانفلیں جھکاییں لیکن کوہستانی بدستور کلہاڑیوں اور نیزوں کو گروش دیتے ہوئے ان کی طرف بڑھتے رہے!

”ہم لوگ بالکل بے ضرر ہیں!“ عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا! ”پہلے میری بات سن لو...“
”وہ لوگ رک گئے!.... عمران پہاڑی زبان میں کہتا رہا!“ ہم کسی کو کوئی نقصان پہنچائے

”بو تکوں سے شراب کی بجائے پانی برآمد ہوا ہے! اور صندوق میں ایکس ٹوکی تھریر ملی ہے....! جس کا حاصل یہ ہے کہ ان کی بو تکیں اس سفر سے واپسی پر واپس کردی جائیں گی!“ عمران نے پچوں کا ساقہ تھہ لگایا پھر حرمت سے آگھسیں چھاڑ کر بولا ”یاہ یہ ایکس ٹوکی جن ہے جس نے جن کی بو تکوں میں گھس کر اسے پانی کر دیا!....!“

”جن!....“ صدر چوک کر عمران کو گھومنے لگا! ”مگر میں نے آپ کو یہ کہ بتایا کہ وہ جن کی بو تکیں تھیں!....!“

”باتاؤ باتاؤ!“ عمران نے لاپ دائی سے شانوں کو جتنیش دی! ”مجھے علم ہے کہ وہ جن کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پیے!“

”تو یہ ایکس ٹوکو گالیاں دے رہا ہے....!“ صدر نے کہا!

”اللہ نے چاہا تو اس کی زبان میں کئڑے پڑیں گے!....!“ عمران عورتوں کی طرح پک کر بولا! پھر جماعتی لے کر کہا! ”اب جاؤ! مجھے نیند آرہی ہے!—!“

”تو یہ کہہ رہا تھا کہ میں شراب پی کر جو لیا کی چھولداری میں گھس جاؤں گا!“ صدر نے کہا!

”اب وہ ٹھنڈا اپنی پی کر سو جائے گا..... جاؤ تم بھی سور ہو!“

”پھر جاگے گا کون!—!“

”پروادہ مت کرو! قافلے کی حفاظت ڈینی اور سن کے پر دہے اور میں اس پر اعتماد کرتا ہوں!“

صدر چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر چھولداری سے چلا گیا!

عمران اسی طرح مرگ جھالے پر بیٹھا رہا! شائد اسے کسی کا انتظار تھا! تھوڑی دیر بعد چھولداری کے سرے پر آہت ہوئی اور ایسا معلوم ہوا جیسے دہا کوئی آکر رکا ہوا!

”آجاؤ!—!“ عمران نے کہا! ”اوہ دسرے ہی لمحے میں ایک آدمی چھولداری میں داخل ہوا یہ سرے پر تک سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مٹی کے تل کا لیپ گل کر دیا!“

”میا خبر ہے....!“ اس نے پوچھا!

”تعاقب جاری ہے جتاب!“ آواز آئی! ”وہ تین آدمی جیں اور شاید یہاں سے ایک میل پہنچے انہوں نے ایک غار میں قیام کیا ہے!“

”اوہو!—! مگر وہ دیسی ہیں یا غیر ملکی!....!“

”میں اندازہ نہیں کر سکا! کیونکہ انہوں نے کوہستانیوں کی سی وضع اختیار کر رکھی ہے!“

”مگل!—! کیا ان کے پاس سے ٹرانسپیر بھی برآمد ہونے کی توقع ہے!“

بیہاں سے گذر جائیں گے۔ ہاں اگر تم لوگ لوٹ مار کرنے کی نیت رکھتے ہو تو بات دوسرا لیکن میں تمہیں اس کے خطرات سے بھی آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں! ہم میں کوئی بھی نہیں ہے جس کے پاس آتش گیر اسلئے نہ ہوں! تم سب منشوں میں بھون کر رکھ دیئے جاؤ گے اور تمہاری بستی ویران ہو جائے گی! تم کسی طرح بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے!

وہ لوگ خاموشی سے کھڑے انہیں گھورتے رہے! پھر ایک بوڑھا ان کی بھیز جیر تاہوا باہر نکل آیا!

”تم لوگ کہاں جا رہے ہو....!“ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا!

”ہم اور جارہے ہیں!“ عمران نے شمال کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ”ان پہاڑوں کے پیچے!

”اُدھر تم ہرگز نہیں جاسکتے! کیونکہ اس پر ہماری زندگیوں کا دار و مدار ہے!

”کیوں؟—“

”وہ ہمیں مار ڈالیں گے—!“

”ہم ان کے دشمن نہیں ہیں! کھلی تماشے دکھا کر پیش پالتے ہیں! اور یہ سفر ہمارے لئے نیا نہیں ہے۔ ہم مقلاق اور کراغال کے سفر کثی بار کرچکے ہیں!....“

”مگر یہ مقلاق اور کراغال کا راستہ نہیں ہے!“ بوڑھے نے کہا اور پلٹ کر آگے بڑھتے ہوئے پہاڑوں کو پیچے دھکلینے لگا۔

”تو پھر یہ کہاں کا راستہ ہے!“

بوڑھا آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے پیچے کے قریب آگیا! اور سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا! ”یہ شکرال کا راستہ ہے....!“

”آہ.... شکرال تب تو ہم اُدھر ہی جائیں گے۔ کیا وہاں ہمیں زیادہ آمدی ہو سکے گی!“

”آمدی۔—“ بوڑھے کے ہونٹ آہستہ سے ہلے اور اس نے شمال کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا!“

لڑکے اُدھر موت ہے۔ ان منحوں پہاڑوں کے پیچے موت ہے!.... درندگی ہے.... وہاں انسانی خون کی کوئی قیمت نہیں میں وہاں اپنا سب کچھ کھو آیا ہوں.... واپس جاؤ، چلے جاؤ، وہاں اضافہ نہیں ہے اور ہاں کمزوری جرم ہے!.... اور یہاں تم محض اس لئے زندہ ہیں کہ ان کی چوکیداری کرتے رہیں۔ اگر اس طرف سے ایک پرندہ بھی اڑ کر اُدھر گیا تو دوسرے ہی دن یہاں کی زمین پر خون کے دریا بنتے ہوئے میں گے.... اور یہ بستی ہمیشہ کے لئے دیران ہو جائے گی....!“

”اچھا اگر کوئی فوج اُدھر سے گزرے تب! نہیں۔ بڑے میاں تم جھوٹ بول رہے ہو! تم ات:

سے آدمی شکرال نہیں چوکیداری کس طرح کر سکتے ہو؟“

”ہاں میں جھوٹ بول رہا تھا بچے! میں تجھے اُدھر نہیں جانے دوں گا!— میں اپنے تین جوان بیٹوں کو وہاں کھو آیا ہوں.... اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی اس منھوں سر زمین پر قدم رکھے....“

”میاں ہمیں دیکھتے ہی مار ڈالیں گے!—“ عمران نے بچکانے انداز میں پوچھا!

”لڑکے مجھ سے بجٹھ نہ کرو!.... میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ساتھ عورتیں بھی ہیں! لیکن تم اطمینان رکھو یہ بالکل محفوظ رہیں گی۔— مگر!.... تمہارے ساتھ کا ایک ایک نوجوان مار ڈالا جائے گا!“

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا!.... پھر بولا ”اچھا ہم اس پر غور کریں گے۔— اگر تم اجازت دو تو آج ہم ہمیں پر ڈاؤ ڈال دیں۔— ورنہ یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں!“

بوڑھے نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ ”میں اپنے آدمیوں سے مشورہ کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا!“

”بہتر ہے مشورہ کرو!“ عمران نے کہا! بوڑھا پہاڑیوں کے مجمع کی طرف واپس چلا گیا!

”یہ کیا کہہ رہا تھا.... ماشر!“ ڈینی نے بڑی بے صبری سے پوچھا!

عمران نے کم سے کم الفاظ میں گفتگو کا ماحصل بیانے کی کوشش کی! ڈینی چند لمحے براسامنہ بنائے ہوئے کچھ سوچتا رہا پھر بولا! ”میرا خیال ہے کہ ان سے دب جانا ہمارے مستقبل کے لئے خطرناک ثابت ہو گا!“

”نہیں ڈینی!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا ”میں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنا پسند نہیں کرتا!“

”مجھے یقین ہے کہ وہ نہ تو یہاں پر ڈاؤ لئے دیں گے اور نہ آگے جانے دیں گے۔ اسے لکھ لجھ کے ان سے نپتے بغیر کام نہیں چلے گا۔ میں نے بھی بہت دنیادی کیمی ہے۔ آپ زحمیں بن جائیے لیکن دوسروں کو سدھارنا آپ کے بس سے باہر ہو جائے گا!— میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکیوں پر لچائی ہوئی نظریں ڈال رہے ہیں۔“

”خیر دیکھو تو.... بوڑھا کیا جواب لاتا ہے!“

دفعہ عمران کو اپنے ٹرانسپلیر پر اشارہ موصول ہوا! ”ہیلو....!“ اس نے آہستہ سے ماؤنٹ

ہیں میں کہا!

”اث از بیک زیر و سر!“

”میر کارواں آپ ہیں، میں نہیں! اگر یہی مناسب تھا تو یہی کسی!“
 ”دیکھو خیال رکھنا!“ عمران نے کہا۔ بوڑھے نے بستی کے چند شریر آدمیوں کا تذکرہ کیا تھا!
 ”آپ مطمئن رہیے!.... مجھے ان لوگوں سے پہنچے کا طریقہ معلوم ہے!“
 عمران نے پھر ہی پر پہنچے بیٹھے نقشہ نکالا اور شائد کوئی دوسری راہ نکالنے کی فکر میں پڑ گیا!....

اس جگہ سے واپس ہونے کے سلسلے میں لوگ کبیدہ خاطر نظر آنے لگے تھے! خصوصاً ایکس تو کے ماتحت تو بری طرح جلا گئے تھے! عمران نے تو نیرو اور خاور کو اپنے پھر روکتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ وہ لوگ اس مسئلے پر اس سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔
 عمران نے اپنے پھر کے تجھیں ریس کی اور اس کی رفتار بڑھ گئی! تھوڑی دیر بعد خاور اور تو نیرو اس کے دامنے بایس چل رہے تھے!
 ”تم سب کا یہ اغراق کرو گے!“ خاور جلا کر بولا!

”وزرازبان سنپھال کر! میں ملاح نہیں ہوں! اس وقت تمہارا آفیسر ہوں! اور تم پھر پر سوار ہو! پیڑے میں نہیں! ہوش میں آؤ!.... ایکس تو نے تمہاری کمائی میرے ہاتھ میں دی ہے!....“

”کمائی کے پچھے تم آخر ان لوگوں سے دب کیوں گئے!“
 ”ایکس تو کا حکم!....“

”بکواس ہے!.... وہ سینکڑوں میل دور سے جھک نہیں مار سکتا!“
 ”آہا سینکڑوں میل دور سے!— اگر یہ ایک پھر سرزی میں نہ ہوتی تو میں کہتا کہ تم لوگ گھاول کھا گئے ہو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایکس تو دو ہیں بیٹھا رہ گیا ہے!....! تم لوگ اچھی طرح کان کھوں کر سن لوادہ کسی وقت بھی تم سب کو سزا ایس دے سکتا ہے!“
 تو نیرو نے قہقہہ لگایا!.... لیکن وہ کسی صحیح الدامغ آدمی کا قہقہہ نہیں معلوم ہوتا تھا!....
 ”ایکس تو!.... وہ یہاں آئے گا بروڈل!.... ہمیں جنم میں جھوک کر خود ہیجن کی بنی بجا رہا ہے!“ اس نے جیج کر کہا!

”آہستہ تو نیرو آہستہ!“ عمران نے خوفزدہ آواز میں کہا! ”اگر اس نے تمہاری آواز سن لی تو تم کہاں ہو گے!“
 ”بکواس مت کرو!“ خاور غریا! ”ہمیں بھلانے کی کوشش نہ کرو!.... اس سے بحث نہیں کہ ایکس تو یہاں موجود ہے یا نہیں! لیکن ہم تمہیں حقیقیں نہیں کرنے دیں گے!“

”کیا بات ہے!....“

”دو آدمیوں نے مل کر تمیرے کو مار ڈالا!....“

”کیوں؟“

”پتہ نہیں جناب!....“

”تواب دو ہی باقی پچھے ہیں!“

”جی ہاں!—!“

”اچھا تو دیکھو! ہم ایک بستی میں پہنچ گئے ہیں! تو قع نہیں ہے کہ یہاں سے لوگ ہمیں آگے بڑھنے دیں! میں ابھی تک ان لوگوں کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکا!.... لہذا کوشش کرو کہ وہ دونوں اس بستی میں نہ پہنچنے پائیں!“

”میں کوشش کروں گا! لیکن آپ کو کامیابی کا یقین نہیں دلا سکتا!“

”کیوں؟....“

”آپ ہی بتائیے کہ میں انہیں کس طرح روک سکوں گا!“

”اب میں ہی یہ بھی بتاؤں!.... بلیک زیر دیو آرائے ڈفر!.... یہاں اس ویرانے میں ہمارے ملک کا قانون لا گو نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کہ اس وقت کمائی میرے ہاتھ میں ہے حسب ضرورت قانون وضع کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہوں!....“

”میں نہیں سمجھا جناب!“

”وہ دونوں ایک آدمی کے قاتل ہیں۔ لہذا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ کر دو!“

”ہاں یہ ممکن ہے!....“

”اور اس طرح تم انہیں اس بستی تک پہنچنے سے روک سکتے ہو! اور اینڈ آل!“
 ڈینی عمران کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ کچھ دیر بعد بوڑھا بھی واپس آکر آہستہ سے بولا! ”بہتر یہی ہے کہ تم واپس جاؤ! ابھی اور اسی وقت۔ اس بستی میں کچھ شریر لوگ بھی ہیں اس لئے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی جاسکتی!“

کچھ دیر تک دونوں میں رو درج ہوتی رہی۔.... پھر عمران واپسی پر رضا مند ہو گیا! غالباً اس کا یہ فیصلہ ڈینی کو شاق گذراتا تھا! لیکن وہ کچھ بولا نہیں! قافلہ اسی راستے پر مزگیا جس سے وہ یہاں تک پہنچا تھا!

”یہی مناسب تھا! ڈینی!“ عمران نے اس کی تشفی کرنی چاہی!

"اچھا خاور!...! تمہیں اس کی موجودگی کا ثبوت مل جائے گا! ابھی اسی راہ میں تمہیں دو لاشیں ملیں گی اور ہم دیکھیں گے کہ وہ کون ہو سکتے ہیں!"

"بیکار اپنادماغ خراب نہ کرو! خاور تویر کی طرف دیکھ کر بولا! "اس کے پیر کبھی زمین سے نہیں لگتے... اب تو جو حماقت ہم سے سرزد ہوئی تھی ہو گئی!...."

"کیا حماقت سرزد ہوئی ہے! عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا!

"یہی کہ ہم نے تمہارے انتخاب پر احتیاج نہیں کیا!"

"واقعی تم سے زبردست غلطی ہوئی مغرب کیا ہو سکتا ہے.... چلو جاؤ!... وہیں جاؤ جہاں تمہیں ہونا چاہیے!"

خار اور تویر اپنے چھروں کو آگے بڑھا لے گئے! کاروائی چلتا رہا! آخر دو میل چلنے کے بعد ڈینی جو سب سے آگے تھا رک گیا! اس کے ساتھ ہی پورا قافلہ شہر گیا! یونچ ایک کھٹ میں دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں، جن کی کھوپڑیوں سے خون بہہ کر پتھروں پر پھیل گیا تھا!....

عمران پیچے تھا! ڈینی نے سفری ٹرانسپر کے ذریعہ اسے لاشوں کے متعلق آگاہ کیا اور عمران بولا!

"وہیں شہر ہے رہو!...! میں آرہا ہوں!...."

کچھ دور چلنے پر تویر اور خاور سے مہبیز ہو گئی!

"اب کبوں رک گئے! خاور سے گھورتا ہوا بولا!

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ!...! میں یہاں ایکس ٹوکی موجودگی کا ثبوت دوں گا!—!"

اس کے پیچے ان دونوں نے بھی اپنے چھر بڑھائے! اور پھر وہاں پہنچ جہاں دونوں لاشیں پڑی ہوئی تھیں! عمران کھٹ میں ارتبا ہوا بولا! "آؤ— آؤ— وہاں کیوں کھڑے ہو! وہ دونوں بھی اپنے چھروں سے اتر گئے اور عمران نے ڈینی سے کہا! "تم چلتے رہو!...! جہاں سے ہم ادھر کے لئے مڑے تھے وہیں سے مشرق کی طرف مڑ جانا! پھر میں کوئی راہ نکال لوں گا!...."

کاروائی پھر چلنے لگا!... خاور اور تویر بھی کھٹ میں اتر گئے! لاشیں دو کوہستانیوں کی تھیں! جن پر کوہستانیوں ہی کا لباس تھا اور چہرے پر گھنی داڑھیاں تھیں! عمران ان پر جھک پڑا اور کچھ دیر بعد بڑیا! "داڑھیاں سو فیصدی مصنوعی ہیں!"

اور پھر ان کے چھروں سے ہنگجان بالوں کا جنگل صاف کرنے لگا! ذرا ہی سی دیر میں ان کی اصلی شکلیں نمایاں ہو گئیں! وہ کسی سفید قام نسل سے تعلق رکھنے والے دو غیر ملکی تھے!

"اب کیا خیال ہے.... کو تو ایک یونیس سے ان کے چہرے بھی صاف کر ڈالوں!—" عمران نے

لہلہ۔ تویر اور خاور کچھ نہیں بولے!....!

عمران نے تھیلے سے لکوئیں ایکو نیا کی بوتل نکالی اور ان کے پھرے صاف کرنے لگا! کچھ دیر بعد اس کے بیان کی سو فیصدی تصدیق ہو گئی! تویر اور خاور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھر رہے تھے!

"بولو!...! اب کیا خیال ہے! تم دونوں خاموش کیوں ہو گئے! "

"کچھ نہیں! " خاور نے لاپرواںی ظاہر کرنے کی کوشش کی! "اب ہم مطمئن ہیں! ایکس ٹوکم سے کوئی غلطی نہیں سرزد ہونے دے گا!....!

"تو یہ کہو! " تویر نے پھیکی سے نہیں کے ساتھ کہا "کہ ہماری کمائی ایکس ٹوکی کے ہاتھ میں ہے! "

عمران کچھ نہ بولا!... چند لمحے ان لاشوں کو گھورتا رہا! پھر بولا! "ہمیں انہیں کسی غار میں ڈال کر اس کا منہ بند کر دینا چاہیے! "

تقریباً بیس منٹ بعد وہ پھر اپنے چھروں پر سوار ہو کر چل پڑے تھے۔ دونوں لاشیں ایک غار میں چھپا دی گئی تھیں!... تیسری لاش کے متعلق عمران کو یقین تھا کہ بلیک زیر دنے اسے بھی چھپا دیا ہو گا! اس کے ماتھوں میں وہ سب سے زیادہ ذہین اور زیریک آدمی تھا! اس نے تقریباً کو اس نے اپنے ماتھوں سے پو شدہ رکھا تھا! لیکن یہ بھی اسی وقت عمل میں آیا تھا جب جغری اور ناشاد کو الگ کر کے ان کی جگہ دوسروں کو دو دیگئی تھی!... کچھ دیر بعد وہ قافلے سے جاتے!....

10

یہ اس سفر کی گیارہ ہوئی رات تھی!... اگر وہ راستہ بدلتے تو شاید ساتویں رات ہوتی! اب وہ شکرال کی سرحد سے قریب تھے! ابھی تک انہیں کافی لفڑان اخناہ پڑا تھا۔ دس چھروں اور پانچ ہزاروں کی جانیں ضائع ہو چکی تھیں!... اس بستی سے پلٹنے کے بعد انہیں، جو راستہ اختیار کرتا پڑا تھا دشوار گذار تھا!... ذرا سی بد احتیاطی زندگی کا خاتمه کر سکتی تھی! ان را ہوں پر لڑکوں کو بھی پیدل چلتا پڑا تھا! اور ان کی حالت ابتر ہو گئی تھی!... البتہ جو لیا فائز و ازر خود کو بہت زیادہ سنجائے ہوئے تھی!....

بھی کبھی وہ ایسے نجف و تاریک دروں سے گذرے تھے کہ دوسری پار روشنی دیکھ کر انہیں پہنچے وجود پر یقین نہیں آیا تھا!... ہوا میں جیخت چکنچاڑتی ہوئی نجف دراڑوں میں گھٹیں اور ان پر بیٹھ ارواح کا گمان ہونے لگتا!....

آج بھی انہیں بڑی مشکل سے ایک الیک مطحع چنان مل سکی بھی جس پر وہ پڑا تو ڈال لکھیں!

لیکن آج ان کے سروں پر چھولداریوں کا سایہ نہیں تھا!... چنان میں تمہیں گاڑنا آسان کام نہیں تھا، لہذا انہیں یہ رات آسان ہی کے نیچے بر کرنی تھی!

یہ چنانیں بالکل بے آب و گیا تھیں! اگر ان کے ساتھ پانی کی پکھالیں نہ ہوتی تو زندہ رہنا محال ہو جاتا!... لہذا وہ پانی بہت احتیاط سے استعمال کر رہے تھے! جانوروں کے لئے البتہ دشواری آپری تھی!... لیکن کسی نہ کسی طرح انہیں بھی ٹھوڑا بہت ملتا تھا۔ غمیت تھا کہ یہ سفر سرديوں کے موسم میں شروع ہوا تھا اور نہ اس جگہ آؤ دے سے بھی کم آدمی نظر آتے۔

ویسے سردی سے بچنے کے لئے مزدوروں کے پاس بھی دیز کبل تھے۔ عمران نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ سفر کی صعوبتوں کے علاوہ کسی کو اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے!

وہ اس وقت ایک طرف کھڑا ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا، جو پھرے پر مقرر کئے گئے تھے! دفعہ تینوں لڑکوں نے اسے گھیر لیا!

”کیا مطلب ہے تمہارا“ لڑی غصے میں بھری ہوئی کہہ رہی تھی! ”تم نے ہمیں دھوکا دیا! تم نے یہ ہرگز نہیں بتایا تھا کہ سفر اتنا خطرناک ہو گا!“

”کفیو شس نے کہا تھا...!“

”کفیو شس کی ایسی کی تیسی!“ وہ چکھاڑنے لگی! ”دعا باز ہو تم!“

”کیا فائدہ چیختے سے! اچھا اگر تم واپس جانا چاہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں! شوق سے جاؤ!...!“

اس پر تینوں لڑکوں نے اس کا دماغ چاندا شروع کر دیا اور جو لیا بھی دیں آگئی!

”تم وہاں اتنی دولت کمائی گی!“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن جو لیا نے اسے روک دیا اور لڑکوں کو سمجھانے لگی! بدق塘 تمام انہیں چپ کر کے ان کی جگہوں پر واپس بھیجا!

”میں خود ہی تمہیں گولی مار دیتی... مگر!...!“

”مجھ سے وہ کرنے لگی ہو.... کیا تم محبت... کیوں!....“ عمران چک کر بولا!...!

”محبت آدمیوں سے کی جاتی ہے جانوروں سے نہیں!.... مجھے سب سے محبت ہے!“ وہ قائلے والوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی ”جو چکن سے نہ حال ہو رہے ہیں! جو مستقبل کے خوف سے لرز رہے ہیں! جن کے ہوتزوں پر میں نے کئی دونوں سے مکراہت نہیں دیکھی!.... مجھے ان سے محبت ہے!...! تم سے نہیں! تم جانور ہو!“

”کیوں! میں جانور کیوں ہوں!“

”کیونکہ نہ تو تمہارے چہرے پر چکن کے آثار ہیں اور نہ تم اٹھتے بیٹھتے کراہتے ہو!... میں نے تمہیں اس وقت بھی بہتے دیکھا ہے، جب لوگ ناہموار راستوں پر گر رہے تھے! جیسے رہے تھے... گڑ گڑا رہے تھے....! میں نے تمہیں ان اوقات میں شیو کرتے دیکھا ہے، جب دوسرے کو اپنے چہروں پر ہاتھ پھیرتا بھی گراں گذر رہا تھا! تم آدمی نہیں جانور ہو!...!“

”مگر تم مجھے گولی کیوں مار دیتی؟!...!“

”نہیں میں تمہیں گولی نہیں مار سکتی!“

”کیوں؟“

”اس کے خیال سے جس نے تمہیں آفسری عطا کی ہے...! لیکن کیوں عطا کی ہے؟ یہ میں اس سے ضرور پوچھوں گی!“

”اسی لئے کہ میں آدمی نہیں جانور ہوں! وہ سمجھتا ہے کہ آدمیوں پر جانوروں کی حکومت ہونی چاہئے ورنہ وہ چکن سے نہ حال ہو کر زندگی کے سفر میں آگے بڑھتے ہی نہ لکھیں گے!...!“

”تم.... ذرا ادھر دیکھو! میری طرف!“ جو لیا آہستہ سے بولی!

”میں تمہاری ہی طرف دیکھ رہا ہوں! مگر انہیں ہر ابھے!...!“

”جو لیا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی اور اسکے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے!...!“

”ارے باب رے....“ عمران بوكلا کر پیچے ہٹا۔!..!

”تم ایکس ٹو ہو!...“ جو لیا کسی سر گوشی دور تک پھیل گئی!...!..

”ارے.... الگ ہٹو!... ہشت.... ڈیٹی.... او.... گی....!“ اس کے حلق سے کچھ

اس قسم کی آوازیں لکھیں چینے کوئی خوفزدہ پچڑی نہیں اور گمی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوا

”تم ایکس ٹو ہو!...! تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا!...!“

”ارے خدا کے لئے.... ہٹو!...“ عمران رو دینے والی آواز میں بولا!

یہ غل غپڑہ دوسروں نے بھی سن لیکن کسی نے وہاں تک آنے کی رہت نہیں گوارا کی

کیونکہ عمران کی آواز سمجھی پہچانتے تھے! ممکن ہے انہوں نے سوچا ہو کہ کوئی حادثت ہی ہو رہی ہو

گی اس لئے اٹھنا بیکار ہے!

”تم جھوٹے ہو، ایکس ٹو تو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا!...!“ ہاں میں تمہیں چاہتی ہوں! تمہارے لئے میں الگ میں بھی کو دیکھتی ہوں!

”فی الحال تم الگ ہٹ جاؤ!“ عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا!“ ورنہ میں اس چنان سے نیچے

خود جاؤ!“

”بیلو....!“ جولیا نے مردہ سی آواز میں کہا!
 ”میں جولیا! کیا بات ہے!“ دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی اور جولیا کا چہرہ
 دھواں ہو گیا!
 ”کچھ نہیں... بخ... جناب!...“ وہ ہکلائی... ”م... میں... صرف آپ کی
 خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی۔“
 ”میں بخیریت ہوں جولیا... اور کچھ...!“
 ”نہیں جناب!...!“ جولیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ہیڈ فون اتار کر عمران کے سامنے
 ڈال دیا اور کچھ کہنے نے بغیر اٹھ گئی!

11

کچھ رات گئے بیسویں کے چاندنے افق سے سرابھار اور دور تک بکھری ہوئی چنانیں روشنی
 میں نہاتی چل گئیں!
 عمران ابھی جاگ رہا تھا! حالانکہ اگر دوسرے سونے والے ذبح بھی کر دیئے جاتے تو ان کی
 آنکھیں نہ کھلتیں اور وہ کچھ اسی طرح تھکے ہوئے تھے... البتہ وہ لوگ بڑی ہو شیاری سے اپنے
 فرائض انجام دے رہے تھے، جنہیں پھرہ داری سونپی گئی تھی! یہ ڈینی کے ساتھی تھے!... انہیں
 شروع ہی سے ڈینی نے یہ کام پر کیا تھا! آدھے لوگ جاتے تھے اور آدھے سوتے تھے اسی
 طرح ان کی راتیں بسر ہوتی آئی تھیں!... اور عمران اس وقت تک جالتا تھا جب تک کہ نیند
 اسے بے بن نہیں کر دیتی تھی!... وہ اس وقت بھی چنان کے سرے پر کھڑا مغربی افق میں
 دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی سنائے میں خچروں کی ”فر فراہٹ“ گوئی اور پہلے ہی کا ساسکوت طاری ہو
 جاتا! اکثر سونے والوں کی کرایہں بھی سنائی دیتیں، جو کروٹ بدلتے وقت بے اختیاری میں نکل
 جاتی تھیں!

وغضاً ان نے کسی لڑکی کے رونے کی آواز سنی اور اس طرف جھپٹا۔ جہاں چاروں لڑکیاں سو
 رہی تھیں! ارتستے ہی میں اس نے آواز پہچان لی! وہ جولیا نافڑا و اڑھی ہو لکتی تھی!...
 پہلے وہ تیز آواز سے روئی تھی مگر اب صرف سکیاں باقی رہ گئی تھیں! وہ پھر بیدار بھی وہاں
 پہنچ گئے تھے۔ عمران نے ایک کے ہاتھ سے مشعل لے کر لڑکوں پر روشنی ڈالی۔ وہ بے خبر سو
 رہی تھیں اور جولیا بھی شاید خواب ہی میں روئی تھی اور اب بھی سکیاں لے رہی تھیں بلکہ اس
 کی آنکھیں بند تھیں۔ وغضاً سکیوں ہی کے دوران میں اس کے ہونٹ اس طرح سیم جمع کچھ

”تم اعتراف کرلو.... کہ تم ہی ایکس ٹو ہو!“ جولیا آہستہ سے بولی ”میں وعدہ کرتی ہوں کہ
 کسی سے نہ بتاؤں گی!...“

”میں ایکس ٹو نہیں ہوں...! کیا تم نے وہ دونوں لاشیں نہیں دیکھیں!“

”مجھے کب انکار ہے کہ ایکس ٹو ناممکن کو ممکن بتا سکتا ہے!“

”میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں ایکس ٹو نہیں ہوں!“

”تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے...!“

”ارے جاؤ...! اگر تنویر نے ہمیں یہاں تھا تو کیمی لیا تو دونوں کو گولی مار دے گا!“

”تو نیر...!“ جولیا تخریز آمیز انداز میں ہٹی! ”اب اس میں عشق کرنے کی سکت نہیں رہ
 گئی...! وہ کسی بیدار کی طرح او ٹکھہ رہا ہے! مگر تم اپنی بات کروا!“

”میں اپنی باتیں تو ہر وقت کرتا رہتا ہوں! کبھی بھی دوسروں کی بھی سن لیا کرو! آخر تنویر
 میں کیا رائی ہے!“

”میں تمہاری زبان سے یہ نہیں سن سکتی!“

”چلو آؤ میرے ساتھ...! تم بہت تھک گئی ہو!“

”تو تم اعتراف نہیں کرو گے!“

”ارے میں تمہیں کس طرح سمجھاوں کہ میں ایکس ٹو نہیں ہوں؟ آہا ٹھہردا! بھی تمہیں
 اس سے ملائے دیتا ہوں۔!“ تم خود اس سے پوچھ لوا!

”مجھے بے وقوف بیانے کی کوشش نہ کرو! تم نے وسیع حلقة عمل والا ٹرانسپلینر اسی لئے اپنے
 پاس رکھا ہے کہ خواہ خواہ ایکس ٹو کے پیغامات ہم تک پہنچاتے رہو! حالانکہ وہ پیغامات تمہارے
 ہی ہوتے ہیں!“

”اچھی بات ہے! آؤ میرے ساتھ میں ثابت کے دیتا ہوں!“

عمران اسے اپنے ٹھہکانے پر لایا اور ٹرانسپلینر کے ہیڈ فون کاںوں سے لگا کر ماٹھ پیس میں
 بولا ”بیلو... بیلو! ایکس ٹو پلینز...!“

”لیں سر!“ دوسری طرف سے بلیک زیر و کی او ٹکھتی ہوئی سی آواز آئی!...

”ایکس ٹو پلینز...! یہ آپ کی ماتحت جولیا نافڑا آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے!...!“

”اوہ... اچھا جناب! آپ مطمئن رہیے! میں نے بہت مشق کی ہے۔“ دوسری طرف سے
 آواز آئی!

عمران نے ہیڈ فون اتار کر جولیا کے سر پر چڑھا دیا!

کہہ رہی ہو!۔ عمران نے صاف نہ اس نے بھی لہا تھا "نم جھوٹے ہو... تم جھوٹے ہو... دل نہ توڑو!..."

اور پھر اس نے ایک کراہ کے ساتھ کروٹ بدلتی!... وہ اب بھی سورہی تھی!

عمران حمہنڈی سانس لے کر سر ہلا تا ہوا بہاں سے ہٹ آیا!... ذینی بھی جاگ رہا تھا۔ وہ اپنی میں اسی سے ملاقات ہو گئی!

"کیا بات تھی ماشر!... عمران! اس نے پوچھا!

"پچھے نہیں ذینی! ایک لڑکی سوتے سوتے روپڑی تھی!

"مجھے بہت افسوس ہوتا ہے انہیں دیکھ کر ابیچاریاں بہت خوفزدہ ہیں!..."

عمران کچھ دیر تک خاموش رہا! پھر بولا "ذینی!... جوان ہو کر یہ لڑکیاں پاگل کیوں ہو جاتی ہیں!"

"میں نہیں سمجھا ماشر!"

"مطلوب یہ کہ... کیا یہ ضروری ہے کہ انہیں کسی نہ کسی سے عشق ہو جائے۔

"اوه!... ہاں ماشر! مگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی! آپ دوسری قسم کے آدمی ہیں۔"

"میں ہر قسم کا آدمی ہوں ذینی! مگر یہ پاگل پن آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکا! غیر چھوڑو! اکل شائد ہم شکرال کی حدود میں داخل ہو جائیں!... لہذا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ کم از کم میرے ساتھی میک اپ میں ہوں!"

"آپ بہت احتیاط بر رہے ہیں! ماشر عمران!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے!"

"کیا ہم لوگوں کے لئے بھی یہ ضروری نہیں ہے۔"

"نہیں!... تم لوگ اپنی اصلی شکلوں میں رہو گے!"

"بعض اوقات ماشر عمران کی مطمن میری سمجھ میں نہیں آتی!"

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے ذہن پر زور دینا پڑے! تم اس کی فکر نہ کرو! پہلے ہم مر جائیں گے پھر تمہارے آدمیوں پر آجھ آئے گی! تم عمران کو بہت دونوں سے جانتے ہو! کیوں ذینی!؟"

"موت اور زندگی کی توبات ہی نہ سمجھے! مجھے یا میرے آدمیوں کو اس کی قلمی فکر نہیں ہے!

آپ بھی مجھے بہت دونوں سے جانتے ہیں، ماشر عمران!"

"اور اسی لئے میں نے تمہیں اس سفر کے لئے منتسب کیا تھا!..."
دوسری صبح سب سے پہلے عمران نے اپنے ساتھیوں کے ٹھٹے تبدیل کئے اور کوہستانیوں جیسا باس پہنچایا اور خود بھی اوری خیال اختریار کی! اور یہ کارروائی پھر چل پڑا۔
عمران بار بار نقشہ دیکھتا تھا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پہلے بھی کبھی سنگلاخ راستوں پر چل چکا ہوا۔ اب اس کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ وہ اس کے کسی معاملے میں دخل دینے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

اکثر تنویر خادر سے کہتا! یہ وہ عمران تو نہیں معلوم ہوتا جس کے ساتھ ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا!..."

خارکی کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں لیکن وہ خاموش ہی رہا! لیفٹیٹ چڑھاں پہلے بھی عمران سے الجھنے کی کوشش نہیں کیا کرتا تھا! وہ گئے تمن نے آدمی وہ اسی رات سے عمران کے قاتل ہوئے جب اس نے ایک اچھا خاصا جاہل بچا کر ان غیر ملکی ایجنٹوں کے گروہ کا خاتمه کیا تھا! اس میں صرف ایک جولیا ہی ایسی تھی جو آج بھی عمران سے بات بات پر الجھی پڑ رہی تھی! اس نے پہلے تو میک اپ کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا مگر جب عمران نے ایکس ٹوکا حوالہ دیا تو اس کی آنکھوں میں ایک بار بے اعتباری کی جھلکیاں نظر آئیں لیکن اس نے بے چون و چرا قتیل کی۔

قافلے والوں کے قدم اب اس طرح اٹھ رہے تھے جیسے وہ کچھ موت کے منہ میں جا رہے ہوں! ان کے چہرے سے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں میں مردنی تھی! عمران نے ان کی حالت دیکھی اور سوچنے لگا کہ یہ تو تھیک نہیں ہے! اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاتھ پیری ہی جواب دے جائیں!... اس نے ذینی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔

"آپ کم از کم میرے آدمیوں کی طرف سے تو مطمئن ہی رہئے!... ذینی بھرائی ہوئی آواز میں بولا! ان میں سے کوئی بھی ناجائز کار نہیں ہے۔ یہ سب پچھلی جنگ عظیم کے مصائب جھیلے ہوئے ہیں!... چونکہ یہ اپنی آنکھوں سے بہت بڑے بڑے سور کے دیکھ چکے ہیں اس لئے ان کا بیجیدہ ہو جانا لازمی ہے! اسے آپ خوف پر محول نہ سمجھ جائے!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! "میرے ساتھی بھی خائف تو نہیں معلوم ہوتے مگر ان کی بیزاری بڑھ گئی ہے!"

"پرواہ مت سمجھئے.... جب آدمی کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب موت زیادہ دور نہیں تو انے بے دلی بھی بڑھتی ہے اور جدوجہد کی قوت بھی بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر ماشر عمران... چہ

”ٹھیک ہے!“ عمران نے کہا لاذ اگے بڑا گیا پھر جلد ہی خطرے کی اطلاع پھیل گئی! اور سارے ٹرانسیمیر ایک خاص قسم کے صندوق میں چھپا دیے گئے جس میں سرکس کا سامان بھرا ہے تھا۔ اب عمران کے سر پر بھی ہیڈ فون موجود نہیں تھا جس سے اسے بلکہ زیر و کی طرف ہے کوئی اطلاع مل سکتی!۔ لیکن اس نے جلدی ہی ان سواروں کو دیکھ لیا۔ ان کی تعداد یقینی طور پر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہو گی۔ ابھی وہ تقریباً آدھے میل کے فاصلے پر تھے۔ لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق قافلہ بڑھتا ہی رہا۔

اچاک تین چار گولیاں بھلی چنانوں سے ٹکرائیں۔

”اب رک جاؤ!“ عمران نے ڈینی کو آواز دی! قافلہ بلندی پر تھا اور ایک ایک آدمی گولیوں کی زد پر شمار کیا جا سکتا تھا!

”آپنے ہاتھ اور پر اخداو!“ عمران نے آواز دی۔ لیکن ڈینی دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا تھا۔

”یہ کیا ستم کر رہے ہو ماstry! اس طرح پہلے ہی سے نکست تسلیم کر لینے کا کیا مطلب ہے؟“ ”تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم میں سے کچھ لوگ کم ہو جائیں! نہیں ڈینی! میں اپنا ایک ایک چھر شکرال لے جاؤں گا!“

”مگر کس طرح...!“

”ہاں بس تم دیکھتے رہو! جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا جائے!“

جو لیا اور ایکس ٹو کے دوسرا سے ماتحت بھی عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے!۔۔۔

”تم لوگ خود کو قابو میں رکھو گے!....“ عمران نہیں گھورتا ہوا بولا!

”میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اس کے لئے مجھ جواب دہ ہونا پڑے گا! اس کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ہے!....“

”لیکن ہم پہلے ہی نکست کیوں تسلیم کر لیں....!“ جو لیا نے کہا۔

سوار، بہت قریب آگئے تھے!۔۔۔ اور اب وہ نصف دائرے کی محل میں تھے... غالباً مقصد:

قافلے کو گھرے میں لیتا تھا!

”ہاتھ اٹھا کھو!....“ عمران غرایا!۔۔۔ دو منٹ کے اندر ہی اندر قافلہ سواروں کے درمیان گھر

گیا اور وہ لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے رہے!۔۔۔

آنواں لے قد آؤ اور صحت مند تھے! ان کے سروں پر بڑے بالوں والی سیاہ ٹوبیاں تھیں اور جسموں پر چڑے کی جیکٹ ازیر جا بے اتنے چست تھے کہ رانوں پر منڈھے ہوئے لگتے تھے!۔۔۔ جوتے گھٹنوں تک تھے!۔۔۔ مگر ان کی آنکھیں اس پھر تنیں پن کا ساتھ دیتی ہوئی نہیں

بکے ساتھیوں میں وہ لڑکی عجیب ہے:...!“

”کیوں... کیا بات ہے!“ عمران اسے گھورنے لگا!

”چجتا ہے! اس سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟“

”کچھ بھی نہیں!۔۔۔ میں نے کہا تاکہ کسی زمانے میں وہ میرے سرکس میں کام کیا کرتی تھی مگر وہ عجیب کیوں ہے!“

”میں نے اکثر دیکھا ہے! جب بھی آپ اس کے قریب سے گذرتے ہیں کبھی تو وہ انتہائی غصے کے عالم میں آپ پر دانت پینے لگتے ہیں اور کبھی ایسی نظردوں سے دیکھتی ہے جیسے آپ کے لئے ہزار بار مر سکتی ہو!“

”ارے.... وہ پاگل ہے!“

”نہیں پاگل آپ ہیں ماstry عمران!۔۔۔ اس کے جذبات کی قدر نہیں کرتے....!“

”یہ سب مجھے آتا ہی نہیں ہے ڈینی....!“

”آپ عجیب ہیں ماstry عمران! میں آج تک آپ کو سمجھ نہیں سکا!“

”کسی کو سمجھنے کی کوشش کرنا بیکار حرکت ہے....! اچھا ڈینی!۔۔۔ بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے! اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ اگر لڑائی ہڑوائی کا کوئی موقع آجائے تو ہاتھ چھوڑنے میں جلدی نہیں کریں گے!۔۔۔“

”وہ سب آپ سے بہت زیادہ مرعوب ہیں! میرا خیال ہے کہ وہ آپ ہی کی کمائی میں رہنا زیادہ پسند کریں گے اس لئے اب آپ مجھے اس فرض سے سبکدوش کر دیجئے!“

”چلو خیر یہی سکی!۔۔۔ اچھا جاؤ آگے جاؤ! اب ہم شکرال کی صدود میں ہیں۔“

ڈینی آگے بڑھ گیا! آج انہوں نے ایک پہاڑی چشمے سے اپنی پکھالیں بھر بھر لیں تھیں اور نبتاب تازہ دم تھے!۔۔۔ جانوروں کی سستی بھی دور ہو گئی تھی!۔۔۔ دفعشا عمران نے ٹرانسیمیر پر اشارہ حسوس کیا۔

”بھیلو!۔۔۔ بلکہ زیر و...!“

”لیں سر!۔۔۔ قافلہ کی تسلیم حقیقی جلدی ممکن ہو سکے کر ڈالنے۔ مشرقی ڈھلان سے گھوڑوں کی ناپوں کی آوازیں آرہی ہیں!“

”آہا... اچھا! ہوشیار رہنا!۔۔۔ کیا تم ان کی تعداد کا اندازہ کر سکو گے۔ مگر بھرہ و تم انہیں دیکھ بھی سکے ہو یا نہیں!....“

”میں ابھی دو منٹ کے اندر ہی اندر آپ کو اطلاع دوں گا!“

معلوم ہوتی تھیں، جوان کے جسم پر ظاہر تھا! وہ آدمی ملکی آنکھیں گہری اداکی میں ذہبیہ ہوئی تھیں۔

الان میں سے ایک سوار نیچے اتر آیا اور خاموشی سے ایک ایک کے چہرے کو گھورتا ہوا ان کے گرد چلے گا!... جس کے قریب سے وہ گذرتا اس کی روح فنا ہو جاتی... لڑکوں کی طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا تھا! ان سب کا جائزہ لینے کے بعد وہ ایک چٹان پر چڑھ گیا! اس کے باسیں شانے سے رانقل لکھی ہوئی تھی اور دابنے ہاتھ میں ریو اور تھا۔

”تم کون ہو!... اور کہاں جا رہے ہو!“ اس نے ایک بار پھر قالے پر اپنی سی نظر ڈال کر کہا!

عمران اور صدر کے علاوہ اور کوئی بھی نہ سمجھ سکا! یہ سوال شکراہی ہی زبان میں کیا گیا تھا! عمران آگے بڑھا اور اپنے دونوں ہاتھ اخھائے ہوئے بولा! ”ہم شاکر راہ بھک گئے ہیں! ہمیں سرخان جاتا ہے!“

”کیا تم سرخانی ہو!...؟“ ”نہیں.... مقلاتی!...“ عمران نے جواب دیا! ہم سرکس والے ہیں اور ہمیں سرخان میں طلب کیا گیا ہے!“

”سرکس!“ وہ جانے کیوں نہیں پڑا اور اس کی اداں آنکھوں میں چمک کی لہرانے لگی! اوسی ہی جیسی اکثر کھیل تماشوں کے شائق بچوں کی آنکھوں میں اس وقت نظر آتی ہے، جب غیر متوقع طور پر ان کے سامنے ان کی کوئی پسندیدہ تفریجی چیز آجائے!

”میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم سرکس والے ہو!“ اس نے کہا! ”تمہارے ساتھ جانور ہیں!“ اس نے ریچپوں اور بڑے بالوں والے کتوں کی طرف اشارہ کیا!...“

”بڑی مہربانی ہو گی اگر تم ہمیں سرخان کار است بتاؤ!...“ عمران نے بجا جت سے کہا! ”وہ کچھ دیر سوچتا ہا پھر بولا!“ ”ٹھہرو!... میں ابھی جواب دیتا ہوں!“ پھر وہ چٹان سے اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا!

”سیا کر رہے ہو تم...!“ جو لی عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی! ”بگو اس مت کرو! خاموش رہو!“ عمران غریباً جو لیا سہم گئی! عمران نے آج تک ایسے لمحے میں اس سے گھنگو نہیں کی تھی! وہ چپ چاپ پیچھے ہٹ گئی دوسری طرف وہ آدمی اپنے ساتھیوں سے کچھ کہہ رہا تھا! اور ان میں سے کچھ بڑے پر جوش انداز میں سر ہلا رہے تھے! پچھے دیڑے بعد وہ پھر اس چٹان کی طرف واپس آگیا!

”تم لوگ بغیر ابارت شکراہ کی حدود میں داخل ہوئے ہو...!“ اس نے ہاتھ اخھا کر بلند واز سے کہا! ”اس نے تمہیں اس کی سزا بھکتی پڑے گی!“

”مگر ہم بے قصور ہیں سردار!“ عمران نے روشن صورت بنا کر کہا! ”اگر ہم شکراہ کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں تو یقین کیجئے کہ ہم راہ بھکتے ہیں!... وہ آپ مالک ہیں! جو سزا چاہیں دیں!...“

”وہ ہنسنے لگا— اور بولا!“ ”ڈرو نہیں! یہ سزا ایسی نہیں ہو گی جس کیلئے تمہیں روتا اور گڑ گڑتا پڑے!“

”آپ مالک ہیں!“ عمران نے بے لمبی سے کہا!

”ہم تمہیں... اپنی بستی میں لے جائیں گے— اور تمہیں وہاں ہمارا اول بہلانا پڑے گا!“ عمران نے بڑے مغموم انداز میں سر ہلا کر کہا! ”مگر ہم صرف پیٹ کے لئے اپنی زندگیوں کو خطرے میں ذات لئے ہیں سردار!“

”اوہ— تمہیں بہت کچھ ملے گا! وہ بھک منگ سرخانی تمہیں کیا دیں گے!“

”تب پھر ہم سر کے بل چلیں گے سردار... میں نے شکراہ کے سرداروں کی فیاضیوں کے تذکرے بہت سنے ہیں!...“

”اچھا تو... بڑھاؤ... اپنے آدمیوں کو!...“ وہ دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا چٹان سے نیچے اتر آیا اور سواروں نے اپنی رانفلیں جھکا دیں!... عمران نے اپنے ساتھیوں سے ہاتھ نیچے گرانے کو کہا! صدر انہیں گفتگو کا حصل بتا رہا تھا اور ان کے چہرے کھلتے جا رہے تھے۔ اب جو قافلہ چلا تو ان کے قدم ست نہیں تھے!

سواروں کا سردار عمران سے گھنگو کرتا ہوا چل رہا تھا!

”کیا سب مقلاتی ہیں!...“ اس نے پوچھا!

”نہیں! صرف میں مقلاتی ہوں! اور یہ لوگ مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلق رکھتے ہیں!“ میں نے بڑی محنت سے یہ سرکس ترتیب دیا ہے!... بڑی محنت سے سردار... اپنی ساری زندگی اس پکڑ میں بر باد کر دی!... میں شوق ہی تو ہے!“

”تم مالک ہو سرکس کے!...“

”ہاں سردار!...!“

”تم شکراہی بہت اچھی طرح بول سکتے ہو!“

”ہاں سردار!... میں کئی زبانیں بہت اچھی طرح بول سکتا ہوں!“ اگر نہ بول سکوں تو میں

پچھلے دنوں کے دشوار گذار اور سخت دروں میں ڈولیاں بیکار ہو گئی تھیں! اور انہیں وہیں
غاروں میں اختیاط سے چھپا دیا گیا تاکہ واپسی کے سفر میں بشرط حیات کام آسکیں!
”واقعی تم نے کمال کر دیا!“ جو لیا کہہ رہی تھی!
”تو پھر اب میں امید رکھوں۔“
”کیسی امید؟“
”کہیں نہ کہیں نیزی شادی ضرور کر دو گی.....!“
” عمران میں پچھلی رات ہوش میں نہیں تھی! مجھے بڑی شرمندگی ہے!“
” یہ پچھلی رات کب ہوئی تھی! مجھے قویاد نہیں ہے!“
پھر جو لیا نے وہ بات ہی اڑادی اور آئندہ کی ایکسوں کے متعلق گفتگو کرنے لگی!

۱۲

یہ بستی کج چج عجیب تھی!... ہر لحاظ سے انہیں عجیب یوں لگی کہ انہوں نے اب تک اس
کے متعلق جو کچھ بھی ساتھا دہ اس کے بر عکس تھی!... یہاں چاروں طرف جھوٹے جھوٹے
مکانات کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے.... اور شاید ہی کوئی ایسا مکان رہا ہو جس کے سامنے ایک
چھوٹا سا با غچہ نہ ہو! وہاں کے باشدے بھی بڑے صاف سترے تھے! آہستہ آہستہ چلے والے
حلیم لوگ! بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بستی کے سارے مردوں نے انہوں کی
چسکیاں لگا رکھی ہوں!

ان کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی جگہ بیٹھے بیٹھے اٹھنے کے ارادے میں بھی وہ پندرہ
منٹ صرف کر دیتے ہوں!.... معمولی حالات میں انتہائی کامل اور سست معلوم ہوتے ہیں!....
لیکن ان کی عورتیں ان کی ضد تھیں!.... بڑی تیز و طرار!... جسموں کا ریشریشن تھرکتا
معلوم ہوتا! البتہ ان کا انداز شوخ بچکوں کا ساتھا!... ابھی تک عمران کی نظروں سے ایک بھی
اسیی عورت نہیں گزری تھی جس کی آنکھوں میں اے جنسی تفکی کی جھلکیاں ملتیں!.... وہ
کھیل تماشوں اور راگ رنگ کی شائق ضرور تھیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ فرمائیں گے رہا ہوں اور
اطاعت شعار یویاں بھی تھیں!....

ان کے لئے یہ خبر بڑی فرحت انگیز تھی کہ ان کے مرد کہیں سے سر کس والوں کو پکڑ لائے
ہیں!.... عمران خصوصیت سے شہزادی کا مہمان تھا!.... اس نے اسے ان چھوولدار یوں میر

اپنا یہ پیشہ ایک دن بھی نہیں جاری رکھ سکتا!“
”نمیک ہے....! آج کل ملاقات کا کیا حال ہے! تھہار اخان تو بہت بوڑھا ہو گیا ہو گا!“
”مگر ہمتوں جو انوں کی سی رکھتا ہے.... سردارا!“
”ہاں.... آں.... میں نے پچھن میں اسے دیکھا تھا!“
”اس وقت تو وہ شیر بہر معلوم ہوتا ہو گا!“
”اس میں شک نہیں ہے!“
”کیا میں سردار کا نام پوچھ سکتا ہوں!“
”شہزاد کوئی! اور تمہارا!....“
”میرے والدین نے میرا نام صفت شکن رکھا تھا! مگر میں بہت ڈر پوک ہوں کہی بھی نہیں
مار سکتا!“

شہزاد ہنسنے لگا! عمران سر ہلا کر بولا!—! میں جھوٹ نہیں کہتا سردار یہ حقیقت ہے!
”قابلہ چلتا رہا!— ایک بار شہزاد کا گھوڑا آگے بڑھ گیا! اور عمران نے اپنے خپڑ پر چمیاں بر سانی
شروع کر دیں، لیکن اس کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا! اس طرح ذینی کی وہ آرزو پوری ہو گئی، جو
بہت دیر سے اسے بے چین کئے ہوتے تھی!....
”بانتا ہوں ماسٹر!“ وہ دبے ہوئے جوش کے ساتھ بولا! ”جگت استاد ہو! جو کچھ کہا کر دکھایا!
ہم ایک خپڑ بھی ضائع کئے بغیر شکراں جاری ہے ہیں!“
”جہاں حکمت عملی سے کام بنتا ہو! وہاں طاقت نہ صرف کرنی چاہیے بلکہ اسے کسی دوسرے
موقع کے لئے اختیاط نے رکھنا چاہیے! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!“
”نہیں ماسٹر تم بعض اوقات مجھے جیسے پرانے شکاری کو بھی متھیر کر دیتے ہو!“
”اب بہت زیادہ مختار ہے کی ضرورت ہے ذینی! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم لوگ شکراں
نہیں بول سکتے!“

”یقیناً! اچھی بات ہے ماسٹر اپنے نہیں کب زبان سے کیا نکل جائے!“
”اپنے آدمیوں سے کہہ دینا شکراں عورتوں کے پکڑ میں نہ پڑیں..... وہ بہت شوخ اور
ہنوز ہوتی ہیں! ہو سکتا ہے ہمارے آدمی کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائیں! وہ زندہ دل ضرور ہوتی
ہیں مگر آوارہ نہیں۔“

میں انہیں تاکید کر دوں گا.... لیکن آپ کے آدمی بہت خود سر معلوم ہوتے ہیں!
”خیر انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ غلط اخلاخ ہوا قدماں شکراں میں قبر ہی کی طرف لے جاتا

نہیں رہنے دیا۔ جو قافلے والے اپنے ساتھ لائے تھے! ایک ح میدان میں چھولداریاں نصب کر دی گئی تھیں! اور قافلے وہیں اتر پڑا تھا۔

شہباز راستے ہی میں عمران سے بے تکلف ہو گیا تھا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عمران ہی اس سے بے تکلف ہو گیا تھا! ظاہر ہے اگر عمران اس کے موقع نہ پیدا کرتا تو شہباز کی بے تکلفی کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا! قافلے والوں کا انتظام ہو جانے کے بعد وہ اسے اپنے گھر لیتا چلا گیا تھا!... یہاں تین چھوٹے کمرے تھے جن کی دیواریں پتھروں کی تھیں اور چھتیں پھوس کی جن کی اوپری سطح پر شہباز کے بیان کے مطابق کھالیں منڈھی ہوئی تھیں۔

”کھالیں ہی ہماری دولت ہیں!“ اس نے کہا ”ہم اناج کے عیوض تمہیں کھالیں دے سکتے ہیں، جوانہرات کے عیوض نہیں!“

”آپ یہاں تھا رہتے ہیں!...“ عمران نے پوچھا۔

”میں اس کا عادی ہوں۔“ ہر آدمی کو ہونا چاہئے اگر گھر میں کوئی عورت موجود ہو تو ہر اعتبار سے آدمی کے جسم میں گھن لگ جاتا ہے۔ اس لئے اس گھر میں کبھی کوئی عورت نہیں آئے گی!“

”بڑا چھا خیال ہے....!“

”تم مجھ کہہ رہے ہو! یا یو نہیں!...“ دوسرے لوگ تو میرے اس خیال کی تائید نہیں کرتے!“

”وہ غلطی پر ہیں! عمران سر ہلا کر بولا!

”اچھا تم بھوکے ہو گے اور ہاں اس کمرے میں چولہا ہے... ایسے ہن ہے سرخ ذبے میں اٹھے ہوں گے!... اور لکڑی کے صندوق میں آتا!... لیکن تم چائے کو ہاتھ نہ لگاؤ گے کیوں کہ اس کے لئے ہمیں زردری گستان کا کچھ حصہ پار کرنا پڑتا ہے... زردری گستان... جہاں موت گبوؤں کی شکل میں چکراتی اور چنگماڑتی پھرتی ہے!“

”چائے پینے سے مجھے زکام ہو جاتا ہے! اس لئے میں کبھی نہیں پیتا۔“

”تب تم ایک بہت اچھے مہمان ہو! نہیں یہاں رہو!“ شہباز ہنسنے لگا! سفید دانتوں کی قطار سے درندگی جھلک رہی تھی!

وہ ایک دن کی تو تھکن تھی نہیں کہ دو چار گھنٹوں میں دور ہو جاتی! قافلے والے جو جیں سے لیئے ہیں تو انہوں نے دوسرے ہی دن کی تحری!... نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کی سدھ!... پھر اگر ان کے ساتھ صدر نہ ہوتا تو شاید وہ پاگل ہی ہو جاتے!... کیونکہ لوگ جو حق در جو حق آکر ان سے سر کس کے متعلق پوچھتے اور کچھ اس انداز میں پوچھتے کہ ان کی روحلیں فنا ہو جاتیں!

مفہوم وہ سمجھ نہیں پاتے تھے!...
لنجھ سے انہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے مارڈا لئے کی دھمکیاں دے رہے ہوں...! جب صدر انہیں بتاتا کہ وہ تو پرے پیار سے تمہاری خیریت پوچھ رہے ہیں تو ان کے حواس ٹھکانے ہوتے... تین دن تک وہ آرام کرتے رہے!... اور پھر ایک شام ان لوگوں نے اپنے کرتب دکھائے، جو خاص طور سے سر کس ہی کے لئے ساتھ لائے گئے تھے!... اور انہوں نے ایک ہی شو میں کافی دولت کمائی!... یہ تقریباً ایڑھ پوٹھ چائے تھی!... اور اسے بھی شہباز بڑی حریص نگاہوں سے دکھے رہا تھا!... عمران جب اسے سمیٹ کر ایک طرف رکھ چکا تو اس نے ایک خندی سانس لے کر کہا! ”اگر تم ایک ہفتہ بھی یہاں ٹھہرے تو کافی دولت مند ہو کر واپس جاؤ گے!—؟“

وہ دونوں ایک چھولداری میں تھا تھے!... عمران نے چائے کے دو حصے کے اور ایک حصہ اس کی طرف بڑھا دیا!

”میا؟“ شہباز نے حیرت سے کہا پھر نہ کر بولا! ”تم مذاق کر دو ہے ہو!“

”نہیں دوست!“ عمران نے سمجھ دیگی سے کہا! ”میں دوسروں کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں! یہ تو صرف چائے ہے ادنیا دی دولت جو محدثے میں چھپنے کے بعد بھرم ہو جاتی ہے...“

”تم سمجھ دیگی سے کہہ کہے ہو!“ شہباز کی حیرت اب بھی برقرار تھی!

”ہاں دوست!... بالکل سمجھ دیگی سے!“

”پھر سوچ لو اتنی چائے کے عرض تمہیں میں کھالیں مل سکتی ہیں!“

”نہیں ہزار کھالیں تم پر شادر کر سکتا ہوں! آج کل تم جیسے دوست کہاں ملتے ہیں!“

”تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو!“ شہباز یک بیک گزر گیا!... ”میں چھر اماد کر تمہاری آنسوں باہر نکال لوں گا!“

عمران اپنا پیٹ کھوکھ کر کھڑا ہو گیا اور مسکرا کر بولا! ”پیارے سردار شہباز کے ہاتھوں مرنا میں بے حد پسند کروں گا!“

پھر کھونے پر وہ غصے ہی کی حالت میں ہس پڑا... پھر کچھ دیر تک خاموشی سے عمران کو گھوڑتے رہنے کے بعد بولا! ”کیا تم اپنے سر کس میں سخزے کی حیثیت سے کام کرتے ہو!“

”ہاں بھی بھی!...“ عمران نے سر ہلا کر کہا!

شہباز نے آدمی چائے سمیٹ کر اپنے قبضے میں کی اور پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک آدمی چھولداری میں کھس آیا!... یہ بھی شہباز ہی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر جب

”چپ رہو!... شہباز اسے مکا کھا کر بولا!“ پلواب مجھے! آئندہ آدمی ہے!
وہ دونوں گھر کی طرف روانہ ہو گئے! راستے میں عمران نے پوچھا! ”غار والا کون ہے!
ایک خمیش جس کے جسم میں سور کی روح موجود ہے!
”برآ آدمی ہے....؟“ عمران نے پوچھا!

”بہت برآ!... اسے کچھ بھی نہیں کرتا پڑتا پھر بھی اس کے سامنے دولت کے انبار لگے رہتے ہیں! نہ وہ مویشی پالتا ہے اور نہ کبھی گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اس کے سامنے کھالوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔“

”جادو گر ہے....!“

”جادو گر ہی سمجھ لو!... میں تمہیں بتاؤ!... اس نے ہمیشہ مفت کے بلکلے توڑے ہیں!
آج سے پانچ سال پہلے ہم اس پر ترس کھا کر اس کا پیٹ بھر دیا کرتے تھے اور وہ ہمیں ترقی و خوشحالی کی دعائیں دیا کرتا تھا!... پھر اچانک وہ ہم سب سے زبردستی اپنا حق وصول کرنے لگا!... نہ جانے کیسے اس نے شکرال کے چھٹے ہوئے بد معاشوں سے ساز باز کر لی!... وہ لئکی حفاظت کرتے ہیں اور وہ شکرال کے سارے علاقوں سے خراج و صول کرتا ہے اس کے آدمی کہتے پھرتے ہیں کہ اس کی مشینی میں موت و حیات ہے!... اس کی برکت سے شکرال میں مائیں زر بچوں کو جنم دیتی ہیں!... اور اس کا غصہ موت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے!... اس کے قبضے میں آہماں پر چکنے والی بجلی ہے!... وہ جب چاہے جس وقت چاہے پوری پوری بستیوں کو جتا رکھتا ہے!
”واہ بھی!... خدا کا دعویٰ کر جیھا ہے!“ عمران بڑا بڑا!

”نہیں وہ کہتا ہے کہ خدا نے اسے برائیاں دور کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے!...
”آہا تو پیغمبر ہے....!“

”کوئی بھی ہو! لوگ اس سے خوف کھانے لگے ہیں! اس سے نہیں! بلکہ ان پر اسرار قوتوں سے جو اس کے قبضے میں ہیں! ہم شکرالی صرف گھوڑے کی پشت ہی پر مرتا پسند کرتے ہیں! خواہ ہمارے ہاتھ میں پسند و قوت ہو خواہ تکوار! ہم ہر وقت موت کے استقبال کے لئے تیار رہتے ہیں! مگر وہ موت نہیں پسند نہیں ہے جو غار والے کی طرف سے ہم پر نازل ہوتی ہے!
”وہ موت کسی ہوتی ہے دوست!“ عمران نے آہستہ سے پوچھا!

”یہی کہ آدمی رات کو سوئے اور اسی بستر سے اس کی لاش اخھانی پڑے!
”کیا یہ اکثر ہوتا ہے....“

سے لو ہے کا ایک چھوٹا سا حلقة نکال کر اسے دکھاتا ہوا بولا! اس کے نام پر میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم ان لوگوں کو بیہاں کس کی اجازت سے لائے ہو....!
”کیا اس خطے میں کوئی مجھ سے بھی زیادہ طاقت در ہے!“ شہباز زمین پر جید خیج کر دہلاز!...!

”ہاں یقیناً.... وہ جو غاروں میں رہتا ہے۔ جو مویشی نہیں پالتا پھر بھی اس کے سامنے کھالوں کے انبار لگے رہتے ہیں اور جس پر زرد ریگستان کی ریت کا ایک ذرہ بھی آج تک نہیں پڑا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ چائے پی سکتا ہے۔ وہ جس کے ایک اشارے پر تم سب موت کے گھاث اتارے جاسکتے ہو!
”جاو!...!“ شہباز دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا! اسے علم ہے کہ مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواد نہیں! اس سے کہہ دیتا کہ اگر اس نے اس آبادی کی طرف نظر بھی اخھانی تو پورے شکرال میں خون کی ندیاں بیہیں گی!....“

”تم غلط فہمی میں جتنا ہو شہباز!“ وہ آدمی طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولا! اس بستی کا ایک کتا بھی تمہارا استھن نہیں دے گا! غار والے کا نام سنتے ہی ان کے اجداد اپنی قبروں میں کرو میں بد لئے لگیں گے!
”میں اکیلا ساری بستی کو لالکار سکتا ہوں! تم دفع ہو جاؤ!“

”اچھی بات ہے!“ وہ اسے کینہ توڑ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا!
”آدمی چائے آپ لے جیجے!“ آخر اس میں خا ہونے کی کیا بات ہے!“ عمران جلدی سے بول پڑا اور شہباز سے اس طرح گھونے لگا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔
”وہ اپنی خوشی سے دے رہا ہے!...!“ تم دھنیل انداز نہیں ہو سکتے!... وہ آدمی چائے کی پوٹلی پر ہاتھ رکھتا ہوا شہباز سے بولا! اور عمران نے پھر جلدی سے کہا ”جی ہاں... جی ہاں... شوق سے.... آپ ہی کی ہے....!“

وہ آدمی پوٹلی کو اٹھا کر چھوڑ داری سے باہر نکل گیا!
”تم بالکل گدھے ہو.... بالکل احق!....“ شہباز دانت چیز کر بولا۔
”کیوں سردار!... نہیں میں نے اچھا کیا! خواہ مخواہ آپ دونوں میں لڑائی ہو جاتی!
”ارے!... وہ!... گیدڑ!... مکار!... اس کی جمال تھی۔ اس کا غار والے سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے کہیں سے ایک کنالی مل گئی ہے اور وہ اسی طرح لوگوں کو دھمکیاں دے کر اپنا پیٹ پالتا ہے!
”اب میں کیا جانوں!... میں سیمحاتھا شاندہ بھی کوئی سردار ہے!
”

”ہاں!... جس پر بھی غار والے کا عذاب نازل ہوتا ہے اس کا یہی حرث ہوتا ہے!“
 ”یعنی وہ اسے پہلے ہی سے اس کی موت کی اطلاع دے دیتا ہے!“ عمران نے پوچھا!
 ”ہاں وہ کہتا ہے کہ تم فلاں دن کا سورج نہ دیکھ سکو گے۔ اور پھر تم بچ مجھے اس صبح کا سورج
 نہیں دیکھ سکو گے!... دوسرا کو تمہیں تمہارے بستر سے اٹھانا پڑے گا!“
 ”میا آج تک کوئی بھی نہیں بچ سکا! نیرا مطلب ہے ایسا آدمی جس کے متعلق اس نے
 بیشین گوئی کی ہو!“

”دوسروں کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا! لیکن ایک بار میں ہی بچ کا ہوں!“
 ”وہ کیسے!“

”ارے تم تو دماغ چاٹنے لگے! شہباز جھنگلا گیا!“ بس اب خاموش رہو! گھر پہنچ کر بتاؤں
 گا!“

عمران خاموش ہو گیا! وہ دونوں گھر پہنچ کھانا کھایا اور شہباز چائے کے لئے پانی رکھ کر مکراتا
 ہوا عمران کی طرح مڑا! ”یار صف شکن! تم مجھے اکثر یاد آیا کرو گے! پتہ نہیں کیوں میں تم سے
 بہت منوس ہو گیا ہوں...!“

”یہی حال میرا بھی ہے سردار شہباز!“ عمران نے سر ہلاکر کہا! ”مگر تم ایک بار غار والے کی
 بد دعا سے کیسے بچتے!“

”میں نے وہ رات بستر کے بجائے گھوڑے کی پیٹھ پر گزاری تھی!“
 ”پھر... اس کے بعد کیا ہوا...?“

”کچھ بھی نہیں... پھر وہ شائد اس کے متعلق بھول ہی گیا تھا!“
 ”لیکن اس نے تمہیں بد دعا کیوں دی تھی!“

”میں نے ایک کٹالی والے کو مار ڈالا تھا!“
 ”کٹالی والا... میں نہیں سمجھا...“

”ابھی جو تم سے چائے ایشٹے لے گیا کٹالی والا ہی بن کر آیا تھا! ہر بستی میں دو چار کٹالی والے
 رہتے ہیں! یہ دراصل اسی غار والے کے آدمی ہیں! تم نے دیکھا تھا کہ نہیں! اس نے لوہے کا ایک
 چلانکاں کر مجھے دکھایا تھا وہی کٹالی ہے۔ غار والے کا نشان! لوگ کٹالی والوں سے ڈرتے ہیں! اگر
 دو آدمی کہیں لڑ رہے ہوں اور کوئی کٹالی والا پہنچ جائے تو وہ اس طرح ایک دوسرا سے الگ
 ہٹ جائیں گے جیسے کسی غیبی طاقت نے انہیں الگ کر دیا ہو! ہاں تو ایک بار میں بھی ایک آدمی
 سے الگ پڑا تھا!... ایک کٹالی والا ہماری طرف بڑھا پہلے میں نے اسی کو ختم کر دیا پھر اس

دوسرے آدمی کی ٹانگیں چیر ڈالیں!... تم شراب نہیں پیجے کیا!“

”نہیں!“ عمران بولا ”کیا شراب تمہیں آسانی سے مل جاتی ہے!“

”شراب تو شکر الہی میں بنتی ہے! وہ ہمیں باہر سے نہیں مل گوانی پڑتی!... بلکہ ہم خود باہر
 والوں کو شراب دیتے ہیں اور اس کے عوض ان سے بندوقیں، کارتوس اور روپور لاتے ہیں!
 شکر الہی کی شراب تمہیں ساری دنیا میں نہیں ملے گی!... وہ پہنچتے ہوئے دودھ کے پانی اور
 انگور کے لہن سے تیار کی جاتی ہے!“

”محضے اس غار والے کے متعلق بتاتے رہو شہباز!...“

”میا اس کا تذکرہ تمہیں اچھا لگاتا ہے!“ شہباز نے غصیلے لہجے میں پوچھا!

”نہیں اس سے نفرت معلوم ہوتی ہے! مگر وہ مجھے عجیب لگتا ہے! کیا تم عجیب قسم کی باتیں
 سننا پسند نہیں کرو گے!“

”اگر وہ نفرت انگیز ہوں تو میں انہیں سننا پسند نہیں کروں گا!“

عمران خاموش ہو گیا! پھر کچھ دیر بعد شہباز چائے لایا! عمران سورج رہا تھا کہ مطلب کی گفتگو
 چھیڑے یا نہ چھیڑے.... ہو سکتا ہے شہباز ہی اس سازش کا سراغنہ ہو جس کی کڑیاں اسے اپنے
 ملک میں ملی تھیں! اور جن کی بناء پر اسے شکر الہی سفر کرنا پڑا تھا!

آخر شہباز خود ہی بولا! ”میں اس کا نفرت انگیز تذکرہ ضرور کر دیا! تاکہ اس وقت تک
 میرے سینے میں اس کے خلاف اگ بھر کتی رہے جب تک کہ میں اسے مارنے والوں اور فریگوں
 کا دوست ہے صاف شکن! اور ہم نے آج تک اپنی سر زمین پر کسی فریگی کا ناپاک وجود نہیں
 برداشت کیا! اب یہاں فریگی آتے ہیں اور ان کے پاس کٹالیاں ہوتی ہیں! اور ان کٹالیوں کی وجہ
 سے کوئی ان پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں کرتا!... فریگوں نے اپنی عورتیں اسے پیش کی ہیں!
 اس کے پاس کئی فریگی عورتیں ہیں، جو اس کے ساتھ غاروں میں رہتی ہیں!“

عمران کی دلچسپی بڑھ گئی تھی! اس نے کہا! ”اور واقعی وہ تمہاری سر زمین کو ناپاک کر رہا ہے!
 میں نے شکر الہی کے متعلق ساختا کہ وہاں کے لوگ بڑے غیور اور خوددار ہیں! مگر اب تمہاری
 عورتیں دوغلے بچے جنسیں گی!“

”میا بکتے ہو!“ شہباز چائے کی پیالی فرش پر پڑھ کرھڑا ہو گیا، اس کا ہاتھ روپور کے دستے پر
 تھا!....

”میں تھیک کہہ رہا ہوں! جہاں فریگوں کے قدم جاتے ہیں! وہاں بد چلنی اور آوارگی پھیلتی
 ہے! عورتیں نگی ہو کر ناضپتے لگتی ہیں اور مرد ڈر کے مارے اپنا منہ پھیر کر کھڑے ہو جاتے
 ہے!“

جو کسی موقع پر بھی پچھے نہیں ہٹلے گے! وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ فرنگیوں سے کس طرح جگ کرنی چاہئے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارا ساتھ دوں گا!

”نہیں!—!“ شہباز کے لمحے میں جرت تھی!

”ہاں.... دوست....! مرد کی زبان ایک!“ عمران اس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا!

شہباز اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کھڑا ہو گیا!

”اچھا دوست! تم دیکھو گے کہ میں کس طرح شکرال کے لئے جان کی بازی لگاتا ہوں۔ میں اس ضرغام کو ہی کا بیٹا ہوں جس سے سارا شکرال تھرا تھا!.... کر انفال ملاقات اور سرخان والے اس کے نام سے کامنے تھے! تمہارے تیور کہتے ہیں کہ تم بھی صفت شکن ہی ثابت ہو گے۔ تمہارے باپ کا کیا نام تھا!....

”سبحیدہ خان حجاج.... وہ بہت احتیاط سے سارے کام کرتا ہے اور کسی دن بہت احتیاط سے مرجائے گا!“

”میں نے آج جک مقلاق کے کسی سبحانی خان کا نام نہیں سنایا!“

”نہ سنتا ہو گا!.... وہ کوئی مشہور آدمی نہیں ہے!.... لیکن میرے لڑکے ضرور بڑے فخر سے کہہ سکیں گے کہ وہ صفت شکن کے بیٹے ہیں!....“

”اچھا دوست.... اب مجھے نیند آ رہی ہے۔“ شہباز منہ پر ہاتھ رکھ کر جماہی لیتا ہوا بولا!

عمران کچھ بھی نہ بولا!.... وہ اب خود بھی اپنے بستر پر لیٹ چکا تھا ان کا بستر بھی عجیب تھا!.... فرش پر ایک پنک کی جگہ کھیرے ہوئے لکڑی کی ایک ایک فٹ اوپنجی دیواریں کھڑی تھیں اور ان کے درمیان میں چڑے کے آرام دہ گدیلے پڑے ہوئے تھے!

۱۳

پہنچنے والے کوئی کوئی کھل گئی حالانکہ کمرے میں داخل ہونے والے بہت احتیاط سے داخل ہوئے تھے۔ یہ تعداد میں چار تھے اور ان کے ہاتھوں میں رویالور بھی موجود تھے! عمران اچھل کر پیٹھے گیا!

”خبردار.... چپ چاپ پڑے رہو!....“ ایک نے گرج کر کہا۔ شہباز بھی جاگ پڑا اور اس کی بھی وہی حالت ہوئی جو عمران کی ہوتی تھی!

”تم تو بالکل ہی خاموش پڑے رہو!“ ایک آدمی نے اپنی جیب سے لوہے کا چھوٹا سا حلقة نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کے رویالور کا رخ شہباز کے سینے کی طرف تھا!....

”آہیں!“ خاموش تم اپنا منہ بند رکھو! ورنہ!.... اس نے رویالور ہولشر سے کھینچ لیا تھا!

عمران کے سکون اور اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا! اس نے معموم لمحے میں کہا!“ دوست! تم میرے دوست ہو، میں تمہارا ہی نہیں بلکہ پورے شکرال کا دوست ہوں! مجھے بھی ان فرنگیوں سے بڑی نفرت ہے، جو عورتوں کو دو غلے پچے پیدا کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ شکرال میں فرنگی آنے لگے ہیں تو میں اب یہاں سے زندہ واپس نہیں جاؤں گا!

”شہباز سے رکھ لو!.... میرے سینے میں دل کی بجائے ایک بہت بڑی چیز ہے...!“ شہباز چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس نے رویالور ہولشر میں رکھ لیا! عمران اطمینان سے چائے پیتا رہا! شہباز اپنا ہونٹ دانتوں میں دبائے فرش کی طرف دیکھ رہا تھا!

”پروانہ کرو!.... اگر تم اسی وقت اس کے غاروں میں گھنسنا چاہو تو میں تمہارا ہاتھ بنانے کے لئے تیار ہوں!“ عمران نے کہا!....

شہباز نے اسے غور سے دیکھا اور بولا!“ ہم دو آدمی کیا کر لیں گے! میرے پاس پچاس جوان ہیں، جو میرے ایک اشارے پر آندھیوں کے رخ موز کلتے ہیں! لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کے علاقے میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کرے گا!.... وہ سبھی ان دیکھی موت سے ڈرتے ہیں۔!

”لیاں نہیں نے تمہیں موت سے بچتے نہیں دیکھا تھا!“

”دیکھا تھا!.... مگر وہ اسے محض اتفاق سمجھتے ہیں!“

”اور تم کیا سمجھتے ہو....!“

”میں سمجھتا ہوں کہ اس سود کے پاس غیری قسم نہیں ہیں! وہ جسے بھی بد دعا دیتا ہے اسے زہر دلوادھتا ہے!.... میں نے اس دن کچھ بھی نہیں کھایا پیا تھا جس دن مجھے اس کی بد دعا کی اطلاع ملی تھی۔ اور رات بستر پر بسر کرنے کے بجائے گھوڑے پر بسر کی تھی!“

”میں تم سے سو فیصدی متفق ہوں!“ عمران نے سر بلاؤ کر کہا ”فرنگیوں کے ہتھنڈے اسی قسم کے ہیں! مگر شہباز تم بہت چالاک ہو اور مجھے یقین ہے کہ غار والا تمہارے ہی ہاتھوں سے مارا جائے گا!“

شہباز کا چہرہ کسی ایسے بچے کے چہرے کی طرح کھل اٹھا جسے کوئی غیر متوقع خوش خبری ملی ہو!

”تم آدمیوں کی پروانہ کرو۔“ عمران کہتا رہا!“ میرے پاس بہترین قسم کے جنگجو آدمی ہیں،

”تم کیا چاہتے ہو!“ شہباز آنکھیں نکال کر بولا!...
”ہم اسے غار والے کے پاس لے جائیں گے۔! اگر تم دخل دو گے تو ہمیں یہی حکم ملا ہے کہ
تمہیں قتل کر دیں!“

”ارے یارو! کیوں ڈرتے ہو!....“ عمران احتقانہ انداز میں بولا!“کل رات کی چائے تم
چاروں میں برادر تقسیم کروں گا....!“

”چپ رہو!....“ شہباز دھڑا!“ تم سمجھے بوجھے بغیر اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتے....!
”غار والاتم لوگوں کی طرح چائے کا محتاج نہیں ہے!“ اسی آدمی نے برا سامنہ بنا کر کہا!“ تم
اجنبیوں کو یہاں کیوں لائے ہو....!“

”غار والاصفید سوروں کو یہاں کیوں بلاتا ہے!“ شہباز نے گرج کر پوچھا!...
”تم غار والے پر اعتراض نہیں کر سکتے! وہ بالک ہے....!“

”ہمارے ہی مکڑوں پر ملنے والا بھکاری آج ہمارا مالک بن گیا ہے! وہ تم جیسے خارش زدہ کتوں
کا مالک ہو گا میرا نہیں ہو سکتا! میں ضرخام کا بینا شہباز ہوں!“

”اور میں!....“ عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا!“ سنجیدہ خان مختار کا.... بب....
بب.... نئے!“

”نئے“ کے ساتھ ہی اس نے ایک کی ناگنگ پکڑ لی!.... اور جیسے ہی وہ بھکا عمران نے بڑی
پھرتی سے دونوں ہاتھوں پر روک کر دوسروں پر اچھال دیا!.... تین فائریک وقت ہوئے
اور اس چوتھے آدمی کا جسم چھٹلی ہو گیا!.... شہباز کے لئے بھی اتنا ہی موقع کافی تھا دوسرا
طرف سے اس نے ان پر چھلانگ لگائی!

اس غیر متوقع حملے نے انہیں بوکھلا دیا اور پھر ان میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ریوالور
رہ گیا۔ اس نے عمران پر فائر کیا! لیکن گولی پھوس کی چھت میں جا گھٹی اور پھر اسے دوسرے فائر
کا موقع نہ مل سکا۔ عمران نے نہ صرف اس کا ریوالور چھین لیا بلکہ خود اسے سر سے اونچا کر کے اس
زور سے ریوالور پر مارا کہ اس کی دوسری چیخ نہ سنی جا سکی!

دوسری طرف وہ دونوں شہباز سے لپٹنے ہوئے تھے۔ عمران نے ان میں سے بھی ایک کی
ناگنگ لی اور اس کا بھی وہی حشر ہوا جو دوسرے کا ہوا تھا۔ پھر شہباز نے چوتھے کا گلا گھونٹ کر مار
کر کر دی!.....

”اوے.... صف شکن!.... اوے صف شکن!“.... وہ عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا
بولا!“ یار تو آدمی ہے یا....!“

”وہ آگے بڑھ کر عمران کا بازو ٹوٹنے لگا اور پھر مکرا کر بولا!“ تو بھی بڑے باپ کا بینا معلوم
ہو گا ہے!“

”نمیں میرا باپ ساڑھے چار فٹ کا آدمی ہے!
”تب پھر اس کی روح بہت بڑی ہو گی۔“

”ان کا کیا ہو گا....!“ عمران نے لاشوں کی طرف اشارہ کیا!
شہباز نے قہقہہ لگایا! دیر تک ہنستا رہا پھر بولا!“ میں انہیں شادع عام پر ڈال دوں گا اور ان
لاشوں کے پاس ایک ایک آدمی ڈھول بجا بجا کر کہے گا کہ انہیں ضرغام کے بیٹے شہباز نے مار
ڈالا ہے۔ یہ غار والے کے آدمی تھے۔ ان کے پاس مقدس کثاثیاں تھیں.... ہاا! وہ کہے گا کہ
ضرغام کا بینا شہباز ان آسمانی بلاوں سے نہیں ڈرتا جو غار والے کے قبیلے میں ہیں۔ ایک دن وہ
اسے بھی اسی طرح مار کر کا اس گڑھے میں پھینک دیگا جس میں مردہ موئیں پھینکے جاتے ہیں!“

”اس سے کیا ہو گا شہباز!“

”میں دراصل اس بستی والوں کے دلوں سے غار والے کا خوف نکالنا چاہتا ہوں!“
”ٹھیک ہے! لیکن اگر وہ تمہارے مخالف ہو گئے تو....!“

”مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے....!“

”تم غلطی پر ہو دوست!...! تمہارا مقابلہ اس آدمی سے ہے جو فرمیگیوں کا دوست ہے اور تم
نہیں جانتے کہ فرنگی کتنے مکار ہوتے ہیں!“

”میں جانتا ہوں!“

”پھر تمہیں بھی لو مڑی کی طرح چالاک اور شیر کی طرح نذر ہونا چاہئے!“
”میں نہیں سمجھا!....“

”سنو! دوست!“ عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا!“ میں یہ نہیں کہتا کہ تم شجاعت
کے جو ہر نہ دکھاؤ!.... لیکن ذرا احتیاط!“....

”اوصف شکن! مجھے پہلیاں بوجھنا نہیں آتا! صاف صاف کہہ کیا کہنا چاہتا ہے....!
”میں بالکل صاف صاف کہوں گا! تم سنتے جاؤ! فرض کرو! اگر یہ فرنگی ایک گڑھے میں آگ
بھر دیں اور تم سے کہیں کہ اس میں کوڈ جاؤ! ورنہ ہم تمہیں بھاوار ضرغام کا بینا سمجھیں گے تو تم
کیا کر دے!“

”میں اپنے باپ کا نام اونچار کھنے کے لئے ضرور کوڈ جاؤں گا!“
”ہاا!“ عمران نے قہقہہ لگایا!“ تب تو وہ سیکی کریں گے اور شکرال کی عورتیں دو غسلے

پچھے...!

”چپ رہو، چپ رہو! اور نہ میں تمہاری گردن الا دوں گا!“

”اگر تم مر گئے تو یہی ہو گا، جو میں کہہ رہا ہوں!“

”پھر مجھے کیا کرنا چاہیے!“

”چالاک ہو!... اگر تم بھیڑ یے ہو تو بھیڑ کی کھال پہن لو! شجاعت اس وقت دکھاؤ جب

اس کی ضرورت ہو! اس طرح اگر دشمن تم سے زیادہ طاقت ور ہو اتاب بھی تم اسے مار لو گے۔“

شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! تم ٹھیک کہہ رہے ہو! پھر ان لاشوں کا کیا کیا

جائے!

”آؤ.... ہم انہیں دفن کر دیں....!“

”او بابا!...“ وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا ”زمین کھودنی پڑے گی!“

”تم فکر مت کرو! میں صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے انہیں دفن کر دوں گا!“

۱۲

دوسری صبح عمران وہیں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی اور دوسرے قافلے والے مقیم تھے۔

ان کا خوف اب کسی حد تک کم ہو گیا تھا۔ عمران نے وہاں پہنچنے میں جلدی اس لئے بھی کی تھی کہ

کہیں قافلے والے بھی اسی قسم کے کسی واقعے سے دوچار نہ ہوئے ہوں جیسا کہ پہلی رات اسے

پیش آچکا تھا۔ مگر اسے وہاں کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی!

ایکس ٹوکے پرانے ماتخوں نے اسے گھیر لیا!

”یہ بڑی غلط بات ہے عمران!“ جو لیا نے کہا ”تم ہمیں یہاں چھوڑ کر اس کے ساتھ چلے

جاتے ہو!“

”کیوں کیا یہاں میری موجودگی ضروری ہے!“

”قطعی ضروری ہے!“

”اچھی بات ہے! اب میں یہیں رہوں گا!“

جو لیا اسے غور سے دیکھ رہی تھی! عمران نے کچھ دیر بعد کہا ”ہمیں بہت مختار ہنا چاہئے!“

پھر اس نے پہلی رات کا واقعہ بتاتے ہوئے اس پر اسرار غار والے کی کہانی بھی سنائی!

”آہا! جو لیا بولی!“ تو ہم اس سازش کے سراغنہ تک پہنچ گئے ہیں! غیر ملکیوں سے اس کے

ربط و ضبط کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے!“

”ممکن ہے تمہارا خیال صحیح ہوا!... مگر تم لوگوں کی حفاظت کے لئے میں ابھی تک کچھ نہیں کر سکا!... تم سب بھی خطرات سے دوچار ہو پڑتے نہیں وہ کب تم پر آپڑیں! بستی والے اش پر اسرار آدمی سے خوفزدہ ہیں! لہذا وہ اس کی مرض کے خلاف قدم نہیں اٹھائیں گے!“ اگر انہیں اس کا شے بھی ہو گیا کہ ہماری وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہو سکتی ہے! تو وہ ہمیں فائدہ نہیں کر دیتے میں کوئی دفیق نہ اٹھا رکھیں گے!“

”میں تمہارے خیال کی تائید کرتی ہوں مگر وہ شہباز کیا بستی والوں پر اتنا بھی اثر نہیں رکھتا!“

”اٹھ تو رکھتا ہے۔ لیکن وہ آسمانی بلاوں کے خوف کے سامنے بے حقیقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شہباز ہی کومار ڈالیں جس نے غار والے سے جھگڑا مول لیا ہے!“

”پھر کیا صورت ہو گی؟“

”بس بھی کہ ہمیں ہر وقت ہوشیار رہنا چاہئے!“ عمران نے کہا! پھر لیغینٹ چوہاں سے بولا! ذرا بار بردار مزدوروں کو یہاں بالا لو!“

”کیوں کیا اسی وقت کوچ کا رادہ ہے!“

”مجھ سے غیر ضروری سوالات نہ کیا کرو!“ عمران نے غصیلی آواز میں کہا! اور لیغینٹ چوہاں چپ چاپ چلا گیا!

اب یہاں پہنچ کر ان میں اتنی بہت نہیں رہ گئی تھی کہ عمران کے حکم سے سرتاہی کر سکتے اور انہیں جس طرح چاہتا استعمال کر سکتا تھا! حد یہ ہے کہ تو یہ بھی اس کے مقابلے میں حد درج بجھا بجھا سارہ تھا! یہاں پہنچ جانے کے بعد اس نے پھر عمران سے ابھنخ کی کوشش نہیں کی تھی!

تحوڑی دیر بعد بار بردار مزدور آگئے! اور عمران نے ان کے سر گروہ سے کہا! ”اب وقت آگیا ہے! میرا خیال ہے کہ تم لوگ یہاں کی فضائے مرعوب نہیں ہوئے ہو گے!“

”ہم پوری طرح تیار ہیں جتاب! اور یہ تو وقت آنے ہی پر آپ کو معلوم ہو سکے گا کہ ہم مرعوب ہوئے ہیں یا نہیں!“

”سُو! اگر ایسا کوئی وقت آیا تو تم نہیں بہت آسمانی سے نکلتے دے سکو گے! ان لوگوں میں منظم طور پر جنگ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے! یہ جب بھی آئیں گے پھر ہوئے بھیڑیوں

کی طرح تم پر آئیں گے! اس وقت اگر ایک ذرا سادا غم غم خندار کھا جائے تو منشوں میں ان کی ایک پوری رجنٹ صاف کی جاسکتی ہے! کیا سمجھ!“

”مجھے گئے جتاب!“

عمران نے ٹرانسیور نکال کر بیلک زیر و سے رابط قائم کرنا چاہا۔ لیکن دوسرا طرف سے کوئی بوآں نہ ملا اور پھر یہ بیک اسے ایک خیال آیا۔ کہیں وہ ان لوگوں کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو! اور پھری رات کا واقعہ اسی کی بناء پر نہ ظہور پذیر ہوا ہو!

”کیوں؟“... جولیا سے شبے کی نظر سے دیکھتی ہوئی بولی!

”کچھ نہیں!... میرا خیال ہے کہ ٹرانسیور خراب ہو گیا ہے!“

”پھر اب کیا ہو گا؟“

”کچھ بھی نہیں!... میں دو دھپٹا بچہ نہیں ہوں کہ بات بات پر اس کے احکامات کا محتاج رہوں! میری کھوپڑی کی نندہ ہی سہی، لیکن چل جاتی ہے۔ تم فکر مت کرو۔“

”تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ تم ہی ایکس ٹون ہو؟“

”جولیا! کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے! کیا تم نے ٹرانسیور پر اس کی آواز نہیں سن تھی؟ کیا تم نے وہ دو لاشیں نہیں دیکھی تھیں؟“

جو لیا کچھ نہ بولی! اس کی آنکھوں میں پھر اسی قسم کی الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے جیسے پاگلوں کی طرح چینخانہ شروع کر دے گی۔ عمران کو بیلک زیر و کی فکر تھی اس لئے اس نے زیادہ گفتگو نہیں کی! پھر وہ چپولداری سے باہر جانے کا راہ وہ رہا تھا کہ لیفیٹیٹ چوپان بولکھلایا ہوا اندر داخل ہوا لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی بیساخت نہیں پڑا!

”یار.... عمران صاحب! اس مزہ آگیا....!“

”معنی....!“

”تو یور کو کچھ عورتوں نے گھیر لیا ہے اور اس کا دم لکلا جا رہا ہے! بھی جولیا اس وقت تم تو اس کی صورت ضرور دیکھ لو تاکہ کچھ دونوں تو سکون سے زندگی بس رک سکو!....“

جو لیا مسکراتی ہوئی انھی اور عمران بھی باہر نکل آیا!

حقیقتاً سے پچھے شکرائی لڑکیوں نے گھیر رکھا تھا اور تو یور کا چہرہ ہوا ہو رہا تھا!....

”اے تمہارا مقدمہ تو یور راجہ!“ عمران دانت پر دانت بجا کر بولا! ”مگر تم مرے کیوں جا رہے ہو؟“

”یہ گک.... کیا.... گک.... کہہ رہی ہیں!“ تو یور ہکلایا!

لڑکیاں دراصل اس سے کہہ رہی تھیں کہ وہ انہیں سر کے مل کھڑا ہو کر دکھائے۔ شائد ان کا خیال تھا کہ اس قافلے کا ہر آدمی سر کس والوں ہی کی طرح کرتے دکھا سکتا ہے!

”اے تو یور راجہ!.... وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں سر کے مل کھڑے ہو کر دکھاؤ اور پھری

”بس!... اسی لئے بایا تھا! اب تم لوگ جاسکتے ہو!...“ عمران نے کہا!

اُن کے پلے جانے کے بعد جولیا نے حیرت سے کہا: ”تم ان مزدوروں کو لڑاؤ گے۔“

”ہاں کیا کروں جب انہیں لڑنے کے علاوہ اور کچھ آتا ہی نہیں!“

”میرا مطلب!“

”یہ بہترین قسم کے تربیت یافتہ فوجی ہیں!“

”اوہ—!“

پھر عمران ڈینی ولسن کے پاس آیا اور اسے بھی خطرات سے آکاہ کرتا ہوا بولا ”وہ سردار جو ہمیں یہاں لایا ہے ہمارا دوست ہی ہے مگر ایک دوسرا سردار، جو اس سے زیادہ طاقت ور ہے یہاں ہماری موجودگی پسند نہیں کرتا اور واضح رہے کہ وہ لڑکی جس کی علاش میں ہم یہاں آئے ہیں اسی سردار کے بقیے میں ہے! لہذا تمہارے شکاریوں کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے!“

”وہ تیار ہی ہیں ماشر عمران! لیکن اس وجہ سے کچھ بد دل سے ہو گئے ہیں کہ یہاں کے باشندوں کی زبان ان کی کچھ میں نہیں آتی!“

”ہے! اُنی کیسی باشمی کر رہے ہو! کیا وہ یہاں کے باشندوں سے رشتہ قائم کرنے آئے ہیں؟“

”آپ میرا مطلب نہیں سمجھے! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس اجنبیت سے آتا گے ہیں!“

”آتا ہے اور چیز ہے! لیکن انہیں خائف نہ ہونا چاہئے!“

”وہ خائف نہیں ہیں ماشر!.... آپ مطمئن رہئے جب بھی ضرورت پڑی وہ آخری سانسوں تک لڑیں گے!“

”بس ٹھیک ہے....!“ عمران نے کہا اور پھر اسی چپولداری میں واپس آگیا جہاں جولیا میم

”کیوں!....“ جولیا نے ہنچنیں سکیٹ کر پوچھا!

”اہم!... کچھ نہیں!.... تم بتاؤ.... اٹر انسیور کہاں ہے!“

”میں نے اس پر ایکس ٹون سے رابط قائم کرنے کی کوشش کی تھی!.... لیکن کوئی جواب نہ ملا!“ جولیا نے عمران کو گھوڑتے ہوئے کہا!

”تو اس میں میرا کیا قصور ہے! تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہو!“

”کچھ نہیں! کچھ بھی نہیں!....“ جولیا نے دوسری طرف منہ پھیرتے ہوئے کہا! ”وہ اسی صندوقی میں ہے جس میں تم نے رکھا تھا!“

کوئی کچھ نہ بولا! اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ اب شام کے سر کس شو کے لئے تیاری کرنی تھی۔ میکن عمران صرف بلیک زیرو کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس نے اس وقت سے شام تک تقریباً بار اس سے ٹرانسپلیر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی! شام ہوتے ہی شہباز بھی آگیا! لیکن ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اس کا چہرہ پر سکون ہی نظر آ رہا تھا اور آنکھوں کی بھی وہی اداس سی کیفیت تھی۔ عمران نے اس سے کہا!

”سردار شہباز میر ایک آدمی کل سے غائب ہے! کہیں اسے غاروالے ہی کے پاس نہ پہنچادیا گیا ہو!“

”ممکن ہے!“ شہباز نے لاپرواں سے جواب دیا! پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا! ”تم آج بیکار انتقال کر رہے ہو!“

”کیوں!....“

”آج بستی کا کوئی خارش زدہ کتنا بھی سر کس دیکھنے نہیں آئے گا! بستی والوں کو اس کا علم ہو گیا ہے کہ غار والا اس سرزین پر سر کس والوں کا وجود پسند نہیں کرتا!“

”پھر کیا ہوگا!....“

”اپنے آدمیوں سے کہو!.... ہر وقت تیار رہیں!“

”وہ ہر وقت تیار رہیں گے تم اس کی فکر نہ کرو دو دوست!“

”اور اب میں یہیں رہوں گا۔۔۔!“ شہباز نے کہا! ”اگر اس سور کے آدمیوں نے حملہ کیا تو۔۔۔!“

”ٹھہر دو دوست!.... عمران ہاتھ انداز کر بولا!“ مجھے یہ بتاؤ کہ شکرال کی کتنی بستیاں اس کے ساتھ ہیں!“

”ایک بھی نہیں! اب اس سے نفرت کرتے ہیں! لیکن آسمانی بلاوں سے ڈرتے ہیں!“

”میں یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا شکرال کی بستیاں کسی جنگ میں بھی اس کا ساتھ دے سکیں گی یا نہیں!“

”اگر وہ آسمانی بلاوں کی دھمکی دے تو ایسا بھی ممکن ہے!“ شہباز بولا! ”لیکن..... میری سنو۔۔۔ شکرال کیا اگر ساری دنیا بھی اس کے ساتھ ہو تو ضرغام کے بیٹھے کا ہاتھ اس کے خلاف ہی اٹھے گا.....!“

”وہ تو ٹھیک ہے دلیر سردار!.... مگر.....!“ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا!

”پچھلی رات تم نے کیا کہا تھا۔۔۔ دفعہ شہباز غصیل آواز میں غرایا!“

رات تم نے اپنے کرتب کیوں نہیں دکھائے تھے!“

”اے باپ رے!“ تنویر بھرائی ہوئی آواز میں بولا! ”خدا کے لئے ان سے پیچھا چھڑاوا!“

”اے مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ خواہ دخل دوں۔ تم تو بڑے حسن پرست ہو تو تنویر راجد... اور مجھے ان میں ایک بھی بد صورت نہیں نظر آتی!“

”یار..... عمران.... پیارے انہیں سمجھاؤ!.... اگر ان کا کوئی مرداد ہر آنکھا تو میرا کیا حشر ہو گا!“

”اے تنویر میاں یہ خود ہی مرد بھی ہوتی ہیں! بہت ہو تو ان میں سے کسی کو آنکھ مار کر دیکھو!.... تم تو آنکھ مارنے کے ماہر بھی ہو!“

”عمران بھائی....!“ تنویر گھم گھیا کیونکہ اب ان لڑکیوں نے اسے جنجنھوڑنا شروع کر دیا تھا!

”اچھا اپنا کان پکڑ کر کہو کہ آئندہ عمران سے نہیں اکڑوں گا!“

”تو تیرنے اپنا کان پکڑ کر کہا!“ آئندہ عمران سے نہیں اکڑوں گا!“ اس کی آواز میں بے بی اور گھبراہت تھی!

پھر عمران نے انہیں سمجھا بجا کر بدقت وہاں سے ہٹا لیا۔ بدقت یوں کہ خود اسے تنویر کے عوض سر کے بل کھڑا ہونا پڑا تھا جو لیا بے تھا شر تنویر کا مذاق اڑا رہی تھی!....

”میں سمجھ ہی نہیں سما کر یہاں کی عورتیں کس قسم کی ہیں!“ چوباں بولا!

”بس اسی قسم کی ہیں کہ ان کے شوہروں کے علاوہ اور کوئی انہیں ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ ہماری ان معزز خواتین سے بہتر ہیں، جو شوہروں کو سائیں بورڈ کی حیثیت سے استعمال کرتی ہیں!.... اور ان نیم و نیمی عورتوں کے شوہر بھی اسی طرح پابند ہیں یہ اپنی بیویوں کو دوسرا

عورتوں کے چھانے کا ذریعہ بنانا نہیں جانتے! تمہیں یاد ہو گراہ میں اس بوڑھے نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا تھا کہ تمہاری عورتیں محفوظ رہیں گی لیکن مرد چن چن کر مار ڈالے جائیں گے! اس

نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ عورتیں حقیقتاً بہت شوخ ہیں لیکن جنیت زدہ نہیں! ان کے اس رویہ پر کم از کم میرے ساتھی یقیناً غلط فہمی میں باتلا ہو سکتے ہیں! اور پھر مرد عموماً غلط فہمی میں باتلا ہوتے ہیں

کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ضرور کر بیٹھتا ہے جس کی بناء پر قاعدے کی رو سے اس پر سیندل ہی ثونے چاہیں لیکن اپنی طرف کی عورتیں اسی مجھ محبت شروع کر دیتی ہیں۔ خیر ہاں تو اگر تم میں

سے کسی میں بھی دم ہو تو ہو جائے غلط فہمی میں باتلا کفن و دفن کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ ایک بار پھر کان کھول کر سن لو کہ اگر کسی نے بھی کوئی غلط قدم اٹھایا تو وہ پورے قافلے کی موت کا ذمہ دا

ہو گا!....“

"میں نے کہا تھا کہ میرے آدمی تمہارے ساتھ ہیں!"
"پھر اب تم بزدلوں کی سوچ میں کیوں ڈوبنے لگے ہو!"

"ضرغام کے بیٹھے!.... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو!.... غار والے کے ساتھ فرنگیوں کی عقل ہے! اس لئے میں اپنی اس عقل کو آواز دینے کی کوشش کر رہا ہوں، جو فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ کر سکے!"

"جلدی آواز دے چکو! میں اس بستی کے پاگل آدمیوں کی شکلیں دیر سک نہیں دیکھنا چاہتا!"

"میں نہیں سمجھا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے!"

"وہ میری نہیں سنتے! میں اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر کہتا ہوں کہ میں اس سور کی بد دعاوں کے باوجود بھی زندہ ہوں! تم بھی اس سے نہ ڈو لیکن وہ میری نہیں سنتے! تم نہیں پاگل نہ کہو گے تو اور کیا کہو گے!"

"اچھا تو آؤ!... اب سنو!... میرے پاس سمجھ رائے آدمی ہیں جو پوری قوت سے کسی مشکل کا سامنا کر سکتے ہیں!"

"اوہ!... پھر!... پھر ہمیں قطعی دینہ کرنی چاہئے! شہباز نے کہا! "ہم سیدھے غاروں پر جا چڑھیں۔ بالکن نیک!... مگر تمہارے ساتھ صرف تین گھوڑے ہیں!"

"اور وہ بھی بالکل بیکار!...! عمران سر ہلا کر بولا! "وہ سر کس کے گھوڑے ہیں! سواری کے نہیں! فائزوں کی آواز سن کر ان کا دام ہی نکل جائے گا!"

"سمجھ رائے!...! شہباز خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا! پھر گھوڑی دیر بعد بولا! "میں انتظام کروں گا!!-- تم بے فکر رہو!...! مگر اس کے لئے نہیں رات گئے تک یہاں ٹھہرنا پڑے گا!"

"مگر میرا خیال ہے کہ تمہارے پاس صرف دو گھوڑے ہیں! "عمران نے کہا!

"اوے تم نہیں سمجھے! "وہ آہستہ سے بولا! اس کی اداں آنکھیں چکنے لگی تھی اور ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ تھی! وہ چند لمحے اس انداز میں خاموش رہا جیسے نہیں ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہو! پھر بولا! "میں ان پاگلوں کے لئے آسمانی بلا بن جاؤں گا! جو اس سور سے ڈرتے ہیں!"

"اب تم مجھے پہلیاں بھانے لگے!...! "عمران نے اکتا کر بولا!
"سنو!... میں ان سکھوں کے اصلی خالی کراؤں گا!... وہ گھوڑے بھی ساتھ لے چلوں گا جن کی ضرورت نہ ہو!...!"

"بہت اچھے! "عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ بادر کر قہقہہ لگایا!

"ہاں! اب تمہاری عقل بھی فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتی جا رہی ہے!
لیکن یہ تو سوچ اگر اس سے پہلے ہی ہم پر حملہ ہو گیا تو!"

شہباز پھر سوچ میں پڑ گیا!... عمران بھی خاموش ہو گیا تھا! کچھ دیر بعد شہباز بولا۔

"اچھا تو سنو! تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ تیار ہو جائیں! اندھیرا ہوتے ہی میں انہیں ایک محفوظ مقام پر لے جاؤں گا۔ مگر تمہارے ساتھ چار عورتیں بھی ہیں۔ تم انہیں میرے مکان میں چھوڑ سکتے ہو!"

"کیا وہاں محفوظ رہیں گی؟"

"قطعی محفوظ رہیں گی!... یہاں عورتوں پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھاتا۔"

"پھر ان عورتوں کے ساتھ کسی مرد کو بھی چھوڑنا پڑے گا!"

"ہاں!... ہاں چھوڑ دو! لیکن اس سے دوبارہ ملاقات وہیں ہو سکے گی دوسری دنیا میں!"

"شاہزاد عورتیں تمہارے پر تیار نہ ہوں!"

"تب پھر ان سے کہو کہ ایک دوسرے کو گولی مار دیں!"

"کیوں نہ انہیں بھی ساتھ لے چلیں!"

"ضرور لے جاؤ! لیکن اس صورت میں ضرغام کا بینا تمہارے ساتھ نہیں ہو گا۔ تم نہیں جانتے ایسے معروکوں میں عورتوں کو ساتھ لیے پھر ہم شکرالیوں کے لئے کتنی بڑی گالی ہے!"

"اوہ!... ایسا بھی ہے!...!"

"سبنیڈہ خال محتاط کے بیٹھے تم باتوں میں بہت وقت بر باد کرتے ہو!...!"

"ٹھہر دوست!...! تم سینیں ٹھہر دو!... میں اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دے کر ابھی واپس آتا ہوں!"

عمران سیدھا جو لیا کی چھوڑداری میں آیا اور اسے حالات سے آگاہ کرنے کے بعد بولا!

"مناسب یہ ہے کہ تم ان تینوں لاکیوں کے ساتھ شہباز کے مکان میں قیام کرو!"

"یہ ناممکن ہے!...!"

"ضد نہ کرو! ورنہ تمہارے انجام پر مجھے بھی افسوس ہو گا! میں کیا بتاؤں اگر مجھے یہ علم ہوتا

کہ ہم اتنی آسمانی سے شکرال میں داخل ہو سکیں گے تو میں اتنا لباچوڑا ہوںگ کبھی نہ رچتا! یعنی

مطلوب یہ کہ عورتوں کو ساتھ نہ لاتا مگر اب بہتری اسی میں ہے کہ میرے کہنے کے مطابق عمل کرو!"

"بھی نہیں! جو لیا پاگلوں کی طرح یوں! "تم لاکیوں کو وہاں بھیج دو! میں ہرگز نہیں جاؤں

گی! تم مجھے اس طرح تھا نہیں چھوڑ سکتے! میں ایکس ٹو کا حکم بانے سے بھی انکار کر دوں گی!...
ابتہ تم مجھے گولی مار دو جیسا کہ اس وحشی نے کہا ہے!

"تمہاری وجہ سے حالات پیچیدہ ہو جائیں گے!" عمران مایوسانہ انداز میں بولا! "میں صرف
اس وجہ سے تمہیں ان لڑکیوں کے ساتھ چھوڑنا چاہتا تھا کہ تم انہیں اپنے کنٹرول میں رکھو! تم
انہیں اپنے ساتھ لائے ہیں اس لئے ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے!"

"تم ان لڑکیوں کے لئے مجھے یہاں چھوڑ رہے ہو!" جولیا نے شکایت آمیز اور محبو بانہ انداز
میں کہا!

"اپے باپ رے!" عمران نے اردو میں کہا اور پھر انگریز میں بولا! "تم ایک ذمہ دار آفیسر ہو
جو لیا! اس سفر میں ضرور مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے لیکن اس کے بعد تمہارے مقابلے میں میری
حیثیت بھی وہی ہو گی، جو دوسروں کی ہے۔ لہذا تمہیں ایسی غیر ذمہ دارانہ گفتگون کرنی چاہیے!"
"تم اگر اس کا اعتراف کر لو کہ تم ہی ایکس ٹو ہو تو شاید میں اس پر تیار بھی ہو جاؤں!"

"میں ایک غلط بات کا اعتراف کیسے کر لوں۔ خیر اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو میں تمہیں مجبور
نہیں کروں گا! وہ اس کی چوہلداری سے نکل کر ڈینی کی طرف چلا گیا!

۱۵

پھر جولیا کسی نہ کسی طرح عمران کی تجویز سے تنقیح ہو گئی۔ دوسری لڑکیوں کو یہ نہیں بتایا گیا
کہ انہیں دوسری جگہ کیوں منتقل کیا جا رہا ہے۔ جولیا کے ساتھ اس نے ایک محدود دائرہ عمل کا
ٹرانسیپٹر بھی رہنے دیا جو پچاس یا ساتھ میل کے فاصلے کے لئے لازمی طور پر کار آمد تھا!
شبہاز کی پیشیں گوئی غلط نہیں ثابت ہوئی۔ آج ایک آدمی بھی سرکس دیکھنے کے لئے اور
نہیں آیا۔ بہر حال شبہاز کچھ غیر مطمئن سانظر آرہا تھا!

"آدمی رات کو ہم گھوڑوں کے لئے نکلیں گے!" اس نے عمران سے کہا!
"خیر۔! مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے ہی آسمانی بلاؤں سے ڈرنے والوں نے
زمیں پر جاتی پھیلادی تو کیا ہو گا؟"

"نہیں تم بے فکر ہو! اتنی جلدی کچھ نہیں ہو سکے گا!"
"لیکن شبہاز تمہاری آنکھوں سے بے اطمینانی کی ظاہر ہو رہی ہے!"
"ہو رہی ہو گی! خاموش نہیں ہو!" شبہاز جلا گیا!
اس کے بعد ایک بار پھر عمران نے ڈینی سے مشورہ کیا اور ڈینی نے اسے رائے دی کہ آدمی

رات کے انتظار میں مطمئن نہ بیٹھنا چاہئے۔ ویسے تو میرے آدمی تیار ہی ہیں لیکن اگر فوجہ تو گ
اچانک ہی آپزے تو تھوڑی بہت بد نظمی ضرور پیدا ہو جائے گی!"

"یقینی بات ہے!"

"مگر ماstry عمران.... میں نے بار بار مزدوروں کے پاس ملکی مشین گنیں دیکھی ہیں!"
ڈینی نے حیرت سے کہا!

"پیشہ در مزدور نہیں ہیں ڈینی! عمران نے جواب دیا!" بلکہ بہت ہی تجربہ کار قسم کے فوجی
ہیں! وہ تمہارے شکاریوں سے کس طرح بھی کم نہیں ثابت ہوں گے!"

"آپ نے پہلے اس کا تذکرہ نہیں کیا ماstry....!"

"بھول گیا ہوں گا ڈینی....!"

"آپ بھول گئے ہوں گے!" ڈینی نے قہقهہ لگایا! "میں ہمیشہ یہی کہتا رہوں گا کہ آپ کو
سمجھنا بہت مشکل کام ہے!"

دفعہ انہیوں نے گھوڑے کی تاپوں کی آواز سنی اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا! آواز لختہ بہ لختہ
قریب آتی جا رہی تھی! ڈینی نے چھپت کر رانفل اٹھا لی!

"یہ ایک ہی گھوڑا معلوم ہوتا ہے!" عمران نے کہا! اور پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ تقریباً
بھی چھوڑداریوں سے نکل آئے تھے! آنے والا قریب آتا جا رہا تھا! اور رفتار ست پڑتی جا رہی
تھی۔

"شبہاز۔ شبہاز!" آنے والے نے آواز دی۔ یہ کوئی شکرالی ہی تھا!

"کون ہے! داراب...!" عمران نے شبہاز کی آواز سنی!

"شبہاز!... قریب آؤ...!" آنے والے نے کہا!

عمران بھی تیزی سے آواز کی طرف بڑھا! وہ آنے والے کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا کیونکہ وہاں
اندھیرا تھا! پھر شاید عمران اور شبہاز ساتھ ہی آنے والے کے قریب پہنچا!

"شبہاز! آنے والے نے آہتہ سے کہا!

"کیا خبر ہے... داراب! شبہاز نے پوچھا!

"خبر اچھی نہیں ہے! تین آدمی کٹالیاں دکھاد کھا کر بستی والوں سے کہتے پھر رہے ہیں کہ
اگر انہیوں نے سرکس والوں میں سے ایک کو چن کر قتل نہ کیا تو زمیں پھٹے گی اور پوری
بستی اس میں سما جائے گی!"

"پھر--! وہ لوگ کیا بکتے ہیں!"

”فیلور تیار ہو گیا ہے اور وہ ڈریٹھ سوساروں سمیت یہاں پہنچ جائے گا!“
 ”اوہ..... اس کفن چور کی موت اسے آواز دے رہی ہے! میں صاف سن رہا ہوں!“
 ”اور سنو! غار والے نے چار فرنگیوں کو بھی سمجھا ہے۔ وہ ان کی مدد کریں گے۔“
 ”صف شکن... شہباز نے عمران کو آواز دی!
 ”میں تھیں موجود ہوں!“ عمران آہستہ سے بولا!
 ”تم نے سننا!“

”ہاں! میں نے سن لیا! تم فکر نہ کرو اور ان فرنگیوں کی بھی پرواہ نہ کرو! تم بہادر ضراغام کے بیٹے ہو اور میرا تم صفائی کرنے!“
 ”گر!“ آنے والے نے کہا! ان فرنگیوں کے پاس ایسی تفکیں ہیں، جو رکنے بغیر گولیاں ہی گولیاں بر ساتی چلی جاتی ہیں!“
 ”اوہ..... آنے دو!“ شہباز غصیلی آواز میں بولا! مجھے خوشی ہے کہ فیلور انہیں لادہتا ہے میں دیکھوں گا کہ اس نے کتنی ترقی کی ہے۔ وہ کس راستے سے آئیں گے!“
 ”یہ سب کچھ مجھے نہیں معلوم وہ بہت رازداری سے کام لے رہے ہیں! انہیں علم ہے کہ تم سر کس والوں کی مدد کرو گے!“
 ”آنے دو اس ولد المرام کو..... اس کی چینیں سن کر اسکی ماں اپنی قبر میں جاگ اٹھے گی!۔۔۔ آنے دو..... گرفتار کیا میرے ساتھ ہو!“
 ”اگر نہ ہوتا تو یہاں آتا کیوں!“ آنے والے نے کہا!
 ”یہ فیلور.....! ابیدائش چور ہے!“ شہباز نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا!“ آتی آہنگی سے آئے گا کہ ہمیں کانوں کا ان خبر نہ ہوگی۔ اب تم اپنی اس عقل کو آواز دو، جو فرنگیوں سے نکرانے کا دعویٰ رکھتی ہے!“
 ”میں آواز دے چکا ہوں!.....!“ عمران نے کہا!

انہوں نے اپنی چھولداریاں ایک مسطح جگہ پر نصب کی تھیں اور اس کے تین طرف ڈھلوانیں تھیں! عمران نے پہلے ہی کچھ سوچ کیجھ کر اس جگہ پڑاؤ ڈالا تھا۔ اس نے چھولداریاں جوں کی توں رہنے دیں! ان میں چراغ جلتے رہے! لیکن اس کے سارے آدمی اسلخ سنجال کر ڈھلوانوں میں ریگ گئے تھے!
 ہلکی مشین گنوں کا دستہ آٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا! انہیں ڈھلوان کی دوسری طرف ایک اوپنی پٹان پر چڑھا دیا گیا! جہاں سے وہ تقریباً چاروں طرف مار کر رکھتے تھے!

یہ سب کچھ میں منٹ کے اندر ہی اندر ہو گیا!
 ”اوصف شکن!.....“ شہباز اس کا بازو پکڑ کر گرجوشی سے دباتا ہوا بولا!“ تم واقعی ویسی ہی عقل رکھتے ہو! مگر اس دن جب میں نے تمہیں لگھرا تھام چو ہے کیوں بن گئے تھے!“
 ”ہم خواہ خواہ کسی سے نہیں ابھیتھے! ضراغام کے بیٹے!“ عمران نے پر وقار آواز میں کہا ”اگر ہم دیکھتے کہ تم زبردستی پر آمادہ ہو تو بڑی خوزیری جگ ہوتی اور تم ہمارے کسی جانور کو بھی زندہ نہ لاسکتے! تم دیکھی ہی رہے ہو کہ ہمارے پاس آٹھ مشین گنیں بھی ہیں!“
 ”تم بہادر بھی ہو اور پر اسرار بھی!.....“ شہباز نے آہستہ سے کہا!
 ”لیکن کیا تمہیں اس آدمی داراب پر اعتماد ہے؟“
 ”وہ بھی ضراغام ہی کا بیٹا ہے۔ حالانکہ ہماری مائیں الگ الگ تھیں۔ شکرال میں ایک باپ کے بیٹے آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ کو دھوکہ نہیں دیتے۔ خواہ ان پر آسمانی بلائیں ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں!“
 پھر انہوں نے گھوڑوں کے ناپوں کی آوازیں سنیں۔ یہ آوازیں اچانک ہوا کے جھونکے کے ساتھ آئیں تھیں اور پھر اب وہی پہلے کا ساستا چاہیا تھا!
 ”اوہ..... اوہ.....!“ شہباز مضطربانہ انداز میں بولا!“ فیلور آج تو مردوں کی طرح آرہا ہے!
 میں اب یہاں اس طرح چھپ کر نہیں لڑوں گا۔ میرا گھوڑا تم نے کہاں چھوڑا ہے!“
 ”ضراغام کے بیٹے تم بہت بہادر ہو! لیکن میں اس پر یقین نہیں کر سکتا اگر ان کے پاس ایک بھی فرنگی ہے تو وہ انہیں اس طرح علاویہ نہیں آنے دے گا! کہیں یہ بھی ان کی کوئی چال نہ ہو!“
 شہباز کچھ نہ بولا! عمران نے پھر کہا!“ اس وقت تک خہرو! جب تک کہ وہ سامنے نہ آجائیں۔“
 ”اچھا! وہی کروں گا! اجو تم کہو گے!“
 تھوڑی دیر بعد پھر ہوا کے جھونکے کے ساتھ ایسی ہی آوازیں آئیں جسے بہت دور ہزاروں گھوڑے طوفان کی سی رفتار سے دوڑ رہے ہوں اور اس کے بعد پھر سانتا چاہیا!....
 ”بالکل دھوکہ ہے شہباز“ عمران نے آہستہ سے کہا۔ ”کیا تم آوازوں کا رخ نہیں محسوس کر رہے۔ یہ سامنے سے آ رہی ہیں!“
 ”یہ تو ادھر سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، جدھر غار والوں کا رہتا ہے!“
 ”کچھ بھی ہو! میرا خیال ہے کہ حملہ سامنے سے ہرگز نہ ہو گا!“
 ”تو پھر ہمیں رخ بدلتا یا چاہیے!“ شہباز بولا!

"خیس فی الحال اس کی ضرورت نہیں۔ چنان کے اوپر والا دستہ چاروں طرف کی خبر لے گے گا!!--"

"تم مطمئن رہو! بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ شاید تمیں تکمیل ہی نہ اھانی پڑے!"

"اوپر آٹھ مشین گنیں ہیں! عمران چنان کی طرف باتھ اخاکر بولا اور ٹھیک اسی وقت اوپر مشین گنیں قبیلے لگانے لگیں۔

"تم نے دیکھا! عمران پر سکون لجھ میں بولا" میں جانتا تھا کہ وہ سامنے سے کبھی نہ آئیں گے!"

پھر اس نے نشیب میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے ایک اشارہ نشر کیا! جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ فی الحال جہاں بیں ویں رہیں!

چنان کے پیچے سے شور بلند ہونے لگا تھا اور مشین گنیں برابر قبیلے لگا رہی تھیں۔ دوسرا طرف سے بھی شاید فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔

"اوہ مجھے جانے دو صفت سنکن! شہباز اٹھتا ہوا بولا!

"نہیں! عمران نے ختح لجھے میں کہا! "تم کھیل بکاڑو گے!"

"اوئے اپنا بھجو! سنجیدہ خان کے بیٹے.... ورنہ!"

"پیارے بھائی! میں استدعا کرتا ہوں کہ اس وقت میرے کہنے کے خلاف نہ کرو۔ تم شیر کے بچے ہو! مگر لو مزی کی طرح چالاک بھی بنو!"

شہباز ایک مختنڈی سانس لے کر رہا گیا! مگر وہ بڑی شدت سے بے چین تھا!

چنان کے اوپر سے عمران کو روشنی کا اشارہ ملا!

"وہ بھاگ رہے ہیں! اس نے شہباز سے شعلے بلند ہونے لگے!

لیکن ٹھیک اسی وقت چھولداریوں سے شعلے بلند ہونے لگے!

"ڈینی.... صدر.... چوبان.... چلو! عمران چینا! اور اس کی رائفل آگ برسانے لگی! وہ فائر کرتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے! دوسرا طرف سے بھی گولیاں چلنے لگیں!

اندھیری رات کا سنتا فائریوں کی گونج اور زخمیوں کی چینیوں سے چھلانی ہونے لگا! شہباز اور عمران ساتھ ہی بڑھ رہے تھے۔ جن دو مشین گنوں کی اطلاع داراب نے دی تھی وہ ادھر کر ج رہی تھیں!

"هم چاروں طرف سے گر گئے ہیں" عمران بڑھایا!

شہباز بڑی تندی سے فائر کر رہا تھا! ہو سکتا ہے اس نے عمران کی بڑی براہمی سنی ہی نہ ہو! اوپر پہنچ کر وہ دیوانہ وار جلتی ہو چھولداریوں کی طرف بڑھتا رہا! عمران نے اسے آوازیں بھی دیں لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ کسی مینڈک کی طرح اچھل اچھل کر آگے بڑھتا رہا! یہ ہنگامہ تقریباً آدمی گھنٹے تک جاری رہا! اور پھر اس کے بعد سنتا چھا گیا! عمران نے ساتھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے اب بھی فائر کر رہے تھے۔ ساری چھولداریاں جمل کر خاک ہو چکی تھیں اور چاروں طرف لاشیں ہی لاشیں نظر آرہی تھیں!

عمران نے مشعلیں روشن کرائیں اور ان لاشوں میں اپنے آدمی تاش کرنے لگا! ایک جگہ اسے شہباز نظر آیا جو ایک لاش کے سینے پر سوار چاقو سے اس کی گردان الگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا!

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" عمران نے حیرت سے پوچھا!

شہباز نے سر اخاکر اس کی طرف دیکھا اور عمران چوک کر پیچھے ہٹ گیا! وہ کسی آدمی کا چہرہ نہیں تھا!... ہرگز نہیں! اسے کسی بھی صورت سے آدمی نہیں کہا جاسکتا۔ یا پھر عمران نے آج تک اتنی درندگی کسی آدمی کے چہرے پر دیکھی ہی نہیں تھی! اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور دانت باہر نکلے پڑ رہے تھے! ایسا معلوم ہوا تھا مجھے وہ اس لاش کو اپنے دانتوں سے ادھیر رہا ہوا! "یہ فیلور ہے؟" اس نے پاگلوں کی طرف قبیله لگایا! میں اس کا سر کاٹ کر بستی میں لے جاؤں گا۔ میں انہیں دکھاؤں گا کہاں بیں وہ آسمانی بلا میں اور وہ کس پر نازل ہوئیں..... ہا.... ہا۔" داراب بھی اس کے پاس کھڑا تھا! شہباز نے لاش سے سر الگ کر لیا اور اسے بالوں سے پکڑ کر ایک طرف دوڑتا چلا گیا! داراب بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا!

پھر عمران نے گھوڑوں کی تاپوں کی آوازیں سنیں، جو لحظہ بہ لحظہ دور ہوتی جا رہی تھیں!

۱۶

دوسری صبح خوش گوار نہیں تھی کیونکہ ان کے گرد لاشیں ہی لاشیں تھیں اور وہ بھی اپنے پانچ آدمی کھو چکے تھے! ان لاشوں میں دو سفید فاموں کی لاشیں بھی نظر آئیں اور دو بلکی مشین گنیں بھی ان کے ہاتھ لگیں۔

حملہ آردوں کے تقریباً ستر آدمی کھیت رہے تھے۔ دس زخمی تھے، جو اس وقت بھی دیں پڑے کبھی کراہتے تھے اور کبھی غار والے کو گالیاں دینے لگتے تھے! لیکن ان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکتے۔

ہوئے تھے اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد جو لیا اور نیوں لیکوں کی خیریت معلوم کر رہا تھا! جو لیا نے اسے بتایا کہ کچھ لوگ مکان میں کھس آئے تھے لیکن انہیں با تھ بگیر وابس پلے گئے! لیکن وہ چاروں بڑی طرح خوفزدہ تھیں! جو لیا نے بتایا کہ نیوں لیکیاں زیادہ تر روتی اور عمر ان کو گالیاں دیتی رہتی ہیں! عمران نے جواب میں کہا کہ ایک دن دنیا کی ساری عورتیں اسے گالیاں دیں گی کیونکہ وہ ایک ایسا مخلوق تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جو "چھر مار" ہونے کے بجائے "عورت مار" ہوں۔

شہباز نے عمران سے کہا! "تمہارے پاس کتنا اور کس کس قسم کا سامان ہے... اب تو میں یہ سوچنے پر بجور ہوں کہ غار والے کی لاش کے گھستے بھریں گے!"

"مگر....!" عمران تھوڑے توقف کے ساتھ بولا! "ہاں!.... تمہاری بستی والے تو شاید اب اس کا ساتھ دینے کی بہت بہت کریں! لیکن دوسرا بستیوں کے متعلق کیا خیال ہے!" "میری بستی کے علاوہ ایسی پانچ بستیاں اور بھی ہیں! جہاں غار والوں کی پیچھی جلدی ہو سکتی ہے! کیونکہ وہ نزدیک ہیں مگر ان پانچوں بستیوں میں... میں نے اپنے آدمی بھی رات ہی پہنچ دیے ہیں!"

"اگر انہوں نے تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو....؟"

"میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ سب اس سے بیزار ہیں اور سارے شکرال کو اپناغلام بنانا چاہتے ہیں! عمران پھر خاموش ہو گیا! ان کے گھوڑے بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے اور حد نظر تک بھوری سکلاخ ریمن پھیلی ہوئی تھی!

دفعتاً ہیئت فون سے جو لیا کی آواز آئی! "عمران!.... عمران!"

"لیں جو لیا!"

"یہاں جنگ شروع ہو گئی ہے....!"

"کیوں کیا ہوا....!"

"شاید وہ غار والے... اب خود ہی نکل آیا ہے!.... اس کے ساتھ تقریباً دو سو سوار ہیں اور وہ اس مکان میں گھٹے کی کوشش کر رہے ہیں!"

"کس مکان میں!?"

"جس میں ہم لوگ مقیم ہیں! بستی والے انہیں مکان میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں!"

"اچھا ٹھہر!.... ہم فوراً واپس ہو رہے ہیں! "عمران نے کہا!.... اور پھر جیسے ہی شہباز کو یہ

پھر اس وقت شائد آٹھ بجے تھے جب ایک بار انہیں بڑی جلدی میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہوتا پڑا کیونکہ وہ لا تعداد گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں سن رہے تھے! لیکن پھر کچھ دیر بعد تھیں رہ گئے! کیونکہ انہیں بے شمار ایسے گھوڑے نظر آئے جن پر سوار نہیں تھے.... لیکن پشت پر زینیں موجود تھیں! پہلے تو وہ کچھ نہیں سمجھے مگر پھر عمران نے کہا کہ ان گھوڑوں کو گھیر کر پکڑو!

اتنے میں تین چار سوار بھی نظر آئے جو تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہوا تی فائر کر رہے تھے! وہ جلد ہی پہچان لئے گئے کیونکہ ان میں شہباز بھی تھا! گھوڑے گھیر کر پکڑے گئے! شہباز کے ساتھ ایک تداراب ہی تھا! اور تین آدمی اور بھی تھے۔

"وہ طاعون زدہ چوہوں کی طرح اپنے گھروں سے نکل کر بھاگ رہے ہیں! لیکن میں نے انہیں کچھ نہیں کہا، بلکہ فلبرور کا سر ایک ادنیٰ بانی پر رکھ کر اسے زمیں میں گاڑ آیا ہوں!...."

اس نے بچوں کی طرح تقبہ لگایا اور اس کے ساتھی بھی ہنسنے لگا! وہ اپنے گرد پڑی ہوئی لاشوں سے ذرہ برا بر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتے تھے! انہوں نے ان زخمیوں کی طرف بھی تو جو نہیں دی، جو انہیں دیکھ کر اور زیادہ کرائے گئے تھے! "میں نے ابھی ابھی تین کٹالی والوں کو موت کے گھٹ اتارا ہے.... اور ان کے گھوڑے انہیں گھوڑوں میں موجود ہیں!" شہباز نے کہا! پھر آدمیوں سے بولا! "ان گھوڑوں کو ادھر لاؤ! میں ان دو سفید لاشوں کو ان پر باندھ کر غار والے کے لئے تھفروانہ کروں گا.... تاکہ وہ ہمیں فنا کر دینے کے لئے دوسرا آسمانی بلا میں بھیجے!"

عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا ہا! حالانکہ یہ حکمت عملی کے خلاف تھا! مگر وہ خاموش ہی رہا! اس اٹیچ پر وہ شہباز کو اس کا احساس نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنا بند بنانے کی کوشش کر رہا ہے!

اس کے ساتھی گھوڑے تلاش کر کے لائے اور ان دونوں سفید فاموں کی لاشیں ان پر باندھ دی گئی! شہباز اس طرح تقبہ لگا رہا تھا جیسے اس کے اس مذاق پر غار والے خود کو یوں قوف محسوس کرے گا!

تھوڑی دیر بعد عمران کے سارے ساتھی بھی شہباز کے لائے ہوئے گھوڑوں پر بینچے گئے! اور پھر ان کی ناپوں کی دھمک سے زمین تھرانے لگی! اب عمران بڑی آزادی سے اپناڑا سمیر استعمال کر رہا تھا! ہیئت فون اس کے کانوں پر چڑھے

معلوم ہوا نے اپنا گھوڑا موڑ کر دوسرے راستے پر ڈال دیا!.....

”بھلڈی.... جلدی....!“ شہباز جیخ رہا تھا! ”جنی جلدی ممکن ہو... چلو...!“

عمران نے بھی جیخ کر کیا اور گھوڑوں کی مانیں سنگاخ زمین پر بجھتی رہیں! وہ آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھ گئے!

شہباز کے گھوڑے کے پیر تو زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے! وہ سب کے آگے تھا!... اس افراتفزی میں ٹرانسمیٹر عمران کے گھوڑے سے گر گیا! اگر اس نے بڑی پھرتی سے ہیڈ فون نہ اتار پھیکا ہوتا تو شاید وہ بھی جھوک میں نیچے چلا گیا ہوتا! اس وقت اتنی فرست کہاں تھی کہ وہ اس کا انعام دیکھنے کے لئے مز بھی سکتا! وہ اب تک محض ٹرانسمیٹر کی حفاظت ہی کے خیال سے گھوڑے کی رفتار کے معاملے میں محتاط رہا تھا! مگر اب --- اب اس کا گھوڑا بھی شہباز ہی کے کھلڈے کے رابر بڑھ رہا تھا!

”دو سو میں سے دو بھی نہیں بھیں گے!“ شہباز جیخ رہا تھا! ”برھو...! اپنے گھوڑوں کو سست نہ ہونے دو! بستی والے ہمارے ہی لئے ان سے بھڑکے ہیں!“

”شامدہ مختصر سے مختصر راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرہا تھا!

تقریباً میں مٹ بعد وہ بستی میں داخل ہوئے اور شانکہ پہلا فائر شہباز ہی نے کیا دیے وہ دور ہی سے فائروں کی آوازیں سنتے آئے تھے!...

یہاں کافی کشت و خون ہوا تھا! لیکن حملہ آورا بھی تک شہباز کے مکان میں گھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے!

بستی والوں نے انہیں دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے اور ایک بار پھر بہت زور و شور سے جنگ شروع ہو گئی!

شہباز تو بالکل دیوانہ ہو گیا تھا! اس کے باہمیں ہاتھ میں ریو الور تھا اور دائیں ہاتھ میں تنجیر! گھوڑے کی باگ اس نے چھوڑ دی تھی! --- ریو الور شانکہ خالی ہو چکا تھا!

فارتاب دیے بھی نہیں ہو رہے تھے!... یہ جنگ تو مغلوب تھی۔ فریقین ایک دوسرے سے بھڑکے تھے! اب یا تو تکواریں چل رہی تھیں یا تنجیر... عمران کے ساتھی فوجیوں نے کھلڈیاں سنجال لی تھیں اور جھپٹ کر جملے کر رہے تھے!

دفعہ عمران نے ذینی کو آواز دی کہ وہ اپنے آدمیوں کو لے کر جمع سے نکلنے کی کوشش کرے۔ ذینی سمجھ گیا کہ عمران کیا چاہتا ہے۔ وہ اپنے گیارہ شکاریوں کو ایک طرف نکال لے گیا اور اس طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگا جہاں سے حملہ آور شہباز کے مکان میں گھنے کی کوشش کر

رہے تھے۔ اتفاق سے پوزیشن لینے کے لئے انہیں ایک مناسب جگہ بھی مل گئی اور انہوں نے بڑی کمی سے حملہ آوروں پر باڑھ ماری۔ دوسری طرف سے عمران نے اپنے فوجیوں کو بڑھایا! وہ بڑی تیزی سے کھلڈیاں چلا رہے تھے۔ عمران انہیں اس راستے کے لئے رکاوٹ بنانا چاہتا تھا جدھر سے حملہ آوروں کے پسپا ہونے کا امکان تھا۔ وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا! جیسے ذینی کے شکاریوں نے تیزی پر باڑھ ماری حملہ آوروں کے پیارا کھڑے گئے۔ اور عمران نے تیز بردار فوجیوں کو آگے بڑھایا جو تھی باڑھ مارنے میں ذینی کے شکاریوں نے دیر نہیں کی! اور پھر دیر فوجیوں نے بھاگنے والوں کو کھلڈیاں پر زکھ لیا۔ وہ گھوڑوں سے گرتے، اور جیخ جیخ کر غار والے کو گالیاں دیتے۔ شہباز کا قبیله ان کی آوازوں سے بھی اوپنچا جاتا۔

ذرائعی دیر میں نقشہ بدلتا گیا لیکن شہباز کے جیخنے کے باوجود بھی بستی والے بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے ان پر فائز کرتے! عمران اور اسکے ساتھیوں نے ہاتھ روک لئے!

”بھگوڑوں کو مت مارو!...“ شہباز جیخ رہا تھا! لیکن کسی نے بھی نہیں نا! بستی والے پسپا ہونے والوں پر برابر فائز کرتے رہے تھے! پچھے دیر بعد وہ دونوں ہی نظروں سے او جھل ہو گئے! البتہ گھوڑوں کی ناپوں اور فائروں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہے تھے!

شہباز دیوانوں کی طرح لا شیں اللہ پلٹا پھر رہا تھا! عمران سیدھا اس کے مکان میں گستاخاں چلا گیا! اولڈر کیاں بے ہوش پڑی تھیں! اور تیزی جو لیا سے لپٹی ہوئی بری طرح کا پر رہی تھی!

عمران کو دیکھتے ہی وہ بھی ایک طرف لڑک گئی!

”جو لیا...!“ عمران اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا! ”کیا حال ہے...! وہ بھاگ گئے!“

جو لیا کچھ نہ بولی! اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور اسے اپنی پوری قوت سے بھینچ رہی تھی.... پھر دفعتاں کی گرفت ڈھلی ڈر گئی!... اور عمران نے بے آہنگی اسے فرش پر ڈال دیا! وہ بھی تیوں لڑکیوں کی طرح بے ہوش ہو گئی تھی!

”وہ نکل گیا!“ دفعہ شہباز طوفان کی طرح اندر گستاختا ہوا بولا! ”اس کی لاش ان میں نہیں ہے!“

”کیا تم نے اسے دیکھا تھا!“ عمران نے پوچھا!

”نہیں اور مجھے نہیں دکھائی دیا تھا!“

”تب پھر یہ کیسے کھا جا سکتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ یہاں آیا تھا!“

”پتہ نہیں شہباز نے کہا اور پھر بے ہوش لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولا! ”کیا یہ سرگئیں!“

”تھیں بے ہوش ہو گئی ہیں!“

شہباز پھر دروازے کی طرف مڑ گیا!.... عمران جو لیا کو ہوس میں لانے کی تدبیریں کرتا رہا!
پھر ایکس نو کے ماتحت بھی وہاں آگئے ان سب کے چہرے اترے ہوتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا
تھا جیسے کوئی بھی انک خواب دیکھ کر جاگ پڑے ہوں!

ان کی زبانوں سے کچھ بھی نہیں نکلا! وہ خاموش کھڑے بیوں لڑکوں کو دیکھتے رہے...!
”کیوں دستو؟ کیا حال ہے؟“ عمران نے ہنس کر پوچھا!
”ٹھیک ہے۔“ خادر نے ایک طویل سانس لی!

”ڈر آواز میں مرد اگلی پیدا کرو پیداے!“ عمران نے طغیری لمحے میں کہا! ”تم تو فوجی آدمی ہو!
”ہاں! ضرور رہا ہوں! لیکن بھی کسی جنگ میں حصہ لینے کا اتفاق نہیں ہوا...“
”تم لوگ اب مجھ سے بجٹ نہیں کرتے....! کیوں؟ کیا میں آج کل تمہاری مرضی کے
مطابق ہی کام کر رہا ہوں!“

کسی نے جواب نہیں دیا! عمران ایک ایک کو جواب طلب نظر دیں دیکھ رہا تھا! پھر وہ سیدھا
کھڑا ہو کر بولا! اپنے چہروں سے وحشت دو کرو! ابھی تو بہت کچھ کرتا ہے...!
”ہم نے کب کہا ہے کہ نہ کریں گے...!“ تنویر اپنے خلک ہونتوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا!
عمران پھر لڑکوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور بدقت تمام انہیں ہوش میں لا سکا! جو لیا کے علاوہ
اور سب ہوش میں آتے ہی چیختے تھیں۔ لیکن ان کی زبان سن کر وہ سب حیران رہ گئے! کیونکہ
یہ زبان ان کی سمجھ سے باہر تھی وہ بالکل شکرالیوں کے لمحے کی نقل انتار ہی تھیں! لیکن زبان
شکرالی نہیں تھی! وہ سرے سے کوئی زبان ہی نہیں تھی! شاید ان کے دماغ ماذف ہو گئے!....
جو لیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی!

”او... خدا کے لئے!“ عمران اسے مخاطب کر کے بولا! ”تم اپنا دماغ قابو میں رکھتا....“
”میں ٹھیک ہوں!....“ جو لیا مضھل آواز میں بولی، اور پھر اس نے اپنا سر جھکایا!....
پھر شام تک لاشیں اٹھائی جاتی رہیں! تقریباً ڈینہ سولاشیں!.... لڑکوں کی حالت بدستور
وہی تھی! وہ اپنے کپڑے پھاڑتیں اور ایک دوسرے کو نونپنے کھوٹے کی کوشش کرتیں! مجبوراً
ان کے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے!

جو لیا معمول پر آگئی تھی لیکن اب بھی خوفزدہ تھی!.... عمران کے ساتھی شکرالیوں کو دیکھتے
تھے اور ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی تھیں! انه وہ مغموم معلوم ہوتے تھے اور نہ خوش!.... ان کی
حالت جانوروں کے اس گلے کی سی تھی جس کے کچھ چانور غریب ہوں اور اب زندہ نہیں والوں
بھی نہ ہو کہ کچھ دیر پہلے ان کی تعداد کتنی تھی!.... اب بھی ان کی آنکھوں سے وہی پہلے

کی سی بے تلقی متراجی ہوتی تھی!
شام کو عمران نے دیکھا کہ کچھ لوگ شہباز کے مکان کی دیواروں پر چڑھ کر فالی رنگ ٹھانے
ایک جھنڈا انصب کر رہے ہیں!

”یہ کیا ہو رہا ہے...!“ عمران نے شہباز سے پوچھا!
”اوہ....!“ شہباز ہنس کر بولا! آج ان لوگوں نے مجھے بھتی کا سب سے بڑا آدمی تسلیم کیا
ہے!

”کیا یہ جھنڈا اپلے کسی اور کے مکان پر لگا ہوا تھا!“
”وہ دیکھو!....“ شہباز نے دیوار کی طرف انگلی اٹھائی! وہ بڑے چہرے والا آدمی جو جھنڈا
گھاڑ رہا ہے ایسے جھنڈا آج صبح تک اسی کے مکان پر لہراتا رہا تھا!“
”کیا تم نے انہیں اس پر مجبور کیا ہے؟“

”ہرگز نہیں! وہ خود ہی ایسا کر رہے ہیں! یہ جھنڈا دوسری بار اس مکان پر لہرایا جا رہا ہے! ایک
بار میرے باپ کی زندگی میں لہرایا تھا اور آج....“

شہباز پھر ہنسنے لگا! سستی والے ان دونوں کی پشت پر خاموش کھڑے تھے۔ جیسے ہی جھنڈا
نصب ہو چکا انہوں نے ہاتھ ہلاہلا کر چینا شروع کر دیا! وہ خوشی کا انظہار کر رہے تھے!
جھنڈا انصب کرنے والا دیوار سے اتر کر شہباز کے پاس آیا! وہ سکر ارہا تھا! اس نے اس کے
شانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس کی پیشانی چوم لی! اور اپنے گلے سے سرخ رنگ کا
رومکھوں کر اس کے گلے میں باندھ دیا!....“

شہباز نے اس کی پیشانی پر تین بار بوس دیا اور اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر آہستہ کہنے لگا! تم
میرے بزرگ ہو۔ میں مشکل کے وقت تم سے ضرور مشورہ کروں گا! کیونکہ تم نے مجھ سے
زیادہ دنیا دیکھی ہے۔ میں اپنے دلیر باپ ضرغام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شکرالی کی خلافت کیلئے
میرے خون کا آخری قطرہ بھی بہہ جائے گا!

عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے سب کچھ دیکھتے رہے۔ پھر رات کو ایک بہت بڑا جشن
منایا گیا! شراب کے قرابے کھل گئے اور ایک بار پھر عمران نے ان کو جانوروں کے روپ میں
دیکھا!

میں پنگام سرخوشی میں شہباز کے دو آدمی واپس آئے، جو اس نے پچھلی رات دوسری پانچ
بیسیوں کے لئے روانہ کئے تھے! وہاں سے پیغام آیا تھا کہ وہ لوگ غار والے کا ساتھ نہیں
دیں گے۔

نجیدہ خال کے میئے! اس وقت ہمیں چین سے عیش کرنے دو! صحیح نہ جانے کیا ہو! ہم سب ہر وقت اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اسی موقع پر کہ رات کو گھر واپس جا کر عیش کریں گے! ”اچھا دوست تم عیش کرو! عیش... ہمیں جانے دو! ہم رات بسر کرنے کے لئے کوئی غار تلاش کرس گے! ”

”جاو... جاؤ! فتح ہو جاؤ! اس وقت نہ چھیر! ابھی تو یہاں کچھ بھی نہیں ہوا ایسے موقعوں پر ہماری عورتیں بڑا شاندرا ناجناحتی ہیں! ہم سب ناچلتے ہیں! تم جاؤ... دفع ہو جاؤ...!“

وہ بڑی سوچ میں تھا! اس نے کھڑے ہو کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا مٹھکہ اڑایا۔ بہکا ہوا جمیع بھی ان پر آوازیں کئے رکا!..... بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ذرپوکوں کو مار ڈالا جائے..... لیکن شہباز نے کہا! نہیں..... یہ جو کچھ بھی کرتے ہیں کرنے دو! کیونکہ یہ ہمارے حسن ہیں!“ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اس نئے اندیشے سے مطلع کیا اور وہ بھی اس سے متفق ہو گئے! پھر انہوں نے وہاں سے ہٹ کر چلنے کی تیاری شروع کر دی! لاکیوں کو شہباز کے مکان سے نکالا گیا! تینوں یوریشین لاکیاں چینچتی چلاتی رہیں!..... جب وہ جا رہے تھے تو شہباز پھر دوڑتا ہوا عمران

”تمہیں وہم ہو گا کہ ... پیارے بھائی! اُوہمارے ساتھ عیش کرو!“

”عشر سے ہمیں نفت سے۔ ہم تو تکلف و مصائب کو زمانہ سیند کرتے ہیں۔“

”اچھا! میں دو آدمی تمہارے ساتھ کر رہا ہوں! یہ تمہیں ایسی غاروں میں لے جائیں گے جہاں تم جسے وہی لوگ چین سے رات بسر کر سکیں!....“

کچھ دیر بعد وہ حقیقت آئیے ہی کشاورہ قسم کے غاروں میں پہنچ گئے جہاں بہت اطمینان سے رات
بسر کر سکتے تھے ایسے بستی سے زیادہ دوز نہیں تھے!

عمران غار کے دھانے پر آبیٹھا! وہ بچ کچ اپنے اس اندیشے کے متعلق یقین رکھتا کہ ایسا ضرور ہو گا اور یہ اندیشہ غلط نہیں تکالا! کچھ ہی دیر بعد ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہواں جہاز کی بلکی سی آواز آئی اور پھر یہ آواز قریب آتی گئی!

”بمباری ضرور ہوگی!“ عمران مز کراپنے ماتخیلوں سے بولا! جو قریب ہی تھے قبل اس کے کہ وہ

کچھ جواب دیتے دو دھا کے سنائی دیئے اور بھر توپے در پے دھا کوں کی توازیں آنے لگیں!....

”غمran....!“ جولیا کلپیکی ہوئی اواز میں بیوی!“ یہ سب ہم میں ہیئت لائے ہو گئے۔

”۱۰۔ رائے ایکٹر شر کے بھر سے خدا کو ”عمر النبأ“ نے سر دھکنے والے ارتھوں پر

شہزاد نے اس کا اعلان کیا اور ایک بار پھر مجمع نے خوشی کے نمرے لگائے! عمر ان اور اس کے ساتھیوں کو بھی شراب پیش کی گئی تھی، لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا اور وہ لوگ جو عادی قسم کے شرابی تھے انہوں نے بھی اس میں ہاتھ نہیں لگایا۔

”اے تم لوگ آخر شراب کیوں بھیں پیتے...!“ شہباز نے کہا۔
 ”ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر ہم شراب بھیں گے تو خدا ہمارے لئے نکلت اتارے گا۔ ہم پر کتنے بھوکھیں گے اور ہم ذلیل ہو جائیں گے...!“

شہزادے اسے سنجیدگی سے نا اور خاموش ہو گیا۔ چاروں طرف تھیجے گونجتے رہے۔
”اچھا ب تم گلاس رکھ دو!“ عمران نے غصیلی آواز میں کہا!
”کووا!“ شہزادے جو یک کر اسے گھورنے لگا!

”کام کی بات کرو! اس عارضی فتح پر یا گل نہ ہو جاؤ! یہ جشن اب ختم ہونا چاہئے! تم بار بار یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ فرنگی اس کے ساتھی ہیں!....“

”اوہ....! میں سب کو فنا کر دوں گا....!
”اچھی بات ہے.... تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ساتھیوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دوں!“

مکتبہ نشریں

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

”انہیں کا“ فتح باری

صف صاف ہو...! سہیار بھلایا!

لیا وہر سے ہوائی جہاز بھی لذرما کر کے

”بھی بھی کیوں؟.....“

”میا بھی کسی نے یہاں ہوائی جہازوں کو اترتے بھی دیکھا ہے!“

”ہاں ایک بار میں نے سنا تھا!..... اسی غار والے سے ملنے کے لئے کوئی آیا تھا!“
 ”بن تو پھر تم لوگ یہیں شراب پی لی کر کتنا پتھے رہو! صبح میں واپس آکر تم لوگوں کی لاشیں
 دفرم، کر کر ادوانا گا.....!“

”او سبجیدہ خال کے بیٹے میں تمہیں سر سے او نچا اٹھا کر شخزوں گا!“
 ”تم مجھے نہ اٹھا سکو گے....!“ عمران نے آہستہ سے کہا! ”سنو! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ

الا جلاہٹ میں ہم لوگوں پر بسداری کرادے؟“
”ارے...!“ شہزادِ ملکہ ازانے والے انداز میں بنا ”تم چوہے کیوں ہوئے جا رہے ہو۔

بسماری اب بھی جاری تھی اور وہ بے شمار بھاگتے ہوئے آدمیوں کا شور سن رہے تھے! شور قریب
بڑھتا آ رہا تھا! غالباً بستی والوں نے بھی انہیں غاروں کا رخ کیا تھا! عمران اور اسکے ساتھی دہانے
سے پچھے ہٹ گئے! لوگ گرتے پڑتے غاروں میں لگھ رہے تھے! اگر عمران کے ساتھیوں نے
پہلے ہی سے مشعلیں نہ روشن کر رکھی ہوتیں تو شاید وہ ان بھاگنے والوں کی بد خواہی کا شکار ہو
گئے ہوتے!

”خاموشی سے خاموشی سے!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!

قرب و جوار کے سارے غاروں میں بستی والے شور چاٹتے ہوئے لگھ رہے تھے! اسی شور
میں عمران نے شہباز کی آوازیں سنیں، جو باہر صاف شکن کو پکارتا پھر رہا تھا! عمران بھیڑ ہٹاتا ہوا غار
کے دہانے کی طرف بڑھا! پھر اس نے شہباز کو آواز دی اور وہ تیر کی طرح اس کی طرف آیا!....
”او.... صاف شکن.... میرے دوست.... میرے بھائی!....“ وہ عمران سے لپٹ کر اسے
بھینختا ہوا بولا! ”خیری نظریں وہ بھی دیکھ لیتی ہیں جس پر غیب کے پردے پڑے ہوئے ہیں!“
”تم سے بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا!.... پتہ نہیں اس وقت کتنے آدمی تمہارے اس
جشن کی بھینٹ چڑھ گئے ہوں گے۔!“

”میں کیا کرتا! سنجیدہ خان کے بیٹے! بستی والے خود ہی جشن منانا چاہتے تھے!“

”تم انہیں روک سکتے تھے!“

”اب میں کبھی تمہاری نہیں نہیں اڑاؤں گا!“ شہباز بھرائی ہوئی آواز میں بولا! ”تم بہت عقل
مند ہو!“

طیارہ ابھی تک بستی پر منڈلا رہا تھا مگر شاید بھوں کا اسٹاک ختم ہو گیا تھا! وہ کچھ دیر تک فضا
میں چلتھاڑتا رہا.... پھر اس کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی!

”شہباز!“ دفعاً ایک بوڑھے نے ہاتھ ہلاکر غصیلے لہجے میں کہا ”ہماری تباہی کا باعث یہی
شخص ہے!“

”نہیں....! اپنی آواز میری آواز سے اوپنی کرنے کی کوشش نہ کرو! اپنی تباہی کا باعث ہم
خود ہی بنے ہیں! اگر ہم یہ جشن نہ کرتے! یا اسی وقت اس کا کہنا مان لیتے جب اس نے غاروں
میں گھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تو ہماری یہ حالت نہ بوتی.... کیا ہم سب نے اس کا محکمہ نہیں اڑایا
تھا!“ بوڑھے نے خاموش ہو کر دوسری طرف منہ پھیر لیا!

بچپنی رات بمباری سے نقصان نہ پہنچا ہو اور چاروں طرف عورتوں پجوں اور مردوں کی لاٹھیں
پڑیں نظر آرہی تھیں!

اب عمران صرف اس آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا ہے یہ لوگ غار والے کے نام سے یاد
کرتے تھے! ان کے بیان کے مطابق وہ صرف ایک فقیر تھا اور آہستہ اس نے سارے
شکرال پر سکھ جمالیا تھا!....

عمران نے کوشش شروع کی کہ شہباز کو جلد سے جلد اس بستی کی طرف کوچ کر دینے کے
لئے آمادہ کر لے جیا اس پر اسرار آدمی کا قیام تھا!

شہباز نے کہا! ”میں خود بھی اب بہت بے چین ہوں! لیکن یہ تو سوچو کہ اگر انہوں نے پھر
ہماری عدم موجودگی میں بستی پر دھاوا بول دیا تو اس بار ساری عورتیں اور سارے بچے فا ہو
جائیں گے!“

”پھر....!“ عمران نے سوال کیا!

”میں نے دوسری بستیوں سے کچھ ایسے آدمی مانگوائے ہیں! جو یہاں رہ کر صرف عورتوں
اور پجوں کی حفاظت کریں! اور پھر اس بستی کا ایک ایک مرد تمہارا ساتھ دے گا!“

عمران خاموش ہو گیا! اس کے ساتھی بھی یہی چاہئے تھے کہ جلد سے جلد اس مسئلے کا تفصیل
ہو جائے پھر خواہ وہ زندہ رہیں یا میر جائیں! امید و یہم کی کش کمکش ان کے لئے سوہاں روح ہو رہی
تھی!

سہ پھر تک مختلف بستیوں سے تقریباً تین سو آدمی آگئے! اور جب انہوں نے عورتوں اور
پجوں کی لاٹھیں دیکھیں تو انہیں سنبھالا ناد شوار ہو گیا! انکا اصرار تھا کہ وہ بھی اس مہم میں ان کے
شریک ہو کر ان عورتوں اور پجوں کا انعام لیں گے! شہباز انہیں بدقت تمام اس سے باز رکھ سکا!

بہر حال انہوں نے قسمیں کھالیں کر دے آخري سانسوں تک بستی کی حفاظت کریں گے!
پھر ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر ایک بار پھر زمین لرزنے لگی! تقریباً ڈھانی سو گھوڑے اپنی
ٹوپی اور فقار سے اسے متزلج کر رہے تھے!

شاند انہوں نے بکشکل تمام پانچ یا چھ میل کی مسافت طے کی ہو گی کہ انہیں پھر طیارے کی
گرج سنائی دی۔ عمران اور شہباز کے گھوڑے سب سے آگے جا رہے تھے۔

”وہ پھر آ رہا ہے!....“ شہباز دانت پیس کر بولا! ”اور یہاں چیل میدان میں کہیں سر
چھانے کی بھی جگہ نہیں ملے گی!“ دفعاً عمران رکابوں پر کھڑا ہو گیا!.... شانے سے راکفل

گرے لیکن گھوڑوں کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا! ایک بار پھر وہی پچھلے دن کی سی جنگ مغلوب کا منظر دکھائی دیا۔ قریب ہوتے ہی فریقین نے خبرِ مخفی لئے اور عمران کے فوجیوں نے کلبازیاں سنپال لیں، یہ پورا دستہ چھل جنگ عظیم میں افریقیت کے مخاز پر لڑ کا تھا اور اس نے وہاں خاص طور پر زدلو طریقہ جنگ کی ٹرینگ لی تھی!

میں ہنگام جنگ میں عمران نے شہباز کی آواز سنی، جو کہہ رہا تھا! ”میں نے تجھے دیکھ لیا ہے! او چھپھورے قُفیر...؟“

لیکن شہباز سے نظر نہیں آیا! اس کے دونوں ہاتھوں میں خبر تھے اور اس نے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی تھی! اس کے ساتھی اسے گھیرے ہوئے تھے وہی اس کی نظر ایک طویل قامت آدمی پر پڑی جس کے پھرے پر گھنی داڑھی تھی اور سر کے بڑے بڑے بال الجھے ہوئے تھے! آنکھیں سرخ تھیں اسکے جسم پر شکرالیوں ہی جیسا لباس تھا! لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں وہ شکرالیوں سے بہت زیادہ مختلف معلوم ہو رہا تھا! عمران اس تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا! اب اس نے شہباز کو بھی دیکھا! جو حقیقتاً اس آدمی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا! عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں شہباز چھوٹتے ہی اسے ختم نہ کر دے۔ وہ اسے ہرگز نہ پسند کرتا۔ اگر ان سازشوں کا سار غذہ وہ تھا تو اسے زندہ پکڑنا یہ زیادہ مفید ثابت ہوتا! شہباز عمران سے قبل ہی اس تک پہنچ گیا اس نے اس پر خبر سےوار کیا! لیکن طویل قامت سوار نے جھکائی دے کر اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا! پھر ایسا معلوم ہوا ہے اس کی آنکھیں شعلے بر سانے لگی ہوں!

”خبردار!“ عمران دھاڑتا ہوا اس کی طرف جھپٹا! اتنی دور میں خود شہباز ہی نے کلائی چھڑائی تھی! لیکن خبر اب کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ شہباز نے گھوڑے کی پشت سے اس پر چھلانگ لگائی! لیکن عمران اس کا حشر نہیں دیکھ سکا! ویسے اس نے اسے گھوڑے سے زمین پر گرتے ضرور دیکھا تھا! کیونکہ اس کے چھلانگ لگاتے ہی دراز قد سوار نے بڑی پھرتی سے اپنا گھوڑا اچھپے ہٹالیا تھا!

عمران کو اس تک پہنچنے میں دشواری پیش آرہی تھی کیونکہ اسے بھی اس کے ساتھی گھیرے ہوئے تھے! لیکن وہ جگہ بنانے کی کوشش کرتا ہی رہا! اب تک وہ نصف درجن دشمنوں کو موت کے گھاث اتار چکا تھا! دفعۂ عمران نے تیر بردار فوجیوں کو آواز دی ان میں سے پانچ فور آئی اس کی مدد کو پہنچ گئے!

”راستے صاف کرو!“ عمران نے کہا! ”اس داڑھی والے لمبے آدمی کو زندہ گرفتار کرتا ہے!“ فوجی کلبازیاں چلاتے ہوئے آگے بڑھے! دشمنوں پر ان کی کافی دھاک بیٹھ گئی تھی! ان میں پچھلے والے عمر کے سے بھاگے ہوئے لوگ بھی تھے انہیں ان خوفناک کلبازیوں کا اچھی طرح

اتاری! گھوڑے کی باگ اس نے چھوڑ دی تھی اور دونوں ہاتھوں سے راٹقل تھاے ہوئے آواز کی سمت دیکھ رہا تھا! ... دفعۂ کچھ دور پر طیارہ سفید بادلوں کے نیچے دکھائی دیا! عمران نے نشانہ لیا اور فائر کر دیا اور پھر وہ میگزین لگے ہوئے راٹقل سے پے در پے فائر کرتا ہی رہا! ... گھوڑا اسی رفتار سے دوڑ رہا تھا اور عمران رکابوں پر کھڑا فائر کر رہا تھا!

اچانک طیارے کے پچھلے حصے سے بھورے دھویں کی لکیر نکلنے لگی!

”راستہ کاٹو... راستہ کاٹو...!“ عمران چیخا! ”میں نے اسے مار لیا ہے!“ شہباز نے باسیں جانب اپنا گھوڑا موزدیا اور پھر سب کا رخ اور ہر ہی ہو گیا! البتہ عمران کا گھوڑا اسی سمت دوڑا جا رہا تھا! طیارہ اپنے گلے حصے کے بل نیچے کی طرف آ رہا تھا! عمران نے زین پر بیٹھتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی وہ اور تیزی سے دوڑنے لگا!

پھر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور دور تک آگ پھیل گئی پھر میں سے نکلا کر طیارہ پاش پاش ہو چکا تھا! انہے جانے کتنے گھوڑے اس خوفناک دھماکے سے بد کے اور نہ جانے کتنے سوار پیچے گر کر روندے گئے! عمران بھی شاید موت کے منہ میں پہنچ گیا ہوتا لیکن اس نے بڑی پھرتی سے خود کو سنبھالا اور گھوڑے کو بے قابو نہ ہونے دیا! بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ شکرالیوں ہی کی طرح گھوڑے کی پیٹھ پر زندگی بس رکرتا آیا ہو!

اب اس نے اپنا گھوڑا اسی طرف موزدیا جدھر دوسرے جارہے تھے اور گھوڑی ہی دیر میں انہیں جایا ہو آہستہ آہستہ کرتا تھا ہوئے پھر اصل راہ پر آرہے تھے! ... عمران کو دیکھ کر انہوں نے خوشی کے نترے لگائے۔

”میں تیری پیشانی پر تین بار یوسدہ دیتا ہوں... صرف ٹکن!“ شہباز چیخا ”کاش تو میرے باب کا بینا ہوتا...!“

”میں اپنے ہی باب کا بینا ہو کر پچھتارہا ہوں!“ گھوڑے دوڑتے رہے! ... تاپوں کی آواز سے پھر یلا میدان گونجا رہا! اب پھر عمران نے پیشین گوئی کی اور شہباز نے اسے اسی طرح سنا جیسے وہ بات آسمان سے اترے ہوئے کسی فرشتے نے کہی ہو! اس نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ راستے ہی میں دشمن سے مُبھیز ہو جائے کیونکہ طیارے کے ٹوٹنے کی آواز دور تک پھیل ہوگی!

اس کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ تقریباً میں منٹ بعد ہی مختلف سمت سے بے شمار سوار آتے ہوئے نظر آئے! اور پھر دونوں طرف سے فائرگ شروع ہو گئی! دونوں ہی طرف کے کئی آدمی گھوڑوں سے

تجربہ ہو چکا تھا! وہ کافی کی طرح چھٹے گے!

دفعہ اس لئے آدمی کی نظر عمران پر پڑی اور ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوا جیسے اسے سکتے ہو گیا ہوا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو لکارا کہ وہ کلبازیاں چلانے والوں کو پچھے دھکیل دیں ساتھ ہی اس نے ریو الور سے عمران پر فائز کیا! عمران غافل نہیں تھا!... اس لئے ظاہر ہے کہ کسی دوسرے ہی کے گھوڑے کی زین خالی ہوئی ہو گی!... پھر اس نے پرے کئی فائز عمران پر کئے لیکن کامیاب نہ ہو سکا... کلبازیاں چلانے والے عمران کے لئے راستہ بنا رہے تھے!

دراز قد سوار نے اپنے ساتھیوں کو لکارا اور ایک بار پھر بڑے زور و شور سے جنگ شروع ہو گئی! عمران شہباز کے متعلق بھی سوچ رہا تھا! پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہوا ہو!... بہر حال اس کے خیال کے مطابق وہ بربی طرح کچلا گیا ہو گا!

جنگ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی! اب تک تیر بردار فوجیوں میں سے تین ہلاک ہو چکے تھے!... لیکن اس کے باوجود بھی ان کے جوش و خروش میں کمی نہیں واقع ہوئی تھی بلکہ وہ اب پہلے سے بھی تیزی سے حملہ کر رہے تھے۔ درباری طرف دراز قد سوار کے آدمی بھی اس کی حفاظت کے لئے جانوں پر کھلیل رہے تھے!... جیسے ہی ایک گرنا دوسرے اس کی جگہ لے لیتا!

عمران نے اپنا گھوڑا پچھے ہٹایا!... اب وہ دراصل ڈینی کی ملاش میں تھا!

پچھہ دیر بعد وہ اسے مل گیا! لیکن اس حال میں کہ وہ تھا کہ دشمنوں میں گھر گیا تھا! اور اسکے ہاتھ سست پڑتے جا رہے تھے! شاید وہ زخمی بھی تھا!

عمران نے چھوٹتے ہی ان لوگوں پر حملہ کر دیا!... پہلے ہی ہلے میں دو گرے... عمران کو دیکھتے ہی ڈینی نے پھر سنجالا لیا!... پھر تین منٹ کے اندر ہی اندر وہ دونوں وہاں تھا رہ گئے!

”میں شکریہ ادا کرتا ہوں ماسٹر عمران! دراصل فخر بازی میری لائیں کی چیز نہیں ہے!“ اس نے کہا! ”پرواہ مت کرو ڈینی! تم ایک بہت برا کار نامہ انجام دے رہے ہو! اگر تم نے یہ معركہ سر کر لیا تو زندگی بھر اپنے اس کارناتے پر فخر کرو گے!— اہا! دکھلو!... اس وقت بھی تمہارے پاس وہ جاں موجود ہے یا نہیں جو تم ہمیشہ رکھتے ہو!“

”ہے... ماسٹر... کیوں۔“

”مجھے اس کی ضرورت ہے اور ڈینی!... اگر اب تم الگ بہت کر تھوڑی دیر ستالو تو بہتر ہے!“

”نہیں ماسٹر میں اب اتنا بڑھا بھی نہیں ہوں!“ ڈینی بنس کر بولا! اور زین سے لکھے ہوئے شکار کے تھیلے سے جاں بکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

”مشکریہ ڈینی!....“ عمران نے جاں لے کر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور لڑنے والوں سے دو بھاگتا چلا گیا بلکہ اسی انداز میں جیسے گھوڑا بھڑک کر بے قابو ہو گیا ہوا! اس کے ساتھیوں نے اسے حیرت سے دیکھا! لیکن ان کے لئے ناممکن تھا کہ وہ اس کی مدد کے لئے مجھ سے نکھٹے! البتہ ڈینی نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر رک گیا! اگر عمران نے اس سے جاں نہ مانگا ہوتا تو شاید وہ اس کی مدد کے لئے دوڑھی پڑتا! لیکن اب اسے سوچنے کے لئے رکنا ہی پڑا یہ پر اسرار آدمی آج تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا!

دفعہ اس نے ایک دراز قد سوار کو مجھ سے نکل عمران کے پیچھے پیچھے جاتے دیکھا! یہ ان شکریوں میں سے نہیں تھا! جو ڈینی کے ساتھ آئے تھے اس کا حلیہ عجیب تھا! بے ترتیبی سے بڑھی ہوئی گنجان داڑھی اور سر پر بالوں کا جھنکاڑ!...!

ڈینی نے بے تھاشہ اپنا گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا! اس نے سوچا کہیں یہ وہی پر اسرار فقیر نہ ہو جس کے لئے اتنا کشت و خون ہو رہا ہے!

تینوں گھوڑے کافی فاصلہ سے دوڑتے رہے! پھر دفعہ ڈینی نے عمران کو پلتے دیکھا!... دراز قد آدمی نے عمران پر فائز کیا لیکن ڈینی اس فائز کا انجام نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ اپنے ہولٹر سے ریو الور کھینچنے لگا تھا! اس نے دراز قد آدمی پر فائز کیا! لیکن آواز ہی تھے ہوئی! اس کا ریو الور خالی ہو چکا تھا! پھر بھتی دیر میں ریو الور کے چیزیں بھر گئیں! عمران نے دراز قد سوار کے پانچ یا چھ فائز خالی دے کر اس پر جاں پھینکیا! مگر دراز قد آدمی کا گھوڑا بڑی پھرتی سے اسے پچالے گیا عمران نے پھر جاں مارا لیکن شاہد دراز قد آدمی کا گھوڑا بھڑک ہی گیا تھا!

”ڈینی!...“ عمران چیخنا! ”تم اپنے آدمیوں کے ساتھ رہو! میں اس سے بیٹ لوں گا!—؟“ اور پھر اس کا گھوڑا دراز قد سوار کے بھڑک کے ہوئے گھوڑے کے پیچھے دوڑتا چلا گیا!...

۱۸

جنگ کا فیصلہ ہونے میں دیر نہیں لگی! کیونکہ جس کی پر اسرار قتوں سے ڈر کر وہ شہباز کی لبستی والوں سے لڑ رہے تھے وہ خود ہی بھاگ لکھا تھا! اس کے بھاگنے کے بعد ہی ان کے پاؤں بھی اکھڑ گئے!

وہ ان بھگھوڑوں کو چین جن کر قتل کرتے رہے! اور انکا تعاقب جاری رہا! ڈینی بھی بلٹ کر انہیں میں آملا تھا! عمران کے حکم سے سرتاہی کرنا اس کے بس سے باہر تھا! اور یہ اس کا دل تو بھی چاہتا تھا کہ اسے تباہ نہ چھوڑے!

اس نے شہباز کو دیکھا جس کا پہرہ حد درجہ خوفناک نظر آ رہا تھا اور شاند اس کی پیشانی زخمی تھی جس سے خون بہ بہ کر سارے چہرے پر پھیل گیا تھا اور شاند اس کا بیان ہاتھ بھی بیکار تھا! کیونکہ اس نے گھوڑے کی گام دانتوں سے پکڑ رکھی تھی۔ وابستے ہاتھ میں خجھ تھا جس کی پیاس بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی.... وہ بار بار اٹھتا اور بھاگتے ہوئے آدمیوں کا لہو چاٹ کر دوسرا بار کے لئے پھر تیار ہو جاتا!

صدر نے چوبان سے کہا جو بہت زیادہ زخمی تھا! ”پتہ نہیں یہ گرو گھنٹال کدھر نکل گیا۔ اب میں ان لوگوں کو کس طرح روکوں! یہ تو ہوش ہی میں نہیں معلوم ہوتے۔“ ”بس کچھ نہیں! اسی طرح بھاگتے رہو! کہیں نہ کہیں موت ہمیں بھی آدبو پچے گی! خاور اور صدیقی کو میں نے اپنی آنکھوں سے مر تے دیکھا ہے!“

”کیا وہ... کام آگئے“.... صدر تقریباً جیخ پڑا!

”ہاں“ چوبان نے نہ کہا! ہوئی آواز میں کہا! اور خاموش ہو گیا۔

صدر کچھ دیر تک خاموش رہ کر بولا ”لیکن ان تمام پریشانوں کے باوجود بھی میں عمران کے لئے برے خیال نہیں رکھتا! میرے خداوہ کتنا بے جگہ آدمی ہے!“

”عمران کے لئے کوئی بھی برے خیالات نہیں رکھتا!“ چوبان بولا! ”وہ نہ جانے کیا ہے! کس مٹی سے بنا ہے! بعض اوقات تو میں سوچنے لگتا ہوں کہ کہیں وہ شکرال ہی کی منی سے نہ بنا ہو!.... وہ بہت عظیم ہے صدر! اس نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ کسی کے بس کا کام نہیں تھا!“ دغشاںہوں نے دیکھا کہ بھاگنے والے اپنی نوپیان اتار اتار کر پھینک رہے ہیں اور ان کے گھوڑوں کی رفتارست ہوتی جا رہی ہے!.... پھر وہ رک ہی گئے شہباز کے آدمیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا!.... وہ دونوں ہاتھ انھا انھا کر کچھ کہہ رہے تھے! جیسے ہی وہ خاموش ہوئے گھوڑے کی گام شہباز کے دانتوں سے چھوٹ پڑی اور وہ چنگماڑنے لگا!

صدر کی مدد سے چوبان معلوم کر سکا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا! ”نہیں تمہیں امان نہیں دی جائیگی! تم ظالم ہو.... تم نے وہ کیا ہے جو شکرال میں کبھی نہیں ہوا!.... جاؤ ہماری بستی میں دیکھو!... تمہیں بیٹھاں بچوں اور عورتوں کی لاشیں ملیں گی!.... کیا تمہیں اپنی ماں میں یاد نہیں!... بلا واس خذیر کی اولاد کو ہمارے لئے کوئی نئی آسمانی بنا بسیجھ تاکہ تم محفوظ رہو! وہ کہاں گیا!“

اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا! ”نہیں اتنی بیداری سے قتل کرو کہ ان کی رو میں قیامت تک چھین کر اہمی پھریں!....!“

پھر عمران کے ساتھیوں نے ایک دل ہلا دینے والا منفرد دیکھا! ان کے ہاتھ تواب رک گئے تھے! مرنے والے چیز رہے تھے..... بلبا رہے تھے، رو رہے تھے..... لیکن انہیں قتل کرنے والوں کے ہاتھ کسی طرح نہ رکے.... اور پھر انہوں نے ان کی لاشیں بھی گھوڑوں کی تاپوں سے روندا لیں۔ تویر وغیرہ کو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ زندگی کی آخری حدود پر کھڑے سامنے پھیلی ہوئی تاریکی میں اپنے لئے جگہ تلاش کر رہے ہوں!

حالانکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا! مگر انہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے یہ دنیا کا آخری دن ہو! زمین کسی سیارے سے ٹکرائی ہو۔ سورج کے پر چیز اڑ گئے ہوں!.... شکرالی وحشی بھی گھوڑوں پر دم بخود بیٹھے اپنی ہمیشہ اداس رہنے والی آنکھوں سے پچلی ہوئی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ اور پھر یک بیک ہوا تیز ہو گئی۔

19

عمران دراز قد آدمی کا تعاقب کر رہا تھا! مگر چونکہ اس کا گھوڑا بے قابو ہو کر بھاگ رہا تھا اس لئے اسے پالینا آسان کام نہیں تھا!.... دراز قد آدمی گھوڑے کی گردان سے چھٹا ہوا تھا اور اسے اب تک شاند اس کی ہڈیاں سرمدہ ہو چکی ہوتیں پھر بھی گھوڑے کی بیکی کو شش تھی وہ کسی طرح اسے اپنی پیٹھ پر سے اچھال دے!

لیکن عمران کا اندازہ تھا کہ گھوڑا اپنے کسی جانے پہنچانے ہی راستے پر دوڑ رہا ہے!.... وہ خاموشی سے تعاقب کرتا رہا! پہلے تو اس نے سوچا تھا کہ اس گھوڑے ہی کو ہلاک کر دے، لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر دیا! کیوں کہ اس طرح شاید وہ سوار کو زندہ نہ پاسکتا!

یہ تعاقب تقریباً آدمی گھنٹے تک جاری رہا اور پھر سورج مغربی افق میں بھکنے لگا!.... دفعہ عمران نے دراز قد آدمی کے گھوڑے کو ایک دراز میں گھٹتے دیکھا! عمران پہلے تو پچھلیا! لیکن جب اس کے کافنوں میں دوسرے گھوڑے کی تاپوں کی آوازیں برابر آتی رہیں تو اس نے بھی بے خوف ہو کر اپنا گھوڑا اسی دراز میں ڈال دیا!.... یہاں بہت کم روشنی تھی! اور وہ اپنے گھوڑے کو دوسرے گھوڑے کی تاپوں کی آواز کے سہارے ہی آگے بڑھا رہا تھا!

پھر اسے یک بیک زیادہ روشنی نظر آئی! یہ دراز کے دوسرے سرے سے آرہی تھی۔ جس سے اگلا گھوڑا دوسری طرف نکل گیا تھا!

یہ ایک کافی کشادہ جگہ تھی! اور چاروں طرف اوپنجی اوپنجی چٹانوں سے اس طرح گھری ہوئی تھی کہ ان چٹانوں پر پہلی نظر میں دیواروں کا دھوکا ہوتا تھا!

گھوڑا کیا اور دراز قد آدمی نے اس پر سے کوئے وقت پے در پے تین فائر کئے!... اس وقت عمران کی تقدیر ہی یاد رکھی ورنہ وہ ڈھیر ہی ہو گیا تھا! پہلے فائر پر وہ غفلت سے چوٹا تھا! اور بقیہ دو فائر اس نے اپنی کوشش سے پچائے پھر اس نے اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگائی۔ دراز قد آدمی کاریو اور شامک خالی ہو چکا تھا اس نے عمران پر وہی گھنچ مارا اور پھر وہ دونوں بھڑکے افتباشیں جاتب سے کسی عورت نے کہا! یہ کیا ہو رہا ہے! یہ کون ہے؟“ اور عمران نے اس کی آواز پہچان لی! وہ تحریسیا بدل بنی آف بوہیما کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی!

”یہ فیصلہ ہو رہا ہے۔ تحریسیا اڑانگ!“ عمران نے دراز قد آدمی سے گتھے ہوئے کہا!“ اور یہ تمہارے اسی پرانے خادم عمران کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟“ پھر سناٹا چھاگیا اور وہ جانوروں کی طرح لڑتے رہے!“ دفتدار اڑاز آدمی چینا!“ تم کیا کر رہی ہو سورکی بچی! اس پر فائر کیوں نہیں کرتیں...!“ ”عورتوں کا تھا عمران پر بھی نہیں انھیں سکتا الفانے ذیز...!“ عمران نے اس کے پیٹ پر گھنٹا مارتے ہوئے کہا! اور پھر تحریسیا کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی“ الفانے“ ذیل کتے! تیری یہ مجال کہ تحریسیا کی شان میں گتھا کرے؟“ ”تحریسیا کی بچی ہوش میں آ... یہ وقت جھٹکے کا نہیں ہے!“ الفانے دہڑا... شاید اسی وقت عمران نے پھر اسے ردا دیا تھا، وہ بڑی طرح کراہا!“ ”خاموش کتے! تحریسیا کا غصہ تجھے خاک میں ملا دے گا!“

اس کے جواب میں الفانے نے اسے ایک گندی سی گالی دی!“ ”میں تیرا منہ توڑوں گا الفانے کیونکہ تو میرے سامنے تحریسیا کی توہین کر رہا ہے!“ تحریسیا اب سامنے آگئی تھی اور عمران کو اس طرح آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھی جیسے بیداری کی حالت میں کوئی خواب نظر آگیا ہو!“ ایک بار الفانے عمران کی گرفت سے نکل کر تحریسیا کی طرف جھپٹا! اسی وقت عمران نے ایک پتھر سے ٹھوکر کھائی! لیکن جتنی دیر میں وہ سنبھلتا الفانے تحریسیا کو اٹھا کر سر سے بلند کر چکا تھا! تحریسیا کی جیخ چانوں میں گونخ اٹھی! لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں عمران کے بازوؤں میں تھی! اسے اپنے ہاتھوں پر روکتے وقت عمران کے گھنٹے زمین سے جاگے اور ان میں چوٹیں بھی آئیں! اس نے تحریسیا کو بہت آہنگی سے ایک طرف اتار دیا!... اور پھر الفانے کی طرف جھپٹا، جو زمین سے اپنی را نکلنے کے لئے مچل رہا تھا! لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا! عمران نے

پڑا... پھر اگر عمران سنبھل کر ہٹ نہ گیا ہوتا تو لمحہ کی طرح چلائی جانے والی را نکل اس کے سر ہی پر پڑی ہوتی!...“ عمران دوسرے جملے کا منتظر تھا!... تحریسیا مضطرباںہ انداز سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی!“ میں تم سے ریٹا اسکو اڑ کاغذات کے ساتھ والی مہر طلب کرتا ہوں!“ عمران پر وقار بجھ میں بولا!

”ضرور!... ضرور!“ الفانے سر ہلا کر بولا!“ تمہیں یہاں تمہاری موت ہی لائی ہے!... یہ بھی یاد رکھنے کے لئے ایک عبر تاک واقعہ ہو گا... کہ تم مرنے کے لئے اتنی دور آئے تھے!“ الفانے نے را نکل چینک کر خیز گھنچ لیا!“ ”آؤ! آؤ!...“ عمران سر ہلا کر بولا!“ میں تمہیں اس طرح ماروں گا جیسے تم نے ابھی تحریسیا کے لئے کوشش کی تھی!“

الفانے جھپٹ پڑا... لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے منہ سے ایک طویل کراہ ٹکلی تحریسیا بس اتنا ہی دیکھ رکھی تھی کہ اس کا خیز والا ہاتھ عمران کی گرفت میں آگیا تھا لیکن پھر اسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ الفانے منہ کے بل کس طرح گر پڑا تھا!“ اور اب عمران کا ایک پیر اس کی گردن پر تھا! اور خیز والا ہاتھ اس طرح مردڑا جا رہا تھا کہ الفانے کی چینیں تکل پڑی تھیں!“ مہر کہاں ہے!“ عمران دہڑا...“ نہیں بتاؤں گا!...“

”تم کس ملک کے لئے کام کر رہے تھے؟“
”نہیں بتاؤں گا!...“

”چھا!“ عمران نے اس کے ہاتھ کو جھکلایا اور خیز دور جا پڑا!...“ تحریسیا تو دیکھ رہی ہے!“ الفانے دھماڑا!“ ہاں! تحریسیا پر سکون آواز میں بولی“ میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہ اتنی دور سے مرنے آیا تھا!“ مگر جھوٹا اور شخی خور الفانے اس کے پیروں کے نیچے دم توڑے جا رہے... ہاں! میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ جس نے کچھ دیر پہلے ایک عورت کو زمین پر پٹختنے کے لئے سر سے بلند کیا تھا وہ اب بے بس کچھوے کی طرح لمبیں لے رہا ہے...“ عمران تم نے ابھی کیا کہا تھا! اپنا کام جلد ختم کرو!... میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی!“ مہر بھی میرے ہی پاس ہے!...“ الفانے پھر تحریسیا کو گالیاں دینے لگا!

عمران جھکا! اور الفانے کی گردن دبائے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا! الفانے اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے مچل رہا تھا! لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا! عمران نے

علاوه اور کوئی بھی غار وائے کے راز سے واقف نہ ہو سکا! عمران نے الفانے کی لاش کا راز فاتح نہیں کیا تھا! شکر الی اسے وہی فقیر بحثتے رہے، جو اپنی چالاکی سے ان پر حکمران ہو گیا تھا! شہباز نے اپنے عہد کے مطابق اس کی لاش اسی غار میں پھینکوادی جس میں مردہ مویشی پھیلے جاتے تھے!....

ڈینی اور اس کے ساتھی تحریسیا کو وہی لڑکی بحثتے رہے جس کے حصول کے لئے عمران انہیں اس خطرناک مہم پر لايا تھا!

خاور اور صدیقی بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے اچھا ان کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی تھی! اس نے انہیں زخمی ہو کر گھوڑوں سے گرتے دیکھا تھا اور سمجھا تھا کہ شاید وہ کام ہو گئے! "مگر!.... وہ فقیر!....!" جولیا نے عمران سے پوچھا! "کیا الفانے ہمیشہ سے میں رہتا تھا!"

"نہیں! " تحریسیا کے بیان کے مطابق یہاں ایک ایسے فقیر کا وجود تھا جس نے بھیک مانگتے جگہ لے لی! مقصد صرف یہی تھا کہ وہ شکر الی کو ہمارے ملک کے خلاف سازش کا مرکز بنانے! " یہاں سے واپسی کب ہو گی! " جولیا نے کچھ دیر بعد پوچھا!

"اوه!.... " عمران سمجھیدہ ہو گیا! " یہاں سے اس وقت تک روائی نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاور اور صدیقی سفر کے قابل نہ ہو جائیں! "

یہ حقیقت ہے کہ اب عمران بڑی حد تک سمجھیدہ ہو گیا تھا! اگر وہ ہستا بھی تو اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے کوئی بہت برا جرم کر رہا ہو! یہ کیفیت تین دن تک رہی! پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن پہلے کی طرح صاف ہوتا گیا!

اسے سب سے زیادہ افسوس بلیک زیر و کے مرنے کا تھا! وہ بڑے کام کا آدمی تھا اور اس کے مستقبل سے بہتیری اچھی توقعات وابستہ تھیں!

تحریسیا نے بتایا کہ وہ بھکلتا ہوا اسی علاقتے میں آنکھا تھا جہاں الفانے کا اڈہ تھا! الفانے کے آدمیوں نے اسے پکڑ لیا! اس کے پاس سے ایک ٹرانسپر بھی برآمد ہوا تھا جسے اس نے گرفتاری کے وقت ہی پڑھ کر توڑ دیا تھا!

الفانے نے اسے بڑی اذیتیں دے کر ختم کیا لیکن اس سے ایک لفظ بھی معلوم نہ کر سکا! اس نے جو اپنے ہونٹ بند کے تو شائد پھر وہ آخری سکیون ہی کیلئے کھلے تھے! اسی دوران میں الفانے کو معلوم ہوا کہ شہباز کچھ جنبیوں کو اپنے ساتھ بستی میں لایا ہے پھر وہیں سے وہ بیت ناک کہانی شروع ہو گئی! الفانے سمجھتا تھا کہ شائد کسی دوسرے ملک کے جاؤں وہاں قدم جانا

لے سے سر سے اوپنچا اٹھا کر زمین پر دے مارا! اس کی آخری جیج ایسی ہی تھی جیسے ہزار ہا آدمی بیک وقت پچھے ہوں!

تحریسیا نے قہقهہ لکایا اور عمران کی طرف جبکہ ہوئی بولی! " تمہیں یاد ہے... تم نے ایک رات مجھ سے رہما تھے کی درخواست کی تھی.... آؤ ہم رہما تھیں! " اور وہ زبردستی عمران سیست رہما تھے کی پوزیشن میں آگئی! پھر وہ گانے لگی اور جو کچھ بھی وہ گاری تھی اس کی دھن پر وہ ناچلتے رہے.... تحریسیا کئی بار الفانے کی لاش پر بھی چڑھ گئی!

" آج میری نجات کا دن ہے! " وہ کہہ رہی تھی! " میں بہت خوش ہوں... بہت خوش ہوں... عمران... ایک ایسے آدمی سے مجھے نجات ملی ہے جس سے میں بے حد نفرت کرتی تھی! " اور پھر اس نے اسے بتایا کہ وہ کس ملک کے لئے کام کر رہا تھا! وہ اسے ایک غار میں لے آئی.... وہ مہر سے دی جس کے لئے عرصہ تک وہ ان لوگوں سے الجھا رہا تھا! اور وہ کاغذات اس کے پرورد کئے جن سے یہ ثابت ہو سکتا تھا کہ الفانے کس ملک کے لئے کام کر رہا تھا!

" اب تم مجھے گوئی بھی مار دو تو مجھے پرواہ نہیں ہو گی! " تحریسیا نے کہا! میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں زندگی ہی میں کسی طرح اس سے پچھا چڑھا سکوں! "

" تم نے ہی اسے کیوں نہیں مار ڈالا تھا! " عمران نے پوچھا!

" میں ایسا نہیں کر سکتی تھی! میں اس روایتی تنظیم کی پابند تھی! "

ٹھیک اسی وقت شہباز اور اس کے ساتھی غار میں داخل ہوئے اور عمران چیخا! " مل گئی.... وہ لڑکی مل گئی.... جس کے لئے... میں نے اتنی تکلیف اٹھائی تھی! "

" کیا مطلب! " شہباز سے گھورنے لگا!

یہ لڑکی میرے سر کس میں کام کرتی تھی! ایک فرگی اسے زبردستی اٹھا لیا تھا! مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسے شکر الی میں لے آیا ہے.... اور یہی وجہ ہے کہ تم مجھے یہاں دیکھ رہے ہو!

" سمجھیدہ خان کے بیٹے! " شہباز غربا! " پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا! اوه!... مگر غیر اسے ہٹاؤ!... میں اس سور کی لاش دیکھ چکا ہوں... تم میرے بھائی ہو! میری ماں کے لعل! "

واقعات ایک بھیاںک خواب کی طرح ان کے ذہنوں پر مسلط رہے اور وہ کئی دنوں تک بالکل اسی طرح چلتے رہے جیسے اس میں ان کے ارادے کو دخل نہ ہو!...! البتہ شکر الیوں کے متعلق اندازہ کرنا مشکل تھا کہ ان پر ان حالات کا ذہنی رد عمل کیا ہوا تھا! عمران اور اسکے ماتحتوں کے

چاہتے ہیں۔ وہاں عمران کی موجودگی اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھی!... اور نہ عمران ہی نے کبھی یہ سوچا تھا کہ اس سازش کا سر غنہ الفانے ہو گا! وہ تو جنگ کے دوران میں دونوں نے ایک دوسرے کو بیچاں لیا تھا! حالانکہ دونوں ہی میک اپ میں تھے!

”دوست.... صرف شکن! میں زندگی بھر تمہارا احسان یاد رکھوں گا! مگر مجھے اس کا افسوس ہے کہ میں اس بھک میگے کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کر سکا!“ شہباز نے ایک دن عمران سے کہا۔ ”میا فرق پڑتا ہے!“ عمران سر ہلا کر بولا! ”میں خود کو تم سے الگ تو نہیں سمجھتا!“ ”میا تم آئندہ بھی کبھی شکرال آؤ گے!“

”کیوں نہیں.... سردار شہباز مجھے ہمیشہ یاد رہے گا!“

”تم نے مجھے سے چھپا کیوں تھا کہ تم اسی بھک میگے کیلئے یہاں آئے تھے!“ ”تمہیں یقین نہ آتا“ عمران سر ہلا کر بولا! ”تم یہی سمجھتے کہ تمہیں کسی قسم کا بڑا دھوکا دیا جانے والا ہے.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!“

شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! ”تم ٹھیک کہہ رہے ہو! میں یہی سمجھا کہ وہ غار والا کسی دوسری تدبیر سے مجھے چھاننے کی کوشش کر رہا ہے....!“ تم نے جو کچھ بھی کیا باہت اچھا کیا تم عظیم بھی ہو! اور بہادر بھی میں نے یہ دونوں صفتیں کسی ایک میں آج تک نہیں دیکھیں...!“

”ڈینی کے ساتھیوں میں سے صرف پانچ آدمی پچے تھے! اور وہ بھی اپنی زندگیوں سے کچھ بیزار سے معلوم ہوتے تھے!“

”ڈینی!“ عمران نے اس سے کہا! ”اگر تمہارا کام باٹی ہے!“

”کیسا کام ماشر!“ اس نے اپنی اداس آنکھیں اوپر اٹھائیں!

”والدی شر بجل کے ہیرے!“

”ہیرے....!“ ڈینی دیویوں کی طرح ہنسا اور پھر بولا! ”ہیرے آدمی کے لئے بڑی کوشش رکھتے ہیں! لیکن جب آدمی کو اپنی زندگی کی بے وقتی کا احساس ہو جائے تو پھر ہیرے کہاں!....!“ اب میں بھی تمہاری ہی طرح کہا کروں گا کہ دن بھر میں لاتعداد ہیرے میری جو تیوں کے پنجے سے نکل جاتے ہیں!“

”تم جانو! میں تو تیار ہوں!“

”نہیں ماشر شکریہ! مجھے اس سفر میں ایک ایسا ہیرا ملا ہے جس کا مقابلہ شائد کوہ نور یا اس سے بھی برا کوئی ہیرا نہ کر سکے!“

”اوہ!.... عمران نے حیرت سے کہا!“ میں نہیں سمجھا!“
ڈینی نے فرائی جواب نہیں دیا! وہ کچھ سوچنے لگا تھا.... پھر اس نے یک بیک سر اٹھا کر کہا
وہ ہیرا ایک خیال ہے.... جب یہ نیم وحشی لوگ ایک ٹھوک کھا کر شراب ترک کر سکتے ہیں تو
میں کیوں نہیں کر سکتا جبکہ ان سے زیادہ مہذب اور ہوشمند ہوں!“

”بڑا اچھا خیال ہے.... ڈینی.... یقیناً ہیرا ہے۔ میں اسے تعلیم کر رہا ہوں....!“
”شراءیں بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں ماشر اور ان کے نئے بھی مختلف!.... دولت کی ہوں
بھی ایک طرح کی شراب ہی ہے جس کا نثر زندگی کی اصل راہ سے بھٹکا دیتا ہے لیکن اس راہ میں
بیٹھا رٹھو کریں کھانے کے باوجود بھی نٹھ گہرا ہی ہوتا جاتا ہے۔ کیوں ماشر! کیا میں غلط کہہ رہا
ہوں!“

”نہیں ڈینی تم بہت اونچی باتیں کر رہے ہو!“
ڈینی پھر سر جھکا کر خیالات میں ڈوب گیا!

ایک بیٹھے بعد وہ دونوں سفر کے قابل ہو گئے! لڑکوں کی ذہنی حالت بھی اب اعتدال پر آگئی
تھی! لیکن وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتیں! انہوں نے ایک بار بھی واپس چلنے کے لئے نہیں کہا! ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے اب انہیں یہاں سے واپسی کی توقع ہی نہ ہو!
اس دوران میں جو لیا پھر کھر آئی تھی لیکن تھری یا کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کا چہرہ تاریک
ہو جاتا تھری یا بھی اس سے دور ہی دور رہنے کی کوشش کرتی....!
جس صح وہ سفر کرنے والے تھے اسی راست کو شہباز اور عمران دیر تک جا گتے رہے انہوں

نے بہت سی باتیں کیں!
”صرف شکن! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم یہیں رہ جاؤ! میں تم سے بڑی محبت کرنے کا
ہوں!“
”مگر پیداۓ شہباز.... میری تین بیویاں ہیں! اور اڑھائی درجن بچے! ان کا کیا ہو گا!“

”اوہ.... تو تم نے اس کے متعلق بھی جھوٹ بولا تھا!“
”کیا کرتا! مجھے اس وقت وہی سب کچھ پسند تھا جو تم پسند کرتے تھے!“
”بڑے چالباز ہو....!“ شہباز ہٹنے لگا ”اور عورت خور بھی!.... تین بیویوں کی موجودگی
میں چوتھی کے لئے موت کے منہ میں آگو ہے!“

”میں کیا کروں وہ ستار بہت اچھی بھاجتی ہے.... اور جب وہ ستار بھاجنے لگتی ہے تو میرا دل
چاہتا ہے کہ موگ کے پاپ کھاؤں!“

ہو! دفعٹا جو لیا بھی اس کے قریب پہنچ گئی! پتہ نہیں کیوں وہ ہمیشہ ان کی تھائی میں مخل ہونے کی کوشش کرنے لگتی تھی!

تھریسا نے بہت برا سامنہ بٹایا اور دوسرا طرف دیکھنے لگی! عمران کہہ رہا تھا! ”پتہ نہیں میری مر غیاب کس حال میں ہوں گی۔۔۔ تھریسا کیا بھی تم نے مر غیاب بھی پالی ہیں!

”نہیں!.... میری عمر زیادہ تر خونخوار حصہ کے آدمی پالنے میں گذری ہے! لیکن تم نے ابھی مجھے کس نام سے مخاطب کیا تھا!.... میر انام ریٹا گرامس ہے!

جو لیا ہنس پڑی اور اس نے کہا ”یہ بہات تھیں چھانی کے پھندے سے نہیں پچا سکتا“
”بد تیز لڑکی! ہوش میں رہو! ورنہ تمہارا گھوڑا تھیں کسی غار میں گرا کر سبکدوش ہو جائے گا!

”شٹ آپ!“ جو لیا چھنی!

”اڑے... ہائیں!“ عمران ہاتھ نچا کر بولا! ”یہ کیا شروع کر دیا تم لوگوں نے!
”تم خاموش رہو...!“ جو لیا غرائی!

”ہاں تم خاموش رہو!“ تھریسا نے زہر خند کے ساتھ کہا! ”یہ مجھے کھا جائے گی!
”نہیں تم دونوں مجھے کھا جاؤ!....“ عمران آنکھیں نکال کر بولا! ”ویسے اگر تمہاری لڑائی زبانی ہو تو میں اس سے کافی محظوظ ہو سکتا ہوں! لڑکی ہوئی عورتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں!
وہ دونوں ہی خاموش ہو گئیں! اور جو لیا عمران کے ساتھ ہی چلتی رہی! البتہ تھریسا کے انداز

سے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب عمران کے ساتھ نہ چلانا چاہتی ہو! اس کا گھوڑا تھوڑی دیر بعد ان سے بہت پیچھے رہ گیا!

اسی رات کو انہوں نے پڑا ڈالا لیکن اب ان کے پاس چھولداریاں نہیں تھیں، شہزاد نے اتنے کمبل مبیا کر دیتے تھے کہ وہ نیلی چھت کے نیچے بھی سردی کا مقابلہ کر سکتے تھے! جا بجا آگ روشن کر دی گئی تھی! اور وہ ٹولیوں کی شکل میں تقسیم ہو کر رات ببر کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے! تھکن کے باوجود بھی وہ خوش تھے کہ اب وہ جلد ہی دوبارہ متمدن اور مہذب ناحول میں سانس لے سکیں گے!

آدھے چاند کی پھیلی چاندنی چنانوں پر بکھری ہوئی تھی.... عمران ٹھلٹا ہوا پڑا سے دور نکل آیا تھے دونوں کے شور و شر سے اکتایا ہوا ذہن اس فضائیں سکون اور گھری طہانتی محسوس کرہا تھا!.... وہ چنان پر بیٹھ کر شیب میں دیکھنے لگا جہاں ایک پہاڑی نالہ ہلکے سے شور کے ساتھ بہہ رہا تھا!

”میں نہیں سمجھا!“
”اے بھی نہیں ایہ باتیں اسی وقت سمجھ میں آئیں گی جب تم بھی کسی لڑکی کے لئے موت کے منہ میں کو دو گے...!
”میں اس لڑکی ہی کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا.... ضرغام کا بینا اور کسی لڑکی کے لئے موت کے منہ میں کو دے....!
”میرا باپ سازھے چار فٹ کا آدمی ہے اس لئے مجھے تو کو دنا ہی پڑتا ہے!
”کیا واقتی وہ سازھے چار فٹ کا ہے!
”ہاں بھی؟“

”تھیں اسے باپ کہتے وقت شرم نہیں آئی...!
”میرا باپ سازھے چار فٹ کا ہے!
”ہاں بھی؟“

”تھیں اسے باپ کہتے وقت شرم نہیں آئی...!
”اس وقت آتی ہے جب وہ مجھے جیسے گراہنیل آدمی پر جو تا لے کر دوڑتا ہے...!
ہنسنے لگا! دیر تک ہستارہا پھر وہ سو گیا!

واپسی کا سفر شروع ہوتے ہی انہوں نے خوشی کے نظرے لگائے!.... لیکن یہ سفر عمران کی دانست میں آمد کے سفر سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہونے والا تھا! کیونکہ ان کے سارے جانور جن میں خچر بھی شامل تھے اسی رات جل بھی گئے تھے جب چھولداریوں میں آگ لگائی گئی تھی!
عمران جانتا تھا کہ ایک مخصوص حد تک چلنے کے بعد گھوڑے بیکار ہو جائیں گے اور انہیں سنبالنے کے لئے بھی کافی جدوجہد کرنی پڑے گی! اس کے آگے کے راستے پر خچر ہی کار آمد ثابت ہو سکتے تھے!

شکرال میں انہیں ایک بھی خچر نہیں مل سکا تھا!....
وہ خاموشی سے چلنے رہے! لیکن پھر عمران کو خاموشی کھلنے لگی! اسے کو اس کرنے کا سر پر لاحق تھا! زیادہ دیر تک خاموش رہنے سے اس کی زبان میں گویا اشہن سی ہونے لگتی تھی! اور وہ اس کیفیت کو جس انقباض کے نام سے یاد کرتا تھا!

ٹھیک اسی وقت تھریسا اپنا گھوڑا بڑھا کر اس کے قریب پہنچ گئی!
”آخر تم مجھے کیوں لے جا رہے ہو...!
ایسی صورت میں جب کہ مجھے قانون کے حوالے کرنے کا بھی ارادہ نہیں ہے!“ اس نے پوچھا!

”مجھے خود بھی نہیں معلوم!“ عمران بولا۔
”نہیں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو!“ تھریسا مسکراتی!.... اس کی آنکھوں سے مترش تھا کہ وہ عمران کی زبان سے کوئی ایسی بات سننا چاہتی ہے جو اس کی کسی دیرینہ خواہش کے بر عکس شد

وختا اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی! وہ چونکہ کر مڑا... کوئی عورت اب کی طرف آرہی تھی، راستہ ناہموار ہونے کی بنا پر اسکی چال سے بھی عمران اندازہ نہ کر سکا کہ وہ کون ہے! اور پھر کچھ دیر بعد وہ اسکے قریب ہی پہنچ گئی۔ عمران انھیں کیا!... یہ تحریسیا تھی!

”کیوں؟“ اس نے اس انداز میں پوچھا جیسے اس کا اس طرح آنا سے گراں گزارا ہو!

”تم آخر خود کو سمجھتے کیا ہو؟“ تحریسیا بھی شاید پہلے ہی سے جملائی ہوئی تھی!

”بڑی مصیبت ہے!“ عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا!“ ارے میں خود کو بالکل چغد سمجھتا ہوں!“

”تم سمجھتے ہو کہ تم نے تحریسیا بمبیل بی آف بوہیما کو گرفتار کر لیا ہے... اور قیدیوں کی طرح اسے لے جا رہے ہو!“
”تم تو ریناگراہیس ہو! میں کسی تحریسیا بمبیل بی آف بوہیما سے واقف نہیں ہوں!“ عمران بولا!

”آہا! تو تم مجھ پر رحم کر رہے ہو!“ تحریسیا چڑ کر بولی!“ اس خیال کو دل سے نکال دو! تم سب اس وقت بھی تحریسیا کے رحم پر ہو!“

”واقعی....!“ عمران نے مضمکہ اڑانے والے انداز میں کہا اور پھر ”ارے باپ رے!“ کہہ کر اچھل پڑا اسے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی کتے کا پلہ اس کے پیروں تلے آکر چیخنا ہو پھر وہ بوکھلا کر جھکا اور اسے ملاش کرنے لگا اچانک پھر دیسی تی آواز آئی اور وہ پھر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا! لیکن کتے کے ملے کا کہیں پتہ نہ تھا!

تحریسیا پہنچنے لگی! اور عمران اسے گھورنے لگا!
”ای طرح!“ تحریسیا نے پر سکون آواز میں کہا!“ تمہارے گھوڑے بھڑک بھڑک کر ڈھلانوں میں چھلائیں لگا سکتے ہیں! تم سب جاہ ہو سکتے ہو... میں چاہوں تو یہ لوگ جو اس وقت پڑے سور ہے میں بوکھلا اٹھیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں.... بمبیل آف بوہیما تھا ہزاروں پر بھاری ہے، کیا سمجھے؟“

عمران سنائے میں آگیا! آخر اس نے پوچھا!“ یہ آوازیں کیسی تھیں؟“
”میرے حق سے نکلی تھیں!“ تحریسیا بولی!“ اور اس میں کمال بھی ہے کہ تم نے انہیں اپنے پیروں کے نیچے محسوس کیا تھا!“

”واقعی کمال ہے!“ عمران کے لمحے میں حیرت تھی! پھر اس نے سنبھل کر کہا!“ اگر میں تجھے قیدی سمجھتا تو ہتھ کڑیاں ڈال کر لے چلتا... تم اس خیال کو دل سے نکال دو!“

”پھر اس طرح لے چلنے کا کیا مقصد ہے؟“

”کوئی مقصد نہیں! کیا میں تمہیں ان درندوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آتا!“

”عمران!“ وہ قریب آکر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی!“ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں ورنہ اس دن وہاں الفانے کی بجائے تمہاری لاش ہوتی!“

”اور فرشتے اسے برباد راست آسمان پر اٹھا لے جاتے!“ عمران نے سر بلکر کہا!

”میں تمہاری تحریک نہیں کر رہی! تم جیسا دلیر آدمی آج تک میری نظریوں سے نہیں گزرنا... دلیر اور مخدنے دماغ والا... جب تم لڑتے ہو تو ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ تمہیں حریف کی طرف سے کوئی خدشہ ہو!... تمہارے لڑنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جیسے تم کوئی کھلی کھلی رہے ہو! تم انتہائی چالاک ہو... انتہائی دانشمند... اگر یہ بات ہوئی تو تم ان درندوں کو کیسے رام کرتے! میں آج بھی اس پر تمہیر ہوں... الفانے کو تو انہیں کے ایک آدمی کی بجائے لئنی پڑی تھی!“

”تم کہنا کیا چاہتی ہو تھریسیا!“

”پچھے نہیں... یہی کہ اس کے باوجود بھی تم ایک ناکارہ آدمی ہو!... میں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتی جو کسی عورت کے جذبات کو نہ سمجھ سکے۔

”ارے باپ رے....!“ عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا!

”تم گدھے ہو!“ تحریسیا جھلا کر بولی اور جانے کے لئے مڑ گئی! عمران اسے پڑاؤ کی طرف جاتے دیکھتا رہا...! مہم چاندنی اب بھی اسی طرح بکھری ہوئی تھی! پچھہ دیر بعد وہ وہیں آکر سو گیا جہاں سب سور ہے تھے!

اور دوسری صبح تحریسیا غائب تھی! ایک گھوڑا عابض تھا اور تھیلا جس میں کھانے پینے کا سامان جہاں تحریسیا سوئی تھی! وہاں ایک پھر کے نیچے ایک خط ملا جس میں تحریسیا نے عمران کو طب کر کے لکھا تھا!

”میں جا رہی ہوں! لیکن زندگی کے کسی بھی حصے میں تمہیں نہ بھلا سکوں گی تم پر اعتناد نہیں کر سکتی ورنہ تمہارے ساتھ ہی چلتی! کبھی نہ کبھی پھر ملاقات ہو گی! لیکن شاید وہ جرنیوں کی شکل میں۔ ہم کبھی نہ مل سکیں! اُنی تھری بی کی تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنے جا رہی ہوں! لیکن یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس زندگی کا انداز کیا ہو گا! تم ہمیشہ خوش رہو... اور کاش کبھی میرے متعلق بھی

سچ کو؟”

عمران نے خط پڑھ کر جیب میں رکھ لیا اور ڈینی سے بولا ”اسکی تلاش اب فضول ہے!“

”یکوں ماشر! اکیا ہماری محنت اور قربانی یو نبی ضائع ہو جائے گی!“ ڈینی نے حرمت سے پوچھا!

”نبیں اس کی یہ تحریر میرے پاس موجود ہے! اس سے یقیناً ثابت ہو سکے گا کہ ہم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے گراب اسے کیا کیا جائے کہ وہ خود ہی اپنے والدین کے پاس واپس نہیں جانا چاہتی.....! کچھ بھی ہو ڈینی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس کا معادو حصہ بہر حال ملے گا!“

”اس نے خط میں کیا لکھا ہے!“

”یہ ایک راز ہے ڈینی.... اسے نہ پوچھو ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کا راز!“ عمران کا جواب تھا ڈینی مغموم نظر آنے لگا..... قافلہ چلتا رہا! جو لیادل کھولن کر نہ رہی تھی۔ بات بات پر قنیتے لگا رہی اور عمران کے دل پر سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا..... اگر وہ اس طرح نہ جاتی تو اس کے خلاف اسے کچھ نہ کارروائی تو کرنی ہی پڑتی!

ختم شد